بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا كتبنا ينطق عليكم بالحق

یہ ہمارا دفتر ہے ، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمن

[illegible]

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ۸

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

۲۹۷٫۶۱۶
م ۲۹۵ ا
ج-۳
(۸،۹،۱۰،۱۱)
20940

نام کتاب ــــــــــ مواہب الرحمٰن

موضوع ــــــــــ تفسیر قرآن شریف (اردو)

تالیف ــــــــــ علامہ سید امیر علیؒ

ناشر ــــــــــ مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ لاہور

مطبع ــــــــــ کنول آرٹ پریس جان محمد روڈ انارکلی لاہور

صفحات ــــــــــ ۸۵۶

تعداد ــــــــــ ۱۱۰۰

جلد سوم ــــــ بار اوّل ــــــ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ اپریل ۱۹۷۷ء

میں نے اس تفسیر کے متن قرآن پاک کو لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے۔ میرے علم میں اس میں کوئی لفظی یا اعرابی غلطی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی لفظ چھوٹا ہے۔

(مولانا حافظ) مشرف علی تھانوی خطیب جامع مسجد واپڈا کالونی لاہور

Marfat.com

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا

اور اگر ہم اُنپر اُتارین فرشتے اور اُنسے بولین مردے اور جلا دین ہم

عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ○

اُنپر ہر چیز کو اُنکے سامنے ہرگز ماننے والے نہین مگر جو چاہے اللہ پر یہ اکثر نادان ہین

وَلَوْ اَنَّنَا یعنے اگر ہم اُن لوگون کا سوال نزول آیات ومعجزات کا قبول کرکے نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ اُنکی جانب ملائکہ کو نازل فرماتے جیسے اُن لوگون نے ہمارے رسول صادق مصدوق حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہے۔ کما قال تعالیٰ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا الآیۃ۔ یعنی کافرون نے مجادلہ کیا کہ ہم تجھے جب مانین گے کہ چنین وچنان ہو از انجملہ یہ کہ تو ہمارے روبرو لادے اللہ تعالیٰ کو اور ملائکہ کو یعنے وہ تیرے صدق نبوت کی گواہی دین تب ہم مانینگے اور کہا۔ لولا انزل علیہ الملائکۃ او نری ربنا الآیۃ۔ یعنی رسول پر گواہی کے لیئے فرشتے کیون نہین نازل کیئے گئے یعنے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے لیئے ہمپر گواہی دیتے یا ہم لوگ خود ہی اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے۔ ہمارے باپ دادے جو صدہا برس پہلے مر چکے ہین دوبارہ زندہ ہوکر گواہی دین کہ بیشک یہ شخص رسول ہے یا آیندہ دار آخرت ہے یا قیامت مین حشر ونشر ہوگا بلکہ اُن مُردونکا زندہ ہوکر ہمسے باتین کرنا بھی ہمارے واسطے اس امر کی دلیل ہوگی کہ دوبارہ زندہ ہونا ممکن ہے پس حق عزوجل نے اُن جاہلون کی فہمایش کے لیئے ارشاد فرمایا۔ کہ لو اننا نزلنا الخ یعنے اگر ہم اُنکی خواہش کے موافق اُنپر ملائکہ اُتارین۔ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى کما اقترحوا۔ یا اُنسے مُردے باتین کرین جیسے کہ اُنھون نے ہٹ باندھی تھی پس موتیٰ اگلے زمانے کے زندہ ہوکر آتے۔ وَحَشَرْنَا جمعنا۔ اور جمع کردیتے ہم عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا اُنپر ہر چیز کو فوج فوج یا آنکھون کے سامنے مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا تو بھی نہ تھا کہ یہ لوگ ایمان لاوین کیونکہ علم الٰہی مین انکا کافر رہنا مقدر ہوچکا ہے پس ہدایت پر آنا انکی قدرت مین نہین بلکہ اوتعالیٰ کی طرف سے ہے بلکہ ملائکہ ووحی سے انکو استطاعت نہین ہے۔ قُبُلًا بضمتین جمع قبیل یعنے فوج فوج کرکے اور یہی مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا۔ اور حاصل آنکہ اگر آنکے پاس تمام امتین گذری ہوئی فوج فوج کردیجاتین اور وہ رسولون کی سچائی کی گواہی دیتین تو بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے۔ اور علی بن ابی طلحہ وعوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قُبُلًا بضمتین کے معنی مقابلہ ومعاینہ کی روایت کیئے اور یہی قتادہ وعبدالرحمن بن زید کا قول ہے۔ اور واحدی رحمہ اللہ نے اہل لغت کا اسپر اجماع ذکر کیا پس نافع وابن عامر نے جو قبلا بکسر قاف وفتح با مصدر بمعنی معاینہ ومقابلہ پڑھا ہے تو دونون قراءۃ کے ایک ہی معنی ہوگئے اور یہی اصل ہے۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ قبلا جمع قبیل بمعنی کفیل ہو جیسے قولہ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا۔ مین ہے حاصل آنکہ اگر محشور کردین ہم ہر شی کہ جو انپر کفیل ہو کہ بعد موت کے جو حال انبیاء علیہم السلام خصوص محمد صلعم نے بیان کیا سب برحق ہے تو بھی ایمان نہ لاوین۔ بیضاوی وزمخشری وغیرہ نے قبیل کی کفیل ہی سے تفسیر لکھی ہے حاصل آنکہ اوتعالےٰ نے ایسے لوگون کے ایمان سے قطعی انقطاع کردیا کہ جنکے حق مین کفر ابدی مقدر ہے اگرچہ دہ جملہ آیات دیکھ لین تو بھی ایمان نہین لاسکتے ہین اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مفسر رح نے اسکو بمعنی لکن قرار دیا یعنے استثناء منقطع ہوا اور بیضاوی نے زمخشری کے مانند استثناء متصل کیا بتقدیر آنکہ لیس لہم ان یومنوا فی حال الا فی حال المشیۃ۔ یعنی یہ لوگ نہین ایمان لاسکتے کسی حال مین الا در حالیکہ مشیت الٰہی مین انکا ایمان مقدر ہو۔ وقول مفسر ارجح ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ اسے لا یعلمون ذلک یعنی المین سے بہتون کو یہ بات معلوم نہین ہے پس اصل اس بارہ مین یہ ہے کہ اوتعالےٰ عزوجل کی طرف رجوع

Marfat.com

لا دے اور اُس سے ہدایت کا اور اُسپر ثابت رہنے کا سوال کرے اور آیات وغیرہ پر اپنی قدرت پر زعم کرنا غلط اور جہالت ہے اور یہ صریح ہے کہ
ہدایت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے پس جسکو وہ تعالیٰ ہدایت نہ دے وہ کبھی ہدایت نہ پاویگا اور یہ آیت بمانند قولہ تعالیٰ
ان الذین حقت علیھم کلمۃ ربک لا یومنون ولو جاءتھم کل آیۃ حتی یروا العذاب الالیم جن لوگون پر تیرے پروردگار کا کلمہ ثابت ہوچکا وہ
ایمان نہین لاوینگے اگرچہ اُنکے پاس تمام آیات و معجزات آجاوین یہانتک کہ عذاب الیم دیکھین یعنی عذاب موت و عذاب قبر و عذاب
آخرت اُسوقت ایمان لاوینگے ولیکن کچھ فائدہ نہوگا اور اسمین حضرت صلعم کو علم دیا اور تسلی فرمائی۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ط
اور اسی طرح رکھے ہین ہمنے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہین ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کی

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نکرتے تو چھوڑ دے وہ جانین اور اُنکا جھوٹھ اور تا جھکین اُسطرف دل اُنکے جو یقین نہین رکھتے آخرت کا

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ○
اور وہ اُسکو پسند کرین اور تا کہ کیئے جاوین جو غلط کام کر رہے ہین۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا یعنے اے محمد صلعم ایسے ہی ہمنے اگلے انبیاءؑ کے دشمن کردیے تھے جیسے تیرے دشمن کردیے ہین پس
تو غمگین مت ہو پھر عدوًا کا بدل قرار دیا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ شیطان یعنی سرکش و شریر و نافرمان مراد ہے جسکو عربی اردو کہتے ہین
اور جمع اسکی مَرَدَۃ ہے۔ یعنی ایسے ہی ہر نبی کے دشمن کردیے اور وہ دشمن شیاطین الانس والجن ہین قال قتادہ رح انسانون مین
سے شیطان ہین اور جنون مین سے شیطان ہین۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ فی الحدیث مجھسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تونے شیاطین الانس
والجن سے پناہ مانگی یعنے نماز مین انسے پناہ کی دعا مانگی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آدمیون مین بھی شیطان ہین فرمایا کہ ہان اور آدمیون
کے شیطان بہ نسبت اصلی شیطانون کے زیادہ ضرر پہونچاتے ہین رواہ عبد الرزاق والامام احمد وابن مردویہ وابن جریر وابن ابی حاتم
من طرق عنہ منقطعًا وموصولًا کما اوردہ الحافظ رح وذکر ان المجموع یفید انہ حدیث صحیح يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ
غُرُوْرًا وحی سے مراد وسواس ہے یعنی آپس مین ایک دوسرے کو وسواس دلاتے وبہکاتے ہین۔ اور زخرف یعنی باطل جو اوپر
سے ملمع کیا ہوا اور لیپ پوت دیا گیا ہو یا نقش و نگار بیہودہ کیا گیا ہو مدارک مین ہے کہ مالک بن دینار رح نے فرمایا کہ اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم پڑھتا ہون تو شیطان بھاگ جاتا ہے ولیکن شیطان الانس بہت سخت ہین کہ میری آنکھون کے سامنے آکر مجھکو بہکاتے ہین۔ بالجملہ
شیطان اپنے پردے کرنے والون کو وسواس دلاتا ہے اور وہ لوگ اسکو قبول کرلیتے اور بسبب جہالت اور بعدم نور باطن وعدم
ہدایت کے نہین پہچانتے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے پھر اُسکو یقین کرکے دوسرون کو بہکاتے ہین اور یہ سب اہل حق واہل ایمان کی ایذا
رسانی کرتے ہین اور مترجم پناہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ سے ان شیطانون انس وجن سے اور دعا کرتا ہے کہ وہ تعالیٰ اپنی رحمت سے
مترجم کو انکے شر وفتنہ سے محفوظ فرمادے آمین اور واضح رہے کہ بدون مشیت الٰہی کے ان شیطانون کو کوئی قدرت نہین ہے
اسی واسطے فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ ای ما فعلوا الایحاء المذکور۔ اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو یہ لوگ آپس مین ایسے
وسوسہ دلانے کو جو مذکور ہوا نہ کرتے لیکن مشیت وحکمت الٰہی مین جاری ہوا اسلیئے یہ سب کے سب ایسی گمراہی وکفر کو کرتے ہین

Marfat.com

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ اے فدع الکفار وما یفتری الکفار من الکفر وغیرہ مما زین لہم یعنی چھوڑ دے کافرون اور اُنکے مفتریات کفر وغیرہ کو جو اُنکی نظرون مین مزین کیئے گئے ہین مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ حکم قتال ہونے سے پہلے یہ حکم آیا تھا وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ یہ عطف ہو غروراپر اور معنی صغو کے میل کرنا ای لتمیل الیہ تاکہ اسکی طرف مائل ہون اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ دل اُن لوگون کے جو آخرت پر ایمان نہین لاتے ہین یعنے زخرف وغرور کی طرف کافر لوگون کے دل مائل ہون لتصغی مین لام امر نہین ہو بلکہ لام کَی ہو۔ اور مفسر رحہ نے جو غروراپر عطف قرار دیا وہ باعتبار معنی کے ہو یعنی لیغروہم ولتصغی یعنی زخرف القول کی وحی کرتے ہین تاکہ مغرور ہون اور تاکہ جھکین اُسکی طرف وَلِيَرْضَوْهُ اور تاکہ اس زخرف القول کو گوش دل سے سنکر اپنے واسطے پسند کرین وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ابن عباس نے فرمایا اور تاکہ کماوین جو کچھ وہ کما رہے ہین یعنی کفار جو گناہ سمیٹ رہے ہین وہ بھر پیٹ خوب کماوین تاکہ آخر قیامت مین جسپر ایمان نہین رکھتے ہین پورا عذاب پاوین۔ ابوحیان رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ان باتون مین ترتیب نہایت فصاحت کے ساتھ ہو کہ پہلے تو شیاطین کی طرف سے غرور و فریب ہوا جسکو کافرون نے گوش دل سے سنکر میل کیا پس اپنے حق مین اُسکو پسند کیا پھر اسی کے موافق بداعمالیان کمانے لگے

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ

اب سوائے اللہ کے کسی اور کو منصف کرون اور اُسی نے تمکو یہ کتاب بھیجی واضح اور جنکو ہمنے کتاب دی وہ سمجھتے ہین کہ یہ

مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ

نازل ہوئی ہو تیرے رب کے پاس سے تحقیق سو تومت ہو جیو شک لانیوالا اور تیرے رب کی بات پوری سچ ہو اور انصاف کی کوئی بدلنے والا

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

نہین اُسکے کلام کو اور وہی ہو سنتا جانتا

مشرکون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ اپنے و انکے درمیان کسی کو حکم بناوین تو نازل ہوا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا یعنی بھلا سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کو قاضی و حاکم بناؤن کہ وہ میرے تمھارے درمیان مین حکم ہو حالانکہ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ وہی پاک پروردگار ہو جسنے تمھاری طرف قرآن نازل کیا مُفَصَّلًا اس حالت پر کہ وہ قرآن مفصل ہو یعنے اسمین حق کو باطل سے جدا کرکے بیان کیا گیا ہو۔ یہ استفہام توبیخی انکاری ہو یعنے اے مشرکو تمپر ملامت ہو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کو حکم بناتے ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر دنیا مین قاضی و حاکم کیون شرع مین جائز ہین اور نیز اللہ تعالیٰ کے قاضی بنانے سے فیصلہ کیونکر معلوم ہوگا۔ تو جواب یہ ہو کہ جملہ وہو الذی الخ اسی وہم کا رد ہو یعنے اُسنے کتاب مفصل اُتاردی جسمین باطل و حق کو جدا و تمیز کر دیا پس حکم الٰہی میرے تمھارے معاملہ مین اس کتاب سے ثابت ہو۔ اور قاضی بنانے کے یہ معنی ہین کہ قرآن مجید سے سمجھکر ہر معاملہ کا حکم بتادے نہ آنکہ اپنی رائے سے بتادے ورنہ حکم حق نہوگا آیت مین دلیل ہو کہ قاضی ضرور ہو کہ احکام قرآن کو جانتا ہو۔ اور دلیل ہو کہ مدعی و مدعا علیہ اگر کسی عالم فقیہ سے اپنے مقدمہ مین حکم الٰہی حاصل کرین تو جائز ہو بلکہ یہی صواب ہو کہ مسلمان اس زمانہ مین اسی طرح فیصلہ کرلین تاکہ اپنے معاملہ مین حکم حق حاصل کرین اور کچہریون مین زحمتین اور رنج اُٹھاوین، فافہم۔ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الف لام عہد کا ہو اور مراد توریت ہو لہذا مفسر رح نے کہا کہ معنی آنکہ اور جن لوگون کو ہمنے دی کتاب یعنی توریت مانند عبداللہ بن سلام وانکے ساتھیون کے يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ اکثر کی قراءۃ منزل از انزال ہو اور ابن عامر و حفص کی قراءۃ مین تنزیل سے بتشدید ہو فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ امتراء بمعنی شک مین ہونا یعنی تو شک والون مین سے

Marfat.com

ست ہو۔ اور چونکہ آنحضرت صلعم پر نزول وحی خود تھا پس انکو تو اسمین شک نہین تھا اور یہ ظاہر ہے لہذا مراد اس سے کافرون پر مقرر و ثابت کرنا ہے
کہ قرآن مجید حق ہے اور زمخشری وغیرہ نے یہ اختیار کیا کہ معنی یہ ہین کہ تو اس بات مین شک کرنے والا مت ہو کہ اہل کتاب جانتے ہین کہ
قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ ارجح ہے اسواسطے کہ سورہ مکیہ ہے اور عبداللہ بن سلام کا ایمان مدینہ مین واقع ہوا لہذا
مراد آیت سے یہ ہے کہ اہل کتاب کو قرآن حق ہونیکا علم ہے پس اگر جہال مکہ اسکو نہ مانین تو تجھکو غم نہونا چاہیے اور یہ اخبار از غیب ہے۔ فافہم ۔
بالجملہ تجھکو شک نہ کرنا چاہیے اس امر مین کہ اہل کتاب تیری نبوت اور قرآن کی حقیقت کو اپنی کتابون سے بخوبی جانتے ہین وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
کلمہ سے مراد احکام شرع و وعدہ و وعید ہین اور یہ مومنون پر فضل ہے کہ قرآن مین انکی تکمیل ہوئی ہے یعنی پورا ہوا کلمہ تیرے پروردگار کا۔ صِدْقًا
وَّعَدْلًا از راہ صدق و عدل کے۔ یہ تمیز محول از فاعل ہے یا حال ہے یعنی کوئی اسمین سے کچھ تبدیل نہین کر سکتا چنانچہ فرمایا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ
یعنی کوئی چیز ایسی نہین کہ ان احکام کو تبدیل کرے یا اُسکے وعدہ و وعید مین خلاف ہو۔ اس سے ظاہر ہوا کہ احکام شرع مین زمانہ کی گردش سے
کوئی تبدیل نہین ہوسکتی ہے اور جو شخص تبدیل کو جائز سمجھے وہ کافر گمراہ ہے جیسے اس زمانہ مین بعضے ملحد مبتدع کہتے ہین۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وعید
عذاب مین بھی خلاف نہوگا بلکہ جسکو جسطرح وعید ہوئی ہے ویسا ہی واقع ہوگا مگر اشاعرہ خلف الوعید کو بنظر کرم جائز سمجھتے ہین وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
یعنے ہر قول کا سننے والا اور ہر فعل کا جاننے والا ہے اُسپر کچھ پوشیدہ نہین پس جو کوئی جیسا کریگا اُسکی جزا و سزا پاویگا **ف** بعض نے کہا کہ قولہ
تمت کلمۃ ربک مین کلمہ سے مراد قرآن ہے اور حاصل اُسکا جیسے توریت وغیرہ مین لوگون نے تحریف کی ویسے قرآن مجید کی تحریف پر کوئی قادر نہوگا
پس اس سے نکلا کہ قرآن مجید ہمیشہ محفوظ رہیگا جب تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے اور تمام کے معنی یہ کہ انتہا پر پہونچا اور حضرت انس رض سے روایت ہے
کہ یہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ رواہ ابن النجار و ابن مردویہ عنہ مرفوعًا۔ عامر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت صلعم مسجد الحرام مین داخل
ہوئے اور بتون کو مارتے اور توڑتے اور باہر پھینکواتے جاتے اور زبان سے پڑھتے جاتے وتمت کلمۃ ربک صدقًا وعدلًا الآیۃ۔ قولہ
صدقًا وعدلًا مفسر رح نے مانند شیخ ابن جریر اور شیخ عکبری رح کے اسکو تمیز قرار دیا اور ابن عطیہ نے کہا کہ یہ صواب نہین کیونکہ اسمین ابہام نہین ہے
اور مترجم کہتا ہے کہ یہ وہم ہے کیونکہ تمام ہونے مین تمامیت باعتبار تکمیل افادہ وغیرہ امور کے ہوسکتی ہے پس صدق و عدل سے مراد ہونا تمیز
کر دیا کواشی نے اسکو حال کہا یا مفعول لہ کا اعراب بیان کیا قتادہ رح نے کہا کہ صدق ان کلمات مین جنمین وعدہ و وعید ہے اور عدل ان کلمات مین جنمین حکم ہے اور بعض نے
کہا کہ ہر وعدہ و وعید و احکام سب صدق و عدل سے ہین نیز وعدہ و وعید و احکام و اگلی اُمتون کے اخبار اور آیندہ قیامت تک ہونیوالے امور کے اخبار وغیرہ جملہ امور
جنکی خبر قرآن مجید مین ہے سب صدق و عدل ہین اور یہ دلیل ہے باعتبار عموم کے فافہم قولہ لا مبدل لکلماتہ امین محمد بن کعب رح سے مروی ہے کہ جو کچھ امر دنیا و آخرت مین فرمایا ہے
کسی مین تبدیل نہین ہے اسمین دلیل ہے کہ جو دوزخی ہوا وہ جنتی نہین ہوسکتا اور جو جنتی ہوا ہے وہ دوزخی نہین ہوسکتا اور یہی متواتر اخبار صحیح و آیات کریمہ سے ثابت ہے
اور یہی اہل سنت کا اعتقاد ہے فاحفظہ **ف فی العرائس** وتمت کلمۃ ربک الآیۃ او تعالیٰ نے اپنے سابق کلمات قدیم سے خبر دی جو کلام نفسی ہین جنمین خود بخود
در ذات خود کلام فرمایا پس جو اہل معرفت توحید بندون کے حق مین قبل اُنکے وجود کے اور قبل اُنکی نماز روزہ وغیرہ نیک اعمال کرنیکے بدون کسی علت کے سبب بلکہ قبل
اُنکے وجود کے اُنکے حق مین محض فضل و کرم سے انعام و اکرام مقدر فرمایا ہے اسمین تبدیل کسی فعل و حرکت سے نہین ہوسکتی ہے اور جو اسکی مشیت ہے وہ عین صدق
وعدل ہے پس اہل توحید و عرفان کے حق مین حُسن قبول اُسکی مشیت و احسان و فضل ہے او تعالیٰ قادر مختار ہے جو چاہے کرے کسی بندہ کو چرا چنین
مخلوق ہے دم مارنے کی مجال نہین ہے اور تمام ہونا کلمات کا یہ بھی ہے کہ لطف عنایت سے بدون بندون کی طرف سے کسی علت کے
اُنکو انعام و اکرام سے قطعًا سرفراز کیا اور جو وعدہ فرمایا وہ ضرور واقع ہونیوالا ہے۔ اور قولہ لا مبدل لکلماتہ سے واضح ہوا کہ

اہل عنایت پر جو سابقہ رحمت ہو اسکو کوئی تبدیل نہین کرسکتا اور موارد امتحان انکو مردود نہین کرسکتے جیسے مردود کو ظاہری افعال مقبول نہین کرسکتے ہین بعض نے قولہ صدقا و عدلا کی تفسیر مین کہا کہ صدق ہو مومنین کے لیئے کہ انکو جو دیا سب فضل ہو اور عدل ہو کافرون پر کہ میزان عدل مین ہلاک ہوے اور پورے نہ اُترے

وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ○

اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگون کا جو دنیا مین ہین تجھکو بہکا دین اللہ کی راہ سے سب ہی چلتے ہین خیال پر اور سب اٹکل دوڑاتے ہین

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ○ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ

تیرا رب ہو خوب جانتا جو بہکتا ہو اسکی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہو جو اسکی راہ پر ہین سو تم کھاؤ اُسمین سے جسپر نام لیا اللہ کا اگر تمکو

بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ○ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ

اُسکے حکم پر یقین ہو اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ اُسمین سے جن پر نام لیا اللہ کا اور وہ کھول چکا جو کچھ تم پر حرام کیا ہو مگر جسوقت ناچار ہو

إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ○

اُسکی طرف سے اور بہت لوگ بہکاتے ہین اپنے خیال پر بغیر تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہو جو لوگ حد سے بڑھتے ہین

وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ اکثر سے مراد کفار ہین کیونکہ وہی بہت ہین اور اہل ایمان تھوڑے ہین اور بعض نے کہا کہ ارض سے مراد مکہ ہو یعنی مکہ والون مین سے اکثر لوگون کے اور وہ اسوقت کفار تھے اگر تو اطاعت کریگا تو يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ تجھکو دین الٰہی سے بھٹکا دینگے یعنی ایسی باتین وہم و شیطان کی بتلا دینگے جنکے ماننے سے غضب الٰہی ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ مقہور کرکے اسکو ہدایت سے محروم کردیتا ہو اور یہ شرط ہو مقتضی وقوع نہین بلکہ امت کو تعلیم ہو کہ اہل مکہ یا کفار کے باتون پر نہ رہین اور حق سے تجاوز نہ کرین إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ مردار کے بارہ مین مکہ کے کفار نے جھگڑا کیا اور کہا کہ جو اللہ تعالیٰ نے مار ڈالا وہ بہ نسبت لوگون کے مارے ہوے جانور کے بدرجہ اولیٰ کھانا چاہیئے تو فرمایا کہ ان یتبعون الا الظن یعنی تیرے ساتھ مجادلہ کرنے مین یہ لوگ نہین پیروی کرتے مگر اپنے وہم و گمان کی جسکی کچھ اصل نہین اور ایسے ہی بتون کے بارہ مین انکو مستحق عبادت خیال کرتے ہین اور مانند اسکے وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ خرص دراصل اندازہ کرنے کو کہتے ہین جسمین تحقیقی بات معلوم نہو جیسے درخت کے پھل اندازہ کرنے کو خرص بولتے ہین پس حاصل انکا حالت انکی یہ ہو کہ تحقیقی بات کو نہین مانتے اور اپنے اندازہ تخمینہ پر چلتے ہین جہان خرص جائز نہین ہو پس خارص اپنی خرص کو تحقیق کہے تو جھوٹا ہو لہٰذا مفسر رح نے کذب سے تفسیر کی جیسا کہ بعض سلف سے مروی ہو یعنے نہین یہ لوگ مگر آنکہ جھوٹ بولتے ہین۔ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ واضح ہو کہ اعلم صیغہ اسم تفضیل ہو اور وہ اسم ظاہر کو نصب نہین دیتا لہٰذا من اس سے منصوب نہین ہوسکتا تو بعض نے کہا کہ مَن مقدر بباء ہو اور بعض نے کہا کہ منصوب بفعل یعلم ہو جسکی جگہ اسم تفضیل آیا ہو اور مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ اعلم بمعنی عالم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ ہونے والے کو سوا اسکے کوئی نہین جانتا ہو وہی عالم ہو اور بعض نے کہا کہ اسم تفضیل بھی کبھی اسم ظاہر کو نصب دیتا ہو اور بیضاوی رح نے کہا کہ منصوب بفعل مقدر ہو جسپر اعلم دلالت کرتا ہو اور نیز کہا کہ اعلم بمعنی اسم التفضیل اس معنی مین کہ اوتعالے کا علم محیط و کثیر ہو ان وجوہ کو جنسے علم کا متعلق ہونا ممکن ہو اور نیز لازمی ہو اور نیز علم الٰہی بالذات ہو نہ بالغیر حاصل آنکہ تیرا پروردگار خوب جانتا ہو ہر ایسے شخص کو جو اسکے دین سے گمراہ ہو وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ اور وہی خوب جانتا ہو ہدایت و طاعت پر چلنے والون کو پس دونون مین سے ہر ایک کو اُسکا بدلا ثواب یا عذاب دیگا فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ ای ذبح علی اسم

سو کھایا کرو ان مین سے جسپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو حلال جانورون مین سے یعنی جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو فکلوا
جواب شرط مقدر ہے۔ کما قال الزمخشری یا عطف بر محذوف ہے کما قال الواحدی اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ یہ شرط نہین ہے بلکہ مومنون کو
شرایع الٰہی پر چلنے کے لیئے آمادہ کیا ہے پس یہ خطاب ہے مسلمانون کو اور بعض نے مشرکون کی طرف خطاب قرار دیا یعنی اتکو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے
حلال کیا اسکو حلال جانو اور جو حرام کیا حرام جانو اوسی پر عمل کرو اور مردار وغیرہ کو چھوڑ دو لیکن اول ارجح ہے وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ
اللّٰهِ عَلَيْهِ استفہام انکاری ہے یعنی کون مانع ہے تمکو اس سے کہ نہ کھاؤ اس ذبیحہ کو جسپر اللہ تعالیٰ کا نام مذکور ہوا بعد ازانکہ تمکو اسکے کھانے کی
اجازت دیدی وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ابن کثیر و ابو عمرو ابن عامر نے فصل بصیغہ مجہول پڑھا اور باقیون نے بصیغہ معروف
پڑھا حفص نے حرم بر بنا فاعل یعنی بصیغہ معروف پڑھا اور باقیون نے بصیغہ مجہول پڑھا ہے والمعنی حال یہ کہ تفصیل کیا تمھارے واسطے
جو تمپر حرام ہوا ہے **قال المفسر** یعنے قولہ حرمت علیکم المیتۃ الآیۃ مین تمپر محرمات طعام مفصل بیان کر دیئے ہین اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ سوائے
اسکے جسکی طرف تم مضطر ہوا ان محرمات سے تو اس حال اضطرار مین وہ بھی تمپر حلال ہے والمعنی کوئی مانع نہین تمکو کھانے اس چیز سے جسپر اللہ تعالیٰ
کا نام مذکور ہوا اور حال یہ کہ جنکا کھانا حرام ہے وہ تمکو مفصل بتلا دیئے اور بنام الٰہی ذبیحہ ان محرمات مین سے نہین ہے واضح ہو کہ استثنا منقطع ہے
جیسا کہ تفتازانی رح نے کہا اور اعراب القرآن ابو البقا مین ہے کہ ازراہ معنی استثنا متصل ہے کیونکہ انکو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیے ہوئے کے
کھانے کو ترک کرنے پر توبیخ کی اور یہ متضمن ہے مطلقاً اباحت پر۔ حاصل آنکہ جنس سے استثنا ہے اسمین بعض نے کلام کیا کہ اس صورت مین ظرف
عام مقدر سے استثنا ہوا تو مفرغ ہوا متصل نہوا پھر واضح ہو کہ اس مقام مین اشکال ہے جو امام رازی نے تفسیر کبیر مین وارد کیا بایں طور کہ یہ سورہ
انعام تو مکیہ ہے پس نزول اسکا سورۂ مائدہ مدینہ سے پہلے ہوا خصوص جب کہ سورۂ مائدہ کی نسبت آیا ہے کہ وہ قرآن کی سورتون مین سے پیچھے
آخر نازل ہوئی ہے اور قولہ حرمت علیکم المیتۃ الآیۃ اسی سورۂ مائدہ مین ہے پس بیان جو قولہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم سے حوالہ دیا یا اس آیت پر جو پیچھے
نازل ہوئی کیونکر صادق ہوگا کیونکہ جسپر حوالہ ہے اسکا مقدم ہونا لازم ہے پھر امام رازی رح نے جواب دیا کہ جس آیت پر حوالہ ہے وہ قولہ قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْ مَا اُوْحِيَ
اِلَيَّ مُحَرَّمًا الآیۃ ہے جو کچھ پیچھے مذکور ہے۔ اور دیگر علما مفسرین نے یہ جواب دیا کہ علم الٰہی ہر موجود ہونے والے سب کو محیط ہے اور علم الٰہی مین موجود
تھا کہ ترتیب قرآن مجید مین جو محفوظ بحفظ الٰہی ہے سورۂ انعام پر سورۂ مائدہ مقدم ہوگی اگرچہ نزول مین مقدم ہووے پس باین معنی یہ جواب بہت خوب ہے
مترجم کہتا ہے کہ بنابرین ثابت ہوا کہ ترتیب قرآن مجید بتوفیق الٰہی عز و جل ہے اور کیون نہین کہ اوتعالیٰ عز و جل نے مصرح اس کتاب مجید کی حفاظت
کا وعدہ فرمایا ہے۔ فافہم وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ یضلون مین دو قراءۃ ہین بفتح یا از باب ثلاثی مجرد اور بضم یا از باب
افعال۔ اور مراد ان سے مشرکین عرب ہین جیسا کہ سعید بن جبیر رح وغیرہ سے مروی ہے والمعنی البتہ بہت سے یعنی مشرکین گمراہ ہوتے یا گمراہ کرتے
ہین اپنی خواہش نفسانی سے بدون کسی علم کے جسپر وہ اعتماد کرتے ہون اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ اعتدا یعنی تجاوز کرنا یعنی
تیرا پروردگار جانتا ہے اُن لوگون کو جو تجاوز کرتے ہین حلال سے حرام کی طرف یعنی گناہ کرتے ہین پس انکو سزا دیگا **فی العرائس**
قولہ تعالیٰ وان کثیرا لیضلون باہوائہم اسی مین وہ لوگ بھی شامل ہین جو ضلالت و بدعت کی طرف بلاتے ہین پھر جب وہ لوگ اپنی ضخامت
ہونے کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ سبھی اہل ارادت بھی انھین کے مثل ہو جاوین پس شہوتون کا راستہ انکو بتلاتے ہین اور اسکی خوبیان بیان کرتے
ہین چنانچہ اوتعالیٰ نے ایسے لوگون کو بیان فرمایا بقولہ اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل۔ اور یہ یا سوجہ سے ہے کہ یہ لوگ اوتعالیٰ
عز و جل کی معرفت سے جاہل ہین اور اسکے علم سے جو تمام موجود ظاہر و باطن کی ماہیت و حقیقت کو شامل ہے غافل ہین شیخ قرشی رح نے

Marfat.com

اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ یہ لوگ اپنے نفس کی خواہش پر چلتے ہین اور کتاب الٰہی و سنت رسول اللہ صلعم کو چھوڑتے ہین ۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ۝

اور چھوڑو کھلا گناہ اور چھپا   جو لوگ گناہ کماتے ہین   سزا پاوینگے اپنے کیے کی

وَذَرُوْا اے موحّدوں اور چھوڑ دو تم لوگ ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ علانیہ و پوشیدہ گناہ بعض نے کہا کہ گناہ زنا اور بعض نے کہا کہ ہر گناہ۔ اول تو مجاہدؒ سے مروی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ نیت بد وہ پوشیدہ گناہ ہے۔ اور قتادہؒ نے ظاہر یعنے علانیہ و پوشیدہ قلیل و کثیر سے تفسیر کی سدی نے کہا کہ ظاہر الاثم رنڈیون سے زنا کرنا۔ اور باطن الاثم وہ آشنائی کر کے زناکاری ہے۔ عکرمہؒ نے کہا کہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا یا بیٹے کی مدخولہ سے نکاح کرنا۔ اور صحیح یہ ہے کہ آیت کریمہ سب کو شامل ہے اور نیز دیگر گناہ ظاہر و باطن سے ممانعت ہے پس ظاہر وہ جو اعضاء و جوارح سے ظاہر مین محسوس ہو اور باطن وہ جو ظاہر نہو پس حسد و غرور و عجب و خود نمائی اور مسلمانون کی بدی سوچنا وغیرہ سب داخل ہین نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اثم کیا ہے فرمایا کہ اثم وہ ہے جو تیرے دل مین کھٹکے اور تو برا جانے کہ لوگ اسپر مطلع ہون۔ رواہ ابن ابی حاتم وغیرہ بسند صحیح پھر گناہ سمیٹنے والون کو وعید شدید فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ کسب یعنی کمانا اور بندہ گناہ کو پیدا کرنیوالا نہین بلکہ کمانیوالا ہے اور یہی اہل سنت کا مذہب ہے یعنی جو لوگ گناہ کماتے ہین سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ اقتراف یعنی اکتساب یعنی عنقریب آخرت مین جزا دیے جاوینگے بدلے اُس چیز کے جسکو کمایا کرتے تھے ف

فی العرائس قولہ و ذروا ظاہر الاثم الآیۃ۔ ظاہری گناہ وہ ہے جسکی مذمت ثابت از ظاہر قرآن و حدیث ہے اور باطن الاثم وہ جسکی مذمت باطن قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ **قال المترجم** بنابرین تمام عیوب نفس و ریا و خطرات شیطانی و نہایت باریک باتین کہ جب کھلجاوین تو بڑا گناہ معلوم ہوتی ہین سب کو شامل ہے اور یہی کمال تقویٰ ہے اور حدیث صحیح مین جو آیا کہ آدمی مین شیطان ایسی جگہ گھسا ہوا رواں ہے جہان خون رواں ہے تو اسمین ان باطن کے عیوب نفس و خطرات کی طرف خیال رکھنے اور اپنے کو درست رکھنے کا صریح اشارہ ہے۔ فافہم۔ نیز ظاہر الاثم وہ ہے جسکے ساتھ عقول نورانی موافق نہون اور باطن الاثم جنکے ساتھ قلوب صافی موافق نہون اور نیز ظاہر الاثم وہ جو اعضا کو راہ سنت سے کج کرین اور باطن الاثم جو دلون کو مشاہدہ سے تشویش مین ڈالین۔ نیز ظاہر الاثم اس دنیا کی محبت ہے۔ و باطن الاثم جاہ و مرتبہ کی خواہش ہے۔ نیز ظاہر الاثم وہ اعمال نیک جو تجھے مغرور کرین اور باطن الاثم وہ احوال جنکی لذت مین تجھکو سکون ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ظاہر الاثم اپنے افعال پر نظر ہے اور باطن الاثم ان افعال پر باطن مین تسکین ہے سہلؒ نے کہا کہ حکم فرمایا ہے کہ اعضاء ظاہر سے نافرمانی اور دل سے انکی محبت چھوڑ دو شبلی رحمہ اللہ نے کہا کہ ظاہری گناہ تو یہ غفلت ہے اور باطنی گناہ یہ کہ سابق تقدیر پر نظر رکھنے سے نسیان ہو۔ اور بعض نے فرمایا کہ باطنی گناہ وہ عقیدے پوشیدہ ہین جو دل مین متردد ہون اور نگاہ باطن کے اندر جو ہون

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ

اور اسمین سے مت کھاؤ جسپر نام نہین لیا اللہ کا   اور وہ گناہ ہے اور   شیطان دل مین ڈالتے ہین اپنے رفیقون کے کہ تسے جھگڑا کرین

ع ۱۴

وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝

اور اگر تم نے انکا کہا مانا تو تم مشرک ہوے

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور مت کھاؤ اس چیز مین سے جسپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو۔ واضح ہو

Marfat.com

کہ اس بات مین اتفاق ہے کہ ما موصولہ سے جانور مراد ہین اور جانورون سے بھی وہ جانور جنکا کھانا حلال ہے پس اگر اسپر اللہ تعالیٰ کا نام
نہین ذکر کیا گیا تو مت کھاؤ۔ پھر ذکر نہ کیے جانے کی کئی صورتین ہو سکتی ہین ایک یہ کہ خود اپنی موت سے مرگیا ذبح نہین کیا گیا اور اگر
ذبح کیا گیا تو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا پس اسپر اللہ تعالیٰ کا نام مذکور نہوا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے واسطے ذبح کیا مگر عمداً تسمیہ یعنے
بسم اللہ نہ پڑھی یا بھول گیا۔ ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ یہ آیت دربارۂ مردار جانورون کے اور جو اسکے معنی مین مانند منخنقہ وغیرہ کے ہین
وارد ہوئی ہے۔ عطارؒ نے کہا کہ ذبائح کی تحریم مین ہے کہ مشرکین اپنے بتون کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے۔ مفسر سیوطیؒ نے آیت کو اسی پر محمول
کیا یعنی یہ آیت مخصوص ہے ایسے جانورون کے حق مین جو خود بخود مر گئے ہون یا کسی بت وغیرہ کے نام پر ذبح ہوگئے ہون اور یون کہا
کہ اگر ایسا نہووے تو جو جانور کوئی مسلمان ذبح کرے اگرچہ عمداً اسپر تسمیہ نہ کہے وہ بنا بر قول شافعیؒ کے حلال ہوتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ بطریقۂ دلیل خلف کا جس سے آیۂ کریمہ
کی تخصیص ثابت کیجاوے عجیب ہے کیونکہ مذہب شافعیؒ مین اگر اجتہاد سے کوئی بات قرار پائی وہ مخصص نہین ہو سکتی بلکہ دلیل شرعی لانی چاہیئے۔ ابوحنیفہؒ کے نزدیک
مسلمان نے اگر عمداً تسمیہ چھوڑ دیا تو ذبیحہ حلال نہین بلکہ مردار ہو گیا اور تفصیل یہ ہے کہ ائمہ علمار رحمہم اللہ کے اس مسئلہ مین تین قول ہین بعد ازانکہ سب کا اجماع ہو گیا کہ
جو حلال جانور زمین سے خود بخود مر گیا وہ مردار قطعاً حرام ہے اور کلام ذبیحہ مین ہے پس اگر ذبیحہ ایسا ہو کہ اسپر اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر کا نام عمداً ذکر کیا تو بالاجماع حرام ہے
اور اگر کسی کا نام ذکر نہین کیا تو ایک جماعت علمار کا قول ہے کہ جو ذبیحہ ایسا ہو کہ اسپر اللہ تعالیٰ کا نام نہین ذکر کیا گیا یعنی کوئی نام نہین لیا گیا تو وہ
مردار و حرام ہے خواہ عمداً اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا ہو یا سہو سے نہ لیا ہو اور یہی نافع مولیٰ ابن عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہ و عامر الشعبی و محمد بن سیرین
رحمہم اللہ سے مروی ہے اور ایک روایت از امام مالک۔ اور قوی روایت از امام احمدؒ اور یہی ابو ثور و داؤد ظاہری نے اختیار کیا اور یہی مختار
ابو الفتوح محمد بن محمد الطائی الشافعیؒ کا ہے اور دلیل اسکی یہی ظاہر آیت اور قولہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ الآیۃ۔ اور یہان قولہ تعالیٰ
وانہ لفسق سے اور تاکید ہو گئی اور نیز احادیث صحیحین وغیرہ جنمین حکم تسمیہ مذکور ہے نیز حجت ہین اور وہ بہت ہین اور حضرت عائشہ رضؓ سے
مروی ہے کہ کچھ لوگون نے کہا یا رسول اللہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہین ہمکو نہین معلوم ہوتا کہ اسپر اسم اللہ تعالیٰ ذکر کیا گیا ہے یا نہین۔ تو فرمایا کہ
اسپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرو اور کھاؤ۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ان لوگون کو کفر چھوڑے ہوئے تھوڑا زمانہ گزرا تھا۔ رواہ البخاری
قال الحافظ العماد اس سے دلالت اسطرح ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا تھا کہ تسمیہ کہنا ایک امر لابدی ہے اور خوف کیا کہ
شاید ذبح کرنے والون نے بسبب اسکے کہ مسلمان ہوئے تھوڑے دن ہوئے ہین تسمیہ چھوڑ دیا ہو پس حضرت صلعم نے کھانے کے
وقت تسمیہ کہنے کا احتیاطاً حکم دیدیا تاکہ اگر ترک ہوئی ہو تو اس سے عوض کے مانند ہو جاوے اور مسلمانون کے احکام کو نیک گمان پر
جاری رکھنے کا حکم دیا واللہ اعلم۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ اسلام شرط ہے تسمیہ کچھ شرط نہین ہے بلکہ مستحب ہے پس اگر عمداً یا بھولے سے
چھوڑ دی تو کچھ مضر نہین ہے اور یہ امام شافعی و جمہور اصحاب شافعی کا مذہب ہے اور یہ حضرت ابن عباس و ابو ہریرہ و عطار بن ابی رباح
سے مروی ہے۔ واللہ اعلم۔ اور شافعی رحمہ اللہ نے قولہ وانہ لفسق کو محمول کیا اس امر پر کہ وہ غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے اس طرح ذبح
ہوا ہو کہ اسپر نام الٰہی ذکر نہوا ہو بمانند قولہ تعالیٰ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ الآیۃ پس فسق سے مراد وہ مذبوحہ ہے جو اسے غیر اللہ تعالیٰ ہی
شیخ ابن کثیرؒ نے اسکو قوی کہا اور ذکر کیا کہ ابن جریرؒ نے عطارؒ سے نقل کیا کہ آیت مین ممانعت ہے ان ذبائح کے کھانے سے جو قریش اپنے
بتون کے نام پر ذبح کرتے تھے اور ممانعت ہے مجوس کے ذبائح سے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہان سے ظاہر ہوا کہ حجت تخصیص آیت کی بنا بر
مذہب شافعیؒ کے یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مفسر سیوطی رحمہ اللہ کو خود یہ حجت معلوم تھی چنانچہ مقدمہ اتقان مین بحوالہ تفسیر کبیر فخر رازی اسکی

Marfat.com

تقویت اسطرح ذکر کی کہ قولہ وانہ لفسق مین واو حالیہ ہو ای لاتاکلوا ممالم یذکر اسم اللہ علیہ حال کونہ فسقا ۔ اور وہ فسق نہوگا جب تک کہ
اسپر اہلال لغیر اللہ تعالیٰ نہو بدلیل قولہ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ الآیۃ پھر فخر رازی نے دعوی کیا کہ یہی تعیین ہو یعنی واؤ یہان حالیہ ہی ہو سکتا ہو
اور عاطفہ نہین ہو سکتا ورنہ عطف جملہ اسمیہ خبریہ کا جملہ فعلیہ طلبیہ پر لازم آویگا اور یہ ممنوع ہو **قال المترجم** فخر رازی ہنے امام شافعی کے
استدلال پر اکتفا نہ کیا اور خود ایک طومار نکالا جیسا کہ مذکور ہوا ولیکن یہ ٹھیک نہین ہو چنانچہ شیخ حافظ العماد نے اسکو رد کر دیا اسطرح کہ قولہ
تعالیٰ وان الشیاطین لیوحون الخ سے فخر رازی کے اوپر دو نقض وارد ہوتا ہو کیونکہ یہ واؤ خواہ عاطفہ ہو پس جس واؤ کے
حالیہ ہونے کا مدعی ہو اگر صحیح ہو تو اس جملہ کا عطف جملہ ماقبل پر ممتنع ہوگا پس اگر جملہ طلبیہ پر عطف کیا جاوے تو جو اسنے امتناع وارد کیا ہو
وہ خود اسپر وارد ہوتا ہو اور اگر واؤ کو حالیہ نہ لیوے تو جو کچھ اسنے دعوی کیا ہو وہ سرے سے باطل ہو گیا واللہ اعلم اور صلت السدوسی
سے جو مرفوعا روایت ہو کہ مسلمان کا ذبیحہ حلال ہو خواہ نام الٰہی ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو ۔ تو یہ مرسل ہو اور شافعیہ کے نزدیک مراسیل مالک و زہری
کے سوائے حجت نہین مگر آنکہ مذہب ابن عباس بھی مروی ہو جو اسکا مقوی ہو اور حنفیہ اسمین تاویل کرینگے ۔ اور بیہقی نے حدیث عائشہ رضی اللہ
مذکورہ بالا سے حجت پکڑی کہ تسمیہ شرط ہوتا تو آپ نہ فرماتے کہ تم تسمیہ کہکر کھاؤ ۔ مگر پوشیدہ نہین کہ یہ حجت ضعیف ہو اسواسطے کہ مسلمان ذبح کرکے
لانے والے پر گمان ترک تسمیہ کا خلاف ظاہر حال تھا لہذا احتیاطاً ایسا کہا جیسا کہ اشارہ اوپر مذکور ہو چکا ۔ فافہم واللہ اعلم اور ایک
بڑی جماعت علماء نے کہا کہ اگر تسمیہ کہنا بھول گیا تو مضر نہین اور اگر عمداً چھوڑ دی تو ذبیحہ حلال نہوگا اور یہی حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ
عنہما و سعید بن المسیب و عطاء و طاؤس و حسن بصری و ابو مالک و عبد الرحمن بن ابی لیلی ۔ و جعفر بن محمد و ربیعہ بن عبد الرحمن سے حکایت کیا گیا
پس روایات ابن عباس اس امر پر محمول ہونگی کہ تسمیہ ذکر کیا حالت یاد مین اور نہ ذکر کیا حالت فراموشی مین تا کہ ابن عباس کے اقوال
مین اختلاف لازم نہ آوے اور یہی مشہور مذہب امام مالک و احمد بن حنبل کا اور یہی قول امام ابو حنیفہ و انکے اصحاب اور اسحاق بن
راہویہ کا ہو ۔ **قال الحافظ ابن الکثیر** رح اور امام ابو الحسن مرغینانی نے ہدایہ مین نقل کیا کہ شافعی رح سے پہلے علماء کا اجماع تھا کہ جو کوئی
عمداً تسمیہ چھوڑے اسکا ذبیحہ حرام ہو اسیواسطے ابو یوسف و مشائخ نے کہا کہ اگر عمداً تسمیہ چھوڑے ہوے ذبیحہ کے بیع جائز ہونے
پر کوئی قاضی و حاکم حکم دیدے تو اسکا حکم نافذ نہوگا کیونکہ محل مختلف فیہ قابل اعتبار نہین بلکہ اجماع معتبر ہو **قال الحافظ** ۔ لیکن
مرغینانی کا یہ قول غریب ہو اور ہم پہلے لکھ چکے کہ شافعی رح سے اگلون نے بھی خلاف کیا ہو واللہ اعلم **مترجم** کہتا ہو کہ اگلون سے جو خلاف مذکور
ہوا وہ بدون انکے کلام کے ہو سوائے قول ابن عباس رض کے پھر جب ابن عباس رض سے متروک التسمیہ کے حرام ہونیکا مذہب نقل کیا گیا
تو تناقض کر دینا خلاف اصل ہو پس دو قول ابن عباس کے بتاویل دونون موافق ہین تو خلاف ابن عباس باقی نہین رہا اور علی و دیگر علماء
کے قول مین بھی گمان ہو بالجملہ فقط نام ذکر کرنا مثبت خلاف نہین ہو ۔ پھر ابن جریر رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ جس شخص نے بھول کر تسمیہ
چھوڑنے والے مسلمان کا ذبیحہ حرام کیا وہ اجماع حجت سے خارج ہو اور **حافظ ابن کثیر** رح نے بعد کلام طویل کے بیان کیا کہ
ابن جریر کے نزدیک ایک دو علماء کے خلاف سے اجماع مین خلل نہین آتا وہ اسکو اجماع ہی کہتے ہین پھر اس مذہب کی تقویت مین پیش کیا
آیت کریمہ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا الآیۃ ۔ اور نیز وہ حدیث مشہور جسمین آنحضرت صلعم نے اپنی امت سے خطا و اکراہ و نسیان
مرفوع ہونے کو فرمایا ہو لکن حنفیہ رح کے نزدیک جو امور شرعی ایسے ہین کہ جد و ہزل سب طرح سے انکا حکم لازم ہوتا ہو مثل طلاق
و عتاق وغیرہ کے انمین خطا و نسیان وغیرہ کا غیر موثر ہونا معتبر نہین بلکہ گناہ مرفوع ہوگا پس شاید کہ مقام ذبیحہ مین اسکا اعتبار ہو

بالجملہ بیچ تو یہ کافی ہین واللہ اعلم پھر مجاہدؒ و عامہ اہل علم کے نزدیک یہ آیت محکم ہو اسمین سے کچھ منسوخ نہین ہو اور حسن بصری و عکرمہ سے ابن جریرؒ
نے روایت کیا کہ اس سے طعام اہل کتاب مستثنیٰ ہو اور ابن ابی حاتم نے مکحول سے روایت کی کہ او تعالیٰ نے اسکو منسوخ کرکے فرمایا
الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب الآیہ۔ پھر ابن جریرؒ نے فرمایا کہ تحریم مالم یذکر اسم اللہ علیہ۔ اور تحلیل طعام اہل کتاب مین
کچھ تعارض نہین اور یہی صواب ہو **قال الحافظ** یہ قول ابن جریر کا صحیح ہو اور سلف مین سے جسنے نسخ کا لفظ کہا ہو اسکی مراد تخصیص ہے
واللہ اعلم۔ بالجملہ معنی قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے یہ کہ مت کھاؤ اس چیز مین سے جسپر نہین مذکور ہوا نام اللہ تعالےٰ کا
وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ای وان الاکل منہ لفسق و خروج عما یحل۔ اور کھانا ایسی چیزمین سے البتہ باہر ہونا اس چیز سے جو حلال ہو وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ
لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ ای یوسوسون الی الکفار۔ اور شیاطین جو شیطان رجیم کے ذریات ہین وہ مع شیطان کے اپنے اولیاء کو
یعنے کافرون کو وسوسہ دلاتے ہین علی ہذا شیطان سے مراد حقیقی شیطان ہین بعض نے کہا کہ وہ قسم جن ہین لیکن مرتے نہین ہین بخلاف جن
کے کہ انمین مسلمان بھی ہین کافر بھی ہین اور مرتے بھی ہین۔ بالجملہ شیاطین حقیقی مراد ہین اور وحی سے وسوسہ مراد ہو اور وسوسہ انکا اگرچہ عام ہو
لیکن کافرون کی خصوصیت اسوجہ سے ہو کہ اہل ایمان انکے وسوسہ کو قبول نہین کرتے اور رد کردیتے ہین بخلاف کافرون کے کہ وہ
قبول کرلیتے ہین اور انھین پر خوب قابو پاتے ہین۔ اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و عکرمہؒ سے قصہ مختار بن ابی عبید ثقفی
مین روایت کیا ہو کہ ایک شخص نے اگر ابن عباسؓ سے کہا کہ مختار بن ابی عبید کو زعم ہو کہ آج کی رات مجھپر وحی ہوئی تو ابن عباس نے کہا کہ
ہان وہ سچا ہو تو اس شخص نے متنفر ہوکر کہا کہ ابن عباسؓ کہتے ہین کہ وہ سچا ہو تو ابن عباس نے فرمایا کہ وحی دو طرح کی ہو ایک وحی الٰہی بجانب
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دوسری وحی شیطان بجانب اپنے اولیاء کے پھر پڑھا قولہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم یعنی شیطان
اپنے دوستونکو گمراہی کی باتین القا کرتے ہین اور بعض نے فرمایا کہ شیاطین سے آدمیون کے شیطان مراد ہین اور وحی ایک تشبیہ کے طور پر ہو
یعنی ان شیاطین الانس لیلقون الی اولیائہم اور ظاہر آنکہ دونون کو شامل ہو ایک کو حقیقۃً اور دوسرے کو حکماً تاکہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم نہ آوے
حاصل آنکہ شیاطین اپنے ساتھ موالات رکھنے والو نکو القا کرتے ہین لِيُجَادِلُوْكُمْ تاکہ اولیاء شیاطین مردار کھانے مین تمھاری ممانعت کو نہ مانین اور
تم سے جھگڑین وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ اور اگر تم نے اس بارے مین انکی پیروی کی تو تم مشرک ہو۔ زجاج نے کہا کہ اسمین دلیل ہو کہ
کہ جسنے اللہ تعالےٰ کی حرام کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز کو حلال جانا یا حلال کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز کو حرام جانا وہ کافر
مشرک ہو کیونکہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اسنے غیر کو اپنا حاکم بنایا عن ابن عباس جب نازل ہوا قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ تو
فارس والون نے قریش کو کہلا بھیجا کہ محمد کو قائل کرو کہ جو جانور تم اپنے ہاتھ سے چھری سے ذبح کرو وہ حلال ہو اور جو اللہ تعالیٰ نے
سونے کی تلوار سے قتل کیا یعنے مردار وہ حرام ہو تو نازل ہوا قولہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم الآیہ یعنی شیاطین فارس
کے اپنے اولیاء قریش کو وحی کرتے ہین۔ رواہ الطبرانی۔ وعن ابن عباس فی قولہ وان الشیاطین لیوحون یعنی کہتے ہین کہ جو اللہ تعالیٰ نے
ذبح کیا وہ نہ کھاوین اور جو تمنے ذبح کیا وہ کھاوین تو نازل ہوا قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ۔ رواہ ابو داؤد وابن ماجہ وابن
ابی حاتم واسنادہ صحیح و رواہ ابن جریر من طرق عنہ اور ابن جریرؒ نے قصہ تحریر اہل فارس کو عکرمہ سے روایت کیا اور سدیؒ و دیگر جماعہ تابعین
نے مشرکون کا اعتراض مسلمانون پر ذکر کیا جیسا کہ فارس والون کا قریش کو بہکانا مذکور ہوا ہی مترجم کہتا ہو کہ ایسے ہی مشرکین و مسلمانون کا
جھگڑا دنیا کے حق مین ہو فلیتفکر واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **ف فی العرائس** قولہ تعالےٰ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوا کہ آدمیون سے ایک مخلوق ہے جو شیطانون کی طبیعت پر پیدا ہوئے ہین۔ کما قال تعالیٰ شیاطین الانس والجن پھر ان شیطان الانس مین وہ لوگ بھی داخل ہین جو سالوس و ناموس کے ساتھ روکھے خشک مین آخرت کی طرف سے مگر لباس ظاہری سنوارے ہوئے اولیاء اللہ کے مراتب کے مدعی ہین انکے دلون مین شیطانی فرخرفات بہت بھرے ہین اور الفاظ طامات و غرور سے اپنی بڑائی و تعلی بیان کرتے ہین اور جو شخص کہ حق و باطل مین تمیز نہین کر سکتا اسکے نزدیک عزت والے بنتے ہین۔ ابو عثمان مغربیؒ نے اس آیت مین کہا کہ شیاطین ایسے انسانون کی طرف جو مدعی بطال ہین ایسی باتین القا کرتے ہین جس سے ایسے مریدون کی راہ مارین جو تحقیق پر چلتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ عزوجل نے ایسے لوگون کی مذمت بیان فرمائی جو دنیا کے بندے اپنے مالک خالق سبحانہ تعالیٰ سے غافل کفر و ظلمت مین پڑے تو اسکے بعد محبوب جنکو نور قدیم کے مکاشفہ مین لے لیا اور انواع معارف کے حجاب سے نکالکر عارف کیا انکی تعریف کی

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا

بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر ہمنے اسکو زندہ کیا اور دی اُسکو روشنی کہ لیے پھرتا ہے لوگون مین برابر اُسکے کہ جسکا حال یہ کہ اندھیرون مین پڑا وہانسے نکل نہین سکتا

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَمَا يَمْكُرُوْنَ

اسی طرح بھلا دکھایا ہے کافرون کو جو کام کر رہے ہین اور یون ہی رکھے ہین ہمنے ہر بستی مین گنہگارون کے سردار کہ حیلہ لایا کرین وہان اور جو حیلہ کرتے ہین

اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

سو اپنے اوپر اور نہین بوجھتے

ونزل فی ابی جہل وغیرہ یعنی نزول اس کلام کا ابوجہل وغیرہ کے حق مین ہوا اور مراد یہ کہ اس آیت مین جو بیان کیا گیا کہ تاریکی سے خارج نہین ہوا اور کفر و ضلالت مین پڑا ہے اس سے ابوجہل واسکے مانند مراد ہین اور یہ غرض نہین کہ جسکو زندہ کر دیا نور سے وہ ابوجہل وغیرہ کے حق مین ہے اور تحقیق عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا بھلا وہ جو مردہ تھا بسبب کفر کے فَاَحْيَيْنٰهُ تو ہمنے اسکو ہمنے ہدایت سے زندہ کیا وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ اور اُسکے لئے نور دیدیا کہ اسکے ساتھ لوگون مین پھرتا ہے یعنی بواسطہ اس نور کے حق کو باطل سے تمیز دیکھتا ہے اور یہ نور ایمان ہے اور بعض نے کہا قرآن مجید ہے اور یہ سب صحیح ہے كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ مثل کا لفظ زائد ہے ای کمن ہو فی الظلمات کیا وہ مثل اس شخص کے ہے کہ جو اندھیاری مین پڑا ہوا ہے اور بعض نے کہا کہ کمن مثلہ مثل من فی الظلمات لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا کہ اندھیرے سے نکلا نہین اور وہ کافر ہے حاصل اینکہ یہ استفہام انکاری ہے اور معنی یہ کہ بھلا جسکو ہمنے زندہ کر کے نور دیا وہ مثل اسکے ہے جو اندھیرے مین پڑا ہوا کفر مین اندھا ہے یعنی بھلا دونون یکسان ہین یعنی ہرگز ایسا نہین ہے اور تعالیٰ نے اس سے مومن و کافر کے مثل بیان فرمائی ہے اور معنی نور و ظلمت کے یہی روشنی و تاریکی ہے اور مثل کا حاصل ظاہر ہے کہ جو نور کے واسطے سے چلتا پھرتا ہے وہ ایسا نہین جو اندھیرے مین ٹاپتا پھرتا ہے اور مقصود یہ کہ جو نور ایمان و اسلام و قرآن سے منور ہوا وہ ایسا نہین جو کفر و ضلالت وجہالت مین پڑا ہے اور کلام مجید مین بہت ایمان و کفر کی مثل مین زندگی و موت سے اور نور و ظلمت سے اور بینائی اور اندھے پن سے اور سننے والے و بہرے سے مثل فرمائی۔ کما فی قولہ اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور الآیۃ۔ وکما فی قولہ مثل الفریقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع ہل یستویان مثلاً الآیۃ۔ وکما فی قولہ تعالیٰ وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات الآیۃ۔ ابن عباسؓ سے روایت کیا جاتا ہے کہ مراد اس سے حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب ہین اور ابوجہل ملعون ہے۔ زید بن اسلم نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب کے

Marfat.com

حق مین اور ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی عکرمہؓ سے مروی ہو کہ عمار بن یاسرؓ اور ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی اور مقاتلؒ نے
کہا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفےٰ صلعم کے حق مین اور ابوجہل لعون کے حق مین ہو شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ بعضون نے زعم کیا کہ نزول
اسکا دو شخص معین کے حق مین ہو چنانچہ جسکو زندہ کرکے نور دیا وہ عمر بن الخطاب ہین یا عمار بن یاسر ہین اور جو ظلمات مین پڑا ہوا رہا
اس سے نکلا نہین وہ ابوجہل ملعون ہو۔ پھر کہا کہ صحیح یہ ہو کہ آیت عام ہو اسمین ہر مومن و کافر داخل ہو یعنے کوئی مومن ہو کسی کافر کے مساوی
نہین اور حاصل آنکہ مومن و کافرین از راہ آخرت کے کچھ مساوات نہین ہو اور اسی کو اکثر مفسرین نے صحیح کہا ہو **قال المترجم**
اگر نزول اسکا دو شخص معین کے حق مین ثابت ہو تو بھی اعتبار اُسکے عموم معنی کا ہو جس سے ثابت ہے کہ مومن و کافر یکسان نہین
كَذٰلِكَ اسے کما زین للمؤمنین الایمان کذلک زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ من الکفر والمعاصی یعنی جیسے مومنون کی
نظر مین ایمان و طاعت خدا و رسول مزین کی گئی ہو ایسی ہی مزین کیے گئے کافرون کے لیئے جو وہ کرتے ہین کفر و نافرمانیان و
گناہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر عمل کرنے والے پر تقدیر جاری ہو اور حدیث صحیح مین ثابت ہو کہ ہر ایک پر وہ آسان ہو جسکے
واسطے وہ پیدا کیا گیا ہو وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا یعنے جیسے ہمنے مکہ والون مین سے فاسق انمین سے بڑے بڑون کو کر دیا ایسے ہی کر دیا ہم
فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا ہر قریہ مین اکابر مجرمین اُسکے کما لین ہین کہا کہ اکابر مجرمیہا دونون مفعول جعلنا کے ہین اور اول پر دوم کو
مقدم کیا گیا **قال الواحدی** ای مجرمیہا اکابر۔ اور اکابر اسواسطے مجرم و فساق ہوئے کہ انمین وسعت و قوت ہونے سے مکر و کفر کی طرف
زیادہ داعی ہین۔ مروی ہو کہ ولید بن المغیرہ نے کہا کہ اگر نبوت سچ ہوتی تو مین ہوتا کیونکہ مجھمین بزرگی و مال زیادہ ہو اور یہ شخص بڑا سرکش تکبر کا تھا
لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا یعنے تاکہ ایمان لانے سے لوگون کو۔ روکنے مین اس قریہ مین مکر کرین قریہ گاؤن و شہر و آبادی کے معنی مین آتا ہو۔ اور
ابو عبیدہؒ نے کہا کہ مکر بمعنی فریب و دھوکا و غدر و حیلہ و فجور بعض نے زیادہ کیا اور غیبت و چغلی و جھوٹی قسمین و باطل کا رواج دینا **قال الحافظ**
مراد مکر سے یہان گمراہی کی طرف باطل اقوال و افعال سے بلانا۔ ابن ابی حاتم نے بعض علماء سے روایت کی کہ قرآن مین جہان مکر کا
لفظ ہو وہ عمل ہو حاصل آنکہ ہمنے مکہ کے فاسقون کے مانند سابق امتون مین بھی ہر قریہ کے مدعہ لوگون کو فاسق بنایا تاکہ مکر کو پورا کرین
وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ حالانکہ اپنی ہی جان کے ساتھ مکر کرتے ہین کیونکہ وبال اُسکا انہین کی جانون پر ہو پس وہ اپنی ہی جانون پر
مکر کرتے ہین وَمَا يَشْعُرُوْنَ بذلک۔ اور اس سے اُنکو شعور نہین ہوتا۔ اسمین تاکید بلیغ ہو یعنے یہ بات اگرچہ ایسی ظاہر ہو کہ حواس و شعور سے
دریافت کرنے کی ہو مگر اُسکو بھی نہین سمجھتے **ف فی العرائس** قولہ تعالے اومن کان میتا الآیۃ یعنے جو مردہ تھا عدم مین ہمنے اسکو
نور قدم سے زندہ کیا نیز جو مجاہدات سے مردہ تھا اسکو روح مجاہدہ سے زندہ کیا نیز جو شہوات نفس مین مردہ تھا اسکو صفائے قلب
سے زندہ کیا۔ نیز جو مردہ تھا بسبب اسکے کہ مخلوق کی طرف نظر رکھتا تھا یا اپنی خلقت مین پڑا ہوا تھا پھر ہمنے اسکو حقیقت دکھلا کر
زندہ کیا۔ نیز جو مردہ تھا اسوجہ سے کہ ثواب اعمال پر نظر رکھتا تھا پھر ہمنے اسکو یہ دکھلا کر کہ انجام کار راجع بجانب خالق عزوجل ہے
زندہ کیا اور اسکے واسطے ایک نور دیدیا کہ جسکے ساتھ وہ لوگون مین چلتا پھرتا ہو یعنے اسکو نور فراست دیدیا کہ اس سے لوگون کے
قلوب سے وقوف پاتا ہو اور نیز اسکو انوار غیب سے لباس دیا کہ لوگون کے درمیان چراغ روشن ہو گیا کہ ہدایت سے انکو ضلالت
مین سے نکالتا ہو۔ اور نیز اسکی روح کو لباس مشاہدہ پہنایا اور اُسکی عقل کو نور آیات دکھلایا اور قلب کو نور صفات اور اسکے باطن
کو نور ذات دکھلایا اور اُسکے تمام وجود کو خلائق کے درمیان نور کر دیا کہ ہر نیک بخت جو ازل مین سعد ہو چکا ہو اس سے راہ راست کی

Marfat.com

ہدایت لیتا ہے **قال المترجم** حدیث صحیح مین آنحضرت صلعم کی دعا رتمام اعضا وجوارح کے لیئے نور کی حتی کہ تمام وجود منور ہوجانیکی آئی ہے فافہم
بالجملہ بیان یہ ہے کہ جو بندہ مومن اسطرح منور ہو وہ ہرگز مساوی نہین کسی کافر کے جو اپنی طبیعت ونفس کے اندھیرے مین اور ہوا وہوس
کی تاریک دوزخ مین متحیر ٹاپتا پھرتا ہے اسکو راہ حق کی طرف نشان نہین ملتا کیونکہ ازل مین مقدر ہے کہ ہمیشہ حجاب قہر مین سرگردان اسکا
بیان سے سچے ایمان والون کو اللہ عزوجل کی حیات مین اسکے فضل واحسان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور مقہور کافرون کو دیکھکر عبرت
حاصل کرنا چاہیئے **قال المترجم** معتزلہ وغیرہ کی طرح اپنے آپ کو قادر نہ سمجھے ورنہ کافر ہوجائیگا اور آیت کریمہ مین صریح ہدایت واضلال
کی نسبت حقیقی حضرت باری تعالےٰ کی طرف ہے خصوص جبکہ فرمایا وکذلک جعلنا فی کل قریۃ الآیۃ۔ کیونکہ صریح یہ ایجاد وخلق از حضرت باری تعالیٰ
عزوجل ہے **قال الشیخ**۔ اوتعالی نے ہدایت ہونا اور گمراہ ہونا اپنی عنایت ازلی اور نسبت تقدیر کی طرف مضاف فرمایا۔ مرید صادق کو
نور عرفان حاصل ہونے سے پہلے میت کہا کیونکہ وہ تقصیر کرنے والون مین تھا اگرچہ بعد اسکے توقیر والون مین ہوگیا کیونکہ جو اکابر اہل
معرفت ہین وہ تو ازل سے ابد تک ہمیشہ اُسکے فضل ولطف سے ایک حال پر زندہ وعارف ہین جعفر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قولہ او من کان
میتا یعنے ہم سے مردہ تھا۔ فاحییناہ۔ اپنے ساتھ اسکو زندہ کیا۔ وجعلنا لہ نورا یعنی اسکو پیشوا کردیا کہ اور لوگ اس سے ہدایت پاتے ہین۔
کمن مثلہ فی الظلمات۔ یعنی مانند ایسے شخص کے جو اپنی شہوت نفس وہوا وہوس کو دیکھتا ہے پس اسکو قرب درگاہ کی تائید نہین ہوتی ہے۔ احمد بن عطا
نے کہا کہ قولہ او من کان میتا یعنے اپنے نفس کی حیات سے اور اپنے قلب کی موت سے مردہ تھا۔ فاحییناہ یعنی اسکو اسکے نفس سے
موت دیکر اور اُسکے قلب کو زندہ کرکے ہمنے اُسکو زندگی دی۔ اُسپر راہ توفیق آسان کردی اور انوار قرب سے اُسکی بینائی روشن کردی
کہ وہ ہمارے سوا سے غیر کی طرف نظر نہین کرتا اور کسی اور پر التفات نہین کرتا جریری نے کہا کہ اوتعالےٰ نے جب کسی بندہ کو اپنے
انوار سے زندہ کیا تو وہ کبھی نہین مرتا ہے اور جب کسی کو خوار کرنے سے مار ڈالا تو وہ کبھی زندہ نہین ہوتا ہے جعفر علیہ السلام نے کہا
کہ قولہ او من کان میتا یعنے اپنی طاعت پر اعتماد کرنے سے مردہ تھا۔ فاحییناہ۔ اسکے واسطے نور عرفان کشادہ کیا کہ جس سے اُسنے دیکھ لیا
کہ سراپا تقصیر ہے اور تضرع وعذر کرکے ہماری طرف متوجہ ہوا کہ مجھسے ہرگز کچھ بھی اُسکے لائق عبادت نہین ہوسکتی ہے بعض نے کہا کہ مردہ تھا دیدار
افعال سے پس ہمنے دیدار قدرت سے زندہ کیا **قاسم** نے کہا کہ اولیاء کو جو ملاکر زندہ کیا جیسے اجسام کو روحون سے اُٹھایا۔
سہل نے کہا کہ جہالت سے مردہ تھا اسکو علم سے زندہ کیا۔ ابن عطار نے کہا کہ یعنے ہمسے منقطع ہونے کی وجہ سے مردہ تھا
پس وصل عطا کرکے زندہ کیا اور اسکو نور بھی دیا پس یہ ویسا نہین جسکو ہمنے ملعون ومردود چھوڑ دیا۔ اُستاد نے فرمایا کہ اکابر اہل عرفان
کے نزدیک ایمان یہ ہے کہ دل زندہ ہوجاوے اللہ تعالےٰ کے ساتھ پس جو لوگ غافل ہین جب اُنکو یاد الٰہی الہام کی گئی تو وہ مردے
تھے اب زندہ ہوگئے اسی طرح جنکو یاد ہے اگر بعد اسکے غفلت مین پڑے تو زندہ تھے اب مرگئے بالجملہ جو شخص کہ انوار قرب سے شعاع
آفتاب عرفان مین ہے اور اُسکی روح کو بصیرت ہے تو اُسکی برابری کہان ہوسکتی ہے ایسے شخص سے جو ظلمات وتاریکیون مین اور آفات وہم
مین پھنسا ہوا ہے **قال الشیخ** مجھے بیان مقام حقیقت کا ایک اشارہ منکشف ہوا وہ یون کہ جو شخص مقام نکرۃ التوحید مین فنا تھا
جبکہ اسکو انوار کبریا وعظمت ظاہر ہوئے تھے تو ایسی میت کو روح بقا ومشاہدۂ ابدیت سے زندہ کیا کیونکہ وہ میدان نکرت
سے بسبب انوار معرفت کے اسرار ارواح کے پانون سے انوار بقا کے پرفضا وشگفتہ کشادہ چمنستان مین چلا وہ شخص
کبھی انوار جلال سے محجوب نہوگا اور اُس سے ہر مردہ دل کو زندگی حاصل ہوگی اور جو نفس کہ طاعت پروردگار سے فتور وقصور کرگیا ہے اسکے دیدار سے

Marfat.com

مقام طمانیت مین پہونچیگا اور اپنی شہوات مین مفتون نہ رہیگا۔ **قال المترجم** نکرۃ التوحید ایک مقام خاص ہی جسکا حال پہلے مذکور ہو چکا یعنے بعد طی مراتب صفات کے اول ظہور انوار ذات جل جلالہ مین نکرت طاری ہوتی ہی عظمت کبریا المحض بذات پاک سے معرفت قاصر ہی پس یہ مقام نکرت ہی اور اشارات مذکورہ مختلف مراتب عرفان پر محمول کر کے سمجھنا چاہیئے۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
اور جب پہونچے انکو ایک آیت کہین ہم ہرگز نہ مانینگے جب تک ہمکو نہ ملے جیسا کچھ پاتے ہین اللہ کے رسول اللہ بہتر جانتا ہی جہان بھیجے
رِسَالَتَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝
اپنے پیام اب پہونچے گی گنہگاروں کو ذلت اللہ کے ہان اور عذاب سخت بدلا حیلہ بنانے کا

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اور جب آتی ہی اہل مکہ کے پاس اٰيَةٌ کوئی آیت یعنی آنحضرت صلعم کی تصدیق رسالت کی قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ کہتے ہین کہ ہرگز ہم ایمان نہ لاوینگے محمد صلعم پر حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ یہانتک کہ دیے جاوین ہم مثل اس چیز کے جو اللہ تعالی کے رسولون کو دی گئی یعنی رسالت ہمکو بھی ملے اور ہمکو بھی وحی کیجاوے کیونکہ ہم مال مین زیادہ اور سن مین بڑے ہین بعض نے کہا کہ ولید بن المغیرہ نے کہا تھا اور بعض نے ابو جہل کا قول بیان کیا کہ شرافت مین ہم اور بنو عبد مناف مقابلہ کرتے رہے یہانتک کہ جب جوڑی کے دو گھوڑے برابر ہونے کو پہونچے تو انھون نے دعوی کیا کہ ہم مین نبی ہی جسپر وحی ہوتی ہی پس واللہ ہم اسپر ایمان نہ لاوینگے یہانتک کہ ہمپر بھی وحی ہو یہ قول انکا آنحضرت صلعم پر حسد تھا بعض نے کہا کہ مراد انکی یہ تھی کہ ہم تابع نہونگے ہم بھی متبوع ہونگے اور یہ بمقتضاے کمال جہالت ہی رسل اللہ پر وقف مسنون ہی اور یہان نام پاک پر دو بار جمع ہوگیا بعض نے کہا کہ بعد وقف کے دونون کے بیچ مین دعا قبول ہوتی ہی شاید یہ قول تجربہ سے معلوم ہوا ہو واللہ اعلم پھر اللہ تعالی نے ان جاہلون کا جواب دیا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ اللہ جانتا ہی جہان وہ رسالت رکھتا ہی اکثرون کی قراءۃ مین رسالاتہ بجمع ہی اور ابن کثیر و حفص کی قراءۃ مین رسالت بافراد ہی اور حیث مفعول بہ ایسے فعل کا ہی جسپر اعلم اسم تفضیل دلالت کرتا ہی کیونکہ خود اسم تفضیل مابعد اسم ظاہر مین عمل نہین کرتا اور وہ فعل مدلول یعلم ہی اور حیث بمعنی موضع ہی ای یعلم الموضع الصالح لوضع الرسالۃ یعنے رسالت رکھنے کے لیے مقام صالح اللہ تعالی جانتا ہی پس جو محل صالح ہی وہی رسول ہوتا ہی اور یہ لوگ اسکی اہلیت نہین رکھتے ہین اور یہ تقریر اولی ہی بہ نسبت قول بعض کے کہ اللہ اعلم بمن یستحق ان یجعلہ رسولا۔ کیونکہ حیث بمعنی موضع و محل وغیرہ ظرف کے ہوسکتا ہی اور من موصولہ کے معنی مین نہین ہوسکتا اور نیز رسالت کسی استحقاق پر نہین ہی بلکہ محض فضل عظیم ہی کما قال لحبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان فضل اللہ علیک عظیما بیضاوی نے کہا کہ یہ کلام مستانف ہی جس سے ان کافرون پر رد کردیا کہ رسالت و نبوت کچھ نسب و مال پر نہین ہی بلکہ وہ فضائل نفسانی ہین جن سے اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی مخصوص فرماتا ہی پس اسکو رسالت کے لیے برگزیدہ کرتا ہی اور یہ محل صالح وہی خوب جانتا ہی۔ حاصل آنکہ اس بزرگی کے واسطے اللہ تعالے حلیم و حکیم عز و جل نے محمد صلعم کو چن لیا پس اور کسی کو یہ ہوس نہین ہوسکتی بلکہ اورون کے واسطے یہی کمال ہی کہ اس رسول پاک کی پیروی کرین اور حال تو یہ ہی کہ آنحضرت صلعم مین شرافت ذات و نسب و کمال مرضی اللہ تعالے نے جمع فرمایا تھا **قال الحافظ** اہل مکہ اور انکے بڑے بڑے خود اس بات کے مقر تھے کہ آنحضرت صلعم کو ہمارے درمیان فضیلت و شرافت و نسب اعلی و طہارت خاندانی و مقام عزت

ونشار وجود بزرگ وبلند حاصل ہو جنی کہ کافرون کے سردار ابوسفیان نے بروقت سوال ہرقل بادشاہ روم وشام کے کہا تھا
کہ وہ شخص یعنی محمد صلعم ہماری قوم مین بڑے مرتبہ کا نسب والا ہی ہرقل بولا کہ بھلا تم کبھی اسکو دروغ گوئی مین متہم کرتے تھے ابوسفیان
نے کہا کہ کبھی نہین۔ کما فی حدیث البخاری اور واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ تعالی نے اولاد ابراہیم مین سے اسمعیل کو برگزیدہ کیا اور اولاد اسمعیل سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور
بنو ہاشم سے مجھکو برگزیدہ فرمایا۔ رواہ مسلم۔ اس سے نکلا کہ اولاد ابراہیم مین اسحاق ویعقوب کے بہ نسبت اسمعیل علیہ السلام برگزیدہ تھے
وعن ابی ہریرہ مرفوعًا فرمایا کہ اولاد آدم مین سب سے بہتر گروہ مین نبی مبعوث ہوتا آیا یہانتک کہ مین ظہور اس قرن مین ہوا جسمین ہوا
رواہ البخاری۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے بندون کے دلون پر نظر فرمائی پس علم ازلی مین محمد صلعم کے دل کو سب
سے بہتر دیکھکر اسکو اپنی رسالت کے واسطے برگزیدہ فرمایا پھر اسکے بعد بندون کے دلون پر نظر فرمائی پس محمد صلعم کے اصحاب کے
دلون کو سب سے بہتر دیکھکر انکو اپنے رسول صلعم کے وزیر بنائے جو اللہ تعالی کے دین کے واسطے جہاد کرتے ہین پس جس بات کو
مسلمانون نے بہتر دیکھا وہ اللہ تعالی کے نزدیک بہتر ہی اور جسکو مسلمانون نے برا دیکھا وہ اللہ تعالی کے نزدیک بری ہی
رواہ احمد وغیرہ **قال المترجم** یہ اللہ تعالی کے علم قدیم کا بیان لوگون کی سمجھ کے موافق ہی اور مسلمانون سے حضرت صلعم کے اصحاب
مراد ہین جیسا کہ بیان سے خود ظاہر ہی اور معنی یہ ہین کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالی کے برگزیدہ بندے ہین انکو جو بات بھلی
نظر آتی ہی وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھلی ہی اسی واسطے اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم حجت قطعی ہی فافہم **مترجم** نے بضرورت یہ تفسیر
حدیث مختصر لکھدی۔ اور حاصل تفسیر آیہ کریمہ یہ ہوا کہ رسالت فضل الٰہی ہی اور اللہ تعالی نے اپنے علم سے جہان بہتر دیکھا وہان رکھی ہی لہذا
کفار مکہ یہ ہوس نہ کرین اور ایمان لاوین پھر انکو تہدید فرمائی بقولہ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا عنقریب پہونچیگی ان لوگون کو جنھون نے
اجرام کیا یعنی اس قول باطل وبے ادبی سے جرم کیا صَغَارٌ ذلت عِنْدَ اللَّهِ اللہ تعالی کے یہان۔ یعنی ایسے کفر کی بات کہنے
والون کو اللہ تعالی کے یہان ذلت وخواری حاصل ہوگی یعنی قیامت مین خوار ہونگے بعد از انکہ بڑے مدعی بنتے تھے یا عند اللہ
بمعنی من عند اللہ ہی یعنے اللہ تعالی کی طرف سے حاصل ہوگی خواری وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ بسبب اسکے کہ مکر کرتے
ہین یعنے اور عذاب شدید بسبب انکے مکر کرنے کے یعنی بسبب حسد وکفر کرنے کے **ف فی العرائس** قولہ اللہ اعلم حیث
یجعل رسالتہ یعنے اللہ تعالی بندون کے باطن قلوب اسرار ارواح سے وہ باتین جانتا ہی جو انکے اندر نبوت ومعرفت
ورسالت وتوحید ومحبت کی پنہان پیدا کی ہین اور انمین ازل سے ودیعت رکھی ہین۔ انمین بندون کو آگاہ کردیا کہ کرامت خیر
وشر کو اللہ تعالی نے ازل ہی سے دلون مین ودیعت رکھدیا ہی پس خود اپنی ذات پاک کی طرف نظر فرمائی پس نور صفات
چمکا اور اسکی روشنی بلند ہوئی پھر اسکا عکس غیب الغیب پر ہوا اور اس سے روحین جو ملکوتی لاہوتی ہین پیدا فرمائین اور انمین انوار
ولایت ورسالت ونبوت کے پنہان ودیعت کیئے اور تمام مخلوق سے ان ارواح کو اپنے اس فضل وکرم کے ساتھ
مخصوص فرمایا اور اسمین کسی سبب وعلت کو دخل نہین اور نہ کوئی حاجت وباعث وغرض کی مجال ہی بلکہ محض فضل وکرم ہی لیکن
ان ارواح کو مخلوق کے لیئے ہدایت قرار دیا جنکی پیروی سے مخلوق اپنے خالق کی بندگی اور عرفان کی راہ پاتے ہین پس جسکو
اس عنایت سے مخصوص کیا اسکو کسی حاسد کا حسد اور کسی مکار کا مکر کچھ مضر نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اسکا شرف بڑھتا جاتا ہی اور سب

حمد وثنا اسی پاک پروردگار کے لئے خاص ہے جسنے ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلعم کو اس کرامت سے برگزیدہ فرمایا جس سے دشمنوں کی آبرو خوار ہوئی اور دوستوں کی مددگاری ہوئی منصور آبادیؒ نے کہا کہ اوتعالیٰ خوب جانتا ہے ان دلونکو جو اسرار الٰہی و مکاشفات کے لائق ہیں پس انکو خاص انوار سے تربیت اور لطائف علوم سے مطلع فرماتا ہے ابوبکر الوراقؒ نے فرمایا کہ جیسے دنیاوی بادشاہ لوگ اپنے جواہر و خزانہ کے موضع جانتے ہیں اور اچھی جگہ رکھتے ہیں اوتعالیٰ خالق ذوالجلال والاکرام اپنی درگاہ سے کرامت و نبوت کا محل صالح خوب جانتا ہے اور علم اسی کا علم ہے۔ پھر جب اوتعالیٰ جوہر معرفت کسی بندہ صالح کے دل میں رکھا چاہتا ہے تو اسکو نور تجلی و ربوبیت سے وسیع و کشادہ و آراستہ و پیراستہ فرماتا ہے تاکہ اسرار و معارف محبت و علوم غیب کو برداشت کرسکے چنانچہ آگے کے کلام سے ثابت ہے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا

سو جسکو اللہ چاہے راہ دے کھول دے اُسکا سینہ حکم برداری کو اور جسکو چاہے راہ سے بھلادے اسکا سینہ کردے تنگ خفہ

كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۚ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ

گویا زور سے چڑھتا ہے آسمان پر اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب یقین نہ لانے والوں پر اور یہ ہے راہ تیرے رب کی

مُسْتَقِيْمًا ۚ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

سیدھی ہمنے کھول دیے نشان دھیان کرنے والوں کو انکو سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہاں اور وہ انکا مددگار ہے بدلہ انکے کیے کا

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ پس جو بندہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اسکو ہدایت کرنا تو يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ کھول دیتا ہے اُسکا سینہ اسلام کے واسطے باین طور کہ اسکے دل میں نور ڈال دیتا ہے پس اسلام کے واسطے کشادہ ہو جاتا ہے اور اسکو قبول کرلیتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے پوری حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے یون ہے کہ آنحضرت صلعم سے یہ آیت پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ نور سینہ میں ڈالا جاتا ہے پس اسلام کے واسطے سینہ کشادہ ہو جاتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکی کچھ نشانیاں بھی ہیں آپ نے فرمایا کہ جھک جانا ایسے گھر کی طرف جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور پہلو تہی کرنا دار الغرور یعنی دنیا کی طرف سے اور استعداد حاصل کرنا موت کی اُسکے آجانے سے پہلے۔ رواہ ابن المبارک وعبدالرزاق والفریابی وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ والبیہقی۔ قال الحافظ ابن کثیرؒ بعد ذکر الطرق اس حدیث کے اسقدر طرق ہیں بعض مرسل ہیں اور بعض متصل ہیں جو باہم ایک دوسرے کی تقویت کرتے ہیں اور حاصل کلام یہ کہ حدیث ثابت ہے اور عراقیؒ نے تخریج احادیث الاحیاء میں کہا ہے کہ حدیث حسن ہے پس جب حدیث سے اسکی تفسیر ثابت ہوئی تو یہی تفسیر متعین ہے اور یہ بیان کیفیت ہدایت ہے جو محض فضل الٰہی ہے اور ایسے ہی اضلال کی کیفیت فرمائی بقولہ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ اور جسکو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے تو يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا کردیتا ہے اُسکا سینہ تنگ حَرَجًا نہایت بھچا ہوا یعنے قبول اسلام سے تنگی کرتا اور بھچتا ہے قال البیضاوی ضیقا کو ابن کثیرؒ نے بروزن سیفا بدون تشدید پڑھا ہے جیسے باقیون نے بتشدید یاء پڑھا۔ اور حرجا اسکی صفت ہے پس نافع وابوبکر نے حرجا بفتح اول و کسر ثانی صیغہ صفت مشبہ از حرج بمعنی الضیق پڑھا اور باقیون نے بفتحتین مصدر پڑھا جو بطریق مبالغہ کے صفت قرار دیا گیا ہے اور زجاج نے کہا کہ حرج نہایت تنگی ہے پس تکرار نہین ہوگی۔ اور والحافظ فی التفسیر عمر بن الخطابؓ نے ایک دیہاتی بنو مدلج سے پوچھا کہ حرجہ جانتا ہے اُسنے کہا ہاں وہ ایک درخت ہوتا ہے کہ اُس تک نہ پالتو چرائی کا جانور پہونچتا اور نہ کوئی جنگلی جانور اور

Marfat.com

نہ کوئی چیز اسکو باقی ہو تو عمرؓ نے فرمایا کہ ایسا ہی منافق کا دل ہو کہ بھلائی اسکو کچھ نہین پہونچتی ہو **قال مجاہد والسدی** ضَیِّقًا حَرَجًا یعنے
تنگ ہونے والا **قال عطا** یعنے بھلائی کا اسمین گزر نہین ہو کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ یعنے جب اسلام لانے کو اس سے
کہا جاتا ہو تو اسپر اسقدر سخت ہوتا ہو کہ گویا آسمان کو صعود کرتا ہو۔ اور یہ بنا بر قراءۃ **ابن کثیرؒ** کے یصعد بسکون صاد از صعود ہو **قال
البیضاوی** اس کافر کی تنگی دل کی انتہاء کو تشبیہ دی ایسے شخص سے جو ایسی چیز کی مزاولت کرے جو اُسکی قدرت سے خارج ہو
چنانچہ عرب مین اور دیگر محاورات مین آسمان کو چڑھ جانا مثل مشہور ہو کہ آدمی کی اپنی کوشش سے خارج ہو اور یہ ایسے کام کرنے مین بولتے
ہین جو آدمی کی وسعت سے باہر ہو حاصل آنکہ اس سے ایمان ایسا ممتنع ہو جیسے آسمان کو چڑھ جانا ممتنع ہو اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین
کہ اسلام سے ایسا دور بھاگتا ہو گویا انتہاء درجہ کا فاصلہ کیا کہ آسمان پر چڑھ گیا اور حق بات سے نہایت ہی دور بھاگ گیا۔ ابوبکر
کی قراءۃ مین یصّاعد بتشدید صاد ہو اور جمہور کی قراءۃ مین یصّعّد بتشدید صاد و عین ہو اور در اصل یتصعد و یتصاعد تھا پس ادغام تا در صاد ہو
اور معنی اُسکے تکلف کرنا آسمان پر چڑھنے مین حاصل آنکہ اسلام لانے کے وقت اسکو اسقدر تنگی ہوتی ہو جیسے آسمان پر چڑھنے کے
قصد مین نہایت تکلیف اُسکو ہو اور یہ بھی ضرب المثل ہو ایک محال کام کرنے کے بارہ مین بولتے ہین۔ وذکر الحافظ عطاء خراسانی نے
فرمایا کہ یہ مثل ہو یعنے اسکی مثال ایسے شخص کے مانند ہو جو آسمان کو نہین چڑھ سکتا ہو۔ وعن ابن عباس جیسے آدمی کی مجال نہین کہ اپنی
قوت سے آسمان کو پہونچ جاوے ایسی ہی اپنے دل مین ایمان و توحید نہین داخل کر سکتا ہان اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو داخل کردے
اوزاعیؒ نے کہا کہ جسکے سینہ کو اللہ تعالیٰ نے مردہ کر دیا اسکو مسلمان ہو جانے کی استطاعت کہان ہو **قال البیضاوی**
اسمین تنبیہ ہو کہ جسکے حق مین اضلال مقدر ہو اس سے خود اسلام لانا محال ہو جیسے آسمان کو چڑھ جانا ممتنع ہو۔ آیت مین دلیل ہو کہ جملہ
اشیاء سب بمشیت و ارادہ الٰہی عزوجل ہین حتی کہ مومن کا ایمان و کافر کا کفر بمشیت الٰہی ہو پس کفار قریش جو حضرت صلعم پر ایمان نہین
لاتے اور اپنی رسالت ملائکہ کی گواہی اور دیگر اشیاء سے عناد و حسد کی راہ سے سوال کرتے تو مشیت الٰہی مین ناپاک کافر انکا
مقدر تھا کَذٰلِکَ کما یضیق صدرہ و یبعدہ عن الحق کذلک یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنے جیسے کافر کا سینہ
تنگ کر دیا اور حق سے دور کر دیا ایسے ہی کر دیتا ہو اللہ تعالیٰ رجس کو ان لوگون پر جو ایمان نہین لاتے ہین۔ عن ابن عباس قال الرجس
یعنی شیطان **قال مجاہد** ہر وہ چیز جسمین بھلائی نہین ہو **قال عبدالرحمن بن زید** رجس بمعنی عذاب زجاج نے کہا کہ رجس
دنیا مین لعنت ہو اور آخرت مین عذاب ہو لہذا مفسرؒ نے کہا کہ کافرون پر عذاب گویا شیطان کو مسلط کر دیتا ہو وَھٰذَا یعنے یہ راہ
جسپر تو ثابت ہو اے محمد صلعم صِرَاطُ رَبِّکَ راہ تیرے پروردگار کی ہو یعنے اسی کا پسند کیا ہوا دین ہو مُسْتَقِیْمًا در حالیکہ مستقیم یعنے
راست ہو جسمین بالکل کہین کجی نہین ہو پس مستقیما حال ہو اور یہ حال موکدہ ہو کیونکہ راہ الٰہی تو مستقیم ہو اور عامل اس حال مین ہذا اسم اشارہ
کے معنی ہین قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ یعنے صاف بیان کر دیا ہمنے آیات کو لِقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ یذکرون پس تاء فوقانیہ کا ذال معجمہ
مین ادغام ہوا ہو ایسی قوم کے واسطے جو نصیحت اختیار کرتے ہین اگرچہ آیات سب مخلوق کے واسطے ہین لیکن انہین لوگون کی خصوصیت
اسواسطے کی کہ آیات پاکیزہ سے نفع انہین کو حاصل ہوتا ہو **قال المترجم** جو علوم غیب و اسرار لطیف ان آیات مین بیان فرمائے
بہت عالی ہین جنکو نورانی عقل والے سمجھ سکتے ہین حتی کہ معتزلہ وغیرہ بدعتی فرقے بھی خوار و برباد و بے عقل رہے لہذا قوم متذکرین سے
اہل عقل نورانی مفہوم ہین بدلیل قولہ تعالیٰ وما یتذکر الا اولوا الالباب کیونکہ عموماً تذکر فقط اولوا الالباب کو ہو واللہ اعلم بالصواب

لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِندَ رَبِّهِمْ اے لہم دار السلامۃ وہی الجنۃ عند ربہم ۔ انکے لیئے اپنے پروردگار کے یہان دار السلامۃ یعنے جنت ہی
کیونکہ وہان ہر مکروہ چیز سے سلامتی ہی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہی۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ دار السلام وہ جنت ہی **سدی رحمہ اللہ**
و حسن بصری رح نے کہا کہ السلام نام پاک الٰہی ہی اور دار اسکا جنت ہی یعنے جو اسنے اپنے نیک بندون کے لیئے پیدا کیا ہی وہ جنت ہی
اور جابر بن زید نے فرمایا کہ دار السلام اے دار التحیہ ۔ اور شاید یہ مستفاد از قولہ تعالیٰ وتحیتہم فیہا سلام ۔ یعنے تحیت انکی آپس مین جنت کے اندر
سلام سے ہوگی پس جنت دار السلام ہوئی اور ظاہر ارجح قول حسن بصری رح ہی بنظر ضمیر قولہ وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنے اور وہ السلام
یعنے او تعالے عز وجل انکا ولی و ناصر ہی ہر بھلائی انکو عطا فرمانے کا متولی ہی بعوض اُس چیز کے جسکو بجا لاتے تھے دنیا مین یعنی اللہ تعالیٰ
کی فرمانبرداری و اُسکے رسول صلعم پر ایمان اور شرک سے پرہیز قطعی وغیرہ **ف فی العرائس** قولہ فمن یرد اللہ ان یہدیہ الآیۃ یعنے
جسکو او تعالیٰ اپنی صفات و ذات پاک کی معرفت عطا فرماتا ہی اسکا سینہ انوار لطف و قرب سے کشادہ فرماتا ہی تاکہ وہ بندہ بہدایت
الٰہی اُسکا مشاہدہ پاتا ہی نہ کسی اور طاقت و قوت سے کیونکہ مشاہدہ الٰہی بقوت صفات الٰہی ممکن ہی ورنہ حادث کو مجال نہین ہی **نہر جوری**
نے فرمایا کہ مراد ہو جانے کی صفت یہ کہ جو اُسکے واسطے ہی اس سے خالی کرے اور جسپر وہ ہی قبول کرے اور مراد حق تعالیٰ پر اسکا سینہ
کشادہ ہو بعض نے فرمایا کہ نور ہی ابتدا مین وہ نور عقل ہی اور نور ہی وسائط مین وہ نور علم ہی اور نور ہی انتہا مین وہ نور عرفان ہی پس عقل والے
تو برہان کے ساتھ ہی اور علم والا بیان کے ساتھ ہی اور معرفت والا عیان کے ساتھ ہی اور حضرت صلعم نے اسکی کیفیت و نشان بیان فرمایا
جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت اوپر بیان ہو چکی ہی۔ شیخ نے کہا کہ حضرت صلعم نے نور تجلی واقع ہونے سے سینہ کا کھل جانا بیان فرمایا
یعنے اُسکی روشنی سے سینہ روشن ہوتا ہی اور بندہ پہلے اُس سے فقط اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاتا ہی اور انوار سے لا مال ہو جاتا ہی اور یہ
محض عنایت سے اپنے مشاہدہ کی طرف جذب ہی پس عنایت کا ظہور یہ کہ بندہ کو اسکا شوق جمال پیدا ہوتا ہی اور ماسوائے حق
کے جملہ مالوف و محبوب سے کنارہ کرکے اسکی بندگی کی طرف رجوع لاتا ہی اور یہی راہ مستقیم ہی جسمین اضطراب نفس و وسواس شیطان سے
او تعالے عز وجل کی ہدایت کی وجہ سے امن ملجاتا ہی وقد قال تعالیٰ وہذا صراط ربک مستقیما ۔ صراط مستقیم درحقیقت یہ کہ معرفت و کشف کے
ساتھ صفات سے ذات کی طرف راہ پاوے اور خود بھی کلام پاک دلیل ہی کیونکہ ہذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہی اور وہ صفت قدیم ہی پس
یہی راہ ہی حضرت قدیم باری تعالیٰ ذو الجلال والاکرام کی طرف پس یہ صراط ہی کہ روح حالانکہ اجسام مین مقید ہی اپنے مقام مین سیر کرے
اور عالم ملکوت سے منور ہو اور یہ مستقیم ہی کیونکہ وصول اسکا با نوار ذات قدیم ہی جو عین مقصود ہی اسی واسطے جسنے یہ راستہ مضبوطی سے پکڑ لیا
اور دائین بائین نہین بھٹکا وہ منقطع و ہلاک نہوگا اور صراط ربک سے مخصوص اپنی طرف نسبت فرمانے مین اشارہ ہی کہ تجلی و اصطفائیت
بظہور صفات و انوار ذات سے راہ سے ہی اسیواسطے یہ نہین فرمایا کہ یہ تمھاری راہ میری طرف کو ہی بلکہ فرمایا ہذا صراط ربک یعنی میری راہ ہی
جسمین انوار صفات روشن ہین جو اس راہ سے آیا اور مضبوط رہا وہ مطمئن و مقبول ہوا **شیخ ابو عثمان رح** نے فرمایا کہ نہایت قویم اور قدیم
طریقہ یہ ہی کہ بندہ اپنے اعتقاد و اعمال و افعال و اخلاق و اقوال سب مین اللہ تعالےٰ کے کلام پاک و احادیث رسول اللہ صلعم و
سنت کی متابعت کرے اور بڑا سست و برباد راستہ یہ ہی کہ دعویٰ و مخالفت مین سر اٹھاوے **سہیل** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مستقیم
راہ پروردگار کی توحید و اسلام ہی پھر جب اس راہ کی ہدایت کرکے انکو منزل سلامت مین اُتارا جہان کشف کے بعد بمعاینہ دیدار
نصیب ہی کما قال تعالیٰ لہم دار السلام عندہم الآیۃ دار السلام وہ مقام ظہور جمال و قدس صفات ہی منزہ از خطر و حجاب و عتاب

حالانکہ مصرح فرمادیا بقولہ وہو ولیہم۔ اسکی ولایت و رعایت ابدی و سرمدی سے دائمی سلامتی ہو۔ نیز السلام نام حضرت باری تعالے ہو تاکہ عارفون کے دل خوف سے دہل نجاوین اور محبین و واصلین اپنے حال و مقام مین سلامت رہین اور اسی کی طرف متوجہ ہون اور قولہ عند ربہم سے تقلب بانوار صفات ہو۔ وحدیث صحیح مین ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمام قلوب حضرت او تعالیٰ کے پنجۂ قدرت کے دو انگلیون کے درمیان ہین جیسے چاہتا ہو انکو پھیرتا ہو۔ او تعالیٰ انکا ولی ہو انکی حفاظت فرماتا ہو تاکہ نفس و شیطان کے وساوس انمین راہ نہ پاوین اور مطالعہ و مشاہدہ مین رہین جسکی خوبی کماحقہ بیان ہو سکتی ہو۔ نیز انکو دار کرامت سے لگاؤ دلایا اور جوار سے تعلق دلایا جاتا تو درمیان سے حدیث الدار اٹھ جاتی لیکن فی الجملہ یون ہی لگاؤ حدوث کا تھا اگرچہ بطریق نصیحت غیر ہو لہذا دار السلام سے متعلق کیا لیکن اپنے فضل سے انکو اسی تعلق مین نہین چھوڑا بلکہ فرمایا وہو ولیہم یعنی درمیان سے غیر پر نظر رکھنے سے اونچا کر لیا **قال المترجم** ہکذا قال الشیخ وظاہر کلام آنکہ جنکو ازل سے انوار معرفت کی بینائی نہین انکی نظر مخلوقات و محسوسات یعنی غیر پر رہتی ہو لو اغیار فقط مناظر ہین پس اس راہ سے انکو معارف کی طرف بلایا حتی کہ جو ہلاک ہو وہ بینہ یعنے نور سے ہلاک ہو اور حجت انپر تمام ہو اور اہل معرفت کا اس سے تعلق بسبب اسکے کہ ظہور دیدار وہان موعود ہو پس اس راہ سے جنت محبوب ہو اور اسی معنی کو شیخ نے آگے کے کلام مین بیان کیا بقولہ اور اللہ تعالے نے فرمایا کل شئ ہالک الا وجہہ اشارہ ہو کہ ہر حادث بروقت ظہور قدیم کے مضمحل ہو پھر جب او تعالے نے خود انکو دعوت فرمائی تو تمام جگہین پاکیزہ ہوگئین خواہ دنیا مین ہون یا آخرت مین ہون کیونکہ اسکے حفظ سے اکوان پاکیزہ اور اسکے حسن جوار سے جہان لطیف ہوگئی ؎ اذا نزلت سلمی بواد فماؤہ ٭ زلال وسلسال وشیحا نماؤہ ٭ اور یہ نہین دیکھتا کہ کیونکر حضرت خلیل علیہ السلام کے حق مین فرمایا قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم الآیۃ **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ دار السلام وہ ہو جسمین ہواجس نفس و وساوس شیطان سے امن ہو بعض نے کہا کہ دار السلام جہان انقطاع یعنے فراق سے سلامتی ہو بعض نے کہا کہ دار السلام جنت ہو اور اسکو اسواسطے دار السلام فرمایا کہ جب اہل جنت بعد حساب کتاب و معاملہ قیامت کے جنت مین داخل ہونگے اور دوزخ والے دوزخ مین پہونچ جاوینگے تو اللہ تعالی کیطرف سے اہل جنت کو سلام ہوگا۔ کما قال تعالے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار الآیۃ **قال المترجم** ظاہر آنکہ سلام سے مراد سلامتی ہو فافہم

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُمْ مِنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ
اور جسدن جمع کریگے اُن سب کو　ای جماعت جنون کی تمنے بہت کچھ لیا انسانون سے　اور بولے انکے دوستدار انسان　ای رب ہمارے کام نکالا
بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ
ہم مین ایک نے دوسرے سے اور پہونچے اپنے وعدہ کو جو تونے ہمارا ٹھہرایا تھا　فرماویگا آگ ہو گھر تمہارا رہا کرو اُس مین　مگر جو چاہے اللہ　تیرا رب
حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝
حکمت والا خبردار ہو　اور اسیطرح ہم ساتھ ملادینگے گنہگارون کو ایک دوسرے کو بدلا انکی کمائی کا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ واذکر یوم نحشرہم۔ بیان کر جسدن محشور کرینگے ہم ان لوگونکو نحشرہم بالنون اکثر کی قرارت ہو اور حفص نے بالیاء پڑھا ای یحشرہم اللہ تعالے انکو یعنی مخلوق کو محشور فرماویگا۔ ظاہر آنکہ تمام مخلوق محشور ہوگی اسمین یہ لوگ بھی محشور ہونگے اور ہم ضمیر سے جن و انس یعنی دونون گروہ مراد ہین اور قولہ جمیعا تاکید ہو کہ تمام مخلوق کو شامل ہو یا ان سب کے واسطے ہو یمعشر الجن یعنے کہا جایگا فرشتون کی زبان سے کہ ای گروہ جنون کے قد استکثرتم من الانس تمنے بہت سے لیئے انسان مین سے۔ عن ابن عباس یعنی بہتیرے انسان مین سے تمنے گمراہ کر لئے

وکذا قال مجاہد وقتادہ والحسن مراد جن سے شیاطین اور کافر جن ہیں بعض نے کہا کہ استکثار یعنی استمتاع کثیر ہوا اور بنا بر قول اول کے جو اصح ہے
معنی یہ کہ تم نے انسانوں میں سے بہت سے گمراہ کر کے اپنے ساتھ ملا لیے گویا وہ تمہارے خادم ہو کر تمہارے ساتھ محشور ہوئے۔ اور شیاطین
اسکا کچھ جواب نہیں دے سکیں گے کیونکہ شیطان کا معاملہ معروف ہے اللہ تعالے نے اُسکی کھلی دشمنی سے انسانوں کو آگاہ فرما کر اسکی پیروی سے
بچنے کا حکم دیا ہے اسی واسطے شیطان کی طرف سے جواب نہیں ہے بلکہ شیطان کی دوستی و پیروی کرنے والوں کا جواب بیان فرمایا لقولہ وَقَالَ
اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ یعنی انسانوں میں سے جو جنوں کے پیرو اور دوست ہوئے ہیں وہ کہینگے رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اے ہمارے رب
ہم میں بعض نے بعض سے استمتاع اٹھایا جنوں نے تو شہوات کو مزین کیا اس سے انسانوں نے استمتاع اٹھایا اور انسانوں نے جن کی اطاعت
کی پس وہ مخدوم بنکر خوش ہوئے شیخ ابن جریرؒ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں عرب والے اس حال میں تھے کہ انمیں کا آدمی کسی جنگل میں جاتا
تو کہتا اعوذ بکبیر ہذا الوادی یعنی میں اس بیابان کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی شریر جن مجھکو ستانے نہ پاوے پس یہ تو انسانوں نے
جن سے نفع لیا اور جنوں کا انسان سے یہ استمتاع ذکر کیا کہ انسانوں کی تعظیم و استعانت مانگنے سے وہ خوش ہوتے اور کہتے کہ ہم جن و انسان دونوں
کے سردار ہو گئے۔ عن الحسنؒ جنوں کا حکم دینا اور انسان کا اسپر عمل کرنا یہی استمتاع مذکور تھا عن محمد بن کعب یعنی دنیا میں ہیل میل سے بسر کرنا
وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا اور ہم اپنی اس میعاد کو پہونچ گئے جو تو نے ہمارے لیئے مقرر کی تھی سدیؒ نے کہا کہ اجل سے
مراد موت ہے یعنے دنیا کی زندگی میں بعض نے بعض سے استمتاع پایا یہانتک کہ موت آگئی قال المفسرؒ وہ روز قیامت ہے اور یہ کلام
اُن لوگوں کی طرف سے حسرت کے طور پر ہے قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ یعنے ملائکہ کی زبان سے اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہوگا کہ آگ یعنی دوزخ تمہارا
ٹھکانا ہے یعنے تم دونوں فریق آگ میں داخل ہو وہاں رہو خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ درحالیکہ تمہارے حق میں حکم ہوا کہ ہمیشہ دوزخ میں پڑے رہو گے
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ یعنے سوائے ان اوقات کے جنمیں حمیم پینے کے واسطے نکلو گے کیونکہ حمیم اس سے باہر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم ان مرجعهم
لالی الجحیم یعنی بعد حمیم پینے کے پھر لوٹ کر جہنم میں جاوینگے وہیں انکے لوٹ جانیکا ٹھکانا ہے قیل علی ہذا معنی کلام یہ ہوے کہ وہ لوگ سب اوقات
میں دوزخ میں رہینگے الا ماشاء اللہ یعنے سوائے ان اوقات کے جنمیں اللہ تعالی نے انکا رہنا نہیں چاہا۔ اور یہ بمقتضائے زبان عربی ہے
اور یہی شیخ محلیؒ نے سورۂ صافات میں فرمایا ہے حالانکہ یہ تاویل خلاف ہے قولہ تعالی یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا الآیۃ
کے اور ملا علی قاری نے کہا کہ تعجب ہے کہ باوجود اسکے شیخ سیوطیؒ نے اپنی تفسیر در المنثور میں کہا کہ سلف نے فرمایا کہ آگ سے کافر بالکل
نہیں نکلینگے۔ پھر اس تفسیر میں یہ تاویل اختیار کی قال المترجم جواب ممکن ہے کہ اللہ تعالے نے جو فرمایا اس سے خلاف اسوجہ سے نہیں کہ وہ نکلنے کا
ارادہ کرینگے مگر نہ نکلینگے اور بیان یہ ثابت ہوا کہ اوقات مشیت میں توزیع تعذیب کے واسطے حمیم پینے کو قعر دوزخ سے نکالے جاوینگے اور
نیز یہ اصلی خروج نہیں بلکہ توزیع عذاب ہے اور اسی سے ظاہر ہوا کہ سلف کے قول سے بھی خلاف لازم نہیں آتا اسواسطے کہ دوزخ سے چھوٹنا
پھر مفسرؒ نے ذکر کیا عن ابن عباسؓ یہ استثناء ایسے لوگوں کی طرف راجع ہے جنکے حق میں اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ وہ ایمان لاوینگے پس ماشاء
بمعنی من شاء ہے قال البعض یعنے الا من شاء اللہ ایمانہ سوائے اُس شخص کے جسکے حق میں اللہ تعالے نے ایمان چاہا پس وہ آگ میں
داخل نہوگا اور اس قول ابن عباس کو جمہور نے حکایت کیا اور یہی کرخیؒ کا قول ہے قال المترجم بعض نے جو یہ معنی قول ابن عباس کے بیان کیئے
اسپر وارد ہوتا ہے کہ قیامت میں ان لوگوں سے جب کہا جائیگا تو استثناء کے کیا معنی ہیں کیونکہ مشیت پر ایمان لانا دار دنیا میں واقع ہو چکا
اللهم الا ان یقال خطاب مجموع جن و انس سب کو ہوگا خواہ مشرک ہوں یا مومن ہوں ولیکن یہ خلاف سیاق ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ان مجرموں میں

Marfat.com

سے سب شرک وکفر ہی کے مجرم نہین ہونگے بلکہ حرام و مرتکب کبیرہ بھی جنہون نے شیطان کی پیروی مین گناہ کیے ہین انکے ساتھ شامل
ہونگے جنکے حق مین بدون تعذیب کے رہائی نہونا مقدر ہوا ہو اور جنون کی جماعت کے بڑھانے واستکثار کرنے مین ایسے گناہگار بھی
شامل ہونگے پھر سب کے حق مین دخول نار کا حکم ہوگا لیکن خلود سے استثناء ہوگا یعنی سب خلدین فیہا رہو سواے اُن لوگون
کے جنکے حق مین بسبب اسلام دنیاوی کے مشیت ہوچکی ہو کہ ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے پس وہ بعد تعذیب کے نکالا جائیگا اور بجاے
من کے ما موصولہ سے اشارہ وقت مقدر کا ہو اور تاکہ من سے وہم بجانب عدم دخول نہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ ما بمعنی من نہین
بلکہ اول براے غیر ذوی العقول و دوم براے ذوی العقول ہو تو جواب آنکہ ما موصولہ اعم ہو جیسا کہ محققین نے تصریح کردی ہی۔
قال الحافظ بعض نے کہا کہ استثناء کا مرجع برزخ کی طرف ہو یعنے زمانہ برزخ تک مستثنیٰ ہو۔ اور بعض نے کہا کہ مدت بقاء دنیا تک
استثناء ہو اور دیگر اقوال بھی آئے ہین چنانچہ قولہ تعالے واقع سورۂ ہود۔ خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ماشاء ربک
ان ربک فعال لما یرید کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے سب تقریر آویگی **قال البیضاوی** فی قولہ الا ماشاء اللہ۔ سواے ان اوقات
کے جنمین آگ سے زمہریر کی طرف منتقل کیئے جاوینگے **قال التفتازانی فی حاشیۃ الکشاف** ایک وجہ دیگر نکلتی ہے
وہ یون ہو کہ اس استثناء سے مراد مبالغہ ہو ہمیشہ دوزخ مین پڑے رہنے کا یعنے خلود کا وقت کبھی منتہی نہوگا مگر اسوقت کہ اللہ تعالے
چاہے حالانکہ معلوم ہو کہ مشیت الٰہی کبھی اُنکے خروج کے واسطے نہوئی پس خلود مؤکد ہوا اگرچہ پہلے وہم تھا کہ شاید کبھی مشیت ہو اور نیز
خلود کو بصورت استثناء بیان کرنے مین طمع دلانے کا تہکم ہو **قال الحافظ** ابن عباس رض سے روایت ہو کہ یہ آیت ایسی آیت ہو کہ کسی
کو سزاوار نہین ہو کہ اللہ تعالے کی مخلوق کے بارہ مین اللہ تعالے کی طرف سے کوئی حکم لگاوے اور مخلوق کو نہ جنت مین اُتارے اور
نہ دوزخ مین اُتارے۔ رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم اور زیادہ بسط اس مقام کا انشاء اللہ تعالے سورۂ ہود کی آیت مین آویگا اور ان
مقامات مین زیادہ ضرورت جان لینے کی نہین ہو بلکہ جہانتک معلوم ہو جاوے بہتر ہو ورنہ او تعالیٰ عزوجل دانا ہو اِنَّ رَبَّكَ
حَكِيمٌ عَلِيمٌ تیرا پروردگار اپنی صنع مین حکمت والا اور اپنی خلق کا خوب جاننے والا ہو ظاہر ہو کہ تمام علم و حکمت الٰہی بندہ کی مجال سے
باہر ہو فافہم وَكَذَٰلِكَ یعنے جیسے ہمنے نافرمانی کرنے والے جنون و انسانون کو بعض کو بعض سے نفع اُٹھانے دیا ایسے ہی نُوَلِّي
بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا دوست کرتے ہین ہم بعض ظالمون کو بعض کا ف نولی از تولیہ مصدر ولایت بمعنی دوست کردینا۔ عن عبدالرحمن
بن زید یعنے ظالم جنون کو ظالم انسانون پر مسلط کرتے ہین پس تولیہ بمعنی تسلیط ہو اور فرق درمیان ہر دو ولایت آنکہ ولایہ بالفتح بمعنی
نصرت و یاری و دوستی ہو اور بالکسر بمعنی غلبہ و ملک و سلطنت ہو کذا ذکرہ الزمخشری قتادہ رح نے فرمایا کہ اللہ تعالے لوگون کو انکے
اعمال پر باہم متولی کرتا ہو پس ہر مومن دوسرے مومن کا ولی ہو چاہے جہان سے اور جہان ہو اور ہر کافر دوسرے کافر کا ولی ہے
جہان اور جیسا ہو اور ایمان تمنا کرنے اور صورت بنانے پر نہین ہوتا **قال الحافظ** اسی تفسیر کو شیخ ابن جریر نے اختیار کیا۔ **قال
معمر عن قتادہ** یعنے دوزخ مین بعضے ظالم بعض کے پیچھے پیچھے ہونگے یعنے دنیا مین جو ایک دوسرے سے موالات کرکے
ظلم کرتے تھے اسیواسطے فرمایا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ یعنے اُنکے گناہ کمانے کے سبب سے ایسا کردیا ہو ف کہ بعضے بعضون کے
ولی ہین ظاہر آنکہ ظلم بیان عام ہو خواہ اپنے نفس پر ظلم ہو بایں طور کہ دوسرے کے موالات مین کفر و شرک کیا یا غیر پر ظلم ہو کہ اسکو
ایمان سے روکا یا مضرت ناجائز پہونچائی۔ عن ابن عباس جب اللہ تعالے کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہو تو انپر انمین سے بہتر کو متولی کرتا ہو

اور جنکی برائی چاہتا ہی تو انکے شریرون کو متولی فرماتا ہی اعمش رح نے کہا کہ مین نے بزرگون کو کہتے سُنا کہ جب زمانہ فساد آویگا تو لوگون پر انکے شریر بدکار سردار ہونگے۔ اللھم انی اعوذبک من الفتن واسالک العافیۃ

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ

اے جماعت جنون اور انسانون کی کیا تمکو نہین پہونچے تھے رسول تمھارے اندر کے سناتے تمکو میرے حکم اور ڈراتے یہ دن سامنے آنے سے

قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ

بولے ہمنے مانے اپنے گناہ اور انکو بہکایا دنیا کی زندگی نے اور قائل ہوے اپنے گناہ پر کہ وہ تھے منکر یہ اسواسطے کہ تیرا

رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝

رب ہلاک کرنے والا نہین بستیون کو ظلم سے اور وہان کے لوگ بیخبر ہون

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ معشر جماعت اور جمع آن معاشر یعنی اے گروہ جن وانسان کے اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ کیا نہین آئے تمھارے پاس رسول جو تم مین سے ہین چونکہ وہم ہوتا تھا کہ جنون مین کوئی جنی رسول نہین ہوا لہذا مفسر رح نے توضیح کر دی کہ منکم کے معنی من مجموعکم ہی یعنے جن وانس کے مجموع مین سے پس اگرچہ جنون مین رسول نہین ہوا لیکن انسان مین سے رسول ہوئے تو منکم اس مجموعہ مین سے صادق ہی جیسے قولہ تعالے یخرج منہما اللولوء والمرجان یعنے آب شیرین وشور مین سے موتی و مونگا نکلتے ہین حالانکہ فقط آب شور سے نکلتے ہین آب شیرین سے نہین نکلتے لیکن منہما مجموعہ کے اعتبار سے جبکہ ایک ہی ٹکڑے سے نکلے تب بھی صادق ہی اور یہ جواب شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہی جیسا کہ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا اور فرمایا کہ قولہ الم یاتکم مین استفہام تقریری ہی اور منکم یعنے منجملہ تم سب کے رسول ضرور آئے ہین حالانکہ رسول فقط انس ہین سے ہوئے اور جنون مین سے نہین ہوے جیسا کہ حضرت مجاہد وابن جریج وبہتیرے ائمہ سلف وخلف یعنے علماء صحابہ وتابعین نے تصریح فرمادیا ہی اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ رسول فقط بنی آدم سے ہوئے ہین اور جنون مین نذیر گذرے ہین قال المترجم یہین سے مفسر رح نے دوسرا جواب دیا بقولہ او رسل الجن نذرھم الذین یسمعون کلام الرسل فیبلغون قومھم یعنی اگر رسل سے حقیقی معنی معروف مراد ہین تو پہلا جواب گذرا کہ منکم سے مجموع جن وانس مین سے ہونا مراد ہی پس جبکہ انس مین سے ہوئے تو مجموعہ مین سے ہونا صادق ہوا اور یا رسول سے اعم معنی مراد ہین پس جنون کے رسولون سے انکے نذیر مراد ہین جو رسولون سے کلام واحکام الٰہی سُنکر اپنی قوم جن کو جاکر سناتے اور نافرمانی سے ڈراتے ہین اور نذر یعنے نذیر جمع نذیر یعنے ڈرسنانے والا قال الحافظ ماحاصلہ اور دلیل اسکی رسول فقط انس ہی مین ہوے قولہ تعالے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ الآیۃ۔ اور قولہ تعالے وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب الآیۃ اور کوئی قائل نہین کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے جنون مین نبی تھے پھر نبوت منقطع ہوئی وقد قال تعالیٰ وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق الآیۃ۔ اور معلوم ہی کہ جن اس باب مین انسانون کے تابع ہین لہذا فرمایا واذ صرفنا الیک نفرا من الجن الآیۃ مترجم کہتا ہی کہ جنون کا وجود جبکہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی تھا تو ممکن ہی کہ پہلے ہوتے ہون پھر نبوت ورسالت اولاد آدم مین منحصر ہوئی اور جن تابع ہوئے ہون اور آیات جو نقل فرمائین محتمل ہین کہ انس کے رسولون کے بارہ مین ہون وقد قال الضحاک بن مزاحم کہ جنون مین سے رسول ہوئے ہین بدلیل اسی آیت کے پس اس آیت کا استدلال تام نہونا بوجہ اسکے کہ یہ آیت کریمہ اس مدعا کے ثبوت مین نص صریح نہین اسی طرح جو شیخ حافظ نے استدلال کیا

20940

وہ بھی محتمل ہو لہذا اس مسئلہ مین زیادہ بحث کی حاجت نہین ہان اسقدر قطعی ہو کہ معرفت ذات وصفات الٰہی و توحید وعبادات
بذریعہ رسولون کے ہر دو فریق جن و انس کو پورے طور سے پہونچ گئی ہو پس جو کوئی انمین سے کافر ہوا وہ بعد حجت کے ہلاک ہوا ہو
کیونکہ ہر فریق کے پاس ایمان و معرفت بتانے والے و اطاعت پر بشارت اور نافرمانی پر عذاب و ڈر سنانے والے رسول ضرور
پہونچ گئے جیسا کہ آیت کریمہ نے مقرر فرمایا - اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یعنے ضرور آئے تمھارے پاس تم مین سے ایسے رسول کہ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ
اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا مفصل بیان کرتے تھے تیر میری آیات کو اور ڈراتے تھے تمکو اس دن سے جو تمھارے
روبرو آیا - حاصل آنکہ جس دن اللہ تعالےٰ سب مخلوق کو محشور فرمادیگا یعنے قیامت کے روز تو گروہ جن و انس کو ملامت کے ساتھ
اقرار صادق کرنیکو فرمادیگا قَالُوْا شَہِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا بولے ہم اپنے اوپر گواہ ہین ف مومنین تو دنیا ہی مین گواہی دینے والے
اور ایمان لائے ہوئے ہونگے جو اسدن ملامت سے بچین گے اور رہے کافر تو وہ بھی اقرار کرینگے چنانچہ معنی یہ کہ جن و انس مین سے کافر لوگ
اقرار کرینگے کہ ہم اپنے اوپر گواہی دیتے ہین کہ ہمکو رسالت الٰہی پہونچائی گئی ہو - یہ ان کافرون کیطرف سے اقرار ہو کہ اللہ تعالیٰ کی حجت
رسولون کے ساتھ پیغام بھیجکر انکو ہدایت کرنے اور انکے نہ ماننے سے انپر لازم ہو اور یہ جملہ مستانفہ گویا جواب اس امر کا ہو کہ کافر لوگ آخر
کیا کہین گے اللہ تعالےٰ فرماتا ہو وَغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اور انکو زندگی دنیا نے مغرور و فریب کھایا ہوا کر دیا پس ایمان نہ لائے
قال البعض یہ جملہ معترضہ ہو اور زندگی پر غرور یہ کہ لذات و شہوات دنیا مین عاقبت بھول گئے اور عملاً لی فراموش کیا اور انجام کار یہ ہوا کہ
اپنے اوپر کفر کی گواہی دی کما قال تعالیٰ وَشَہِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ اور گواہی دی اپنی جانون پر کہ ہان وہ لوگ کافر تھے
اعوذ باللہ من سوء العاقبۃ - اور یہ ان لوگون کی طرف سے دوسری گواہی ہو کہ جن رسول پاک و آیات بینات کریمہ سے انکی ہدایت
کی گئی ان سب سے دنیا مین انھون نے کفر و انکار ہی کیا - فی السراج - اگر کہا جاوے کہ کیونکر انھون نے اپنے کافر ہونے پر
گواہی دی حالانکہ دوسری آیت مین انکا جھوٹ بولنا مذکور ہو کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنی وہان بھی فسق و فجور نہ چھوڑینگے اور اللہ عز وجل
کی جھوٹی قسم کھاجاوینگے کہ ہم مشرک نہین تھے - تو جواب دیا گیا کہ اس بڑے دن مین احوال و اوقات مختلف پیش آوینگے پس بعض اوقات
وحال مین اقرار کرینگے اور بعض مین انکار کرینگے - اگر کہا جاوے کہ دوبار انکی گواہی انکے کافر ہونے پر کیون مکرر مذکور ہو تو جواب
دیا گیا کہ اول اقرار مین تو انکے قول کو نقل کیا کہ کیونکر کہینگے اور کیسے اقرار کرینگے - اور دوم مین انکی نظر خطا کار و رائے غلط و ناہنجار کی
مذمت ہو کہ دنیائے ناپائدار کے شہوات پر مغرور ہوئی اور اسی پر دار و مدار رکھا جو ہر وقت معرض زوال مین اور خطرۂ موت مین
بالکل بے اعتبار ہو اور عاقبت سے بالکل منھ موڑ لیا انجام کار کفر کا اقرار کیا اور عذاب دائمی کے لیئے جسکے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے
ہین اپنے آپ کو مسلم سپرد کیا پس اسمین نصیحت ہو ان نیک بندون کو جو غیر کی حالت دیکھکر عبرت و نصیحت لیتے ہین کہ وہ ایسے نہو جاوین
اور لطف و فضل الٰہی دیکھین کہ پیدا کیا اور رزق دیا صحت و تندرستی دی اور ہر نعمت سے سرفراز کیا خصوص پیدا کر دینا کہ اسی
کے مثل تمام مخلوقات آسمان و زمین مین کوئی ایسی نعمت نہین دیکھتا ہو پھر عقل و حواس دیئے اور رسول بھیجا اور نہایت خوبی و حسن اسلوب سے
ہدایت فرمائی اور کیسے پاکیزہ اخلاق و عادات سکھلائے اور اسپر جنت و نعمت غیر منقطعہ کا وعدہ فرمایا یہ کیسے بڑے بڑے احسان ہین
اللہ تعالےٰ سبحانہ ارحم الراحمین غفور و شکور و ودود حمید کے نام پر اپنی جان نا چیز قربان کرین اور کبھی شرک نہ کرین ورنہ اللہ تعالےٰ
عز وجل علیم و قدیر و قہار عزیز و سلطان ہو قادر مختار ہو جو چاہے کرے اسی کی شان پاک ہو لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون پس عذاب

Marfat.com

اسکا سخت ہی نعوذ باللہ منہ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ذلک سے اشارہ رسولون کے بھیجنے کی طرف ہی اور ان مخفف ہی ان بالتشدید کا اور لام مقدر ہی یعنے ذلک الارسال للرسل لانہ لم یکن الخ بعض نے کہا ای لاجل انہ لم یکن الخ یعنی یہ رسولون کا بھیجنا اس جہت سے کہ نہین ہی تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا آبادیون کو بسبب ظلم کے درحالیکہ وہان والے غافل ہون کوئی رسول انکو نہ پہونچا ہو قال البیضاوی۔ ذلک خبر مبتدا ر محذوف ہی ای الامر ذلک یعنی بات یون ہے رسولون کے بھیجنے کی پھر قولہ ان لم یکن الخ اس حکم کی تعلیل ہی یعنے بات یون ہی ہونا اسوجہ سے ہی کہ نہین ہی تیرا پروردگار ہلاک کرنیوالا الخ قال المترجم حذف مبتدا امر گران ہی بلا ضرورت نہین شایان ہی پس یہ تاویل مرجوح ہی۔ اگر کہا جاوے کہ او تعالیٰ عزوجل تمام جہان وسب اشیاء کا خالق ہی سب اسی کی مخلوق ہی سب اسی کی ملک ہی وہ اپنے ملک مین جیسے چاہے تصرف کرے اور ظلم تو بیجا تصرف کو کہتے ہین پس اللہ تعالےٰ کی جب سب مخلوق ملک ہی تو اسکا ہر طرح تصرف کرنا صحیح ہی چاہے سب کو ہلاک کرے چاہے باقی رکھے وہ جو چاہے کرے اُس سے کوئی پوچھ گچھ نہین ہی پھر کیونکر فرمایا کہ لم یکن ربک مہلک القری بظلم واہلہا غافلون مفسر سیوطی رح نے جواب دیا کہ تقدیر کلام یہ کہ بظلم منہا ای بسبب ظلم من القری یعنی نہین ہی تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا آبادیون کا بسبب کسی ظلم کے جو آبادیون سے صادر ہو درحالیکہ وہ لوگ نیک وبد سے غافل وجاہل ہون قال الامام ابوجعفر بن جریر رحمہ اللہ قولہ بظلم۔ دو وجہ کو محتمل ہی اوّل آنکہ ذلک لاجل ان لم یکن ربک مہلک القری بظلم واہلہا غافلون یعنی انکو جلدی عقوبت مین گرفتار فرمانے والا نہین یہانتک کہ انکے پاس ایسے رسول یا رسولون کے نائب وغیرہ بھیجے جو انکو توحید واعمال شرع بتاوین اور شرک ونافرمانی سے ڈراوین اور ایسا نہین ہی کہ غفلت مین انکو ہلاک کرے حتی کہ وہ کہین کہ ہمکو تو کوئی بشیر ونذیر نہین پہونچا تھا اور وجہ دوم یہ کہ لم یکن لیہلکہم بدون التنبیہ یعنی ایسا نہین کہ انکو ظلم کے ساتھ بدون تنبیہ کے ہلاک کر بے قال الحافظ پھر شیخ ابن جریر رح نے وجہ اول کی ترجیح وتائید بیان کی اور شک نہین کہ یہی قوی ہی قال المترجم واضح رہے کہ حقیقی معنی ظلم کے تو حضرت باری تعالیٰ کی شان مین کسی طرح نہین ہوسکتے اگرچہ وہ تمام آبادیون کو بلاقصور وبیوجہ ہلاک کردے۔ کما فی قولہ ان اراد ان یہلک المسیح وامہ ومن فی الارض جمیعا۔ نہین دیکھتے کہ اگر کوئی آدمی ایک برتن بناوے پھر اسکا جی چاہے اور اسکو توڑ ڈالے تو کچھ ظلم نہین پھر کہان حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ لہذا او تعالیٰ شانہ جو کچھ کرے سب مین صواب و عین انصاف ہی ولیکن کمال رحمت ہی کہ جن باتون کو بندہ اپنے درمیان مین حرج سمجھتا ہی او تعالیٰ عزوجل نے بھی اسکو نہین کیا اگرچہ او تعالےٰ کی نسبت وہ حرج نہین ہی پس تاویل دوم بھی ہوسکتی ہی اگرچہ اوّل اولےٰ ہی بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ او تعالیٰ نہین ہلاک کرتا اہل القری کو بسبب ظلم کسی ظالم کے انمین سے درحالیکہ باقی لوگ اس سے غافل ہون۔ بالجملہ او تعالیٰ نے کسی قوم کو خواہ جن ہون یا انسان ہون بدون تنبیہ وانذار کے عذاب مین کیا کما قال تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور فرمایا۔ کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر الآیۃ اور فرمایا ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیۃ۔ اور فرمایا وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی نہین کوئی آبادی مگر آنکہ اُس مین ڈر سنانے والا گزرا ہے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ

اور ہر کسی کو درجے ہین اپنے عمل کے اور تیرا رب بیخبر نہین اُنکے کام سے اور تیرا رب بے پروا ہی رحم والا اگر چاہے

يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝ؕ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ

تمکو لیجاوے اور پیچھے تمہارے قائم کرلے جسکو چاہے جیسے تمکو کھڑا کیا اور وں کی اولاد سے جو تمکو وعدہ دیا سو آنے والا ہی

Marfat.com

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○
اور تم تھکا نہ سکو گے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا من العالمین جزاء ما عملوا من خیر وشر یعنی درجات بمعنی جزاء ہی اور ما موصولہ سے خیر وشر مراد ہے
یعنی اور عالمین مین سے ہر ایک کے لیے جزا ہی اس چیز سے جو اسنے بھلائی یا برائی کی تھی مفسر رحمہ نے عالمین کہا جو ملائکہ کو بھی شامل ہی اور
شک نہین کہ ملائکہ کے لیئے بھی درجات ہین پس اسمین اشارہ ہی تضعیف قول بعض مفسرین کی طرف جنھون نے آیت کو فقط کفار کے ساتھ
خاص لیا کیونکہ انھین کے ذکر کے بعد ہی اور وجہ ضعف یہ کہ عمل کفر سے درجات کہان سے آئے بلکہ درکات عذاب ہونگے اگرچہ
جا سکتا ہی کہ درجات کا استعمال امر خیر مین غالب ہی لیکن یہان مراتب مراد ہین پھر بھی بیان مراتب کفا قلیل الجدوی ہی کما قال تعالے
لکل ضعف ولکن لا تشعرون – یعنی جو پیروی مین گمراہ ہوے وہ قیامت مین کہینگے کہ پروردگار ان سرغنہ لوگون نے ہمکو اپنی پیروی مین خراب
کیا انکو دونا عذاب دے تو حکم ہوگا کہ تم مین سے ہر ایک کو دونا عذاب ہی ولیکن تمکو شعور نہین ہی اور نیز تضعیف قول دیگر ہی کہ مخصوص بمؤمنین
ہی بنظر لفظ درجات پس عام اختیار کیا بسبب دلیل تخصیص نہونے کے فافہم وقال البیضاوی ولکل من المکلفین مراتب من اعمالہم ای من
جزائہا او من اجلہا یعنی مکلفین مین سے ہر ایک کے واسطے مراتب ہین – یہ قید عقلی ہی تاکہ طفل ومجنون وغیرہ ونیز جانور وغیرہ خارج ہوجاوین
اگر کہا جاوے کہ بعضے حیوانات ونباتات وغیرہ کے واسطے بھی مراتب ہین جیسے اصحاب کہف کے کتے کے بارہ مین ثابت ہی تو جواب
یہ کہ یہان ما عملوا کی قید سے ظاہر ہی کہ مطلقا بیان مراد نہین ہی واللہ اعلم – اور نیز بیضاوی رحمہ نے اشارہ کیا کہ ما عملوا مین جائز ہی کہ ما
مصدریہ ہو یا سببیہ ہو اور مضاف مقدر ہو یعنی من جزاء اعمالہم او من اجلہا فافہم نے المدارک – اسی سے امام ابو یوسف وامام محمد نے استدلال کیا
کہ جنون کو ثواب طاعت ملتا ہی قال المترجم یہ محل ہی معلوم نہین ہوتا کہ دنیا مین ملتا ہی تو ریت مین جی ملیگا لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا
جاتا ہی کہ انھون نے فرمایا کہ جنون مین سے جو مسلمان ہوئے وہ نہ جنت مین داخل ہونگے نہ دوزخ مین کیونکہ اللہ تعالی نے جنت سے انکو
نکالا پھر انکو اسمین دوبارہ نہ لاویگا قال المترجم اس روایت کا پتہ نہین ملتا کہ باسناد صحیح قول لیث ثابت ہی یا نہین بر تقدیر یکہ اسناد صحیح ہو
تو تاویل ہوگی ورنہ دلیل مذکور محض ضعیف ہی تو نہین دیکھتا کہ آدم علیہ السلام بھی جنت سے باہر ہوئے علاوہ برین قولہ قلنا اھبطوا منہا جمیعا فاما
یاتینکم منی ہدی الآیہ بنا برآنکہ اھبطوا جمیع سے جن بھی مراد ہین صریح ہی کہ اگر ایمان لا کر نیک کام کرین تو ثواب جنت مین بنی آدم سے برابر ہین
اگرچہ فضائل مین یکسان نہون اور نیز تکلیف الایمان مین انسان کے برابر جن بھی مکلف ہین حالانکہ طرف عصیان مین جہنم مین جانا منصوص ہی
وقد قال الضحاک جن بھی جنت مین داخل ہو کر نعمتین کھائین پیئین گے – وعن ابن عباس رضی مخلوق چار حالت پر ہی ایک مخلوق سب جنتی ہی اور
وہ ملائکہ ہین دوم مخلوق سب دوزخی ہی اور وہ شیاطین ہین سوم وچہارم دو مخلوق ہین کہ جنتی بھی ہین اور دوزخی بھی ہین وہ جن وانسان ہین
پس انکو ثواب بھی ہی اور نیز عقاب بھی ہی احادیث بہت ہین جن سے استنباط ہو سکتا ہی واللہ اعلم وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ
اور تیرا رب کچھ اس سے غافل نہین جو وے کرتے یا تم کرتے ہو یعملون بیاء تحتیہ اکثر کی قراءت ہی اور بعض نے بتاء خطاب پڑھا پس اسمین
وعدہ بھی ہی کہ کسی نیکوکار کا عمل ضائع نہوگا اور تہدید ووعید بھی ہی کہ بدکار دنیا وغیرہ مین مشغول ہو کر غافل نہون ورنہ عذاب ہی وَرَبُّكَ
الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ یعنی اور تیرا پروردگار بے پروا ہی تمام پیدا کی ہوئی مخلوق وانکی عبادت سے اور باوجود اسکے رحمت والا ہی
فائدہ یہ کلام پاک کیا اچھا وبلیغ ہی یہان غنی ہونا ورحمت والا ہونا جمع کرنے مین انتہا درجہ کا فضل وانعام ہی اور کمال رحمت پر دلیل ہی

Marfat.com

اور منجملہ رحمت کے ہی کہ رسول بھیجے اور نافرمانی مین بدون نیست کرنے کے باقی چھوڑ دیا اسمین سابق و لاحق سے خوب مناسبت ہے کما قال البیضاوی
اسمین تنبیہ ہی کہ سابق مین جو رسول بھیجنے کا ذکر فرمایا وہ پاک پروردگار غنی حمید کی طرف اُسکے نفع کی راہ سے راجع نہین بلکہ بندون پر رحمت ہی
اور نیز اسمین مابعد کے واسطے تاسیس ہی کہ فرمایا اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ یعنے اوتعالے غنی حمید کو تمہاری کچھ حاجت نہین وہ چاہے
تو اے نافرمانو تم سب کو نیست کردے اور مفسرؒ نے خطاب کو اہل مکہ سے مخصوص کیا وَیَسۡتَخۡلِفۡ مِنۢ بَعۡدِكُمۡ مَّا یَشَآءُ مَا موصولہ
سے مراد خلق ہی یعنے تمکو ہلاک کرکے جو مخلوق چاہے بجاے تمہارے پیدا کردے كَمَاۤ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنۡ ذُرِّیَّةِ قَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ
جیسے تمکو آخر دوسری قومون کی ذریت سے پیدا کیا ہی جنکو آخر کار بلا واسطہ مخلوق پر منتہی فرمایا یعنی آدم علیہ السلام کو بدون ماں و باپ کے
اور بدون نمونہ کے نئے طور پر ایجاد کردیا تھا ولیکن اوتعالی نے تمپر رحم کیا ہی کہ تمکو باقی رکھا اور اگر چاہتا تو تم فوراً مٹجاتے اور تمہارے
بجائے دوسرے آجاتے جیسے وہ چاہتا فتبارک اللہ ذو الملک والملکوت والعزۃ والقدرۃ والجبروت رازیؒ نے تفسیر کبیر مین
کہا کہ مراد اس سے خلق دیگر سوائے مخلوق موجودہ کے ہی پس تنبیہ ہی کہ قدرت اوتعالی سبحانہ کسی جنس پر مقصور و منحصر نہین ہی اور یہ بنابر تقریر
مترجم کے انسب ہی اور مفسرؒ نے وہ اختیار کیا جو شیخ ابن جریر نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ جیسے تمکو پیدا کردیا مخلوق دیگر سے جو تمہارے
پہلے تھے اور یہ معنی موافق فہم جاہلان مشرکین کے اقرب ہین اور مترجم نے اشارہ کردیا کہ جملہ تشبیہ یعنی قولہ کما انشاکم سے انکو قدرت
کاملہ کی طرف اشارہ ہی کہ پیدا کرنا و ایجاد کرنا کسی واسطہ پر موقوف نہین بلکہ آخر آدمؑ کو بدون ماں و باپ کے ایسا خوب پیدا کیا کہ اسقدر
کثرت سے انکی ذریات موجود ہوئی اور یہ ادق ہی اور اس سے نصاری کو حضرت عیسی کے واسطے سے شرک نہ کرنے پر تنبیہ ہی
کہ وہ تو بدون باپ کے ہوئے جو آدمؑ سے کم مرتبہ ظہور قدرت تھا اور اُنسے کوئی نسل بھی نہوئی۔ اور نصاری اگر سمجھتے تو جان لیتے
کہ وہ شرک بھی ہوئے اور حضرت عیسیٰ پر بھی ایمان نہ لائے کیونکہ وہ تو ایسے شخص پر ایمان لائے جسکو بیٹا یقین کرتے ہین درحقیقت
کوئی بھی نہین ہی اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بندہ خدا و رسول برگزیدہ جامع کمال انسانی بزرگ مرتبہ پر ایمان لاتے تو یہ ایمان البتہ حضرت
عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر ہوتا جو اللہ تعالی کے رسول تھے جنپر انجیل نازل ہوئی تھی اور جنھون نے حضرت محمد مصطفے رسول اللہ صلعم کی
خوشخبری سنائی تھی اور وہ عنقریب قیامت سے پہلے نازل ہوکر آنحضرت صلعم کی شریعت پر حکم کرینگے اور اسی دین کے واسطے جہاد کرینگے
پس اگر اہل کتاب ایمان لاوین تو انکے لیئے بہت بہتر ہی حتی کہ دنیا مین بھی بذات خود اچھے مسلمان ہون اور جو پہلے کے مسلمان ہو کر
ہوسے موجود ہین انکے تابع ہو جاوین اور اُنکا بگڑا دین درست ہو جاوے انشاء اللہ تعالے اور اگر نہ ایمان لاوین تو ضرور حضرت
عیسیٰؑ کے عنقریب نازل ہونے پر اُنکے جہاد سے خوار ہونگے اور اگر نہ مانین تو باتباع حکم الٰہی اعلان ہی کہ فانتظروا انا منتظرون انتظار
کرو ہم بھی منتظر ہین اِنَّ مَا تُوۡعَدُوۡنَ لَاٰتٍ وَّمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ جو تمکو وعدہ دیا جاتا ہی عذاب کا اور قیامت کا وہ ضرور آنیوالا
ہی اور تم ہرگز معجز نہین ہو یعنے ہمارے عذاب سے چھوٹنے والے نہین ہو اگر ایمان نہ لاؤگے اور کرخیؒ نے افادہ کیا کہ اپنے
مقام پر تحقیق کیا گیا ہی کہ جملہ اسمیہ اگر مثبت ہو تو دائمی ثبوت پر دلالت کرتا ہی اسی طرح اگر منفی ہو تو دوام انتفاء پر دلالت کرتا ہی نہ انتفاء
دوام پر اور فرق یہ ہی کہ یہان دوام انتفاء ہو یعنے معجز ہونا دائماً منتفی ہی یعنے کبھی کسی وقت کوئی شخص معجز نہین ہو سکتا یعنے اللہ تعالی
اگر عذاب چاہے تو کبھی نہین ہو سکتا کہ کوئی معجز ہو جاوے اور انتفاء دوام سے دوامی معجز ہونا منتفی ہوتا ہی پس ہو سکتا ہی کہ بعض وقت
معجز ہو مثلاً کہا جاوے کہ زید کا دوامی ہنستا ہونا منتفی ہی یعنے برابر ہر وقت ہمیشہ وہ ہنستا نہین رہتا تو اس سے یہ لازم نہین کہ

کسی کسی وقت بھی نہیں ہنستا بخلاف اسکے زید کا گھوڑا ہونا دوامًا منتفی ہے یعنے زید گھوڑا نہیں ہے یہ دائمی صادق ہے تو کسی وقت بھی وہ گھوڑا نہیں ہو سکتا اور یہی دوام استمرار یہان بھی تو لہ ما انتم بمعجزین سے مراد ہے **قال الحافظ** حاصل آنکہ تم کسی حال مین اللہ تعالی کو عاجز نہین کر سکتے بلکہ وہ پاک پروردگار قادر ہے کہ تم کو پھر زندہ کر کے عذاب کرے اگرچہ تم خاک مٹی گل سڑ گئے ہو۔ کیا نہین سمجھتے کہ اب تو بھلا گلے سڑے خاک مٹی کچھ موجود ہو اور پہلے تو کچھ بھی نہ تھی جو تمکو ایجاد کر دیا فتبارک اللہ احسن الخالقین حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اے اولاد آدم اگر تمکو کچھ عقل ہے تو اپنے آپ کو مردہ شمار کرو۔ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ بات یہی واقع ہے کہ جو تمکو وعدہ دیا گیا ضرور آنے والا ہے اور تم کچھ بھی معجز نہین ہو سکتے۔ رواہ ابن ابی حاتم **ف فی العرائس** قولہ تعالے وربک الغنی ذو الرحمۃ اللہ تعالے نے اپنی دو صفت قدیم سے آگاہ فرمایا جو تمام مخلوقات کے واسطے خواہ مومن ہون یا کافر خواہ مطیع ہون یا عاصی سب کے واسطے ہے پس وہ پاک پروردگار غنی حمید ہے بندگی کرنے والون کی بندگی سے بندہ کو خود نفع ہوا اور اللہ تعالی غنی حمید ہے **قال المترجم** جس بندے نے بندگی نہ کی اسنے اپنے کو محروم و خوار کیا کیونکہ اپنے پروردگار خالق کو رب نہ جانا پس جیسا کریگا ویسا پاویگا پھر کمال رحمت ہے کہ بیوقوفونکو فہمائش کر دی کہ خواری مت کماؤ اور اگر کماؤ گے تو اپنا بگاڑوگے حضرت اللہ تعالی غنی حمید ہے ؏ ای بندہ چو بندگی نہ کردی ٭ از بندگیت کہ کار دارد ٭ چون او تو دگر خدا نہ داری ٭ او بر تو صد ہزار دارد ٭ یہ تو اسکی بے پروائی ہے رہا بیان رحمت تو شیخ نے کہا کہ اپنی رحمت سے نازلمن مجرم گنا ہگارون پر رحم کیا حالانکہ اسکی پاک شان یہ ہے کہ نہ اسکو فرمانبردارون کی عبادت و طاعت سے کچھ نفع اور نہ نافرمانون و مجرمون کے گناہ سے کچھ نقصان۔ اسکی بحر رحمت سے ایک قطرہ ہے کہ تمام حوادث پیدا ہو کر بے انتہا انعام سے مالا مال ہوئے جنہنے اسکی صفت غنی کا نور پایا وہ عارف ہین کہ دونون جہان سے ہاتھ اٹھایا عوام کی نظر مین سونے چاندی جواہرات اور اُنکی نظر مین دونون جہان کی سلطنت ہیچ ہے ہان اگر جنت چاہتے ہین تو اسلیئے کہ حضرت عالی تعالی ذو الجلال والاکرام کی رضامندی وہان ملیگی اور زیادت جو کچھ ہے وہ بیان مین نہین سماتی اللہم ارزقنا برحمتک۔ وانت ارحم الراحمین اسکی رحمت تمام عالم کو شامل ہے۔ عارف جب اسکا غنی ہونا یاد کرتے ہین تو لرزتے اور بیہوش ہو جاتے ہین پھر جب اُسکا رحم فرمانا یاد آتا ہے تو ہوش مین آجاتے ہین **قال الاستاذ** غنی تو اشارہ ہے اسکی عزت کی طرف اور ذوالرحمۃ اشارہ ہے اسکے لطف کی طرف پس غنی سے جلال کی خبر ہے اور ذوالرحمۃ سے افضال کی خبر ہے پس جلال کے کشف سے انکو فنا کر دیا اور افضال کے لطف سے انکو زندہ فرمایا **قال المترجم** اشارہ ہے کہ فہم اسرار کلام سطح حاصل مع تاہی

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ

تو کہہ اے لوگو کام کرتے رہو اپنی جگہ مین بھی کام کرتا ہون اب آگے جان لوگے کسکو ملتا ہے آخر گھر مقرر

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

بھلا نہو گا بے انصافون کا

قُلْ یعنے اُن لوگون سے کہدے **يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ** اے قوم تم کیے جاؤ جو کرتے ہو اپنی حالت پر اسکا طریقہ بعض نے کہا یعنے کیے جاؤ اپنے قابو بھر اور پوری قدرت و استطاعت بھر اور اپنے امکان بھر عن ابن عباس ای ناحیتکم و جہتکم اپنے ناحیہ و جہت پر **قال البیضاوی** یہ امر ارشادی نہین تا کہ کہا جاوے کہ انکو اعمال کفر و عصیان کا حکم کیونکر دیا

Marfat.com

بلکہ امر تہدید ہے اور معنی یہ ہین کہ اچھا نہین مانتے ہو تو اپنے کفر کرنے اور عداوت کرنے پر جمے رہو اِنِّیْ عَامِلٌ مین بھی اپنی حالت پر
ثابت رہون یعنی اسلام و توحید پر اور تمھاری عداوت مین صبر کرنے پر ثابت ہون۔ صیغہ امر سے تہدید کرنا نہایت مبالغہ ہے گویا تہدید
کرنے والا جسکو دھمکاتا ہے اُسکے عذاب دینے پر عزم بالجزم رکھتا ہے پس اسکو ایسی ہی بات پر آمادہ کرتا ہے جو عذاب تک پہونچا دے
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ مَن موصولہ مفعول ہے تعلمون کا یعنے اگر تم جمے رہے تو عنقریب جان لوگے
اُس شخص کو جسکے واسطے حاصل ہوگا دار آخرت یعنے دار آخرت مین جسکو نیک انجام حاصل ہوگا اسکو جان لوگے کہ وہ شخص ہم ہین
یا تم ہو قال البیضاوی اس کلام مین تہدید کے باوجود انصاف ہے گفتگو مین اور حُسن ادب ہے جناب باری تعالے مین کہ اپنی
بھلائی کا حکم نہ کیا اور تنبیہ ہے کہ دھمکانے والے کو اپنے حق پر ہونیکا وثوق ہے حمزہ وکسائی نے یہان اور سورہ قصص مین یکون بیاء تحتیہ
پڑھا کیونکہ عاقبۃ الدار میں تانیث غیر حقیقی ہے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ فلاح نہین پاتے یعنی نیک انجام نہین ہوتے ہین ظالم لوگ
یعنے کافر لوگ پس بجائے الکافرون کے الظالمون کو جو اعم ہے مبالغہ کے لیے فرمایا ہے افادہ البیضاوی ابن عباس رضی اللہ عنہ
نے تفسیر کی کہ مراد انکا جسنے شرک وکفر کیا وہ سعید نہین ہوگا اسمین تعریض ہے کہ تم لوگ اگر اسی حال پر رہے تو ہرگز فلاح نہ پاؤگے
تمھارا انجام بھلا نہوگا بلکہ توحید و اسلام والون کا انجام دنیا و دین مین نیک ہوگا قال الحافظ ابن کثیرؒ اور تعالیٰ عز وجل نے یہ
وعدہ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلعم کے ساتھ پورا فرمایا کہ مکہ و تمام جزیرہ عرب فتح کردیا اور مشرکین و معاندین کو زیر کردیا یہانتک کہ
آپ کے خلفاء رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین سلطنتین قبضہ اقتدار اسلام مین دیدین اور پورا ہوا قولہ تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ
المشرکون۔ پھر قیامت مین منکرون وکافرون کو بد انجام ملیگا کما قال تعالے لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار۔ اور حسن عاقبت اہل ایمان واسلام
کو نصیب ہوگا کما قال تعالے والعاقبۃ للمتقین اسمین نصیحت و پند و آیات ہین واسطے اہل سعادت کے والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا
اور ٹھہراتے ہین اللہ کا اسکی پیدا کی کھیتی اور مواشی مین ایک حصہ پھر کہتے ہین یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال پر اور یہ ہمارے شریکون کا ہے
فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝
سو جو اُنکے شریکون کا ہے سو نہ پہونچے اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے سو پہونچے اُن شریکون کیطرف کیا برا انصاف کرتے ہین
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اے جعلوا ثابتا للہ۔ اللہ تعالے کے لیئے ثابت کیا پس جعل کا مفعول دوم ثابتا ہے اسکو مقدم کردیا کہ اہتمام اسی سے
متعلق ہے اور یہ جعل انکے وہم کی تشریع تھی جسکو اُنھون نے شیطان کی پیروی مین نکالا اور اپنے کفر و شرک کے دھندے مین شامل
کیا لین مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا متعلق ہے نصیبا سے اور من الانعام والحرث بیان ہے ما موصولہ کا اور
نصیبا مفعول اول ہے اور یہ بیان ہے مشرکین کے دیگر انواع جہالت وکفر کا حاصل آنکہ اللہ تعالے نے جو انعام و حرث یعنے چوپایہ
و کھیتیان پیدا فرمائین اسمین سے اللہ تعالے کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا اسکو مہمانون و مسکینون کے صرف مین لاتے تھے اور
جن چیزون سے شرک کرتے یعنے بتون وغیرہ کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا جو بت خانہ کے خادمون پر صرف کرتے تھے فَقَالُوْا
هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ سو کہتے کہ یہ حصہ اللہ تعالے کے واسطے ہے اپنے زعم مین زعم مین بفتح اول اکثر کی قراءت ہے اور بعض کنزدیک
بضم اول ہے۔ ازہریؒ نے کہا کہ اکثر استعمال لفظ زعم کا ایسے امر مین ہوتا ہے جو مشکوک ہو اور متحقق نہو۔ بعض نے کہا کہ وہ کنایہ ہے

دروغ سے اور مرزوقی کا قول مانند ازہری کے ہے۔ ابن القوطیہ نے کہا کہ زعم ایسی چیز جسکا حال معلوم نہیں کہ حق ہے یا باطل ہے خطابیؒ نے کہا کہ لائق گفتگو نہو اور غیر ممکن بات کا دعوی ہو یہ مختلف محاورات کا استعمال ہے۔ بالجملہ اوتعالے نے مشرکون کا زعم قرار دیا کہ یون کہتے کہ یہ حصہ اللہ تعالے کے واسطے ہے **قال الحافظ** یہ اُنکے کفر وشرک کی شاخ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق مین سے اسکے لئے ایک جزو قرار دیا حالانکہ وہ ہر چیز کا خالق ہے **قال المترجم** مسلمان اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے واسطے قرار دے تو یہی نیت ہوتی ہے کہ یہ خالص نیت سے اللہ تعالیٰ کی راہ مین وہ شخص خیرات کرتا ہے اور نعوذ باللہ تعالیٰ یہ نہین سمجھتا کہ جیسے آپس مین حصہ بانٹ کرتے ہین کہ یہ زید کا ہے اور وہ عمرو کے واسطے ہے اور مشرک لوگ اسی دوسرے معنی پر لیتے تھے اور یہ انکی سخت جہالت تھی چنانچہ اوتعالے نے انپر تشنیع فرمائی کہ یون کہتے ہین کہ یہ اللہ تعالے کے واسطے ہے اپنے زعم باطل کے موافق وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا اور یہ دوسرا حصہ واسطے ہمارے شرکا ء یعنے بتون وشیطانون کے واسطے ہے جنکے حق مین ایسی باتین اعتقاد کرتے تھے جو شرک ہین **قال المفسر** پھر ان لوگون کا یہ حال تھا کہ جب اللہ تعالے کے حصہ مین کوئی چیز حصہ بانٹ وغیرہ سے گرجاتی تو اسکو اُٹھا لیتے کہ یہ اللہ تعالے کو نہین پہونچ سکتی ہے اور اگر بتون کے حصہ مین اللہ تعالے کے حصہ سے گرجاتی تو چھوڑ دیتے اور کہتے کہ یہ ہمارے اللہ نے رکھنی چاہی ہے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ پس جو اُنکے شرکا ر کے لیئے تھا وہ نہین پہونچتا اللہ تعالے کی طرف یعنی اللہ تعالے کی راہ مین نہین ہوتا وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَآئِهِمْ اور جو اللہ تعالے کے واسطے تھا وہ انکے شرکا ر کو پہونچ جاتا ہے۔ حاصل آنکہ مشرکین دونون حصہ مین اس تفصیل سے حکم لگاتے اور شیطانی خیالات کی پیروی کرتے تھے چنانچہ اوتعالے نے مذمت فرمائی سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ بئس حکمہم ہذا۔ کیا بُرا حکم ہے انکا یہ حکم۔ ما مصدریہ ہے پس ما یحکمون بمعنی حکمہم ہوا اور مخصوص بالذم محذوف ہے یعنی ہذا جیسا کہ مفسرؒ نے تصریح کردی اور ایسی ہی تفسیر حضرت ابن عباس ومجاہد وقتادہ وسدیؒ وغیرہم سے درازی کے ساتھ مروی ہے **قال الحافظ** اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ ہر شے جسکو اللہ تعالے کے واسطے قرار دیتے خواہ مذبوحہ جانور ہو یا کوئی اور چیز ہو تو اسکو کبھی نہین کھاتے جب تک کہ اسکے ساتھ کسی بت وغیرہ کا نام جس سے شرک کرتے تھے ذکر نہ کرین اور جو چیز کہ انکے باطل معبودون کے واسطے ہوتی اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام پاک نہین ذکر کرتے تھے پھر عبدالرحمنؒ نے آیت تا قولہ سآء ما یحکمون پڑھی حاصل آنکہ جو تقسیم نکالی وہ بہت بری ہے کیونکہ ان مشرکون نے پہلے تو یہ خطا کی کہ اللہ تعالے کے واسطے ایک جزو قرار دیا حالانکہ اوتعالے ہر چیز کا رب ومالک وخالق ہے اسی کی سب مخلوقات اسی کی قدرت ومشیت مین اسی کے تصرف مین ہے اسکے سوا ئے کوئی معبود نہین ہے پھر جب حصہ بانٹا تو اسمین ظلم کیا۔ اور کیون نہین کہ جو اپنے خالق کو بھولا اور اسی کی عبادت فرض تھی اسمین شرک کیا اور اپنے او پر ظلم کیا تو ایسا ظالم جو ظلم نہ کرے وہ تھوڑا ہے وقیل فی تفسیر قولہ فما کان لشرکائہم الآیۃ یعنی جو کچھ کھیتی وچوپایہ وغیرہ مین سے بتون کے واسطے قرار دیا وہ تو اللہ تعالے کی طرف نہین پہونچتا یعنے ان مصارف مین صرف نہین ہو سکتا جو اللہ تعالے نے مشروع فرمائے جیسے محتاجون ومسکینون کو صدقہ دینا اور مسافر مہمان آوے اسکو کھلانا اور ناتے وا قرابت والون کی خبر لینا وغیرہ پس بتون کے نام کا ان مصارف مین صرف نہین ہوتا اور جو اللہ تعالے کے نام کا تھا وہ بتون کو پہونچ جاتا ہے یعنی بتون کی اصلاح اور بتخانہ کے خدمتگزارون کی حاجات مین صرف ہوجاتا ہے حاصل آنکہ یہ مشرک بے ادب یہ اعتقاد کرتے کہ جو بتون کے نام کا ہے اسکو نگاہ رکھنا ومحفوظ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ نہین روا ہے کہ سوا ئے انکے کسی اور امور مین جو اللہ تعالے کے پسندیدہ ہین اور اُسکے حکم سے

Marfat.com

مشروع مین صرف ہو بخیال بتون کے برخلاف اسکے جو اللہ تعالے کے نام کا ہو اسکو روا رکھتے کہ باوجود ایسے امور موجود ہونیکے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہین اگر حاجت ہوتی تو بتون کی خدمت مین صرف کرین پس بتون کی جانب کو زیادہ لحاظ رکھتے تھے اور یہ انکی جہالت و بے ایمانی کا نتیجہ تھا۔ اگر شرک نہوتے اور توحید و اسلام پر ہوتے تو ایسی جہالت نکرتے

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ

اور اسیطرح بھلی دکھائی ہین بہت مشرکون کو اولاد مارنی اُنکے شریکون نے کہ اُنکو ہلاک کرین اور الجھادین اُنپر غلط کرین

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○

اور اللہ چاہتا تو یہ کام نکرتے سو چھوڑ دے وہ جانین اور اُنکا جھوٹ

یہ بھی ان مشرکون کی جہالت و ضلالت مین سے قسم دیگر ہے۔ وَكَذٰلِكَ یعنے جیسے مزین کیا گیا مشرکون کی نظر مین وہ فعل جو مذکور ہوا ویسے ہی زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مزین کر دکھایا مشرکون مین سے بہتون کی نظر مین قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ قتل کرنا اپنی اولاد کا جیتے جی زمین کے اندر توپ دینے کے ساتھ انکے شرکا نے یعنی ان شیطانون نے جنکے حکم کو مانند حکم خدا تعالے کے مانتے ہین۔ واضح ہو کہ عرب کے بے رحم جاہل مشرک قبل زمانہ اسلام کے اپنی اولاد مین سے لڑکیون کو مار ڈالتے تاکہ دوسرے مرد کے تصرف مین نہ آئے جیسے ہندوستان کے چھتریون مین رواج تھا بلکہ عرب کے مشرک کچھ بڑھے ہوئے تھے چنانچہ اگر کوئی لڑکی اُسکی ماں کے چھپانے سے بچ گئی پھر جب دس برس کی ہوئی اور مرد کو معلوم ہو گیا تو وہ بہانے سے اُسکو جنگل مین لے گیا اور گڑھے مین دھکیل کر اُسپر مٹی ڈالنی شروع کی وہ بیچاری ہر چند روتی رہی کہ ای میرے باپ ای میرے پیارے ابا تم کیون مجھے مارتے ہو اس خبیث بیرحم نے آخر اسکو زندہ توپ دیا اور چلا آیا۔ اللہ تعالے عزوجل ارحم الراحمین نے اسپر بڑے سخت عذاب سے وعید فرمائی ہے جیسا کہ انشاء اللہ تعالے تفسیر قولہ تعالے واذا الموءدة سئلت بای ذنب قتلت الآیۃ مین آویگا۔ یہان انکی اسی جہالت و ضلالت کو ظاہر کرکے مذمت فرمائی۔ حاصل آنکہ جسطرح مذکورہ بالا بیان سے انکا شیطان کا پیرو ہونا ظاہر ہوا ایسے ہی بہت سے مشرکون کی نظر مین اُنکے باطل معبودون نے جنکو اللہ تعالے کا شریک بناتے تھے یہ بات خوب رچائی کہ اولاد کو زندہ توپ کرین قتل کرین اور شیطانون نے نا سمجھ یہ بات رچائی اور ان جاہلون گمراہون سے اسکی تعمیل کرائی لِيُرْدُوْهُمْ تاکہ انکو ہلاک کرین یعنے غضب الٰہی مین گرفتار کرا دین جس سے بعد موت کے بڑی ہلاکت عذاب جہنم مین پڑین وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ اور نیز اسواسطے رچائی تاکہ ان لوگون پر انکا دین غلط کر دین یعنی یہ لوگ ابتدا مین حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے دین پر تھے پس جب زمانہ زیادہ گذرا تو پہلے شیطان نے جو اولاد آدم کا دشمن ہے انکا اعتقاد بگاڑا حتی کہ توحید سے اعتقاد پھر اپھر دین کے افعال و اعمال کے برعکس گناہ کی باتین انکی نظر مین رچائین اور ہزارون وسوسے ملعون نے قبول کیے یہانتک نوبت پہونچی کہ اولاد کو قتل کرنے لگے واضح ہو کہ قولہ قتل اولادہم شرکاؤہم مین دو قرارت مین اول جو اوپر مذکور ہوئی ہے کہ زین معروف کا فاعل شرکاؤہم ہے اور قتل اولادہم مفعول ہے یعنے زینت دیدیا اُنکے شرکا نے انکی نظر مین اپنی اولاد کے قتل کرنے کو اور یہی جمہور کی قرارۃ ہے اور ابن عامر کی قرارۃ مین زین بصیغہ مجہول اور قتل کو رفع بنا برآنکہ وہ نائب فاعل یعنی مفعول مالم یسم فاعلہ ہے اور چونکہ لفظ قتل مصدر ہے جو مثل فعل کے عمل کرتا ہے لہذا اولادہم کو اسی کے عمل سے نصب ہے یعنے قتل کرنا اپنی اولاد کو پس اولاد مفعول ہوا اور شرکائہم کو جر ہے بسبب اسکے کہ قتل کا مضاف الیہ ہے پس اعراب یون لکھا جائیگا کذلک

Marfat.com

زُیِّنَ لِکَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِھِمْ شُرَکَآئِھِمْ پھر مفسرؒ نے کہا کہ اس قراءۃ پر مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مین مفعول بہ سے فصل لازم آتا ہو اور یہ کچھ مضر نہین ہو **قال فی الکمالین** زمخشریؒ نے کشاف مین کہا تھا کہ زبان عربیہ مین مضاف و مضاف الیہ کے درمیان فصل ہونا ضعیف اور بسبب ضرورت شعری کے گنتی کی چند جگہ آیا ہی پس مفسرؒ نے جو کہا کہ یہ کچھ مضر نہین ہو اس سے قول زمخشریؒ کو رد کر دیا ہے۔ **مترجم** کہتا ہو کہ بیضاویؒ نے بھی بیان زمخشری کی پیروی کی اور قول زمخشری اختیار کیا ہو۔ وقال صاحب السراجؒ زمخشری کے قول پر ایک جماعت علماء نے انکار کیا باین طور کہ یہ قراءۃ تو متواترہ صحیحہ ہو اور زبان عربی مین اسکی ترکیب صحیح و درست ہو پس روا نہین کہ اس قراءۃ مین یا اسکے نقل کرنے والے مین طعن کرے وقال العلامۃ التفتازانیؒ نے فی الحاشیہ زمخشری کا یہ قول اسکی عادت کے موافق سرزد ہوا کہ قرأت سبعہ متواترہ مین طعن کرتا ہے سو کبھی تو قاری کی خطا کہتا ہو۔ اور کبھی انسے نقل کرنے والے کی خطار بیان کرتا ہو اور یہ دونون اسکی خود غلطیان ہین اسواسطے کہ قرأت متواترہ مین اسی طرح انسے روایات بھی متواتر ہین پھر اسکے بیان مین محقق موصوف نے طول دیا ہو **قال ابن مالک** فی کافیۃ مصدر کی اضافت اپنے فاعل کی طرف درحالیکہ دونون کے درمیان مصدر کے مفعول سے فصل ہو تو مذہب مختار کے موافق جائز ہو اسواسطے کہ اسمین کوئی محذور نہین لازم آتا باوجودیکہ فاعل اپنے عامل کے جزو کے مانند ہو پس فصل کچھ مضر نہین ہے **قال المفسر** پھر قتل کی نسبت شرکاء کی طرف اسوجہ سے ہو کہ انھین نے اسکا حکم کیا یعنے انھین شرکاء کے وسوسہ د آمادگی و تزیین سے ان مشرکون نے ایسا کیا **قال الحافظ** سدیؒ نے فرمایا کہ شیاطین نے انکو حکم کیا کہ بیٹیون کو قتل کر ڈالو اس غرض سے تاکہ یہ لوگ ہلاک ہون یا اپنے دین سے بگڑین اور خالص دین پر نہ رہین ایسا ہی قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے مروی ہو اور واضح ہو کہ بعضے مشرکین بسبب خوف محتاجی کے بھی قتل کر ڈالتے تھے یعنے بخوف اسکے کہ انکی وجہ سے ہمکو مال ضائع کرنا لازم آویگا حالانکہ یہ سب تزیین شیطان تھی اور اللہ تعالےٰ نے اس سے سخت منع فرمایا لیکن یہ لوگ گمراہ مقدر تھے شیطان ہی کی تزیین پر اڑے رہے قال تعالیٰ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا فَعَلُوْہُ فَذَرْھُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ یعنے یہ سب اللہ تعالےٰ کی مشیت و ارادہ و اختیار سے واقع ہوتا ہو اور اسمین اسکی پوری حکمت ہو وہ جو چاہتا ہو وہی ہوتا ہو پس تو چھوڑ دے انکو اور انکے افترا کو مشرک لوگ اسکو بوساوس شیطانی کرتے تھے اور بازآنا درکنار اسپر یہ افترا باندھتے تھے کہ واللہ امرنا بھذا ہمکو اللہ تعالےٰ نے ایسا حکم دیا شاید شیطان کے بندے بنگئے تھے اسی کے وساوس کو وحی سمجھتے تھے۔ ما یفترون مین ما مصدریہ ہو اور فذرھم مین فا نصیحہ ہو کذا قیل

وَقَالُوْا ھٰذِہٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا یَطْعَمُھَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِھِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُھُوْرُھَا وَاَنْعَامٌ

اور کہتے ہین یہ مواشی اور کھیتی منع ہو اسکو نہ کھاوے مگر جسکو ہم چاہین اپنے خیال پر اور بعضے مواشی کے پیٹھ پر چڑھنا منع ٹھرایا ہو اور بعضے مواشی

لَّا یَذْکُرُوْنَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا افْتِرَآءً عَلَیْہِ ؕ سَیَجْزِیْھِمْ بِمَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○

ذبح پر نام نہین لیتے اللہ کا اسپر جھوٹھ باندھکر وہ سزا دیگا انکو اس جھوٹھ کی

وَقَالُوْا یہ بیان نوع دیگر از ضلالات مشرکین ہو چنانچہ بیان فرمایا وقالوا ھٰذِہٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ یعنے مشرکین نے تزیین شیطان نکالا کر کہا یہ چوپایہ و کھیتی حجر ہو یعنے حرام ہو **قال ابن عباسؓ** الحجر حرام جو جانور کہ وصیلہ وغیرہ حرام کرتے تھے وکذلک قال مجاہد والضحاک والسدی وقتادہ وعبدالرحمن بن زید اور نیز قتادہؒ نے کہا کہ انکی مالون مین یہ چیزین شیاطین نے انپر حرام کرائین اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے حلال تھین۔ وعن عبدالرحمن بن زید انھون نے اسوجہ سے حرام کرلین کہ بتون کے نام پر چھوڑین اور حرام کرلین مگر حرام بھی اسطرح کہ

جسکو چاہین کھلاوین چنانچہ کہا لَا یَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ یعنے یہ حرام ہین ان کو کوئی نہ کھاوے مگر وہی جسکو ہم چاہین کذا قال السدی
وقال المفسر ای خدمۃ الاوثان وغیرہم یعنی بتون کی خدمت کرنے والے وغیرہ اور خدمۃ بروزن سفرۃ بفتحات جمع خادم وقال البیضاوی
یعنے خادمان اوثان و مرد نہ عورتین اور قولہ بزعمهم کے یہ معنی کہ اسطرح کی تحریم صرف انکے زعم باطل و اوہام ردیہ سے ہی اسمین انکے پاس کوئی
حجت نہ تھی صرف شیطانی وساوس پر باتین و اعتقادات گڑھ لیے تھے جیسے اس زمانے مین شیخ سدو کا بکرا کرتے ہین وَاَنْعَامٌ
حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا یعنے اور ان مشرکون نے اپنے زعم پر کہا کہ یہ چوپایہ ہین کہ انکی پیٹھ حرام کی گئی ہی یعنے ان پر سواری نہین لیتے تھے
وہ بتون کے نام کے تھے جیسے سوائب وحوامی اور تفسیر انکی قولہ تعالے ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام الآیۃ کی تفسیر مین
گزر چکی ہی وَاَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اور کچھ چوپایہ ایسے کہ ذبح کے وقت ان پر اللہ تعالی کا نام نہین ذکر کرتے بلکہ بتون کا نام لیتے
یعنے بتون کے تقرب کے لیے انکا نام لیکر جان مارتے اور اسکو اللہ تعالے کی طرف منسوب کرتے یعنے اللہ تعالے نے یہ حکم دیا ہے
اِفْتِرَآءً عَلَیْهِ یہ پورا جھوٹ و افترا باندھتے اللہ تعالے پر وقد قال تعالے سَیَجْزِیْهِمْ بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ عنقریب اللہ تعالی
ان افترا باندھنے والون کو انکا بدلہ دیگا قال مجاہدؒ انکے اونٹون مین ایک قسم کے اونٹ ہوتے کہ نہ اُس پر سوار ہوتے اور نہ دودھ
اور کسی حال مین ان پر اللہ تعالے کا نام ذکر کرتے پھر اللہ تعالے نے ایک نوع دیگر ان کے ضلالات وجہالات سے بیان فرمائی

وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ
اور کہتے ہین جو اُن مواشی کے پیٹ مین ہو سو نرا ہمارے مرد کھاوین اور حرام ہو ہماری عورتون کو اور جو مردہ ہو تو اسمین سب
شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ
شریک ہون وہ سزا دیگا انکو ان تقریرونکی وہ حکمت والا ہی خبردار

وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ ان انعام سے مراد وہ جانور ہین جنکو حرام کر رکھا تھا یعنے ان حرام کیے ہوئے جانورون کے
پیٹ مین جو کچھ ہو خواہ نر بچہ ہو یا مادہ ہو خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا خالص ہی ہمارے مذکر یعنے مردون و لڑکون کے واسطے قال المفسر
خالصۃ یعنے حلال۔ اور کسائی و اخفش نے کہا کہ خالصۃ کی ہا واسطے مبالغہ کے ہی اور اصل خالص ہی فراء نے کہا کہ تا تانیث ہی بسبب
انعام مونث ہونے کے اور ما فی البطون بھی جنین ہی پس بحسب المعنی تانیث ہونے سے تا آئی والاول اظہر۔ وقال البیضاوی ای
حلال للذکور خاصۃ یعنے حلال ہی واسطے مذکرون کے خاصۃ وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا اور وہ حرام کیا گیا ہمارے ازواج پر یعنی عورتون پر
ازواج جمع زوج بمعنی جفت اور وہ عرب کی زبان مین مرد و عورت دونون پر بولا جاتا ہی جیسے جفت فارسی اور جوڑا اردو مین اور یہان
اس سے جنس مراد ہی یعنے مونثون پر خواہ جورو ہون یا عورتین دیگر یا لڑکیان ہون وَاِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً واضح ہو کہ یکن بالیاء التحتیۃ والفوقیۃ
دونون پڑھا گیا۔ اور معنی مین بھی کان تامہ لیکر میتۃ کو رفع پڑھا گیا اور نیز ناقصہ لیکر نصب پڑھا گیا اور یہ سب ظاہر و معروف ہی اور حاصل یہ کہ
جو کچھ ان انعام محرمہ کے پیٹ مین ہی اگر مردہ ہوا تو فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ یہ سب اسمین شریک ہین یعنے اسکے کھانے مین مذکر و مونث دونون
یکسان ہین سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ عنقریب اللہ تعالے بدلا دیگا انکو اسطرح باتین بنانے کا۔ وہ حکیم علیم ہی۔
وصف سے مراد یہی تحلیل و تحریم ہی۔ واضح ہو کہ ما فی البطون کچھ بچہ مین منحصر نہ تھا بلکہ جن جانورون کو حرام کر رکھا تھا انکا دودھ بھی
تفصیل پر رکھتے اور بحیرہ کا دودھ مرد کھاتے نہ عورتین اور مردار ہوتا تو مرد و عورتین دونو اسمین شریک ہو جاتے اور بیان ابن عباس رض

Marfat.com

وشعبی وغیرہ تابعین سے شیخ ابن کثیرؒ نے مفصل ذکر کیا ہی اور کہا کہ قولہ سیجزیہم وصفہم یعنی عنقریب جزا دینگے ہم انکے قول دروغ کی ہذا
لقولہ تعالے ولاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب الآیۃ اور مت کہو جسکو تمہاری زبانین دروغ
بکتی ہین کہ یہ حلال و یہ حرام کہو تاکہ نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالے پر دروغ کا افترا باندھو۔ مد یہ تنبیہ و تحقیق فرمائی

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ
بیشک خراب ہوئے جنھون نے مار ڈالی اپنی اولاد نادانی سے بن سمجھے اور حرام ٹھہرایا جو اللہ نے انکو رزق دیا جھوٹھ باندھکر اللہ پر بیشک
ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ۝ع
بہکے اور نہ آئے راہ پر

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ اکثر قرار کی قرارت مین قتلوا از قتل بتخفیف ہو اور بعض نے تفعیل سے بتشدید تا پڑھا ہو اور اشعار
اس سے بار بار قتل ہوگا اور مراد وہی زندہ در گور کر دینے کے طور پر قتل ہی الحاصل خوار و خراب ہوئے وہ لوگ جنھون نے اپنی اولاد
کو قتل کیا سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ از راہ جہالت کے بدون علم اس بات کے کہ اسمین کیا سخت خواری دکیا بری جہالت ہی اور اللہ تعالی
ہر ایک کا رازق ہی اور اسی نے پیدا کیا ہی۔ اولادہم مین اولاد کو انکی طرف اضافت کیا تاکہ متنبہ ہون کہ کیا بری حرکت کرتے ہین کہ اپنی
اولاد کو قتل کرتے ہین اور نیز انکی تفضیح و تشنیع ہی ماسمین دلیل ہی کہ بندہ کو یہ کہنا روا ہی کہ ہماری اولاد اگرچہ وہ سب اللہ تعالے کی مخلوق و ملک
ہی پس جو شخص اسکو این معنی اپنی طرف نسبت کرے کہ ظہور اسکا اس واسطہ سے ہوا تو صحیح ہی اور جو اسکو اپنی چیز سمجھے وہ خطا کار ہے
لیکن محبت و عطوفت پیدائشی و طبعی جائز ہی اور یہ خلاف محبت ایمانی ہی جو بالکل اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم کے ساتھ ہونا چاہیئے
اور تحقیق اسکی سابق مین ہو چکی ہی پھر قتلوا پر عطف کیا وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ اور حرام جانا اس چیز کو جو اللہ تعالی
نے انکو روزی کی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا افترا دروغ باندھنے کو اللہ تعالے پر اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی ایسی چیز کو جسکو اللہ تعالی
نے حلال کیا ہی حرام جانے وہ کافر ہی جیسے حرام کو حلال جاننے والا بھی کافر ہی لیکن یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ فلان چیز کو اللہ تعالی نے
حلال کیا یا حرام کیا ہی اگر کہا جاوے کہ فقہ حنفیہ مین مصرح ہی کہ جو کوئی شخص حلال کو حرام کر لے وہ قسم کا کفارہ دے اور اگر ممکن ہی تو
قسم پوری کرے پس انھون نے کافر نہین کہا تو جواب یہ ہی کہ حرام جاننے اور حرام کر لینے مین فرق ہی مثلاً کشمش کھانا ایک شخص حلال جانتا ہی
لیکن اوسنے قسم کھائی کہ مین نہ کھاؤنگا باوجودیکہ وہ بیقین جانتا ہی کہ حلال ہی پس یہ شخص کافر نہوگا اور البتہ ثابت ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام
نے اونٹ کا گوشت بسبب بیماری کے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا پھر مشرکین کو جو کافر فرمایا تو اس لیئے کہ وہ ان حلال چیزون کو حرام
جانتے تھے اور اسپر بہتان بھی باندھتے کہ اللہ تعالے نے حرام کیا ہی اسی واسطے فرمایا قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ دین حق سے
برگشتہ ہوئے اور راہ پر نہ آئے اور اگر دین ابراہیم علیہ السلام پر چلتے تو یہ افترا و گمراہی کی باتین نہ نکالتے مگر انھون نے شیطان کی
باتین مانین اور اپنے وہم پر چلے گمراہ ہوئے پھر تحقیق فرمائی کہ سب او تعالے کی پیدائش ہی بتون کی شرکت کچھ نہین یہ فقط شیطان
کا دھوکا ہی اور سب کا خالق اللہ تعالی ہی

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ
اور اسنے پیدا کیے باغ چھتریون اور بغیر چھتریون کے اور کھجور اور کھیتی کئی طرح پر اسکا پھل اور زیتون

ربع ۱۶ ع ۲

وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ

اور انار آپس میں ملتا اور جدا کھاؤ اسکے پھل میں سے جس وقت پھل لاوے اور دو اسکا حق جس دن کٹے اور بیجا نہ اڑاؤ اسکو خوش نہیں آتے اڑا دینے والے

واضح ہو کہ اس تحقیق بیان میں مشرکون کے سب وہم وخیالات باطلہ کا رد ہی اور مخلوق سے خالق عزوجل کی طرف ہدایت ہی لیکن اسمین جو احکام ہیں وہ مخصوص مشرکون کے ساتھ نہیں ہیں بلکہ اس حق کی پابندی سب پر واجب ہی لہذا جن امور سے مشرکون پر رد ہی انسے نصیحت لینا چاہیئے اور جو احکام ہیں اُنکی پابندی کرنی چاہیئے چنانچہ فرمایا وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وہی اوتعالےٰ بے انتہا قدرت والا پاک پیدا کرنے والا ہی جسنے پیدا کیے باغ معروشات وغیر معروشات انشاء پیدا کرنا جنات جمع جنت کی یعنی باغ اور کہا گیا کہ جسمین انگور کے درخت ومیوہ ہون۔ اور مفسرؒ نے جنات کی بساتین سے تفسیر کی جو کہ جمع بستان ہی اور کہا کہ معروشات یعنی زمین پر پھیلے ہوئے جیسے خربزے کے فالیز ہوتے ہیں۔ اور غیر معروشات جو ساق پر قائم ہون جیسے درخت خرما وغیرہ ہوتے ہیں بعض نے کہا کہ جو ٹہنیون اور کھنبون پر چڑھے ہون وہ معروشات ہین ضحاکؒ سے روایت ہی کہ یہ دونون انگور کے حق میں ہیں بعضے تو چڑھے ہوتے ہیں اور بعضے زمین پر چھائے ہوتے ہیں۔ وعن ابن عباسؓ معروشات جنکو لوگون نے لگایا ہو اور غیر معروشات جو جنگل میں خود پیدا ہوئے ہون بالجملہ اس سے اُن جاہل مشرکون کو اپنی عجائب قدرت دیکھنے کو ہوشیار کیا اور سب اپنی خلقت وقدرت کا تماشہ دکھلایا وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ اور پیدا کیا نخل کو اور زرع کو یعنی خرما کے درخت اور اناج کی کھیتیان قیل انکو مخصوص بیان کیا بسبب فضیلت کے اگرچہ جنات میں داخل ہیں مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ درحالیکہ مختلف ہیں اکل ہر واحد کے یعنی صورت ومزے ہر میوہ واناج کے جدا جدا ہیں اور مراد اکل سے ماکول ہیں وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ اور پیدا کیے زیتون وانار مُتَشَابِهًا ورقہما۔ درحالیکہ متشابہ ہیں دونون کے ورق یعنی پتے اور یہ بفتحتین ہی جمع آن اوراق۔ اور بفتح اول وکسر ثانی یعنی زرسکوک اور یہان مراد اول ہی کیونکہ دونکے پتے مشابہ ہوتے ہیں اور بعض نے کہا کہ رنگ میں تشابہ مراد ہی عن ابن جریج متشابہ دیکھنے میں وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ یعنے مزے میں **قال البیضاوی** مختلفاً حال مقدرہ ہی کیونکہ انشاء کے وقت ایسا موجود نہ تھا بنابرین متشابہا میں بھی ہر تفسیر پر یہی حال مقدرہ مراد ہوگا یعنے اسکے حق میں وقت پیدائش کے یہ امر مقدر کیا گیا کہ آیندہ باہم متشابہ ہون نظر میں اور غیر متشابہ ہون مزے میں كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ کھاؤ اُسکے پھلون سے جب پھل آوین **قال المفسر** یعنے پکنے سے پہلے **قال البیضاوی** یعنے اگرچہ ہنوز پختہ نہوے ہون۔ یہ حکم جو دیا گیا بصیغہ امر تو امر وجوب نہیں بلکہ امر اباحت ہی اور یہین سے استدلال کیا گیا کہ امر کبھی اباحت کے لیئے آتا ہی۔ بعض نے کہا کہ مقصود اس سے یہ کہ حق واجب ادا کرنے سے پہلے اسمین سے کھانا مباح ہی اور بعض نے کہا کہ یہ وہم نہو کہ بدون پکنے کے اسکا توڑنا کھانا نہیں چاہیئے اور بعض نے کہا کہ احسان ہی کہ ان چیزون کا پیدا کرنا بندون کے کھانے کیواسطے ہی پھر اگر خالق عزوجل کی نافرمانی کرین تو نہایت بُرا ہی اس احسان کو نہ بھولین لہذا فرمایا وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ اور ادا کرو اسکی زکوۃ کو اسکے حصاد کے روز خواہ دسوان حصہ شرعًا واجب ہو یا بیسوان حصہ واجب ہو حصاد بفتح قراءۃ ابوعمرو ابن **کثیر۔ ابن عامر۔ عاصم** ہی اور بالکسر قراءۃ باقی قراءؒ ہی اور یہ دونون لغت ہیں اور معنی یہ کہ آخری وقت پر پہونچکر کاٹ کر تیار ہو جاوے لہذا ابن عباس رضؓ نے بنا بر روایت علی ابن ابی طلحہ کے کہا کہ یعنی زکوۃ مفروضہ ادا کرو جس دن اسکا پیمانہ کیا جاوے اور سب ناپ تول معلوم ہو جاوے۔ پھر حصد بدون الف تو اسکے معنی مطلق کاٹ لینا یا چن لینا بدون اسکے کہ انتہاء وقت معتبر ہو **قال سیبویہ** جب انتہاء زمانہ مراد ہوتی ہی تو مصدر کو بروزن فعال لاتے ہیں اور بسا اوقات اسکی فا کو کسرہ دیکر فعال بولتے ہیں پھر حق سے یہان کیا مراد ہی زکوۃ یا اور کوئی حق دیگر واجب یا مستحب

اور وہ اب بھی واجب ہی یا منسوخ ہی اور مفسرین نے اختیار کیا کہ مراد زکوٰۃ ہی مگر اسمین اختلاف ہے چنانچہ تفسیر ابن کثیر وغیرہ مین ہے تلخیص یہ ہی
کہ ابن عمر و عطاء و مجاہد و سعید بن جبیر سے مروی ہوا کہ انکے نزدیک آیت محکمہ ہی اور مالک پر واجب ہی کہ حصاد کے روز جو مساکین حاضر ہون
انکو ایک لپ وغیرہ کچھ دیدے **قال المترجم** اس زمانہ مین اسی پر فتوی دینا چاہیئے کیونکہ صیغہ عشر و زکوٰۃ مفقود ہوگیا ہی انس بن مالک
و ابن عباس و محمد بن الحنفیہ و حسن و نخعی و طاؤس و ابو الشعثاء و جابر بن زید و ضحاک و قتادہ و ابن جریج و سعید بن المسیب سے جو مروی ہی
اس سے ثابت ہوا کہ انکے نزدیک اس سے مراد زکوٰۃ ہی یعنی انکا یہ حق بعد تعیین زکوٰۃ کی مقدار کے منسوخ ہوا اور بجائے اسکے زکوٰۃ متعین ہوئی
ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا اور اسی کی موید ہی یہ بات کہ یہ آیت مکیہ ہی اور زکوٰۃ کا حکم مدینہ مین ہجرت کے دوسرے سال نازل ہوا اور
یہی مذہب جمہور اہل علم سلف و خلف و انکے بعد کا ہی اور ابن عباس سے مصرح ہی کہ زکوٰۃ نے قرآن کے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا۔ ایک جماعت
علماء نے کہا کہ زکوٰۃ سے ہر صدقہ کا وجوب منسوخ ہوا اور رہا استحباب تو وہ باقی ہی اور نظیر اسکی روزۂ عاشورا ہی کہ بعد رمضان کے
اسکا وجوب منسوخ ہوا اور یہ رہ گیا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے **قال عمر رضی اللہ عنہ** صحابہ کا دستور تھا کہ جو مسکین آجاتا
اسکو کچھ دیتے سوائے صدقہ کے یعنے زکوٰۃ کے۔ ابو سعید خدری نے نبی صلعم سے اس آیت مین روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جو دانہ بالیون
مین سے گر جاوے۔ رواہ ابن مردویہ و ابن المنذر و ابو الشیخ و النحاس **قال ابن کثیر** و ابن عباس وغیرہم سے جو مذہب نسخ کا
مروی ہوا مجھے اسمین یہ ہی کہ وہ نسخ اصطلاحی نہین بلکہ ایک چیز دراصل واجب تھی پھر زکوٰۃ سے اسکی مقدار و کمیت و تفصیل بیان کر دیگئی
امام احمد و ابو داؤد نے جابر بن عبد اللہ رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے ہر دس وسق چھوہارے توڑنے والے کو حکم کیا کہ ایک گچھا
لاکر مساکین کے واسطے مسجد مین لٹکا دے **قال ابن کثیر اسنادہ جید قوی قال المترجم** شاید جمہور کے قول پر یہ حکم بھی اول سال
ہجرت یا دوم مین نزول زکوٰۃ سے پہلے ہوگا واللہ اعلم۔ اور بنا بر مذہب اول کے سوائے زکوٰۃ کے ہوگا عن ابی العالیہ سوائے زکوٰۃ کے
صحابہ رضی اللہ عنہم کچھ نہین دیتے تھے **قال المترجم** شاید معنی یہ ہین کہ مانند زکوٰۃ کے کوئی اور صدقہ انپر بندھا ہوا نہ تھا ورنہ تصدق کرنا تو
صحاح و آثار مین بہت ثابت ہی و من اختار المذہب الاول من المتاخرین الواحدی والرازی وقد اشار المترجم الی اہل الفتوی فی
ہذا الزمان ان لو تأملوا فیما نزل بالناس و افتوا بہذا احب الی مما اختارہ الجمہور واللہ اعلم و ہو الموفق للصواب وَلَا تُسْرِفُوْا اور مت اسراف
کرو یعنے سب پیداوار صدقہ کرنے مین حتی کہ تمہارے عیال کے لیئے کچھ نہ باقی رہے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ اوتعالیٰ نہین دوست
نہین رکھتا مسرفون کو یعنے حد سے تجاوز کرنے والون کو نہین چاہتا **قال ابو العالیہ** حصاد کے روز صحابہ رض کچھ دیتے تھے پھر اسمین حد سے
زیادہ دینا شروع کیا اور اسراف کیا تو اللہ تعالے نے یہ حکم نازل فرمایا عن ابن جریج اس آیت کا سبب حضرت ثابت بن قیس بن شماس
ہوئے کہ انھون نے اپنا باغ خرما توڑا اور کہا کہ نہین آویگا آج کوئی میرے پاس مگر آنکہ مین اسکو دونگا پس برابر دیتے رہے یہانتک
کہ شام کو انکے پاس کوئی چھوہارا نہ رہا تو نازل ہوا کہ ولا تسرفوا انہ لا یحب الآیہ۔ رواہ ابن جریر عنہ۔ ابن جریج نے عطاء سے روایت
کی کہ ہر چیز مین اسراف کرنے سے منع کر دیئے گئے ایاس بن معاویہ بن قرہ نے کہا کہ جسمین تو حکم الٰہی سے تجاوز کرے وہ اسراف ہی **سدی** نے
کہا کہ اپنے مال کو اسطرح مت دو کہ محتاج ہو کر بیٹھ رہو سعید بن المسیب و محمد بن کعب نے کہا کہ صدقہ دینے سے ہاتھ مت روکو یہانتک
کہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کرو **قال المترجم** اس قول مین اور اقوال اولے مین اسراف یعنی حد سے تجاوز ہی لیکن اول مین تو بیان یہ کہ
کر دینے مین اسراف نہ کرو۔ اور قول دوم مین بیان ہی اسکا کہ بخل کی طرف تجاوز نہ کر یعنے نہ دینا یہانتک کہ بخل تک نوبت پہونچے قال

بقاتل یعنے زرع وانعام مین بتون وشیطانون کا حق مانکر شرک نہ کرو **قال الزہری** یعنے اللہ تعالی کی نافرمانی کے طور پر خرچ کو
قال الحافظ پھر ابن جریر نے یہان عطاء کا قول اختیار کیا کہ ہر چیز مین اسراف سے ممانعت مراد ہی اسمین شک نہین کہ یہ قول صحیح ہی
لیکن واللہ اعلم سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ کہانے مین اسراف نہ کرنا مراد ہی یعنے کھانے مین اسراف مت کرو کیونکہ اسمین عقل و
بدن کو مضرت ہی بمانند قولہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا الآیۃ۔ اور صحیح بخاری مین ہی کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو بدون اسراف کے اور بدون
اترانے کے **قال المترجم** سیاق تو مذمت مشرکین ہی کہ بیجا تحریم وتحلیل کرتے تھے پس اظہر واشمل قول ابن جریر ہی واللہ اعلم پھر قولہ
انہ لا یحب المسرفین جملہ معترضہ ہی کیونکہ تمام سیاق تحقیق ختم نہوا جیسا کہ آیات مابعد سے واضح ہی۔ اور واضح رہے کہ اوپر کے اقوال سے
نکلا کہ خیرات مین بھی اسراف جاری ہوتا ہی چنانچہ ابدأ بمن تعول حدیث صحیح مین حکم ہی کہ پہلے اپنے عیال سے شروع کر یعنے پھر جو بچے
تو اورون کو صدقہ دے۔ وعن مجاہد رحمہ اللہ اگر تو کوہ ابو قبیس کے برابر خدا کی عبادت مین خرچ کردے تو یہ اسراف نہوگا اور اگر
آدھ سیر اسکی نافرمانی مین خرچ کرے تو اسراف ہی **قال المترجم** سلف کے اقوال اس بارہ مین بہت ہین اور انمین باہم اختلاف نہین کہ
چنانچہ قول مجاہد رحمہ اللہ بسیاق دربیان اسراف ہی یعنے معصیت الٰہی مین ذرا سا بھی اسراف ہی اور عبادت مین بہت بھی محمود ہی پس جو شخص کہ پہاڑ
برابر راہ خدا مین خرچ کرنے کی استطاعت پاوے اسکو ثواب ہی پس اگر اسطرح خرچ کیا کہ عیال بھوکے رہے اور غیرون کو دیدیا
تو اسنے عبادت کے موافق خرچ نہ کیا پس معصیت ہوئی اور اس سے ظاہر ہوا کہ اسکے طریقہ مین اعتماد حدیث صحیح پر ہی جو سابق مین اپنے
مقام پر مذکور ہوچکی ہی **فی العرائس** قولہ وہو الذی انشأ جنات معروشات وغیر معروشات عارفون کے دلون مین و
تعالے نے انوار باطن کے باغ اگائے ہین جنمین مشاہدات ومکاشفات وجمال ووصال ومودت وقرب وغیرہ کے مختلف طرح طرح
کے پھل پھول ہین پس بعض کے حقائق معاملات وحالات مانند قسم انگور کے ٹھردس ہین باین صفت کہ اُسکے ثمرات درگاہ قدیم سے
متصل اور اسکے انوار آسمان یقین تک ساطع ہین اور یہ اُن افعال واقوال کا نتیجہ ہی جو کمال صدق وصفاء قلب سے بندہ کے
دل سے او تعالے نے جذب فرماکر اس منزلت کو پہونچایا لقولہ تعالے الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ اور بعض انمین سے
غیر معروش ہین جو کہ ہموم وغموم پر چڑھے رہگئے اور یہ مشیت وارادہ الٰہی ہی تاکہ اسکو ہر مرید وطالب صادق وہان سے لے لیوے اور
یہ عین ایمان ہی جو زمین دل مین ثابت اور اُسکی شاخین آسمان پر ہین کما قال تعالی اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء مترجم کہتا ہی کہ او تعالے
عزوجل نے مومن کی مثال درخت نخل یعنے چھوہارے سے اور کافر ومشرک کی مثال درخت پیاز ولہسن کے مانند سے بیان کی اور
حدیث صحیح مین بھی ایسی مثالین آئی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ یہ تمثیل باعتبار ایمان وکفر وغیرہ اعمال کے ہی اور یہ متعین ہی کہ ان اعمال واقوال پر
آثار قرب ونور وشرح الصدر ورجوع بجانب دار الخلود ودنیا سے بے رغبتی واستعداد موت وغیرہ ظاہر ہوتے ہین اور یہ سب
احادیث وآثار مین مصرح ہین اور دیگر امور شدت ومحبت ومودت وغیرہ کثرت سے ہی مصرح ہین اور دیگر لوازمات کی طرف اشارہ ہی
جنکی توضیح مطیع منبع سنت وکتاب اولیاء اللہ تعالے نے بیان کی ہی مترجم کہتا ہی کہ اب تجھکو یہ وہم نہو کہ آیات مین باغ پیدا کرنے کا
بیان ہی اور شیخ روزبہان نے اسکو عبارت آرائی وشاعرانہ خیالات پر محمول کیا کیونکہ مترجم نے مصرح کردیا کہ کمال بلاغت کلام
یہ ہی کہ اس سے علاوہ کامل عین مضمون کے جنکے واسطے بیان ہوا ہی دیگر اشارات مفید مقصود ہ ظاہر ہون اور غیر معروشات کی تعبیر گذری
کہ اسکو ہر ایک پاجاوے زمین مین پھیلے ہوے مانند بطیخ وغیرہ کے ظاہر مین پس ادراک ایمان ہر مومن کے ساتھ نعمت ہی جیسے ثابت ہوگیا

Marfat.com

تو واضح ہو کہ جنات معروشات وغیر معروشات کا اشارہ تو شیخ نے بیان کردیا اب زرع کا بیان رہا تو شیخ نے کہا کہ انکی کھیتوں مین تخم محبت جمتے ہین جنکے مزے طرح طرح کے ہوتے ہین چنانچہ اقرار و تقدیس و شوق و عشق و خوف و امید اور عصمت و معرفت و توحید و تجرید - اپنی اپنی استعداد ازلی سے نشو و نما پاتے ہین جیسے ظاہر مین جو اناج کی شکل و صورت و ثمرہ مختلف ہوتا ہو پھر زیتون اسکا اخلاص ہو جو سینا و وصال سے بدہن نور جمال و صبغ صبح جلال پیدا ہوتا ہو اور جو فرمایا کہ متشابہا تو ہر ایک مین منظر نور تجلی سے التباس ہو چنانچہ اوتعالی نے وصف فرمایا الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیٔ علیم - اور نیز اسکا وصف فرمایا بقولہ تعالی وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدہن وصبغ للآکلین - اور یہین سے خطاب فرمایا اپنے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بقولہ تعالی نودی من شاطی الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یاموسی انی انا اللہ الآیہ پھر رمان یعنے انار کو جو فرمایا تو وہ درخت الہام ہے جس کا پھل حقائق حکمت اور دقائق قدرت ہین تو لہ متشابہا وغیر متشابہ یہ امور مذکورہ بعض سے بعض قریب ہین اور بعض سے بعضے بعید ہین کیونکہ بعض حالات و بعض معاملات و بعض واردات و بعض مکاشفات و بعض اسرار و بعض انوار ہین

قال المترجم یہ کوئی بدون قدرت و رضائے الٰہی کے کسی اور شخص سے پیدا نہین ہوسکتے اور تمام جہان مین جو ظاہر مین درختان میوہ دار پیدا ہوتے ہین اور کھیتیان اُگتی ہین انمین باغبان و کاشتکار کو جتنی مداخلت ہوتی ہو وہی اور ونکو آدمیون کے قلوب مین ہو اور جو زمینون کا حال ہو کہ کہا و راد سر شجر وغیرہ ہین کسی مین میوہ اور کسی مین نوالہ اور کسی مین اناج عمدہ اور کسی مین گھٹیا اور کسی مین ساگ پات اور کسی مین لکڑی جلانے کی اور کسی مین جانورون کی گھاس ہی پیدا ہوتے ہین اور بعضی ایسی ناقص ہین کہ انمین کچھ بھی نہین پیدا ہوتا اسی طرح قلوب بنی آدم مین اور یہ شان حدیث صحیح مین بھی مذکور ہوئی ہو جسکو مترجم نے پارۂ اول مین مع تشریح قول الشیخ محی الدین بن العربی ذکر کیا ہو پس یہ سب پوری مثال ہو اور کیا اچھی تمثیل ہو اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ستور دکھا مانی زمین سے اگا دے لیکن اُسنے نہین چاہا اور عجب ہو کہ لوگ دیکھتے ہین اور یہان قدرت الٰہی مین شک نہین لاتے حالانکہ کافر و مشرک ہین تقدیر و مشیت مین منافق و متردد ہوجاتے ہین اللہم اہدنی فیمن ہدیت واغفرلی انک انت الغفور الرحیم اور ہرگز وہ لوگ جو تقدیر کے منکر ہین ہدایت پر نہونگے جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوین اور یہ سمجھین کہ وہ کس کھیت کی مولی ہین جو تمام حکمت الٰہی کو سمجھ جاوین ایک ناچیز بلکہ ہیچ مخلوق پس وہ بڑا گدھا ہو جو اس خوض مین پڑا کہ تقدیر سے واقف ہو پس ای اہل ایمان ثابت رہو اور اخلاق پر احکام الٰہی سے تقوی کرو والسلام **قال الشیخ** پھران باغون کے پروردگار مالک ذوالجلال نے بندون کو خطاب فرمایا کہ ان پھلون و میوہ جات سے ضرور انتفاع حاصل کرین تاکہ قوت ایمان و نور یقین بڑھ جائے اسی واسطے فرمایا کلوا من ثمرہ اذا اثمر - پھر بندون کو حکم دیا کہ ان نعمتون کی زکوٰۃ مریدون و طالبون کو بیان و ہدایت و نصیحت و اتباع سنت سے مع بیان مقامات و حالات کے ادا کرین بقولہ تعالیٰ واتوا حقہ یوم حصادہ یعنی جب احوال اعمال مستقیم و کامل ہون تب ایسا کرو **قال المترجم** اسمین تصریح ہو کہ کسی شخص کو روا نہین کہ بدون اپنی اصلاح کے مقامات و حقائق کو بیان کرے اور بہت سے مشائخ نے یہ تصریح کردی ہو اور مکاری و فریب سے عارف بننا آخر کار گمراہی ہو اور نصیحت اعمال شرع کی علی العموم فرض ہو جیسے اپنے نفس کی اصلاح فرض ہو اور پیر بننا بڑے خطرہ کا مقام ہو اکثر ایسا ہوتا ہو کہ آدمی اچھا ہو پھر پیر بنکر عجب وغرور شیطانی ہوسات مین گرفتہ تر ہوگیا اللہم انی اعوذ بک **قال الشیخ** پھر لوگون کو حکم کیا کہ یہ نعمتین ان بندون سے جو اسکے لائق و مستحق ہون دریغ نکرین بقولہ تعالے ولا تسرفوا کیونکہ مستحق کو نہ دینا ظلم ہو جیسے غیر مستحق کو دینا اسراف ہے

قال المترجم عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت ہو کہ یہ خطاب مسلمانون کے سردارون کو ہو جو زکوٰۃ وصول کرتے ہین چنانچہ انکو

Marfat.com

حکم دیا کہ حق واجب سے بڑھتی نہ لیوین اور غیر مستحق کو نہ دیوین پس جو اشارہ شیخ نے ذکر کیا انھین حضرت ابن زید کے قول پر مستقیم ہے اور توضیح اشارہ یہ ہے کہ ہر عارف کو ان مقامات سے جسقدر حصل ملا ہو اس سے زیادہ حق ظاہر نہ کرے اور ان علوم مین سے غیر مستحق کو نہ دیوے اور حاصل یہ کہ لوگون کی تعلیم مین انکو درجہ بدرجہ چڑھاوے حتی کہ جسقدر قلب انکا صاف ہوگا اسی قدر انوار سے اور فہم خطاب سے آگاہ ہونگے پس جسنے مبتدی کو اسرار سنائے اُسنے اسکو گمراہ کیا اور اپنے اوپر وبال لیا فافہم - قولہ تعالی انہ لایحب المسرفین - بعد اسکے وہ شخص خود اُن باغون و انوار سے محجوب ہوگا - اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے جسکو عطا فرماوے وہی بندہ ہے اور جو بندہ ہے اسی کو عطا ہوتے ہین کیا اچھے باغ ہین کیا خوب حالات مین کیا پاکیزہ بلبل ہین کیا خوبصورت انکی تسبیح ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم حضرت استادؒ نے اس آیت مین فرمایا کہ ظاہری باغون سے جو قدرت الٰہی سے تمام روئے زمین پر نظر ڈالنے سے پیدا ہوتے ہین ایسے باطن وقلوب کے باغ بہت ہی خوب ہین گویا یہ مجاز اور وہ حقیقت ہین انکی سرسبزی وشادابی اور انکے چاند وسورج وانکے آب وتاب کا کیا کہنا اُنکیلہ زکوٰۃ شکر نعمت سے اس سے بہت بڑھا ہوا ہے والحمد للہ رب العٰلمین

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اور پیدا کیے مواشی مین لدنے والے اور دبے کھاؤ اللہ کے رزق مین سے اور مت چلو شیطان کے قدمون پر وہ تمہارا دشمن صریح ہے

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا

پیدا کیے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ مین سے دو اور بکری مین سے دو پوچھ تو کہ دونون نر حرام کیے ہین یا دونون

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ

وہ جو لپٹ رہا ہے مادون کے پیٹ مین بتاؤ مجکو سند اگر تم سچے ہو اور پیدا کیے اونٹ مین دو اور گائے مین

اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ

دو پوچھ تو دونون نر حرام کیے ہین یا دونون مادہ یا جو لپٹ رہا ہے مادون کے پیٹ مین کیا تم حاضر تھے

اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

جسوقت اللہ نے تمکو یہ کہدیا تھا پھر اس سے ظالم کون جو جھوٹھ باندھے اللہ پر تا لوگون کو بہکاوے بغیر تحقیق

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

بیشک اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگونکو

بقیہ تحقیق اور تنبیہ کو اللہ تعالی نے مشرکون کے رد اور مومنون کی ہدایت کیلیے بیان فرمایا وَمِنَ الْاَنْعَامِ انعام جمع نعم غالب استعمال اسکا اونٹ گائے وبکری کے انواع مین ہے اور تحقیق اوپر گذری ہے یعنے اور اسی پاک پروردگار خالق متعال نے پیدا کیے جملہ جانور اور انہین سے انعام سے کردیے حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا حمولہ وفرش - پس حمولہ بروزن فعولہ بمعنی فاعل جسمین تذکیر وتانیث یکسان لفظ سے آتی ہے قال المفسر ایسے انعام جو لادنے کے کام کے لائق ہین مانند بڑے اونٹون کے - اور فرش وہ جو بوجھ لادنے کے لائق نہین جیسے چھوٹے اونٹ وبکریان انکو فرش اسواسطے کہتے کہ مانند زمین کے مفروش ہین یا زمین پر فرش ہین بسبب زمین سے نزدیک ہونے کے - عن عبد اللہ بن مسعود رضہ حمولہ وہ اونٹ جنپر لادا جاتا ہے وفرش چھوٹے اونٹ رواہ الحاکم وصححہ وکذا قال ابن عباس ومجاہد اور علی بن ابی طلحہ نے

لہ ظاہری باغ مین بھی اس سے بہت بڑھا ہوا ہے لیکن جاہل نہین سمجھتے ہین اسواسطے شیخ نے باطن کو ظاہر قرار دیا ہے ۱۲ م

ابن عباس سے روایت کی کہ حمولہ تو اونٹ و گھوڑے و خچر و گدھے ہر جانور جسپر لادا جاوے اور فرش دو بکری بھیڑی ہین یہی کو ابن جریر نے
اختیار کیا اور کہا کہ میرے خیال مین فرش اسوجہ سے کہا گیا کہ زمین سے نزدیک زیادہ ہوتے ہین **قال المترجم** یہ تفسیر بنا بر آنکہ انعام کا لفظ
جملہ چوپایہ کو سوائے درندے واسکے مانند کے شامل ہو ربیع بن انس و حسن و ضحاک و قتادہ وغیرہ نے کہا کہ حمولہ اونٹ و گائے اور فرش بکریان
مفسر رحمہ اللہ نے شاید قول ابن عباس بروایت علی بن ابی طلحہ اختیار کیا کما یظہر من ظاہر کلامہ اور زجاج نے کہا کہ اہل لغت کا اجماع ہو کہ
فرش چھوٹے اونٹ ہین كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کھاؤ اس چیز سے جو تمکو اللہ تعالےٰ نے رزق دیا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ
خطوات جمع خطوۃ قدم اور مراد طریقے ہین یعنے بعض کو ان انعام مین حرام و بعض کو حلال سمجھتے ہین جو شیطانی طریقون کی تمنے پابندی کی ہو وہ
چھوڑ دو اور جو اللہ تعالےٰ نے تمہارے واسطے حلال کیا اسکو کھاؤ اور شکر الٰہی ادا کرو اور ہر وقت اپنے نفس کی اصلاح کرو تاکہ کمال و رضائے
الٰہی کو پہونچو اور شیطان سے ہوشیار رہو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بین العداوۃ - وہ یعنی شیطان تمہارا کھلا دشمن ہو اسنے تمہارے
باپ آدم کو جنت سے نکالا اور تمہاری گمرہی کا بیڑا اٹھایا ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون - تم مین سے بہت سے گروہ اگلون کے
اسنے گمراہ کر ڈالے یہانتک کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے پھرے آخرکار بہت سے مختلف عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے اب بھی کیا تم
نہین سمجھتے ہو یہانتک کہ شیطان کے حرام بتلانے سے حرام سمجھنے لگے اور حلال بتلانے سے حلال رکھتے ہو حالانکہ یہ الٹی بات ہو چنانچہ
تمنے پاکیزہ گوشت سانڈ اونٹ وغیرہ کا تمپر حرام کیا اسکو تم نہین کھاتے اور خون کو جمع کرکے اسکے تھکلے کے تھکلے کاٹ کر کھاتے اور مردار
جانور اور کھال اور ایسی ہی ناپاک چیزین کھائے جاتے ہو تمکو ذرا بھی عقل نہین آتی پھر اسپر تمکو اسنے بیوقوف بنایا کہ آخر تمنے اللہ تعالیٰ پر افترا
باندھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو ایسا حکم دیا ہی قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء - اللہ تعالیٰ کبھی فحش باتون کا حکم نہین فرمایا پھر اللہ تعالیٰ عز و جل نے
حمولہ و فرش کو بیان کرکے انکو تنبیہ فرمائی کہ تم شیطان کے مسخر بنے اور عقل سے دور پڑے ہو ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ بدل واقع ہی حمولہ و فرشا کا یعنی انعام حمولہ و فرش
جملہ ثمانیہ ازواج ہین یعنے چار جوڑ ہین چار صنف کے - اور ازواج جمع زوج کی کبھی بمعنی صنف آتا ہی اور مفسر وغیرہ نے ازواج بمعنی اصناف
لیا ہو اور بیضاوی نے کہا کہ زوج وہ کہ اسکے ساتھ جنس کا دوسرا اسکا مزاوج ہو اور کبھی ان دونون کے مجموعہ کو کہتے ہین یہان معنی اول
مراد ہین حاصل آنکہ واحد اگر ایسا ہو کہ منفرد ہو خواہ نر ہو یا مادہ تو اسکو فرد بولتے ہین اور اگر اسکے ساتھ اسکی جنس سے جمع ہو جاوے ایک مذکر اور
ایک مونث تو دونون کو بھی کبھی زوج کہتے ہین اور ہر ایک کو بھی اس حالت مین زوج کہتے ہین اور رہا مونث کو زوجہ کہنا تو یہ عجمیون کی بولی ہو
عرب والے زوج ہی کہتے ہین اور دونون کو زوجان بولتے ہین کما فی قولہ وجعل منہ الزوجین الذکر والانثیٰ اسلیئے یہان چار جوڑ کو آٹھ ازواج ١
فرمایا مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ ای زوجین اثنین الذکر والانثیٰ یعنی ضان سے دو زوج نر و مادہ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ اور معز سے بھی دو زوج نر و مادہ
الضان جمع ضائن اور مادہ کو ضائنہ کہتے ہین اور یہان بکریون کی قسم ہی جنپر صوف یعنی پشم ہوتی ہو اور معز اسکے برخلاف جسکے بال اور چھوٹی دم
ہوتی ہو پس ضان کے نر کو کبش کہتے ہین اور مادہ کو نعجہ کہتے ہین اور معز کے نر کو تیس اور مادہ کو عنز کہتے ہین پس ثمانیہ ازواج مین سے اربعہ یعنے
چار کو یکجا ذکر کیا کہ مشرکین انمین خاص خاص تحلیل و تحریم شیطانی کے معتقد تھے جیسا کہ سابق مین مذکور ہو چکا ہو تو انکو ذکر کرکے فرمایا قُلْ
یا محمد لمن حرم ذکور الانعام تارۃ و اناثہا اخری و نسب ذلک الی اللہ تعالےٰ افتراء علیہ یعنے کہدے اے محمد ہر ایسے مشرک سے جسنے کبھی انعام
کے نر کو حرام سمجھا اور کسی صورت مین مادہ کو حرام جانا اور اسکو اللہ تعالےٰ کی طرف نسبت کیا کہ اللہ تعالےٰ نے یون ہی حکم دیا ہی پس ایسے
مشرک سے کہہ کہ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ بھلا ہر دو مذکر ضان و معز کو حرام کیا یعنے کبش و تیس کو حرام کیا اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ یا ان دونون

سکے مادہ یعنی نوبہ وعنز کو حرام کیا اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ یا وہ کہ مشتمل ہوا اسپر ہر دو مادہ کا بچہ دان خواہ نر ہو یا مادہ ہو نَبِّئُوْنِيْ
بِعِلْمٍ عن کیفیۃ تحریم ذلک — آگاہ کرو مجھکو علم کے ساتھ اسکی تحریم کی کیفیت سے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمپر
اسکو حرام کیا ہو یعنی بیان کرو کہ کس اصل پر تمکو تحریم بتلائی گئی ہو اگر از جانب ذکورہ ہو یعنے نر ہونے کی جہت سے تحریم آئی ہو تو سب نر حرام ہونے
پس بعض کی تخصیص کیون کرتے ہو اور اگر مؤنث ہونے کی جہت سے ہو تو جملہ مؤنث حرام ہوئین اور اگر اشتمال رحم سے تحریم آجاتی ہو تو نر و مادہ
دونون حرام ہین کیونکہ دونون قطعاً رحم سے متولد ہین پھر تخصیص بعض کی کہان سے ہوئی یہ استفہام انکاری ہو آیت مین دلیل ہو کہ قواعد شرعی
اصولی پر ہین اور متفرق باتین نہین ہین چنانچہ کل مسکر حرام وغیرہ بعلت سکر مصرح ہین اور اہل اسلام مین علماء اصول الفقہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسمین
کوشش کی اللہ تعالیٰ سب پر رحم کامل فرمادے پس جسنے انکو ممنوع سمجھا وہ بیوقوف ہوا اور نیز آیت مین دلیل ہو کہ تحلیل و تحریم وغیرہ مین علم
شرعی معتبر ہو وہ ادلہ فقہ یعنی کتاب اللہ تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلعم و اجماع امت و آخرین قیاس مجتہد ہو اور قیاس کے معنی یہ ہین کہ ظاہر کرنا
بدلیل کہ اس صورت و مسئلہ مین یہ حکم اللہ تعالیٰ کا نکلتا ہو اور یہ معنی نہین ہین کہ قیاس کرکے مجتہد خود کوئی حکم بنادے حتیٰ کہ اگر مجتہد کو کسی مسئلہ مین
کوئی حکم الٰہی ظاہر نہو تو وہ خاموش رہے اور نیز واضح رہے کہ بہت سے امور ایسے ہین کہ انمین عقل کو مجال نہین جیسے نمازون کی رکعات اور مثلاً عید کے
دن روزہ حرام ہو اور جیسے دارمی وغیرہ کی روایت مین ثابت ہوا کہ کچھ لوگ مسجد نبوی صلعم مین ایک حلقہ کرکے بیٹھے اور اسی طرح ذکر کرنے کا طریقہ
نکالا کہ سب کے سب سبحان اللہ پڑھو پھر سب کے سب الحمد للہ پڑھو اسی طرح پس عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے
اسکو بدعت قرار دیا اور ان لوگون نے کہا کہ یہ تو فقط یاد الٰہی ہو مگر آپ نے ملامت کی اور فرمایا کہ ابھی اتنا زمانہ نہین گذرا کہ حضرت
صلعم کے برتن ثابت موجود ہین مگر تمنے بدعتین نکالین راوی کہتا ہو کہ مین نے دیکھا کہ اکثر انمین سے خارجیون کے ساتھ مارے گئے
بالجملہ جو امور توقیفی ہین انپر کوئی اصل نہین باندھی جاتی ہو اور یہ سب مفصل علماء اصول فقہ رحمہم اللہ نے بیان کر دیا ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
ویسے شخص کے حق مین جو رائے سے کوئی مسئلہ بیان کرے دلیل شرعی سے سزا دینا ظاہر فرماتے تھے اور یہی کتب مین مذکور ہو بالجملہ
آیت مین مشرکون پر ملامت کی کہ کون علم شرعی تمہارے پاس ہو جس سے تم یہ تحریم و تحلیل کا حکم ظاہر کرتے ہو حالانکہ سوائے دلیل شرعی
کے کوئی علم و فن ہو وہ قطعی دربارہ غیب کے نہین ہو پھر اسی طرح دوسری قسم یعنی باقی چار ازواج کے بارہ مین فرمایا وَمِنَ الْاِبِلِ
اثْنَيْنِ اور اونٹ سے نر و مادہ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ و گائے سے نر و مادہ پیدا کین قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ
اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ یعنے انمین بھی اگر جانب ذکورت حرمت ہو تو سب نر اور از جانب انوثت ہو تو سب مادہ اور اشتمال رحم ہو تو دونون حرام
ہین حتیٰ کہ چھوٹے سے بڑے تک اور ماسوائے انکے جو تمکو منع ہین انمین بھی یہ بات تم نے کس اصول شرع پر قرار دی ہو مشرکون پاس اسکا
جواب کہان تھا وہ تو شیطان کی شرع مانتے تھے اور اسی کے وسوسے اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے پھر افترا و باطل سب بے بنیاد ہین
وہ کہان تک چل سکتے ہین سلامحالہ لاجواب ہوئے پھر انکو اور بھی تبکیت کی اور شرمندہ کیا بقولہ اَمْ كُنْتُمْ اے بل کنتم شُهَدَآءَ اِذْ
وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا علم حق تو نہین ہو بلکہ یہ کہو تم وہان حاضر موجود تھے جب اللہ تعالیٰ نے تمکو اس تحریم کی وصیت فرمائی پس تمنے
اسپر اعتماد کیا اور کہنے لگے کہ اللہ امرنا بہا اللہ تعالیٰ نے ہمکو اسکا حکم کیا ہو حاصل آنکہ یہ سب تو کچھ نہین پس ضرور تم اس دعوے مین
جھوٹے ہو افترا باندھتے ہو اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے کہ خواہ مخواہ مرو گے اور مرتے ہی عذاب مین پڑو گے واضح ہو کہ بعض کو یہ وہم
ہوا کہ شرع مین بعض امور توقیفی ہین کہ جہانتک بتلائے گئے ہین انھین تک واقفیت ہو اسپر قیاس نہین ہو سکتا لہذا مشرکین اپنے افترا کی

Marfat.com

تحریم و تحلیل کو بھی توقیفی کہہ سکتے تھے پس رد کیونکر ہوا تو جواب اس وہم کا یہ ہے کہ مشرکین نے اسکو اللہ تعالیٰ پر افترا و باندھا تھا اسکو ذکر دیا کہ تم علم شرع سے بتلاؤ کہ چار ازواج ضان و معز میں اور چار ازواج ابل و بقر میں تمنے کس شرع ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام سے یہ تحریم و تحلیل بحیرہ و سائبہ جانا کیونکہ حضرت اسمٰعیل ؑ کے وقت میں نہ تھا تو کسی قیاسی قاعدہ سے نکالا ہوگا کیونکہ توقیفی تو ثابت نہیں پس علت بھی ذکورت و انوثت و اشتمال رحم کی باطل علاوہ بریں انعام میں سے فقط ابل کے ساتھ یہ خصوصیت کس جہت سے ہے پس جب توقیفی نہیں اور نہ کوئی اصل شرعی ہے تو شاید تمنے خود حاضر ہو کر سنا ہوگا یہ بالضرور باطل پس خواہ مخواہ تم جھوٹے ہو اور امام فخر رازی نے کبیر میں یعنی آیت میں دو وجہ دیگر لکھیں ایک یہ کہ یہ کلام انکے قول کا باطل ہونا ثابت کرنے پر استدلال نہیں بلکہ استفہام انکاری ہے یعنے تم کسی نبی کی نبوت کا اقرار و اعتراف نہیں کرتے تو کیونکر کہتے ہو کہ یہ حلال ہے اور وہ حرام ہے اور دوم آنکہ اللہ تعالیٰ نے انعام کے آٹھ ازواج بیان فرمائے تو تمنے بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام کی تخصیص فقط جنس اونٹ سے کیونکر رکھی اور باقی تین اقسام میں کیوں چھوڑی ہے **قال المترجم** رازی نے ان دونوں وجہوں کو اپنی طرف منسوب کیا۔ ولیکن مترجم کے نزدیک دونوں وجہیں بہت ضعیف ہیں اور شاید یہ گریز فقط اسی وہم سے ہے جو مترجم نے بیان کر دیا اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح مترجم نے دفع وہم میں بتوفیق الٰہی تقریر کر دی ہے اب کسی کو وہم کی گنجائش نہ ہوگی والحمد للہ رب العالمین۔ بالجملہ ثابت ہوا کہ مشرکوں نے شیطانی احکام کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا لہٰذا فرمایا فَمَنْ اَظْلَمُ ای لا احد اظلم مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا کوئی نہیں بڑھکر ظالم ایسے شخص سے جسنے اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا در دروغ ان تحریم و تحلیل مذکور دین لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ تا کہ گمراہ کرے لوگوں کو بدون علم کے یعنی جہالت سے **قال الخطیب فی السراج المنیر** یعنی بدون علم شرعی کے لوگوں کے گمراہ کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا تو اس سے زیادہ کوئی ظالم نہیں ہے جیسے عمرو بن لحی تھا جسنے سب سے پہلے بحیرہ کرنا اور سائبہ چھوڑنا نکالا اور دین ابراہیم علیہ السلام کو بگاڑا اور اسی وعید میں ہر وہ شخص بھی شامل ہے جو عمرو بن لحی کے طرز پر جو بانی نکالے کوئی ایسی بات جسکا حکم اللہ تعالیٰ نے یا اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا اور اسکو اللہ تعالیٰ کا حکم بتاوے یعنی شرعی بات بتلا دے پس وہ بھی ظالم ہے اور اس وعید میں داخل ہے کیونکہ لفظ عام ہے تو تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے پس جس کسی نے داخل کی دین اسلام میں ایسی کوئی بات جو اس دین میں نہیں تو وہ اس وعید میں داخل ہے انتہی ترجمہ قول الخطیبؒ اور اسی طرف **شیخ حافظ ابن کثیرؒ** نے اشارہ کیا ہے۔ بالجملہ بالاجماع سلامتی کی راہ یہ ہے کہ آدمی ظاہری احوال میں انکو بہت کافی سمجھے جو صحابہ رضی اللہ عنہم و سلف صالحین کے وقت میں تھیں اور ایسے اپنے نفس کی اصلاح کرکے راہ شریعت سے مقصود طریقت تک پہونچنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور شیطان کے وسوسہ و اوہام سے بچ جاوے اور حدیث صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو چھین نہیں لیگا بلکہ علماء اُٹھ جاوینگے یہانتک کہ جب لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا وینگے تو خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرینگے[ف] اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا تو منجملہ ظلم کے یہ ہے کہ عالم کی بات نہ مانے کیونکہ نفس پر گراں ہوگی اور شیطان کے مخالف ہوگی اور مان لے جاہل کی بات جو عالم و درویش کی صورت میں ہوتے ہیں اور نتیجہ اسکا یہ کہ گمراہ ہو جاوے نعوذ باللہ منہ **ف فی العرائس** قولہ تعالیٰ ومن الانعام حمولۃ و فرشا اشباح و ارواح و قلوب و عقول و اسرار کے واسطے رزق علیحدہ ہے پس اشباح کا رزق وہ ہے جو عالم فعل میں موافق علم کے اُنکے واسطے پاکیزہ و حلال ہو اور رزق ارواح مشاہدہ تجلی صفات ہے اور رزق وہ انوار غیوبیہ ہیں جو اسکو منکشف ہوں رزق عقول وہ انوار و آیات جو اسکو لائح ہوں۔ رزق اسرار وہ دیدار ذات ہے جو علوم خاص اسکو نصیب ہوں۔ استادؒ نے فرمایا کہ رزق وہ ہے جس سے انتفاع حاصل ہو اسکی دو قسمیں ہیں

[ف] یعنی واقعی وہ راہ دین و توحید سے بالکل نادان ہونگے مگر لوگ انکو عالم سمجھینگے ۱۲

Marfat.com

رزق ظواہر اور رزق سرائر پس اول تو وجو نعمت غیر متناہی ہی ہو اور دوم شہود کرم ہو بلکہ عدم میں گمنام ہوجانا یعنی خودی سے فانی ہوجانا اور قلب کیواسطے رزق ہو اور وہ عرفان کی دلیل سے تحقیق حاصل کرنا اور روح کے واسطے رزق ہو اور وہ محبت اسطرح کہ سچائی سے تمام موجودات عالم سے احتراز کرے اور سر باطن کے واسطے رزق ہو اور وہ ایسا شہود ہو کہ اسی کے قریب معاینہ و دیدار ہو یعنے جو قیامت میں حاصل ہوگا دیدار اسرار اسکا نمونہ ہو واللہ اعلم بالصواب پھر جب اللہ تعالیٰ نے اہل جاہلیت کے طریقہ کا جہالت و گمراہی ہونا بیان کردیا تو بیان صحیح اسکے پیچھے فرمادیا کہ تحلیل و تحریم بدون وحی آسمانی نہیں ہوسکتی ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ

تو کہہ میں نہیں پاتا جس حکم میں کہ مجھکو پہونچا کوئی چیز حرام کھانے والے کو جو اسکو کھاوے گر آنکہ وہ مردہ جانور ہو یا بہتا لہو یا گوشت سور کا کہ وہ

رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ناپاک ہو یا گناہ کی چیز جس پر پکارا اللہ کے سوا کسی کا نام پھر جو کوئی عاجز ہو نہ زور کرتا نہ زیادتی تو تیرا رب معاف کرتا ہو مہربان

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا اے شیئا محرما یعنے کوئی چیز میں حرام نہیں پاتا اس کلام میں جو مجھپر وحی کیا گیا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ کسی کھانے والے پر جو اسکو کھاوے خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔ برخلاف اپنی رائے و ہوائے نفسانی سے گڑھنے والے جاہل مشرکوں کے کہ وہ بعضی چیزیں مردوں پر حلال و عورتوں پر حرام کرتے تھے اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً بعض نے یکون بیا تحتیہ اور میتۃ کو رفع پڑھا اور اکثر قاریوں نے نصب پڑھا۔ اور بعض یعنے ابن کثیر و حمزہ نے تکون بتاء فوقانیہ پڑھا ہو معنی اسکے استثنا ہیں پس مستثنیٰ منہ یا تو لفظ عام مقدر ہو جیسا کہ مفسر نے اشارہ کیا یعنے کوئی چیز محرم نہیں پاتا یا مراد آنکہ ان اشیاء بحیرہ و سائبہ وغیرہ سے جنکو مشرکین حرام کرتے تھے کوئی چیز حرام نہیں پاتا مگر آنکہ ہووے وہ چیز مردار اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا خون رواں بخلاف اسکے جو رواں نہو مانند جگر اور تلی کے یا گوشت سے مخلوط کہ وہ حلال ہو اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ یا سور کا گوشت ہو فَاِنَّهٗ رِجْسٌ کیونکہ وہ ناپاک یعنی حرام ہو۔ لحم کی خصوصیت بوجہ قولہ طاعم یطعمہ کے ہو کیونکہ گوشت ہی کھایا جاتا لیکن سور کا گوشت حرام ہو تو دیگر اشیاء بدرجہ اولی حرام ہیں اور فانہ کی ضمیر بعض نے خنزیر کی طرف راجع کی یعنے فان الخنزیر رجس کیونکہ سور نجس ہو پس اسکی بالکلیہ حرمت ثابت ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نجس العین ہو اَوْ فِسْقًا یا فسق ہو جسکی یہ صفت ہے کہ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ غیر خدا کے واسطے اسکا اہلال کیا گیا ہو یعنے غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو قال النیشا بوری ذبیحہ حلال ہونے میں دو شرط ہیں ایک تو اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے اور دوم اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے واسطے ذبح کیا جاوے پس مشرکین بعض کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرتے اور بعض پر بت کا نام لیتے اور تقرب کسی میں نہ تھا فسقا عطف ہو لحم خنزیر پر اور درمیان میں جملہ معترضہ ہو اور بعض نے کہا کہ جائز ہو کہ اہل کا مفعول لہ ہو یعنی اہل لغیر اللہ بہ فسقا۔ اور بعض نے کہا کہ محل مستثنیٰ پر عطف ہو سکتا ہو یعنے الا ان یکون او الا فسقا فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص مضطر ہو یعنی اضطرار ہو بسبب شدت بھوک کے ان مذکورات میں سے کسی چیز کے کھانے کیطرف پس اُسنے کھائی غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ اسکی تفسیر گذر چکی ہو فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ مفسر نے کہا کہ جو محرمات مذکور ہوئے اُنکے ساتھ سنت سے لاحق کیے گئے ہیں ہر درندہ جانور اور ہر پرند شکاری کہ انکا گوشت بھی حرام ہو واضح ہو کہ ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و عائشہ رضی اللہ عنہم سے و مذہب مالکؒ سے روایت کیا جاتا ہو کہ جو کچھ اس آیت میں مذکور ہو وہی حرام ہو۔ مؤلف فتح البیان نے کہا کہ یہ قول ساقط اور مذہب نہایت ضعیف ہو کیونکہ یہ مستلزم ہو کہ سوائے انکے جو بعد کو قرآن اترا اس سے اہمال ہوا اور جو نبی صلعم سے ثابت ہوا کہ آپنے بعد نزول اس آیہ کے

حرام فرمایا اسکا اہمال ہو **قال المترجم** یہ جواب شافی نہین ہو کیونکہ استدلال ابن عباسؓ وغیرہ کا انحصار اس آیت سے ہو کیونکہ جب مستثنی منہ مقدر ہوا تو محرمات کا انحصار انھین چیزون مین ہو گیا جو آیت مین مذکور ہین اور جواب یون بہتر ہو کہ فیما اوحی الی۔ کی قید ہو پس مکہ مین اس وقت تک جو وحی ہوئی تھی اسمین سوائے اسقدر محرمات کے اور نہ تھین اور اس سے یہ لازم نہین کہ بعد کو اور محرمات نہونگی پس آنحضرت صلعم نے جو حدیث سے حرام فرمائین اور جو بالعد مین کلام مجید سے حرام ہوئین وہ سب حرام ہین **قال المترجم** بہتر ہو کہ تفصیل اسکی **تفسیر ابن کثیر**ؒ وغیرہ سے ترجمہ کرون قولہ تعالی قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الخ بعض نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ لا اجد شیئا مما حرمتم حراما فیما اوحی الی سوی ہذہ **مترجم** کہتا ہو کہ مفسرؒ نے اتقان مین بعض مشائخ متاخرین شافعیہ سے یہ قول نقل کیا کہ اسمین مختار قول مالکؒ ہو تا اگر شافعیؒ نے یہ اختلال کیا ہوتا کہ پہلے مشرکون کے اپنے نفس کے گڑھے ہوئے محرمات بیان کرنے کے بعد انکو رد کر دیا کہ مین ان چیزون مین سے جنکو تم حرام جانتے کوئی الہی وحی سے حرام نہین پاتا سوائے ان چیزون کے **قال المترجم** اسمین شک نہین کہ یہ قول نہایت سنجیدہ و پسندیدہ ہو کیونکہ سیاق صرف مشرکون کے محرمات کا رد ہو نہ بیان طریقہ تحلیل و تحریم بتمام و کمال کما لا یخفے فتامل اور بعض نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ لا اجد فی الحیوانات شیئا حراما سوی ہذہ اس بنا پر جو تحریمات بعد اسکے سورہ مائدہ وغیرہ مین نازل ہوئی ہین اور احادیث صحیحہ مین وارد ہوئی ہین وہ اس آیت کے مفہوم کی اٹھانے والی ہونگی اور بعضے اسکو نسخ کہتے ہین اور متاخرین مین سے بہتیرے اسکو نسخ نہین کہتے کیونکہ یہ از باب رفع اباحت اصلی ہو واللہ اعلم **وقال المترجم** اور مین نے ایک جواب اور بھی اوپر ذکر کر دیا اور بعد تامل کے مرجع واحد ہو ابو مجلز و قتادہ نے گوشت مین مخلوط خون مباح ہونے کا فتوی دیا عمرو بن دینار نے کہا کہ مین نے جابر بن زید سے پوچھا کہ لوگ زعم کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے پالو گدھون کے گوشت کے زمانہ خیبر مین منع فرمایا تو کہا کہ یہ بات تو ہمارے پاس حکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ بصرہ مین کہتے تھے ولیکن اس سمندر یعنے ابن عباس نے اس سے انکار کیا اور یہ آیت پڑھی قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیہ۔ رواہ البخاری وغیرہ۔ اور ایک روایت مین ابن عباس سے بعد آیت پڑھنے کے یون ہو کہ پس جو اللہ تعالی نے حلال کیا وہ حلال ہو اور جو حرام کیا وہ حرام ہو اور جس سے سکوت کیا وہ عفو ہو رواہ الحاکم و ابو داؤد وغیرہ اسمین دلیل ہو کہ اصل اشیاء مین اباحت ہو اور یہ مرفوع و موقوف و آثار روایات سے ثابت ہو اور بخاری وغیرہ مین حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی مری بکری کی کھال لیکر دباغت کر لینے کی آنحضرت صلعم سے اجازت بلکہ حکم دینا مذکور ہو اور یہی آیت پڑھکر فرمایا کہ اسکا گوشت کھانا حرام فرمایا گیا ہو اور ابن عمرؓ نے قنفذ کھانے کے مسئلہ کے جواب مین یہ آیت پڑھ دی پھر ایک نے بروایت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلعم سے بیان کیا کہ آپ نے قنفذ کے حق مین فرمایا کہ وہ خبائث مین سے ایک خبیث ہو تو ابن عمرؓ نے کہا کہ اگر آنحضرت صلعم نے ایسا فرمایا تو یون ہی ہو جیسا حضرت صلعم نے فرمایا۔ رواہ ابو داؤد و سعید بن منصور۔ بالجملہ سورہ مائدہ مین منخنقہ و موقوذہ و متردیہ و نطیحہ وغیرہ کی حرمت بعد کو نازل ہوئی اور کتون وغیرہ کی حرمت بلکہ صحیح ثابت ہو بالجملہ اگر آیت مین محرم سے عموم حیوانات ماکولہ کا ہو تو اسکے بعد جو تحریم اس بارہ مین نازل ہوئی وہ اسکے ساتھ ملائی جاویگی اور اگر حیوانات کے مطعومات کا عموم مراد ہو تو جملہ مطعوم کی حرمت لاحق کیجاویگی پھر واضح ہو کہ میتہ سے مراد وہ جسکو عرف مین مردار کہتے ہین یعنے خود مر جاوے ورنہ فسقا کا عطف ہو اور وہ بھی شرعا مردار ہو اگر کہا جاوے کہ آیت مکیہ سے تحریم ▮ بعد مین جمہور کو الحاق کی کیا حاجت ہوئی بسبب آنکہ مکہ مین وہی وحی تھی تو جواب یہ کہ سورہ بقرہ مدنیہ آیت مین بھی بقولہ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیہ یہی چار چیزین بلفظ حصر انما مذکور ہین پس مدنیہ آیت مطابق مکیہ ہوئی پس جمہور کے نزدیک منحصر نہین بلکہ جو بنص کتاب و سنت حرام ہو مانند بلی و کوے و چیل و ہدہد و خفاش وغیرہ کے اور جو محرمات کے ذیل مین داخل ہین بنا بر بیان اصول کے سب حرام ہین

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ

اور یہود پر ہمنے حرام کیا تھا ہر ناخن والا اور گائے اور بکری مین سے حرام کی چربی مگر جو لگی ہو پشت پر

اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۫ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ

یا آنت مین یا ملی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہمنے انکو سزا دی تھی انکی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہین پھر اگر تجکو جھٹلا دین تو کہہ تمھارے رب کی مہر مین

وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ○

بڑی گنجائش ہے اور پھرتا نہین ہے اسکا عذاب گنہگار لوگون سے

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا یعنی یہود پر خاصۃً اور تقدیم ظرف اسواسطے کہ انھین کے ساتھ اسکا اختصاص ثابت ہو حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ
وہو مالم تفرق بین اصابعہ کالابل والنعام ذی ظفر یعنے ناخن والا ہر وہ چوپایہ ہے جسکے اصابع مین تفرق نہو جیسے اونٹ و نعامہ وغیرہ - وقیل
ذی ظفر ہر پرند چوپایہ جسکے ایک اصبع ہو اور اسمین حافر وخف ومخلب بھی داخل ہے پس اونٹ وگائے وبکری ونعامہ وبط وغیرہ سب داخل ہین
اور نیز ہر چوپایہ جسکے حافر ہو اور پرند جسکے مخلب ہو شامل ہے لیکن حافر وخف کو ظفر کہنا مجاز ہوگا اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ذی الظفر وہ جو منفرج
الاصابع نہو خواہ بہائم مین سے ہو یا پرندون مین سے اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ جس بہیمہ کے قوائم مین انفراج نہو اور جسکے قوائم مین انفراج ہو اسکو
یہود کھاتے ہین - شاید یہود کا ذکر باعتبار مخصوص حرمت کے ایک اصل وقاعدہ پر ہے بخلاف مشرکین مکہ کے کہ انھون نے اپنے وہم پر بدون کسی اصل
کے نکالا تھا وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا الثروب وشحم الکلی - ثروب جمع ثرب اور کلی جمع کلیہ یعنی گردہ پس کہا یہ
مین کہا کہ ثرب وہ شحم رقیق جو کرش یعنے اوجھ وآنتون پر لپٹی ہوتی ہے - اور یہی قاموس مین مذکور ہے اور یہ تفسیر بنظر لغت ہے اور مراد بیان فقط وہ چربی ہے
جو اوجھ پر ہو جیسا کہ علامہ قرطبیؒ نے تفسیر کی ہے اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا سوائے اسکے جو معلق ہو اسمین سے ان دونون کے ساتھ مین یعنی
سوائے اس چربی کے جو گائے وبکری کی پشت سے لگی ہو وہ روا ہے اور سدی وابوصالح نے کہا کہ دنبہ کی چکتی بھی منجملہ اسکے ہے
جسکو پشت اٹھائے ہوئے ہے اور ابن جریج نے کہا کہ چکتی کی چربی ہے کہ مختلط ہے عصعص سے وہ حلال ہے اور جملہ قوائم وپہلو وآنکھ وسر ومانند اسکے
جو ہڈی سے مختلط ہو وہ حلال ہے کما قال تعالے اَوِ الْحَوَايَآ اور حلت الحوایا وہی الامعاء جمع حاویا اور حاویۃ یا اسکو امعاء اٹھائے ہون
اوحوایا جمع حاویاء کی یا جمع حاویۃ کی ہے بمعنی آنت اور اولی انکو کہا جاوے حوایا بمعنی مباعر جمع مبعر ہے یعنے جسمین مینگنیان جمع ہوتی یعنے جانورون
کی آنتین پس جو چربی انپر ہو وہ یہودیون پر حرام نہ تھی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہے اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا جو چربی کہ ہڈی سے مختلط ہو اور وہ چکتی
کی چربی ہے کہ وہ انکے واسطے حلال ہوئی تھی - ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ اے ذلک التحریم جزیناہم بسبب ظلمہم بما سبق فی سورۃ النساء یہ تحریم تھی کہ
ہمنے اس سے جزا دی تھی یہود کو بسبب انکے ظلم کے جو سورۂ نساء مین مذکور ہو چکا وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ یعنی جو چیزین ہمنے فرمائی ہین اور جو وعدہ
و وعید ہم دیتے ہین انمین ہم سچے ہین وقال الحافظ فی قولہ ذلک جزیناہم الخ یعنی یہ تنگی وتحریم جو ہمنے انپر لازم کردی یہ انکے افعال ظلم کی
سزا تھی کہ انھون نے بغاوت ومخالفت کی کما قال تعالیٰ فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم الآیہ - اور قولہ وانا لصادقون -
یعنے ہمنے جو انکو جزا وسزا دی اسمین ہم عادل ہین اور ابن جریرؒ نے فرمایا کہ یعنے اے محمد جو ہمنے تجکو خبر دی کہ یہود کی مخالفت ونافرمانی سے ہم نے
انپر یہ چیزین حرام کردین یہی صحیح ہے اور وہ لوگ جو بہتان کرتے ہین کہ حضرت یعقوب نے حرام کرلی تھین یہ غلط ہے اور قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل
الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ الآیۃ کی تفسیر مین مفصل گذر چکا ہے پھر واضح ہو کہ عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ کو خبر پہونچی کہ

سمرہؓ نے شراب فروخت کی ہو تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سمرہ کو قتل کرے کیا اُسکو یہ نہین معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہو کہ لعنت کرے
اللہ تعالیٰ یہود پر کہ چربی انپر حرام کی گئی تھی اسکو انھون نے پگھلا کر فروخت کیا۔ رواہ البخاری ومسلم۔ واضح ہو کہ سمرہؓ سے اجتہاد مین خطا
ہوئی کہ شراب کی بیع جائز سمجھے حالانکہ سلف وخلف نے اُسکے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہو مگر آنکہ بعض سے اسطرح اجتہاد مین خطا ہوئی جسکو
اُنھون نے ترک کیا۔ جابر بن عبد اللہؓ سے سال فتح مکہ مین آنحضرت صلعم کا حکم مروی ہو کہ اللہ تعالیٰ واُسکے رسول نے شراب مردار و سور
و بتوں کی بیع حرام فرمائی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ مردار کی چربی سے آگاہ فرمائیے کہ اس سے کھالین چکنائی جاتی اور کشتیون پر طلا کیا جاتا
ہو اور لوگ اس سے چراغ روشن کرتے ہین تو فرمایا کہ نہین وہ حرام ہو پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کرے انپر چربیان
حرام ہوئی تھین اسکو انھون نے پگھلا کر فروخت کر کے اُسکا ثمن کھایا۔ رواہ الجماعۃ من طرق عنہ۔ عن ابی ہریرہ مرفوعًا اللہ تعالیٰ یہود کو
قتل کرے انپر چربیان حرام ہوئین اسکو بیچکر اسکے دام کھائے رواہ البخاری ومسلم وفی روایۃ عن ابن عباس مرفوعًا اسکے دام کھائے
اور اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر کوئی چیز حرام کر دی تو اسکے دام کھانا بھی حرام کر دیا ہو **قال المترجم** اصل لفظ مین اختصار ہو بقولہ ان اللہ
لم یحرم علی قوم اکل شی الا حرم علیہم ثمنہ۔ رواہ ابن مردویہ وابو داؤد والامام احمد۔ اس سے ایک کلیہ اصل ثابت ہوئی کہ جس قوم پر
جو چیز حرام ہو تو اسکے دام بھی حرام ہین **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ فقہ حنفیہ مین چیتے وبلی وغیرہ کی بیع جائز ہو حالانکہ یہ چیزین کھانا حرام ہو
تو جواب یہ ہو کہ اگر ان چیزون کا گوشت فروخت کرین تو حرام ہو ورنہ زندہ بغرض پالنے کے فروخت ہوتی ہین اور بعض نے کہا کہ بلی کے
دام بھی حرام ہین اور یہی احوط ہو واللہ اعلم فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ حیث لم یعاجلکم بالعقوبۃ
بہ وفیہ تلطف بدعائہم الی الایمان پھر اگر کافر لوگ تجھکو جھٹلاوین اس چیز مین یعنے اصل چیز شرع مین جو تو انکے پاس لایا تو کہدے اے لوگو
کہ تمھارا پروردگار وسیع رحمت والا ہو کیونکہ تمکو اس جھٹلانے پر جلد ماخوذ کر کے عذاب نہین دیا بلکہ مہلت وتاخیر دی ہو کہ غور وسمجھ کے بعد
ایمان لاؤ۔ اسمین مہربانی ہو انکو ایمان کی طرف بلاتے ہین پھر تہدید فرمائی وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ اذا جاءہم اسے عذاب عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ
یعنے نہین رد ہوتا عذاب الٰہی گنہگار قوم سے جسوقت آجاتا ہو یعنی قوم گنہگار اگر راہ پر نہ آئے تو جب عذاب آگیا تو پھر نہین مہلت ہوتی ہو
فی العرائس قولہ فان کذبوک فقل الخ اسمین آنحضرت صلعم کے دل کو تسلی فرمائی اور طمع دلائی کہ جسکے حق مین عنایت ازلی کے ساتھ ایمان
مقدر ہوا ہو وہ اوتعالیٰ کے باب لطف وعفو وکرم کی طرف رجوع لاویگا اور بخشا دیگا اگرچہ فی الحال امتحان کی صورت مین خواد پڑا ہو
اور قولہ ذو رحمۃ واسعۃ اسے تمام مخلوقات پر اسکی رحمت پھیلائی ہوئی ہو کہ باوجود نافرمانی سرکشون کے علم فرماتا ہو اور اس تمام نعمت سے جو مخلوق
فرمائی ہو انکے اجسام کی معیشت عطا فرماتا ہو اور جو بندے اسکی درگاہ کی طرف رجوع لاتے ہین انکے قلوب کو لطف خطاب سے تربیت کرتا ہو
اور انوار جمال سے منور فرماتا ہو اور نیز اسمین جمہور کے ساتھ لطف ہو کہ باوجود اس حال خراب کے جسمین پڑے ہین اسکی درگاہ کی طرف رجوع
لاوین اور ساحل لطف وکرم پر پہونچکر نجات پاوین اور نیز آنحضرت صلعم کی مواسات ہو کہ اگر ان لوگون نے جھٹلایا تو کہدے کہ اوتعالیٰ رحمت والا
ہو مجھکو تمھارے پڑوس سے چھڑا کر اپنی جوار مین لاویگا **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمین آنحضرت صلعم کو اشارہ کیا گیا کہ جسنے تجھسے اعراض کیا اسکو
تو میری طرف رغبت دے تو جو میری طرف راغب ہوگا وہی تجھسے رغبت کریگا اور کوئی رغبت نہ کریگا انکو رحمت مین طمع دے اور اپنے
قلب کو اُنسے منقطع مت فرما۔ استادؒ نے کہا کہ اسمین اشارہ یہ ہو کہ اولیا کو مخصوص رحمت سے سرفراز کیا اور اعدا کو مخصوص طرد ولعنت سے
پس صورت انسانیہ مین دونون کی گنجائش ہو اور وہ ہیچ ہو اور قسمت ازلی سے دونون کو تمیز وانفصال کر دیا حاصل آنکہ ولسعہ رحمتہ مین

شمول ہو اور خاصہ رحمت سے اولیاء اللہ فقط مخصوص ہیں۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اب کہینگے مشرک اگر اللہ چاہتا تو شریک نہ ٹھہراتے اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کر لیتے کوئی چیز اسیطرح جھٹلا گئے ان سے اگلے

حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ

جب تک چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تم پاس کہ ہمارے آگے نکالو کیا بری اٹکل پر چلتے ہو اور سب تجویزیں کرتے ہو تو کہہ

فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ

پس اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر چاہتا تو راہ دیتا تم سب کو تو کہہ لاؤ اپنے گواہ جو بتادیں کہ اللہ نے حرام کی ہے یہ چیز

فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

پھر اگر وہ کہہ بھی دیں تو تو نہ کہہ انکے ساتھ اور نہ چل انکی خوشی پر جنہوں نے جھٹلائے ہمارے حکم اور جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا

وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝ ع ۱۸ ۵

اور وہ اپنے رب کی برابری کرتے ہیں

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا یہ ایک شبہہ ہے مشرکین اپنے شرک کفر میں چپٹے ہیں اور وہ یوں کہ مشرکوں وغیرہ کے کفر و فسق سے اوتعالیٰ مطلع ہو وہ چاہے تو متغیر کردے اور ایمان دیدے اور کفر سے روک دے تو جب متغیر نہ فرمایا تو مشرکین نے دعویٰ کیا کہ وہ ہمارے افعال پر راضی ہے قال البیضاوی یہ زمانہ آیندہ کی خبر ہے اور اسی کے موافق واقع ہونا دلیل اعجاز ہے اور یہ واقع ہوا چنانچہ مشرکوں نے کہا کما فی قولہ تعالیٰ وقالوا لو شاء الرحمٰن ما عبدناہم الآیۃ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا ای اشرکنا نحن وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ پس ہمارا شرک کرنا اور تحریم مذکور سب اسکی مشیت سے ہی پس وہ اسپر راضی ہے فی السراج ان لوگوں کی مراد یہ تھی کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا کو اپنے شرک پر قائم رہنے کی حجت لادین بایں طور کہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جس حال پر ہم ہیں اسکے اور ہمارے درمیان میں حیلولت کردے حتیٰ کہ ہم اسکو نہ کریں پس اگر وہ راضی نہوتا تو ضرور متغیر کردیتا پس اللہ تعالیٰ نے اُن لوگونکو جھٹلایا بقولہ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ رسلہم حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا عذابنا یعنے جیسے ان لوگوں نے تجھکو جھٹلایا ایسے ہی جھٹلایا انسے پہلے لوگوں نے اپنے رسولوں کو یہانتک کہ ہمارا عذاب چکھا فی السراج فرقہ معتزلہ وغیرہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ بندہ اپنے افعال میں قادر مختار ہے یہ لوگ اسی آیت سے استدلال لاتے ہیں کہ اگر کفر و شرک وغیرہ فقط اوتعالیٰ کی مشیت پر ہوتا تو ان لوگوں نے بھی کہا تھا کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا پس اوتعالیٰ انکو نہ جھٹلاتا اور رد نہ فرماتا حالانکہ رد فرمایا بقولہ كذلک كذب الذين من قبلهم پس معلوم ہوا کہ شرک و ایمان مشیت پر نہیں بلکہ بندہ کے اختیار میں ہے اہل سنت رحمہم اللہ نے اسکا جواب دیدیا کہ جھٹلانا و رد کرنا مشرکوں کو انکے قول لو شاء اللہ ما اشرکنا میں نہیں ہے یہ قول تو سچ ہے بلکہ انکی مراد میں کہ جو اس سے نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس فعل پر راضی ہے اور کبھی کہا کہ ہمکو اسی نے حکم دیا ہے پس اسکو رد کردیا چنانچہ فرمایا قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اور دلیل اس بات کی کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا کہنے پر رد نہیں بلکہ انکے نتیجہ نکالنے میں ہے یہی کہ اوتعالیٰ نے فرمایا کذلک کذب الذین بتشدید از تکذیب فرمایا اور اگر انکے قول مذکور کے دروغ ہونے کی خبر ہوتی تو تو کذب بتخفیف از مصدر کذب ہوتا یعنے یہ لوگ اپنے قول میں جھوٹے ہیں حسین بن الفضل نے کہا کہ اگر مشرکین اس قول کو بطور تعظیم و اجلال الٰہی کہتے تو اوتعالیٰ ان پر اسکا عیب نہ کرتا کیونکہ خود اوتعالیٰ فرماتا ہے ولو شاء اللہ ما اشرکوا اور فرماتا ہے وما کانوا لیومنوا الا ان یشاء اللہ اور مومنین اسکو کہتے ہیں اور عیب نہیں لیکن مومنین کی وہ مراد نہیں جو مشرکین کی مراد ہے

کیونکہ مشرکین نے جدال وغیر معرفت سے ایسا کہا اسی پر رد کر دیا اور فرمایا ہے مالہم بذلک من علم ان ہم الا یخرصون۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ حکم الٰہی امر ہے اور مشیت وارادۂ الٰہی اور ہے پس بندہ پر واجب ہے کہ اسکے حکم کی پابندی کرے اور اسکی مشیت سے نہ لپٹے کیونکہ وہ اسکے علم سے خارج اور اسکی حکمت اسکے فہم سے باہر ہے اور مشیت سے تعلق رکھنا کچھ عذر نہ ہوگا اور کیونکہ کسی کو اسکی مشیت معلوم ہوتی لہذا فرمایا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ کہدے بھلا تمھارے پاس کچھ علم ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ تمھاری باتوں سے راضی ہے اگر کہتے ہو کہ ہے فَتُخْرِجُوهُ لَنَا تو اسکو ہمارے سامنے نکالو حاصل آنکہ تمھارے پاس کچھ بھی علم نہیں اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ نہیں پیروی کرتے ہو تم اس بارہ میں مگر فقط گمان کی وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ اور نہیں ہو تم کسی حال میں مگر اس حال میں کہ تخمینہ و اٹکل لگاتے ہو یعنی جھوٹ بولتے ہو کیونکہ جناب باری تعالیٰ کے امور کو اٹکل لب بنچیگی خواہ مخواہ جھوٹ ہوگی قال ابن کثیرؒ مشرکین کی یہ جاہلانہ گفتگو محض باطل تھی اگر صحیح ہوتی تو کیوں اللہ تعالیٰ اگلوں کو عذاب کرتا اور غیرت کر کے رسولوں و مومنوں کو قوت و نصرت دیتا اور البتہ رد کر دیا کہ تم جو لگا لیتے ہو کہ ہمارے فعل سے اللہ تعالیٰ راضی ہے تو تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی مشیت و رضا معلوم کرنے کا کوئی علم ہے بلکہ کچھ بھی نہیں تم فقط وہم و گمان کی پابندی کرتے ہو ورنہ اگر کوئی علم ہو تو لاؤ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ای قل اذا لم تکن لکم حجۃ فللہ الحجۃ البالغۃ یعنی جبکہ تمھارے واسطے کوئی حجت کبھی ثابت نہیں تو اللہ تعالیٰ کے واسطے حجت بالغہ ہے یعنی حجت تامہ وکاملہ ہے فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ پس اگر وہ چاہتا تمھاری ہدایت پر ہونے کو تو البتہ تم سب کو ہدایت دیتا یعنے لیکنے نہیں چاہا پس جو کچھ ہے اسکی قدرت و مشیت واختیار کے تحت میں مسخر ہے کسی کو اس سے تجاوز و عدول کی مجال نہیں اور اوہ تعالیٰ باوجود اسکے مومنین سے راضی ہے اور کافروں سے بغض فرماتا ہے وقد قال تعالےٰ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدیٰ اور فرمایا ولو شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا۔ اور فرمایا۔ ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقہم وتمت کلمۃ ربک لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ضحاک بن مزاحمؒ نے فرمایا کہ کسی نافرمانی کرنیوالے کی کوئی حجت نہیں اللہ تعالیٰ پر ولیکن اللہ تعالےٰ کے واسطے اپنے بندوں پر پوری حجت ہے۔ ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ برائی مانند شرک وغیرہ کے تقدیر الٰہی سے نہیں ہے تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہمارے اور قدریہ کے درمیان یہی آیت حاکم ہے علی بن زیدؒ نے فرمایا کہ اس آیت پر قدریہ فرقہ کی حجت مٹ گئی واضح ہو کہ جس طرح اس آیت سے مشرکین کا رد ہوا ویسے ہی قدریہ وجبریہ دونوں کا رد ہو گیا اور مومن نہیں جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوے قدریہ شیطانی وسوسہ لاتے ہیں کہ ہم تمام برائیوں کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں تو ہم اچھے ہیں حالانکہ یہ نہیں سمجھتے کہ نسبت کرنے کے یہ معنی لیتے ہیں کہ برائیاں ہم اپنے اختیار سے پیدا کرتے ہیں پس یہ خبیث اپنے آپ کو بھی فی الجملہ خالق قرار دیتے ہیں اور یہ نہایت بڑا شرک ہے اور مخلوق ہو کر اپنے آپ کو خود مختار قرار دیا اور یہ صرف وہم وقیاس ہے کہ جیسے چیزیں بنانے والا وہم کرتا ہے کہ میں نے بنائی ہیں حالانکہ وہ چیز خود مختار نہیں ہوتی اور یہ اپنے متبوع شیطان کے موافق قیاس کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی تجاوز کیے ہوئے ہیں اللہم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ کاش یہ لوگ اسمیں بحث نہ کرتے اور اللہ تعالےٰ کے حکموں پر عمل کرتے اور منہیات سے باز رہتے تو شاید جب دل میں کچھ نور و صفائی ہوتی تو سمجھ جاتے ورنہ عجیب بات ہے کہ نہایت روشن راہ میں ایسے گمراہ ہیں اور یہ تقدیر العزیز الحکیم ہے فسبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم اسی اوہام وقیاسات نے سوائے اہل ایمان کے سب کو گمراہ کر دیا خصوص اس زمانہ میں اپنی رائے پر ناز کرنے والے عقل سے بے بہرہ بہت کثرت سے ظاہر ہیں ہر ایک نے وہی طریقہ اختیار کر لیا جو سب سے اول شیطان کا تھا اور بعد میں مشرکوں و کافروں یعنے شیطان کے مریدوں نے اختیار کیا اور بدون اسکے کہ تمام علم قرآن مجید پر سمجھ حاصل کریں اور غور و فکر کریں

Marfat.com

صرف اپنی راے پر اعتماد کر لیتے ہین اور اسکو بہت مضبوط سمجھتے ہین حالانکہ وہ مکڑی کے جالے سے زیادہ ضعیف و سست ہی پھر ایک جاہل نے راے نکالی اور کثرت سے جاہل لوگ اسکی راے پر آفرین کرتے ہین اور اندھے گمراہ چلے جاتے ہین جیسے مشرکین عرب مین عمرو بن لحی نے بحیرہ و سائبہ وغیرہ تحریم و تحلیل نکالی اور پیچھے اور زیادتی کرنے والے بت وغیرہ لانے والے اور نئی نئی رسمین نکالنے والے ہوتے گئے اور بکثرت اندھے جاہل اسکی پیروی کرنے لگے حتیٰ کہ وہی جہالت تمام پھیل گئی یہانتک کہ روشن دلائل و عقلی علوم و حجج ساطعہ کوئی ان اندھون مین اثر نہین کرتی تھی اور یہ تقدیر الٰہی ہی اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ اگر چاہتا تو ہدایت پاتے ولیکن اللہ تعالےٰ نے نہین چاہا اللہ تعالیٰ قادر مختار ہی اسی کی حکمت بالغہ ہی جو چاہے کرے جو کیا عین عدل و صواب ہی اور جو امر ہی عین حکمت ہی پھر مشرکون کو ملامت فرمائی قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا واضح ہو کہ ہلم اسم فعل ہی جسمین مذکر و مونث اور واحد و تثنیہ و جمع یکسان ہی اور یہ اہل حجاز کے نزدیک ہی اور قرآن مجید انہین کی زبان مین غالب ہی اور اہل نجد اسمین ہلما و ہلموا و ہلمی بھی لاتے ہین جیسے دیگر افعال مین ہی ولیکن قرآن بزبان حجاز ہی و منہ قولہ تعالےٰ والقائلین لاخوانہم ہلم الینا اور معنی اسکا اس مقام پر یہ کہا تو ہم واحضروہم اور سدی نے کہا ای اروني شہداءکم۔ اور اول اظہر ہی اور وہی مفسر نے اختیار کیا المعنی تو کہدے کہ حاضر لاؤ اپنے شہداء کو جو شہادت دیتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو حرام کیا یعنے تمنے جنکی تقلید کی ہی انکو حاضر لاؤ اور انکے پاس کیا دلیل ہی سوائے اسکے کہ تعصب و جہالت کے سرغنہ ہین اوہام شیطانی و دروغ و بے ایمانی پر شہادت دینے لگین تو آنحضرت صلعم کو خطاب کیا اور اہل ایمان کو منع کیا کہ فَإِن شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُم بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ای یعدلون بربہم۔ یعنی برابر کرتے ہین اپنے پروردگار کے ساتھ غیر کو پس یعدلون از عدل ہی بقرینہ تعدیہ بحرف با اور عدول سے نہین ورنہ عن ربہم ہوتا پھر عدل و برابر کرنا اس بات مین کہ تحلیل و تحریم مین غیر کا قول مانتے اور عبادت جو مخصوص بجناب باری تعالیٰ ہی اسمین غیر کی شرکت لگاتے ہین یہان سے تنبیہ ہونا چاہیے کہ اہل ایمان پر فرض ہی کہ کسی کی تحلیل و تحریم کو نہ مانین بلکہ جو اللہ تعالےٰ و اسکے رسول پاک صلعم نے بوحی الٰہی حکم دیا اسی کو مانین اور علماء مجتہدین رحمہم اللہ کی جو تقلید کیجاتی ہی تو اسوجہ سے نہین کہ انکا قول مانا جاوے بلکہ یہ عالم باعمل تھے اللہ تعالیٰ انکو اچھا مرتبہ دیوے انھون نے اللہ تعالےٰ و اسکے رسول پاک صلعم کے احکام کو شرح بیان کر دیا ہی لہذا اگر کسی عالم کو ایک مجتہد کی دلیل نہ معلوم ہوا اور دوسرے کی معلوم ہو تو اسپر عمل کر سکتا ہی اور خود مجتہد ہو تو اسپر غیر کی تقلید حرام ہی اور یہ مشرکون کے مانند تقلید نہین ہی کیونکہ وہ تو بلا دلیل کے غیر کا قول قبول کرتے تھے اور یہی اصلی تقلید ہی جیسے مذکور ہو چکا کہ تحلیل و تحریم مین فقط شیطانی باتون کو مانتے تھے اور اہل اسلام تو علماء و مجتہدین سے انکو عالم و متقی سمجھکر اللہ تعالےٰ و اسکے رسول کا حکم بدلیل شرعی پوچھ لیتے ہین بلکہ عوام اہل اسلام تو جس عالم سے فتوی لیتے ہین اسی کو جانتے ہین اور وہی عالم اگر جھوٹ یا گمراہی کی بات یا جس مین فساد اب یا آیندہ پیدا ہو گا بتلاوے تو وہ قیامت مین سخت عذاب پاویگا جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہی واللہ اعلم اللہم اصلح العلماء برحمتک وانت ارحم الراحمین ف

فی العرائس قولہ قل فللہ الحجۃ البالغۃ **مترجم** کہتا ہی کہ شیخ رحمۃ اللہ نے اس کلام کے اشارہ مین لطیف بات یہ بیان کی کہ ظاہر کلام تو مشرکون کا رد ہی کہ انکے پاس کوئی حجت نہین پھر جو لوگ مومن ہوے انکے پاس اللہ تعالیٰ کا کلام حجت ہوتا ہی اور خود انکو اللہ تعالیٰ مراتب قبول مین صاحب حکمت و فراست فرماتا ہی لیکن انکے اسرار کو خود علم کی قدرت ذرا بھی نہین ہی اسی واسطے تو دیکھتا ہی کہ اکابر اولیاء اللہ بعضے حنفی تھے بعضے شافعی اور بعضے خود مجتہد تھے یعنی انکو معرفت سے علم شرعی حصول نہین ہو سکتا چنانچہ شیخ رحمہ اللہ نے اپنے کلام مین اشارہ کیا جسکا ترجمہ لکھتا ہون اس کلام پاک سے ظاہر ہوا کہ زبان اسرار چاہیے کیسے ہی فصیح ناطق ہون ایسی حکمتین بیان کرین جو الہام غیب اور مناجات

Marfat.com

حق تعالے سے انکو حاصل ہوئی ہین لیکن حجہاے قدم یعنے علوم وحی واحکام شریعت کے مقام مین اخرس یعنے گونگے ہین اور نیز لطائف خطاب وعتاب مین ازخود رفتہ ہین حاصل آنکہ اُسی پاک پروردگار عزوجل کے واسطے حجت کاملہ ہی جو خطرات کی زبانین کاٹ دیتی ہی بروقت وضوح بیان کے اسرار ہین اور ان معنی کو کوئی نہین جانتا سوائے اس بندۂ خاص کے جو شہود غیب مین انسانی صفات سے درگزرا ہو نصرآبادیؒ نے فرمایا کہ تمام خلق کو شدت حاجت نے دیدار معانی حجت سے روک دیا ہی اور اگر ایسے حاجات کو ساقط فرمایا تو البتہ انکو براہین حجت کھلتے حسینؒ نے کہا کہ ہر حجت کے اندر حکم وامر ونہی وبیان وسر وعلم ومعرفت ومشیت ہی پس ہر مقام مین اللہ تعالے کی معرفت حاصل کرو ہر ساعت مین تجلی فرمادیگا شیخ جنیدؒ نے فرمایا کہ مشیت ہدایت کے جو آثار ہین وہ اہل ہدایت کے لیئے تنبیہ ہین **قال المترجم** معنی اسکے واللہ اعلم یہ ہین کہ امر خیر کی توفیق ہونا اور اس توفیق کی ظاہر ہلاک کرنیوالی چیزون پر تنبیہ ہونا اور حق سبحانہ پر قبولیت کے خطرہ سے مثلاً متنبہ ہونا اور آخر اخلاص عمل مین اسکا ہیچ ہونا اور اخلاص کا خود واصل نہونا اور رحدوث قدم تک خود پہونچنا ممتنع ہونا اور آخر زبان شکر کشادہ ہونا اور اسکے اندر بھی مراتب ہونا اور مانند اسکے یہ اہل ہدایت کے لیئے خود تنبیہات ہین اور مترجم کو ان مقامات مین ایما فقط ہی واللہ اعلم بمراد عبادہ جب تک بیدار نہو تو زیادہ بیان اسرار مفید نہین اس سے تو ارشاد بمقامات کی طرف توجہ مقصود ہی تاکہ افعال کی تصویر مین پڑے نہ رہو واللہ الہادی وہو المفضل ونعوذ باللہ من الضلالۃ واہل الضلال قولہ تعالے فلو شاء لہدیکم اجمعین اسمین علم بیان وہدایت عرفان کو اپنی مشیت ازلی کی طرف منسوب فرمایا پس جس بندہ کو چاہتا ہی علم بیان وحجت وبرہان سے مخصوص فرماتا ہی اور استعداد ایقان مین زیادت فرماتا ہی **قال المترجم** کما قال کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین۔ اور جسکو استعداد ہدایت ومحبت ووصل نہو اسکو کوئی حجت نہین ہوتی اہل حقائق کے بیان دقائق کے وقت اور اظہار علوم غیب کے وقت پس اہل ایمان واولیاء کو اسکی حجت ظاہر ہوتی ہی اور جو لوگ تکلف سے بنے ہوے ہین اپنر الہام وبیان مبہم ومختلط ہوتے ہین **قال المترجم** بعد اتمام حجت اور تبکیت مشرکین کے او تعالے نے انکو اصول افعال خیر کی ہدایت فرمائی والحق کہ انکا پابند واصل بکمال ہی۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ

تو کہہ آؤ مین سنادون جو حرام کیا ہی تم پر تمہارے رب نے کہ شریک نکرو اسکے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ سے نیکی اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا

ہم رزق دیتے ہین تمکو اور انکو اور نزدیک نہو بیحیائی کے کام سے جو کھلا ہوا اسمین اور جو چھپا اور مار نہ ڈالو جان جسکو حرام کیا اللہ نے مگر

بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

حق پر یہ تمکو کہہ دیا شاید تم سمجھو

قُلْ تَعَالَوْا ابن الشجریؒ نے کہا کہ اصل وضع فعل تعالوا سے جسکو حکم دیا گیا گویا وہ بیٹھا تھا کہ اسکو کھڑے ہوکر آگے بڑھنے کا حکم دیا پھر اسمین وسعت دیدی اور کھڑے ہوئے وچلتے ہوئے تک مین بولنے لگے۔ حاصل قول ابن الشجری یہ کہ مادہ فعل تو علو اور بلندی پر ہی پس گویا اصل مین بیٹھے ہوئے کو اُٹھانے وآگے بڑھنے کے واسطے موضوع ہوا **قال الزمخشری** فی الکشاف ما حاصلہ اصل مین یہ اونچے پر موجود شخص ایسے شخص سے کہے جو اس سے نیچے ہی پھر عام ہو گیا۔ المعنی کہدے اے محمد صلعم مشرکون سے کہ آگے آؤ یعنے پست زمانہ شیطانی ہمت کے اوہام وظنون کی پیروی چھوڑو اور ادھر متوجہ ہو کر سنو اَتْلُ اقرأ مین پڑھ دون مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ جو تمہارے پروردگار نے

Marfat.com

تم پر حرام کیا۔ ما موصولہ عام ہے اقوال و افعال کو پھر حرف اَن مفسرہ سے اسکی تفسیر بیان فرمائی اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا مت شرک کرو اپنے رب کے
ساتھ یعنی کسی قول و فعل و اعتقاد مین اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت بناؤ۔ فی السراج۔ اگر کہا جاوے کہ اسمین بیان اُن چیزون کا ہے جو اللہ تعالٰے
نے محرم فرمائین اور محرم مین شرک ہے نہ ترک شرک پس قولہ لاتشرکوا کے کیا معنی ہونگے جواب دیا جاوے کہ اَن مفسرہ کا موضع رفع ہے ای ہو ان
لاتشرکوا۔ اور بعض نے کہا کہ موضع نصب ہے پس اسکی توجیہ مین اختلاف ہے بعض نے کہا کہ معنی اسکے یہ کہ حرم ربکم علیکم ان تشرکوا۔ اور لا زائدہ صلہ ہے
جیسے قولہ تعالٰی ما منعک ان لاتسجد اذ امرتک ای ما منعک ان تسجد۔ اور بعض نے کہا کہ ما حرم ربکم پر کلام تمام ہوگیا اور علیکم ان لاتشرکوا سے شروع
ہوا یعنی تم پر واجب ہے کہ شرک مت کرو۔ زجاج رح نے کہا کہ جائز ہے کہ یہ معنی پر محمول ہو ای اتل علیکم تحریم الشرک اور جائز ہے کہ بدین معنی ہو کہ اوصیکم ان
لاتشرکوا ابن کثیر رح نے کہا کہ گویا کلام مین حذف ہے ای اتل ما حرم ربکم علیکم و اوصاکم ان لاتشرکوا اور بیضاوی وغیرہ نے ما استفہامیہ بھی تجویز کیا
کہ ای شئ حرم ربکم یعنی متوجہ ہو کہ مین پڑھ سناؤن تمکو کہ کیا چیز تمہارے پروردگار نے تم پر حرام فرمائی ہے پھر تفسیر کردی کہ ان لاتشرکوا۔ ایک یہ کہ تم اہل
شرک مت کرو۔ اور اتل مین اشعار ہے کہ یہ خبر تحقیقی از جانب پروردگار وحی خالص و امر الٰہی ہے کچھ اٹکل و گمان سے نہیں ہے صحیح مسلم مین عبداللہ بن
مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو مرا درحالیکہ شرک نہیں کرتا تھا اللہ تعالٰے کے ساتھ کسی چیز کو تو وہ جنت مین داخل ہوا حضرت
عثمان و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس باب مین احادیث کثیرہ مروی ہین او حدیث ابوذرؓ مین ہے کہ جبرئیل نے آکر بشارت دی کہ آپ کی امت
سے جو مرا درحالیکہ نہیں شرک کرتا تھا یعنے نہ اعتقاد مین اور نہ عمل مین نہ ذات مین نہ صفات مین، تو وہ جنت مین داخل ہوگا۔ ابوذرؓ کہتے ہین کہ
مین نے پوچھا کہ اگرچہ اسنے زنا کیا اور چوری کی ہو تو فرمایا کہ ہان اگرچہ زنا کیا اور چوری کی ہو۔ اسکو تین مرتبہ پوچھا اور تینون مرتبہ یہی جواب دیا اور خاتمہ
مین کہا کہ اگرچہ خاک آلودہ ہو ناک ابوذرؓ کی۔ کما فی حدیث الصحیحین یعنی ضرور وہ جنت مین داخل ہوگا اور چونکہ ابوذرؓ نے اسکی زنا چوری سے
جنت مین داخل ہونے کا استبعاد کیا تھا تو بول چال محاورہ کے طور پر کہدیا کہ ابوذرؓ برا استبعاد کیا کرے کیونکہ بخشنے والا تو اللہ تعالٰی ہے اور معنی
حدیث کے یہ ہین کہ جنت حرام ہے کافرون و مشرکون پر کہ کبھی اسمین داخل نہونگے پھر جسنے شرک چھوڑا تو حرمت جاتی رہی اب اگر وہ زنا چوری وغیرہ
بھی نہیں کرتا تھا بلکہ متقی و پرہیزگار تھا تو مرتے ہی جنت مین داخل ہوگا اور اگر زنا کار وغیرہ تھا اور بلا توبہ مر گیا تو بعد عذاب جہنم کے داخل جنت
ہوگا کذا قال العلماء و روی ابن مردویہ من حدیث عبادۃ ابن الصامتؓ و ابی الدرداءؓ مت شرک کرو اللہ تعالٰے کے ساتھ کچھ اگرچہ تم پارہ پارہ
کیے جاؤ یا سولی دیے جاؤ یا جلائے جاؤ۔ و فی الصحیح من حدیث ابی ہریرۃؓ [و قد رواہ ابن ابی حاتم] ای ابو ہریرہ مت شرک کیجو اللہ تعالٰے کے ساتھ اگرچہ تو قتل کیا جاوے
یا جلا جاوے وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور بھلائی کرو والدین کے ساتھ پوری بھلائی۔ والدین تو اولاً و بالذات ہین اور اجداد و جدات اسمین
تبعاً داخل ہین۔ فی السراج اسمین لاتسیئوا الی الوالدین یعنی مت برائی کرو والدین کے ساتھ کہ وہ حرام ہے یہان بجاے اسکے واحسنوا بالوالدین احسانا
فرمایا اسمین نہایت مبالغہ ہے اور نیز دلالت ہے کہ والدین کے حق مین برائی نہ کرنا ہی کافی نہیں بلکہ نیکی کرنی چاہیئے بخلاف اور برادران اسلام کے
کہ انکے ساتھ برائی کرنا حرام ہے [برائی اسمین بلکہ بھلائی کرے] **قال المترجم** جو سراج مین ذکر کیا وہ صحیح ہے کیونکہ یہان بیان ان چیزون کا ہے جو پروردگار نے بندون پر حرام کردی
ہین اور احسان کرنا والدین کے ساتھ فرض ہے اور انکے ساتھ برائی کرنا اگرچہ لفظ اُف وغیرہ سے ترشروئی ہو وے حرام ہے۔ وہذا من المعزمات
التی استوثق بہا علی الامم وقد قال تعالٰی ولقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل لاتعبدون الا اللہ و بالوالدین احسانا الآیہ وقد اکد الامر فی غیر آیۃ۔ اور صحیحین
مین ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ کون عمل افضل ہے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرنا مین نے کہا کہ پھر کون تو فرمایا
کہ والدین سے بھلائی کرنا الحدیث وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ای من اجل فقر تخافونه نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ یعنے مت قتل کرو

Marfat.com

اپنی اولاد کو بمحبت خوف محتاجی یعنے ترک کرکے ہم رزق دیتے ہیں تمکو اور انکو۔ فی الصحیحین عن ابن مسعودؓ یا رسول اللہ کون گناہ بڑا ہے فرمایا کہ یہ سب سے بڑا جرم ہے کہ تو اللہ تعالےٰ کا شریک بناوے حالانکہ اسنے تجھکو پیدا کیا ہے میں نے کہا کہ پھر کون تو فرمایا کہ اپنی اولاد کو قتل کرے بخوف اسکے کہ تیرے ساتھ رزق میں شریک ہوگا۔ الحدیث۔ املاق کی تفسیر فقر و محتاجی سے حضرت ابن عباس و قتادہ و سدی وغیرہ سے مروی ہے اور شیخ حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ مراد اس سے فقر جو بالفعل حاصل ہو یعنے مت قتل کرڈالو بمحبت فقر کے جو بالفعل تمپر طاری ہوا اور سورۂ اسرا میں عام لیا کہ طاری ہوا یا اسکا خوف ہو وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ جمع فاحشہ یعنے کبائر مانند زنا وغیرہ کے پھر تعمیم فرمائی مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ علانیہ و پوشیدہ سب طرح کے گناہوں کے پاس مت پھٹکو۔ عن ابن مسعودؓ مرفوعًا کوئی زیادہ غیرت والا اللہ تعالےٰ سے نہیں اسی سبب سے حرام کیا فواحش ماظہر و مابطن کو ذالصحیح۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ سعدؓ کی غیرت سے تعجب کرتے ہو قسم اللہ تعالیٰ کی کہ میں سعد سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالےٰ مجھسے زیادہ غیرت والا ہے اسی سے اسنے فواحش ماظہر و مابطن کو حرام کردیا۔ رواہ البخاری و مسلم وقال ابن عباس زمانہ جاہلیت والے خفیہ زنا کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھتے تھے پس اللہ تعالےٰ نے پوشیدہ و علانیہ سب حرام کردیا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ کالقود وحد الردۃ ورجم المحصن۔ مانند قصاص کے اور مرتد ہونے کی حد کے اور محصنہ عورت یا محصن مرد کے سنگسار کرنے کے۔ اور یہ تاکید ہے ورنہ فواحش ظاہرہ و باطنہ میں یہی داخل تھا اور جس نفس کو اللہ تعالیٰ نے محرم کردیا ہے یعنے پیدا کرکے ممنوع کردیا کہ کسی بندہ کو روا نہیں کہ بدون حکم الٰہی کے کسی نفس کو قتل کرے اور صحیح مسلم میں ابن مسعودؓ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے سوائے کوئی معبود نہیں کہ مرد مسلمان کا خون حلال نہیں مگر تین باتوں میں سے کسی بات کے ساتھ یا تو ثیب ہو پھر زنا کرے یا کسی نفس کو ناحق قتل کیا ہو یا دین کو چھوڑ کر جماعت سے مرتد ہوا ہو۔ وعن عثمانؓ بحوہ یوم الدار قال ناد قسم ہے خدا تعالیٰ کی کہ میں نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی زنا نہ کیا اور نہ چاہا کہ دین بدلوں اور نہ میں نے کسی نفس کو قتل کیا پھر تم لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہو رواہ احمد وعن ابی ہریرۃؓ مرفوعًا جسنے کسی معاہدی ذمی کو قتل کیا تو اسنے اللہ تعالیٰ کا ذمہ توڑا پس وہ جنت کی خوشبو نہ پاویگا حالانکہ اسکی خوشبو پچاس خریف تک ملتی ہے رواہ الترمذی وصححہ ذٰلِكُمْ ای ذلک المذکور یہ جو مذکور ہوا وَصَّاكُمْ بِهِ وصیت کی تمکو اسکے ساتھ یعنے اسکے حفظ و نگہداشت کے ساتھ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ تدبر دین تم سوچ کر پند و وعظ سے سمجھ حاصل کرو۔

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جسطرح بہتر ہو جب تک وہ پہونچے اپنی قوت کو اور پوری کرو ناپ اور تول انصاف سے ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے

إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

جو اسکو مقدور ہو اور جب بات کہو تو حق کہو اگرچہ وہ ہو اپنے ناتے والا اور اللہ کا قول پورا کرو یہ تمکو کہہ دیا ہے شاید تم دھیان رکھو

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اور کہا یہ راہ میری سیدھی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہیں پھر تمکو پھیلا دینگے اسکی راہ سے یہ کہہ دیا ہے تمکو شاید تم بچتے رہو

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي ای الا بالخصلۃ التی هِيَ أَحْسَنُ اور مت پاس پھٹکو مال یتیم کے مگر ایسی خصلت کے ساتھ جو بہت بہتر ہے۔ وہی ما فیہ صلاحہ۔ اور یہ خصلت احسن وہ ہے جس میں یتیم کے حق میں بہتری ہو اور اسکے مال میں بڑھتی ہو حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ بایں طور کہ اسکو احتلام ہو یعنی حکم یتیم کے مال کا اس صلاح کے ساتھ اسوقت تک کہ وہ بالغ ہو جاوے بعد بلوغ کے وہ یتیم کے حکم میں نہیں رہتا

Marfat.com

مراد آنکہ جب رشد کو پہونچ جاوے تو اسکو اسکا مال سپرد کردو اور یہ معنی نہین کہ اسوقت اُس سے تعرض کرلین حتی انتہا ہی اُسکے مال مین صلاح
واجب ہونے کی کہ وہ تمام مرتبہ اشد ہی اور اشد مین بعض نے کہا کہ اسم جمع ہی اسکا واحد نہین اور سیبویہ نے کہا کہ شدہ اسکا واحد ہی اور جوہری نے اسکی تحسین
کی اور بعض نے کہا کہ اشد وہ قوت شباب کا استحکام ہی۔ عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم اور مالک اور شعبی سے جو مروی ہوا وہ دلالت کرتا ہی کہ بلوغ
اور سن تکلیف کا مرتبہ ہی اور قولہ تعالے وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح الآیۃ مین تفصیل گزرچکی اور مختار یہ ہی کہ مال سپرد کرنے کے واسطے
بعد بلوغ کے اسکا رشد بھی شرط ہی کہ ہوشیار نیکوکار ہو اور آوارہ تباہ نہو وَاَوْفُوا الْكَيْلَ پیمانہ سے ناپنا وَالْمِيزَانَ ترازو سے تولنا بِالْقِسْطِ
عدل کے ساتھ بدون اسکے کہ گھاٹ کرو لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا یعنے نفس کی طاقت بھر ہم ہر نفس کو تکلیف شرعی دیتے ہین پس اگر
کسی آدمی نے باوجود نیت درست رکھنے کے ناپ و تول مین خطا کی یعنی چوک گیا اور اللہ تعالے اُسکی نیت درست ہونے کو جانتا ہی
تو اسپر مواخذہ نہوگا جیسا کہ ابن مردویہ کی روایت مرسل مین سعید بن المسیب سے یہ معنی مذکور ہین اور اسناد اسکی حسن ہی وَإِذَا قُلْتُمْ اور جب تم
بات کہو جا ہے کوئی حکم ہو کسی مقدمہ مین یا کوئی اور قسم کی بات ہو فَاعْدِلُوا تو عدل کرو یعنے سچائی کے ساتھ انصاف کی بات کہو جو موافق
شرع ہو وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ اگرچہ جسکے نفع یا ضرر کے واسطے تمنے بات کہی وہ تمہارا قرابت والا ہو حاصل آنکہ ہر بات کو انصاف و عدل سے
کہو اور اسمین حکم حق کی رعایت کہو اور قرابت دار وغیرہ کسیکی رعایت مت کرو پس اگر غیر کو تمہارے حکم حق سے نفع ہوتا ہو اور قرابت والے پر ضرر عائد ہوتا ہو تو قرابت لے کی
جانب داری مت کرو اور سچا حکم دو وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا اور عہد الٰہی کو وفا کرو اور اصل یہ تھا کہ اوفوا بعہد اللہ پس بعہد اللہ کو تعظیم
و اہتمام کے واسطے مقدم کیا اور مراد اس سے نماز و روزہ وغیرہ ہین اور وفا کرنا تمام عہدون کا واجب ہی ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ
تَذَّكَّرُونَ بتشدید دال و کاف ہی یعنے پند و نصیحت حاصل کرو اور حفص و حمزہ و کسائی کی قراءۃ مین بتخفیف ذال و سکون ہی وَأَنَّ بالفتح کی قراءۃ
مین بتقدیر لام ہی اور بالکسر جیسا کہ حمزہ کی قراءۃ مین ہی جملہ مستانفہ ہی هَٰذَا یعنے یہ سب جس سے تمکو وصیت کی ہی صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا
میری راہ ہی درحالیکہ وہ مستقیم ہی فَاتَّبِعُوهُ اُسی کی پیروی کرو وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ تفرق مین ایک تا کا حذف ہی
تتفرق بکم ای میل بکم یعنی تمکو جسکا دین اور سبل جمع سبیل کی مختلف راہین جو راہ حق سے مخالف اور خود ٹیڑھی ہین حاصل آنکہ مت پیروی کرو مختلف ٹیڑھی
راہون کی کہ تمکو راہ راست و دین حق سے مائل کردین اور بہکادین۔ علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہ آیت اور مانند قولہ ان
اقیموا الدین ولا تتفرقوا الآیۃ مین اللہ تعالے نے مومنون کو جماعت و اتفاق کا حکم دیا اور انکو اختلاف و پھوٹ سے منع کیا اور آگاہ کیا کہ تم سے
اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے کہ انھون نے اللہ تعالے کے دین مین جھگڑے اور بحثین نکالین۔ اور ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ اور
دیگر سلف صالحین سے مروی ہی کذا ذکرہ الحافظ ابن کثیرؒ **قال المترجم** اس زمانہ مین افسوس ہی کہ مسلمانون مین باہم وہابی و بدعتی وغیرہ کا
سخت اختلاف پیدا ہوگیا اور باہم دین کے معاملہ مین جھگڑنے لگے اور ظہور اسمین فساد علما ہی کہ دنیا کی خواہش وجاہ و مال و ریاست کی
طلب مین دین مین تہاون کیا اور خواہش نفسانی و جہال کی دلجوئی اور عوام کی خوشی کے واسطے ایسے ایسے مفسدہ دین مین برپا کیے اور امر بالمعروف
و نہی عن المنکر سے آنکھ بند کرلی کاش اگر علما بد باطن متفق ہوتے ولیکن جو امر تقدیر مین جاری ہوا وہ پورا ہوگا اللھم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ یعنے تقوی رکھو اس چیز سے جس سے منع فرمایا یعنے
مختلف راہون اور گمراہی کے طریقون سے بچو۔ ابن عطیہ نے فرمایا کہ یہ راہین عام ہین جو یہودیت و نصرانیت و دیگر ملتون کو اور اسلام کے
مبتدع فرقون کو اور ہر ملت گمراہی و ضلالت کو جنکی بنیاد ہوائے نفسانی و اپنی خواہش کی باتون پر ہی شامل ہین اور نیز فروع مین جو

شانہ ہین اور جو لوگ علم جدل و علم کلام مین ڈوبے ہوئے ہین وہ بھی انکے مصداق ہین اور یہ سب بداعتقادی و لغزش کا نشانہ ہین قتادہ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو آگاہ رہو کہ سبیل الٰہی تو ایک راہ مستقیم ہے وہ جماعت الہدیٰ ہے اور خاتمہ بخیر اسکا جنت مین ہے تو نخ جانا اور ہوشیار رہو کہ ابلیس نے متفرق راہین نکالین وہ جماعت ضلالت ہین اور انکی انتہا دوزخ مین ہے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنے مبارک ہاتھ سے ایک سیدھا خط کھینچا پھر فرمایا کہ یہ تو راہ الٰہی عزوجل ہے جو راست و مستقیم ہے پھر اس خط کے داہنے بائین بہت سی لکیرین کھینچین پھر فرمایا کہ یہ بہت سی ٹیڑھی راہین ایسی ہین کہ انمین سے کوئی راہ خالی نہین جسپر ایک شیطان نہو اور وہ اس راہ کج کی طرف بلاتا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی ان ہذا صراطی مستقیما الآیۃ رواہ الامام احمد والنسائی والحاکم وصححہ وعبد بن حمید والبزار وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ وعن ابن مسعودؓ فرمایا کہ جسکو خوش آوے کہ وہ ایسے وصیت نامہ کو دیکھے جسپر آنحضرت صلعم کی مہر ہے تو وہ ان آیات کو پڑھے رواہ الترمذی وحسنہ اور ایک روایت مین ہے کہ جو ارادہ کرے کہ رسول اللہ صلعم کی وصیت کو دیکھے جس پر آپکی مہر ہے تو وہ ان آیات کو پڑھے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات ۔ ذکرہ الحافظ فی تفسیرہ۔ وعن ابن عباس رضـ فرمایا کہ سورۂ انعام مین آیات محکمات ہین وہ ام الکتاب ہین پھر پڑھا قولہ تعالے قل تعالوا اتل الآیات ۔ رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد ۔ اور صحیحین مین عبادہ بن الصامت کی حدیث کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے بیعت کرو کہ مت شرک کرو اللہ تعالے سے کچھ بھی تا آخر حدیث جس مین امور ارشاد بیان ہین اور نیز حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم مین کون شخص مجھ سے بیعت کرتا ہے ان تین آیتون پر پھر پڑھا قولہ تعالے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات پھر فرمایا کہ سو جس نے انکو پورا کیا اُس کا اجر اللہ تعالے پر ہے اور جس نے اُن مین کچھ قصور کیا اور اللہ تعالے نے اُس کو دنیا مین گرفت کیا تو اس کے واسطے کفارہ ہو جائیگا اور جس کو اللہ تعالے نے آخرت تک چھوڑ رکھا تو اُسکا امر بجانب الٰہی عزوجل ہے چاہے اس سے مواخذہ کرے اور چاہے اسکو عفو کرے رواہ ابو الشیخ وابن مردویہ وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ من حدیث سفیان بن حسین والذی فی الصحیحین من حدیث عبادہ ہو ایضا من روایۃ سفیان بن حسین فلا ینسب فی احدہما الے الوہم کذا فے تفسیر الحافظ فافہم اور ابن ابی شیبہ وابن الضریس وابن المنذر نے کعب احبار سے روایت کی کہ اول جو توریت مین نازل ہوئین دس آیتین ہین اور یہ وہی دس ہین جو آخر سورۂ انعام مین نازل ہوئین قل تعالوا الآیات الثلث اور ابو الشیخ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عدی بن الخیار سے روایت کی کہ کعب احبار نے ایک شخص کو پڑھتے سنا کہ وہ پڑھتا تھا قولہ تعالے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم الآیات تو کعب نے کہا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین کعب کی جان ہے کہ یہی توریت مین پہلی آیت ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الے آخر الآیات مترجم کہتا ہے کہ کعب احبار نے زبان توریت کا ترجمہ اسطرح ذکر کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم قل تعالوا الخ کیونکہ ظاہر ہے کہ توریت بزبان عربی نہین تھی لیکن یہ ترجمہ بضبط عبارات نہین ہے کیونکہ ادائے معانی زبان عربی وصورت ترجمہ بضبط عبارات کے ایسا حاوی و اقید واشمل و احسن نہین ممکن جیسا کہ اوتعالے عزوجل نے کلام پاک مین بیان فرمایا ہے اور مؤلف فتح البیان نے انکو ترجمہ کرکے لکھا چنانچہ کہا کہ مراد اس سے توریت کی دسون وصیتین ہین اول آنکہ مین ہی رب ہون تیرا معبود جس نے تجھکو زمین مصر سے بیت عبودیت سے نکالا تیرا کوئی معبود نہین میرے سواے ۔ اور منجملہ ان وصایا کے یہ ہے کہ تکریم کر اپنے باپ و مان کی تاکہ تیری عمر بڑھے اس سرزمین مین جو تجھکو تیرا پروردگار معبود دیویگا ۔ مت قتل کر ۔ مت زنا کر ۔ مت چوری کر ۔ مت گواہی دے اپنے ناتے دار کیلیے

جھوٹی گواہی اور مت شہوت سے دیکھ لینے ناتے دار کی لڑکی آور مت خواہش کر اپنے ناتے دار کی جورو کی اور نہ اُسکے غلام کی اور نہ اُسکی باندی کی اور نہ اُسکے بیل کی اور نہ اُسکے گدھے کی اور نہ ایسی کسی چیز کی جو تیرے ناتے دار کی ہے یہودیون کو ان وصیتون کی طرف بڑی عنایت ہے اور اسکو زبور والون نے اپنے زبور کے آخر مین اور انجیل والون نے اپنی انجیل کے اوّل مین لکھا ہے۔ ابو السعودؒ نے اپنی تفسیر مین کہا کہ یہ دسون احکام امتون و زبانون کے اختلاف سے مختلف نہین ہوئے **قال المترجم** تصدیق اسکی آیات مابعد مین موجود ہے ولیکن قبل اسکے اشارات عرائس البیان ذکر کردون **ف فی العرائس** قولہ تعالیٰ ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن۔ فواحش تو عرائس دنیا ہین اور ان عرائس مین ظاہری تو دنیا کی زینت و تازگی ہے اور باطنی دنیا کی دوستی اور ریاست وجاہ ومال کی خواہش ہے۔ حارث محاسبیؒ نے فرمایا کہ فواحش وہ چیزین ہین جنسے غیر اللہ تعالیٰ مراد ہو بعض نے کہا کہ فواحش افعال جو ظاہر ہین وہ زنا وغیرہ ہین اور جو باطن ہین وہ جھوٹے دعوے ہین قولہ تعالےٰ واذا قلتم فاعدلوا جب تم مقام ولایت کی خواہش کرو تو سچائی کرو بایطور کہ اپنے نفوس کو بلا و محنت و مشقت مین ڈالو کیونکہ ولایت مقرون ببینہ ہے۔ نیز جب مجھسے تمکو ربانی خبر پہونچے تو دل سے میرے پاس حاضر ہوا ور جب تم نے مجھکو ظاہر سے ذکر کیا تو باطن مین میرے مشاہدہ سے شاہد ہوا ور جب تم میرے بندون کے عیب مشاہدہ کرو جنکہ معائب انکو تبلائے گئے ہین تو امر بالمعروف مین تمکو کوئی خوف وخیال لاحق نہو اور بُری باتون سے منع کرنے مین تمکو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہو بلکہ اسمین عدل و انصاف سے برتاؤ کرو اور حدود مین نے اپنی شرع مین مقرر فرمائے ہین انسے تجاوز مت کرو۔ ابو سلیمانؒ نے اس آیت کے اشارہ مین کہا یعنے جب تم بات کرو تو میرے ذکر کو بیان کرو۔ محمد بن حامدؒ نے فرمایا کہ کلام مین عدل یہ ہے کہ ایسی بات کہے جس سے فی الحال یا انجام کار مین اسپر ضرر اور وبال عائد نہو۔ قولہ وبعہد اللہ اوفوا۔ عہد آلہی وفا کرنا اسطرح ہے کہ قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف محبت وشوق کے ساتھ متوجہ کرے ہرگز نہ پھیرے یہانتک کہ اس تک واصل ہوا ور سوائے حضرت باری تعالےٰ کے کسی چیز پر توجہ نہ کرے جس سے محجوب ہو جاوے اور اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی چیز کو اختیار نہ کرے۔ جوزجانیؒ نے فرمایا کہ عہد بہت ہین اور سب سے بڑھکر وفا کرنے کے لائق یہ عہد ہے کہ جن باتون کے کرنے کا شرع مین حکم ہے خواہ فرض و واجب یا سنت و مستحب سب کو بیان کرے اور نصیحت کرے اور جن باتون سے شرع مین ممانعت ہے خواہ حرام ہین یا مکروہ تحریمی یا مکروہ وغیرہ سب سے منع کرے بالجملہ امر بالمعروف ونہی از منکر کے بجالانے کا عہد وفا کرنا سب سے ضروری و بڑھکر ہے پس اول اپنے نفس کو معروف کا حکم کرے اگر وہ قبول کرلے تو خیر بہتر ورنہ اسکو بھوک دیکر اور بیخواب رکھکر بہت یاد الٰہی سے راضی کر اور صالحین کی صحبت مین بیٹھ تاکہ وہ معروف شرع کی طرف رغبت کرے پھر اسکے بعد اپنے سوائے غیرونکو ان بھلی باتون کا حکم دے اور پہلے اپنے نفس کو بری باتون سے منع کرلیں اگر وہ مان جاوے تو بہتر ورنہ اسکو اسطرح تادیب و سزا دے کہ روئے زمین پر سفر اختیار کر اور مفسد چیزون سے اسکو الگ کر اور تنہائی مین بیٹھ اور کم باتین کر اور صبر کو لازم کرلے تاکہ نفس باز رہے پھر جب تیرا نفس خود باز رہے تو لوگونکو منکر باتون سے ممانعت کر **قال المترجم** اس امر کی ملامت ہے کہ آدمی اورون کو نصیحت کرے اور خود فضیحت ہو لہذا شیخؒ نے ایسا طریقہ تبلایا کہ آدمی خود بھی عامل ہوا ور دوسرون کو بھی نصیحت کرے اور ثواب جمیل حاصل کرلے لیکن پر واضح رہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر شخص پر واجب ہے مع شرائط و تفصیل کے جیسا کہ اپنے مقام پر مذکور ہوا پس اگر خود کوئی شخص آراستہ نہو تو اُسکے ذمہ سے یہ واجب ساقط نہوگا اور یہ مسئلہ مفصل گزر چکا ہے فتذکر **قال الشیخ** پھر جب اللہ تعالےٰ نے راہ شریعت وحقیقت اور احکام عبودیت و وصایائے معرفت بیان کردین تو اسکے بعد عقد حقیقت وعرفان کی تاکید فرمائی لقولہ ان ھذا صراطی مستقیما الآیۃ

اوتعالی کی صراط مستقیم یہی شریعت توحید وراہ سنت وتحقیق ہے جسمین اسکی معرفت کے طلب کے واسطے عبودیت ادا کرے اور اسکے کلام پاک
کی اقتدا کرے جیسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور امام کی متابعت کرے اور جملہ اغیار سے خاطر پاک ہونے کے وقت اسکے مشاہدہ کا
خواستگار ہو جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ راہ یہ ہے کہ قلب سے اللہ تعالے کی طرف بانیطور کہ ماسوائے الٰہی سے اعراض ہوا ور سبل سے یہاں اشارہ
ہے کہ خطرات مذمومہ اور ہواجس نفسانیہ اور وساوس شیطانیہ کسی پیرایہ مین ہون سب گمراہی ہین کیونکہ وہ سب تاریک ہین اور مریدین کی راہ
مارنے والے اور جہنم کی راہ یا اس راہ پر پہونچانیوالے ہین اور حقتعالی فقط راہ ہدی ہے اور ہدی یہ ہے کہ کدورات مخلوقات سے
جو دل پاک ہین انکی نظرون مین جلال آیات سے نہایت روشن آفتاب نظر آوین جنکا مرجع عین صفات سے ذات پاک تعالی
وتقدس ہے قال المترجم تجھکو یاد ہوگا کہ اوتعالے عزوجل نے مشرکین عرب کے انواع جہالات وضلالات کو جو انھون نے نفس
وشیطان کی پیروی ودنیا واسکی چیزون کی محبت اور مودت سے غفلت مین اور اپنے نفس کے کمال سے جاہل بلکہ اندھے بہرے
جانورون کے مانند بلکہ انسے بدتر بجرے رہنے پر راضی ہوکر ان انواع جہالات وگمراہیون کو اختیار کیا تھا بیان فرما کر اور اپنی عجائب صنعت
وعظیم قدرت اور عظمت وجلال اور مظاہر آیات ولطیف اشارات سے نصیحت وہدایت وارشاد کرنے کے بعد راہ راست کو واضح
وروشن کرکے مجری کلیہ احکام کہ اصول دین وایمان وارشاد تحقیقت وعرفان ہین واضح بیان فرمایا اور تفسیر مین گزرا کہ یہ اصول شرائع زمانہائے
سابق اور امم مختلفہ مین نہین بدلے اور مذکور ہوا کہ یہین توریت وزبور پر بطور حاصل واہتمام خاص انکی وصیت تھی اور اہل انجیل نے بھی انکو لکھا
ہے والاشارۃ الی القصۃ بعد ذلک فیما قال تعالے

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ
پھر دی ہمنے موسیٰ کو کتاب پورا فضل نیکی والے پر اور بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور مہر شاید وہ لوگ اپنے رب کا ملنا
٩ ع ٦ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ
یقین کرین اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہمنے اتاری برکت کی سو اسپر چلو اور بچتے رہو شاید تم پر رحم ہو اسواسطے کہ کبھی کہو کتاب جو اتری تھی
عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۖ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ
سو وہی فرقون پر ہمسے پہلے اور ہمکو انکے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی یا کہو اگر ہمپر اترتی کتاب
لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ
تو ہم راہ چلتے انسے بہتر سو آچکی تم کو تمھارے رب سے شاہدی اور ہدایت اور مہربانی اب اس سے بے انصاف کون جو جھٹلاوے اللہ کی آیتین
اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝
اور انسے کترا دے ہم سزا دینگے کترانے والونکو ہماری آیتونسے بری طرح کی مار بدلا اس کترانے کا

ثُمَّ اٰتَيْنَا یعنے پھر ہم تمکو آگاہ کرتے ہین کہ عطا فرمائی تھی ہمنے مُوْسَى الْكِتٰبَ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توریت۔ واضح ہو کہ ثم جو ترتیب
کے واسطے آتا ہے تو وہ کبھی خبر دینے کی ترتیب بیان کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ زبان عرب مین معروف وشائع ہے اور ایسا ہی آیت کریمہ
مین ہے اور زمانہ کی تراخی کے لیے نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ موسیٰ کو بہت مدت پہلے توریت عطا ہوئی تھی اور عطا کرنے مین اشارہ ہے کہ یہ محض
فضل الٰہی تھا کیونکہ نبوت محض فضل ورحمت الٰہی ہے جسکو ازل مین برگزیدہ کیا اسکو ملتا ہے اور اوتعالی علیم حکیم ہے وہی خوب جانتا ہے

کرکس کو رسول فرمایا اسمین کچھ بڑی عبادت وغیرہ کو دخل نہین ہے۔ الف لام کتاب پر عہد کا اور مراد توریت ہے تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ
کا ہے تماما للنعمۃ علی الذی احسن بالقیام بہ یعنی تمام نعمت کا ہر ایسے بندہ پر جو اچھا برتاؤ کرے اس کتاب پاک پر قائم ہوکر نصب تماما کو اگر اسوجہ
کہ مفعول لہ ہے تو معنی یہ کہ اس فائدہ کے واسطے کہ تمام و پوری ہو نعمت ہر اُس شخص پر جسنے اُس کتاب کے موافق اچھی طرح برتاؤ کیا۔ اور
اگر اسوجہ سے کہ مصدر ہے تو معنی آنکہ تم ذلک تماما۔ پوری ہوئی یہ نعمت جو وصایائے مذکورہ بالا نیجہ ہے ہر اُس شخص پر الخ۔ یا اتمام بمعنی اتمام ہے
ای اتممنا اتماما۔ اور اگر اسوجہ سے کہ حال ہے تو معنی آنکہ عطا کی ہمنے موسیٰ کو کتاب درحالیکہ وہ پوری کرنیوالی ہے نعمت کو ہر ایسے شخص پر جو اسپر خوبی
سے عمل کرے وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً درحالیکہ تفصیل ہے ہر چیز کے واسطے اور ہدایت ورحمت ہے یا تفصیل
کی پوری تفصیل اور ہدایت کی پوری ہدایت کرنا اور رحمت کی پوری رحمت کرنا جو قوم موسیٰ کے لیے مقدر تھی یا واسطے تفصیل اور واسطے
ہدایت ورحمت اُس قوم بنی اسرائیل کے لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ شاید بنی اسرائیل ایمان ویقین لاوین اپنے رب کی ملاقات
و البلقاء ربہم متعلق یومنون ہے اور مقدم کردیا گیا بغرض تمام اہتمام کے اور جو شخص ایمان لایا اس بات پر کہ بعث وحشر ہوکر وہ قیامت کے
میدان مین لایا جائیگا اور اپنے اعمال پر ثواب وعذاب پائیگا تو وہ سب وصایائے مذکورہ پر عمل کرنے مین اہتمام کریگا بلکہ قیامت تو جب ہے
اسکو موت کے لیے بہت اہتمام ہوگا کیونکہ جو مرا اسکی قیامت قائم ہوگئی۔ کما فی الحدیث الصحیح کیونکہ اسی وقت سے آثار مترتب ہو جاتے
ہین اور کوئی آدمی نہین جو موت پر یقین نہ رکھتا ہو پھر اللہ تعالے آنکھون سے غفلت دور فرماوے اور واضح ہو کہ اللہ تعالے
کو ہر قوم کا قطعی علم ہے کہ جو اسکا انجام ہوگا اور کیونکر نہین کہ سب اسی کی ذرہ ذرہ مخلوق ہے اسکو انکی ماہیت وحقیقت تمام وکمال بالکل ہی
معلوم ہے پس اسکو خوب معلوم تھا بلکہ مقدر فرمایا تھا کہ توریت سے بنی اسرائیل کا کیا انجام ہوگا پھر جو لعل فرمایا جسمین امید کے معنی ہین تو وہ
ان لوگون کے واسطے ہے کیونکہ ہر شخص پر احکام الٰہی بجالانا واجب ہے اور اسکی مشیت وتقدیر سے متعلق ہونا نچاہیے کیونکہ کسی کو اسکی
مشیت وتقدیر معلوم نہین ہوسکتی ہان اگر کافر مرجاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ یہی مقدر تھا لہذا ہر ایک کو مقام امید مین رکھا قال الحسن
و مجاہد المین محسن اور غیر محسن دونون تھے پس توریت تمام نعمت تھی المحسن یعنی مومنون پر واضح ہو کہ تفصیل کل شیٔ سے مراد انکی ہدایت
وشرایع کے متعلق ہر شیٔ کی تفصیل تھی۔ اگر کہا جاوے کہ اس آیت مین بنی اسرائیل پر تمام نعمت ذکر فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ نعمت تو
انپر تمام ہوئی بہرحال اور دین پر ناقص ہوگی جواب یہ ہے کہ تمام نعمت اس شخص پر جسنے اس کتاب پر ٹھیک عمل کیا پس جسقدر اس کتاب کی
نعمت کا پورا ہونا مقدر تھا اسی قدر حاصل ہوگا اور خلاصہ یہ ہے کہ تمام ہونا ہر چیز کے لائق مختلف ہوتا ہے مثلاً جو سامان کہ وزیر کے مکان کے
واسطے لائق ہے وہ اسکے حق مین تمام ہے حالانکہ وہ امیر کے اور سلطان کے لیئے تمام نہین پس مطلق تمام نعمت انپر دیکھی بلکہ جو انکے لائق ہے اور یہ
ذکر کتاب توریت کے فافہم وسیاق الکلام فیہ۔ اور بہتر تفسیر اس مقام پر علامہ حافظ ابن کثیر کا خلاصہ یہ ہے کہ قولہ ثم آتینا موسی الکتاب ابن جریر
نے کہا بدلیل قولہ قل تعالوا الخ کے معنی یہ کہ ثم قل یا محمد عنا انا آتینا موسی الکتاب الخ ابن کثیر نے فرمایا کہ اسمین نظر ہے اور بات یہ کہ ثم یہان
عطف خبر بعد خبر کے واسطے ہے نہ ترتیب کے لیئے کما قال الشاعر ؎ قل لمن ساد ثم ساد ابوہ ٭ ثم ساد قبل ذلک جدہ ٭ یہان جبکہ پہلے قرآن
سے خبر فرمائی بقولہ وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ۔ پھر عطف کیا بمدح توریت۔ اور اکثر اوقات اللہ تعالے نے دونون مین اقتران فرمایا ہے کقولہ
ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ۔ وہذا کتاب مصدق لسانا عربیا۔ اور جیسے بعد قولہ قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی الآیۃ کے فرمایا
وہذا کتاب انزلناہ مبارک الآیۃ۔ اور جیسے بعد نقل مقولہ مشرکین کے بقولہ وقالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسی فرمایا اولم یکفروا بما اوتی موسی من قبل

Marfat.com

قالوا سحران تظاہرا- اور بیان فرمایا تماما جامعا کاملا لما یحتاج الیہ فی شریعتہ لقولہ وتفصیلا لکل شیء جیسے فرمایا-
وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیء الآیہ اور قولہ علی الذی احسن یعنی جزاءً علی احسانہ کیونکہ طاعات وعبادات مین اسنے حکم کی فرمانبرداری کی-
کما فی قولہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان اور جیسے فرمایا واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن- اور ربیع بن انس نے فرمایا ای احسن
فیما اعطاہ اللہ جو اسکو اللہ تعالٰے نے دیا اسپر عمل کرنے مین وہ مرتبہ رکھا جو احسان کا مرتبہ ہے قتادہ نے کہا کہ جسنے مرتبہ احسان کے
موافق فرمانبرداری کی آخرت مین اُسکے واسطے اجر پورا کیا- ابن جریر نے علی الذی احسن بمعنی علی احسانہ اختیار کیا شاید الذی کو مصدریہ
قرار دیا کما فی قولہ وخضتم کالذی خاضوا اے خضتم کخوضہم- ابن رواحہؓ نے کہا ؎ وثبت اللہ ما اٰتاک من حسن * فی المرسلین ونصرا
کالذی نصروا- یعنی نصرا کنصرہم- اور دیگر علماء نے کہا کہ الذی یہان بمعنی الذین ہے ابن جریرؒ نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے حکایت
کیا گیا کہ انکی قراءت مین تماما علی الذین احسنوا تھا اور ابن ابی نجیح نے مجاہدؒ سے روایت کی کہ قولہ علی الذی احسن یعنی علی المحسنین والمؤمنین
ایسا ہی ابو عبیدہؒ سے مروی ہے بغویؒ نے کہا کہ محسنون وہ انبیا ومومنین ہین یعنی ہمنے اسکی فضیلت اُن لوگون پر ظاہر کردی **قال الحافظ**
اور مین کہتا ہون کہ علی ہذا یہ بمانند قولہ تعالی یا موسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی الآیہ ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ
حضرت موسی علیہ السلام ہمارے سردار رسول اللہ محمد مصطفٰے خاتم الانبیاء وخلیل سے افضل ہو جاوین بسبب اسکے کہ دیگر دلائل اس پر دلالت
کرتے ہین وھذا اور یہ قرآن کتٰب انزلنٰہ کتاب ہے جسکو ہمنے اُتارا ہے مبٰرک مبارک ہے یعنی کثیر البرکۃ ہے فاتبعوہ
پس اسکی پیروی کرو اے اہل مکہ بایطور کہ جو احکام ونصائح اسمین ہین انپر عمل کرو کیونکہ جب وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے بہت
برکت کی کتاب ہے تو انپر تمکو عمل واجب ہے پس اسکی پیروی کرو واتقوا اور کفر وانکار سے پرہیز رکھو لعلکم ترحمون شاید رحم
کیے جاؤ یعنے ایسا کرنے کے بعد اوتعالٰے جل جلالہ سے رحمت کے امیدوار ہو اور نہین نا امید ہو رحمت الٰہی سے گمراہی جو کافر ہے
ان تقولوا فراء وکسائی نے کہا ای واتقوا ان تقولوا یا اہل مکۃ- اور ڈرو اس بات کے کہنے سے اے مکہ والو- اور بصریون نے کہا انزلناہ
کراہۃ ان تقولوا ہمنے اسکو نازل کردیا بسبب کراہت اس امر کے کہ تم لوگ کہو اور کوفیون نے اور شیخ ابن جریرؒ نے کہا ای انزلناہ
لئلا تقولوا ہمنے اس کتاب کو نازل کردیا تاکہ تم یون نہ کہو کہ انما انزل الکتٰب علی طائفتین من قبلنا یہی ہوا تھا
کہ اُتاری گئی کتاب ہمسے اگلے دو گروہون پر وان کنا عن دراستہم لغٰفلین البتہ ہم اُنلوگون کی قراءۃ سے غافل رہے کیونکہ ہم
اسکو نہین جانتے تھے بوجہ اسکے کہ وہ ہماری زبان مین نہ تھی طائفتین سے مراد یہود ونصاری ہین کہ انپر توریت وانجیل نازل ہوئی
اور رہی زبور تو وہ احکام توریت کی پابندی کے ساتھ فقط نصائح ومواعیظ تھے واللہ اعلم پس اہل زبور وہی اہل توریت ہین پس جملہ
دو ہی گروہ یہود ونصاری ہوئے اور یہی ابن عباس ومجاہد وسدی وقتادہ وبہتون سے مروی ہے کہ یہود ونصاری مراد ہین- ان کنا
ای وانا کنا پس ان تشدید سے مخفف از اسم محذوف ہے حاصل آنکہ قیامت مین تم یہ عذر پیش نہ لاؤ کہ ہمپر کوئی کتاب نہین بلکہ یہود ونصاری پر غیر زبان مین اتری جسکی درس سے ہم
غافل تھے **قال الحافظ** یعنی ہم نہین سمجھتے تھے کہ وہ لوگ کیا کہتے ہین کیونکہ وہ لوگ ہماری زبان والے نہ تھے اور باوجود اسکے ہم اس خبر سے غافل تھے جسمین وہ تھے
وقال المترجم اصل مورد یہ ہے کہ اس لغت کا نجاننا کچھ عذر نہین بلکہ اُنسے دریافت کرلیا ہوتا اور شیخ ابن کثیرؒ نے اسکے دفع کیطرف اشارہ کیا اور
مترجم کے نزدیک توضیح یہ ہے کہ قیامت مین یہ عذر نہ کرین کہ کتاب آسمانی تو ہمسے اگلے دو گروہ پر نازل ہوئی اور ہم اس سے محروم تھے اور
وہ ہدایت انھین دو گروہ کے ساتھ مخصوص تھی کچھ عموم بعثت نہ تھی کہ ہر شخص پر اسکا علم ومعرفت حاصل کرنا فرض ہو اور اپنی ابتدا کیواسطے عامل کرنے مین یہ دقت

Marfat.com

تھی کہ وہ زبان دان دونوں گروہ کی قراءۃ ہماری سمجھ مین آتی نہ تھی باوجودیکہ ہمکو اس ارسال وانزال کتب سے غفلت محض تھی اور نیز
اپنی مشغولی مین غفلت تھی باوجودیکہ ایسے گروہ پر نازل ہوئی جنکو تحریف وتبدیل مین غلو تھا اور ارشاد وہدایت سے بے پروائی تھی یعنے انکا
ہمکو درس دینا اور سمجھانا بالکل نہین پایا گیا ہم اس سے بالکل غافل رہے کہ انھون نے ہمکو کبھی سمجھایا ہو تا پس ہم معذور ہین اَوْ تَقُوْلُوْا
یا یون کہو کہ لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْکِتٰبُ لَکُنَّآ اَهْدٰی مِنْهُمْ اگر ہمارے اوپر کتاب اتاری جاتی تو ان لوگون کی بہ نسبت زیادہ
ہدایت پر ہوتے خواہ اسوجہ سے کہ ہمارے ذہن اچھے تھے ہم کتاب سے خوب سمجھ حاصل کرتے یا ہم اسپر خوب عمل کرتے اور لوگون کو
درس دیتے اور سمجھاتے اور عموماً لوگون کو ہدایت کی راہ بتلاتے فَقَدْ جَآءَکُمْ بَیِّنَةٌ یعنے بیان مِّنْ رَّبِّکُمْ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ
یعنے آگیا تمھارے پاس بیان تمھارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت ورحمت حتی کہ جو شخص اسکی پیروی کرے وہ راہ پاوے
اور اسپر اللہ تعالٰے کمال رحم فرماوے پس جب ایسا واقع ہوا تو اب خوف کرو کہ تمھارے پاس کوئی عذر نہین کہ تم راہ راست چھوڑ کر
گمراہ پھرو اور اس بیان یعنے قرآن مین خوض نکرو اور اس سے ہدایت ورحمت حاصل نکرو اور یہ بڑا ظلم اپنے اوپر کرتے ہو کہ کمال
ہدایت تو در کنار تم اس سے منکر ہوتے اور منھ موڑتے ہو فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ پس کون زیادہ ظالم ہے یعنے کوئی زیادہ
ظالم نہین ہے اُس شخص سے کہ جسنے جھٹلایا آیات الٰہی کو وَصَدَفَ عَنْهَا اور منھ موڑا ان آیات سے پس جو ایسے ظلم کا برتاؤ کرے وہ
چند روزہ زندگی بھر بچا رہیگا وہ بھی اگر اللہ تعالٰے کو منظور ہو ورنہ وہ قابل سخت سزا کے ہے حتی کہ اگر اسی کفر وانکار پر مرا تو غضب مین
پڑا سَنَجْزِی الَّذِیْنَ یَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰیٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا کَانُوْا یَصْدِفُوْنَ عنقریب ہم بدلے مین دینگے ان ظالمونکو
جو منھ موڑتے تھے ہماری آیات سے بُرا عذاب یعنے سخت عذاب بسبب اُن لوگون کے اعراض ومنھ موڑنے کے اعوذ باللہ
من عذاب اللہ وبلائہ۔ قولہ کذب بایات اللہ وصدف عنہا۔ سدی نے ابن عباس ومجاہد وقتادہ سے روایت کی کہ معنی یہ
ہین کہ لوگون کو اس سے موڑا اور روکا اور خود اعراض کیا اور ابن کثیرؒ نے اسکو قوی کہا ہے ف فی العرائس قولہ ثم آتینا موسی الکتاب
الآیۃ یعنے موسی علیہ السلام کو وہ چیزین دین جنسے وہ مخصوص ہوا چنانچہ مناجات مین اسکو کلام قدیم سنایا جس سے معارف قدم وکشف
ذات وصفات کی راہین ظاہر فرمائین اور ایک وقت خاص مین اسپر تجلی فرمائی پھر توریت عطا فرمائی جو عموم عوام کے لیئے وخواص کے لیئے
شریعت تھی اور عبودیت کی کشادہ راہون کا بیان تھی کیونکہ عوام لوگ اس بات سے بہت دور تھے کہ گوش خاص سے کلام خطاب
خاص کو مشاہدہ جلال مین سنسکین قال المترجم بیان ہوا کہ اللہ تعالٰے نے قرآن مجید کو توریت سے افضل واشمل نازل فرمایا اور تمام نعمت الٰہی
اور یہ تمام کرنا کامل بہ نسبت سب کے ہے اسی واسطے قرآن مجید کی دعوت عام اور آنحضرت صلعم کی رسالت بھی عام ہے اور اس سے
اعراض کرنے والی کوئی قوم ہو اسکو عذاب شدید سے وعید فرمائی اور نیز بیان واقعی کے ساتھ اہل غفلت وانکار کو تہدید فرمائی بقولہ
هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَوْ یَاْتِیَ رَبُّکَ اَوْ یَاْتِیَ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ
کاہیکی راہ دیکھتے ہین لوگ مگر یہی کہ آوین اُنپر فرشتے یا آوے تیرا رب یا آوے کوئی نشان تیرے رب کا جسدن آویگا ایک نشان
رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝
تیرے رب کا کام نہ آویگا ایمان لانا کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان مین کچھ نیکی نہ کی تھی تو کہہ راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہین
هَلْ یَنْظُرُوْنَ نظر بمعنی انتظار ہے حاصل آنکہ اسپر حجت قائم ہوئی اور کتاب بھی نازل فرمائی گئی اور رسول پاک صلعم بھیجے گئے اور نہایت

حسن اسلوب سے ارشاد و ہدایت کیگئی لیکن وہ اپنی جہالت و ضلالت سے نہین پھرتے ہین تو یہ باقی رہا کہ کیا انتظار کرتے ہین اس بات کا کہ اِلَّآ اَنۡ تَاۡتِیَهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ آوین اُن کے پاس ملائکہ یعنی انکی روح قبض کرنے کو ملائکہ آجاوین اور وقت فرصت ہاتھ سے جاتا رہے کیونکہ اُسوقت ایمان لانا کچھ نافع نہوگا ایسے شخص کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔ اور بعض نے کہا کہ معنی یہ کہ عذاب لیکر ملائکہ انپر آوین اَوۡ یَاۡتِیَ رَبُّكَ یا آوے تیرا رب یعنی محمد صلعم جیسا کہ کفار مانگتے ہین بقولہم لولا انزل علینا الملائکۃ او نری ربنا لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوا کبیرا یعنی کافرون نے کہا کہ کیون نہین اتارے گئے ہمپر ملائکہ یا دیکھین ہم اپنے رب کو البتہ بڑے تکبر والے بنگئے اپنے نزدیک اور سرکشی مین حد سے بڑھ چلے بڑا بڑھ چلنا اور بعض نے کہا کہ مضاف محذوف ہے او یاتی امر ربک۔ ای عذاب ربک یعنی یا آوے عذاب تیرے پروردگار کا۔ بہر حال اسمین مول دلایا کہ حضرت اوتعالی جل جلالہ کا آنا ہولناک بات ہے اور مراد اس سے عذاب ہے حذف مضاف زبان عرب مین شائع ہے اور یہان اسکے حذف سے ہول زیادہ ہوگیا پس یہ بلاغت مقام ہے جیسے قولہ واشربوا فی قلوبہم العجل۔ یعنے پلائے گئے انکے دلون مین بچھڑا یعنے انکے دلون مین محبت بچھڑے کی جذب ہوگئی جیسے پانی جذب ہو جاتا ہے پس حذف مضاف مبالغہ ہے کہ ایسی محبت بھر گئی تھی کہ گویا وہ گوسالہ خود انکے دلون مین بیٹھ گیا تھا اور یہ بلاغت پاکیزہ ہے۔ بعض نے کہا کہ قیامت کے روز اوتعالے جل جلالہ کا فیصلہ خلائق کے واسطے آنا مراد ہے کما فی قولہ وجاء ربک والملک صفا صفا۔ اور یہی تفسیر حضرت ابن مسعود و قتادہ و مقاتل سے مروی ہے اور بعض نے فرمایا کہ کیفیت آنے کی فہم و خیال و تصور بشری بلکہ تمام مخلوق کے وہم سے خارج ہے کیونکہ اوتعالے عزوجل ہر ایک کے وہم و خیال سے بالاتر ہے پس اسقدر ایمان لانا چاہیے کہ اوتعالے جل جلالہ قادر ہے کہ آوے جیسا کہ فرمایا اور اسکی کیفیت و صورت وغیرہ ہماری عقل سے باہر ہے ہم بندہ ہین جو اُسنے فرمایا اسپر ہمارا ایمان ہے اور مفسرؒ نے فہم عوام سے قریب ہونے کی جہت سے قولہ ہل ینظرون الخ مین تفسیر اختیار کی کہ کیا انتظار کرتے ہین جھٹلانے و منھ موڑنے والے اس بات کا کہ آوین اُنپر ملائکہ اسواسطے کہ انکی روحین قبض کرکے عذاب مین ڈالین یا آوے تیرا پروردگار یعنے حکم پروردگار یعنے پروردگار کا عذاب آوے اَوۡ یَاۡتِیَ بَعۡضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ یا آوین بعض نشانیان تیرے پروردگار کی۔ یعنے تیرے پروردگار نے جو نشانیان قیامت کی مقدر فرمائی ہین انمین سے بعض نشانیان آجاوین پھر فرمایا کہ یَوۡمَ یَاۡتِیۡ بَعۡضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ جسدن کہ آجاوینگی بعض نشانیان تیرے پروردگار کی تب لَا یَنۡفَعُ نَفۡسًا اِیۡمَانُهَا لَمۡ تَكُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ نہین نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جو کہ نہین ایمان لایا تھا پہلے اس نشانی سے اَوۡ كَسَبَتۡ فِیۡۤ اِیۡمَانِهَا خَیۡرًا یا ایسے نفس کو جسنے نہین کمائی تھی اپنے ایمان لانے مین کوئی بھلائی۔ واضح ہو کہ بعض آیات سے مراد یہ کہ جب مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا اور یہ قبل قیامت ہوگا اور جو عوام مین مشہور ہے کہ بارہ برس پہلے ہوگا یہ غلط ہے ہان دجال وغیرہ کے بعد ہوگا اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین قایم ہوگی قیامت یہانتک کہ طلوع کرے آفتاب مغرب سے پھر جب لوگ اُسکو دیکھینگے تو روئے زمین کے لوگ مسلمان ہوجاوینگے لیکن یہ وہ وقت ہے کہ نہین نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جو کہ نہین ایمان لایا تھا پہلے اس نشانی سے۔ رواہ البخاری و بقیۃ الجماعۃ وغیرہم اور ایک روایت بخاری مین ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے یہی آیت پڑھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو اسوقت سے پہلے ایمان لایا ہوگا اسکو اسکا ایمان نفع دیگا یعنی مقبول ہوگا اور یہی تفسیر اس آیت کی مفسرؒ نے موافق جمہور مفسرین کے اختیار کی ہے۔ کمالین مین لکھا کہ بعض مفسرین نے کہا کہ بعض آیات سے مراد کوئی آیت ہو خواہ دخان یا دجال یا دابہ وغیرہم اور صحیح قول اول ہے وقال المترجم آیت مین یہ تعمیم کہ کوئی سی آیت ہو بیشک غلط ہے کیونکہ منصوص بعض آیات ہین اور اگر طلوع

آفتاب از مغرب کے سوائے بھی بعض آیات کو عام لیا ہوتا تو اسکی وجہ بھی ہوسکتی تھی چنانچہ ابن جریرؒ نے باسناد جید حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تین باتین ہین کہ جب وہ ظاہر ہونگی تو کسی نفس کو اسکا ایمان نافع نہوگا جو نہین ایمان لایا تھا پہلے سے یا کسب کیا تھا اپنے ایمان مین کسی بھلائی کو۔ وہ طلوع آفتاب ہے مغرب سے اور نکلنا دجال کا اور نکلنا دابۃ الارض کا ہے۔ وقد رواہ احمد ومسلم والترمذی وابن مردویہ۔ وفی الکمالین عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضؓ سے روایت کی کہ لوگون پر ایک رات بقدر تین راتون کے آویگی کوئی نہین پہچانیگا سوائے اُن لوگون کے جو تہجد پڑھنے اُٹھتے ہین پس آدمی اٹھکر اپنا وظیفہ پڑھکر سو رہیگا پھر اٹھکر اپنا وظیفہ پڑھکر سو رہیگا پھر اُٹھیگا پس ایسا وقت ہونے پر لوگ آپس مین آواز دیکر مل کر مسجدون مین جا دینگے یہانتک کہ جب صبح کی نماز پڑھکو بیٹھین گے کہ ناگاہ آفتاب مغرب کی طرف سے نکل آویگا یہانتک کہ جب درمیان مین پہنچیگا تو واپس ہوجائیگا **قال الحافظ ابن کثیر** وقد رواہ ابن مردویہ وہو حدیث غریب۔ ابن مردویہ نے حذیفہؓ سے مرفوع روایت کی کہ رات بقدر دو رات کے دراز ہوجائیگی۔ بعض روایات مین ہے کہ آفتاب تین روز تک مغرب سے نکلیگا اور امام نوویؒ نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ ایک ہی روز ایسا ہوکر پھر اور دنون کے مانند نکلا کریگا فی تفسیر الحافظ۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے مغرب سے آفتاب نکلنے سے پہلے توبہ کی اُسکی توبہ قبول ہوگی۔ رواہ ابن جریر ولیس فی الکتب الستۃ واسنادہ جید عن حذیفۃ ابن اسید الغفاریؓ ہم لوگ قیامت کا ذکر کرتے تھے کہ ناگاہ رسول اللہ صلعم نے غرفہ سے طلوع فرماکر کہا کہ قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ تم دس نشانیان دیکھو آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور دخان۔ اور دابۃ الارض۔ یاجوج ماجوج کا نکلنا عیسیٰ بن مریم کا اُترنا اور دجال کا نکلنا اور تین خسف ایک مشرق مین اور ایک مغرب مین اور ایک جزیرۂ عرب مین آگ نکلنا عدن کے غار سے جو لوگون کو ہانک لیجاویگی جہان رات گزارینگے وہان رات کو ساتھ رہیگی اور جہان دوپہر کو ٹھہرینگے انکے ساتھ ہوگی۔ رواہ احمد ومسلم واہل السنن الاربعہ ابوسعید خدریؓ سے مرفوعًا روایت ہے کہ قولہ یوم یاتی بعض آیات ربک آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ مغرب سے آفتاب کا نکلنا ہے رواہ احمد رواہ الترمذی موقوفًا۔ حدیث ابوامامہؓ مین مرفوعًا ہے کہ نشانیون مین اول وہ طلوع آفتاب از مغرب ہے حدیث صفوان مین مرفوعًا آیا ہے کہ اوتعالیٰ نے مغرب مین ایک دروازہ کھولا جسکا چوڑان ستر برس کی راہ ہے وہ توبہ کے واسطے ہے وہ بند نہوگا یہانتک کہ مغرب سے آفتاب نکلے۔ رواہ النسائی وصححہ الترمذی وابن ماجہ اور اول آیت طلوع آفتاب ہونا حدیث عبد اللہ بن عمروؓ مین بھی بروایت احمد ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ مروی ہے۔ سادیہ وعبد الرحمٰن بن عوف وعبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہجرت دو خصلت ہین ایک تو گناہون سے ہجرت یعنی گناہ چھوڑنا اور دوم یہ کہ سب چھوڑکر اللہ تعالیٰ واسکے رسول کیطرف ہجرت کرے اور یہ ہجرت منقطع نہوگی جب تک کہ توبہ قبول ہوا در توبہ برابر قبول ہوگی یہانتک کہ آفتاب اپنے مغرب سے طلوع کرے پھر جب مغرب سے طلوع ہوا تو ہر دل پر مہر ہوجائیگی جو کچھ اسمین ہے اور کفایت ہوگا لوگون کو عمل **قال الحافظ** رواہ احمد باسناد حسن ولم یخرجہ احد من اصحاب الستۃ عن ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ آیات قیامت جو مذکور ہوئین ہین انمین سے سوائے چار کے سب گزر گئین اور چار جو باقی ہین وہ طلوع آفتاب از مغرب اور خروج دجال ودابۃ الارض وخروج یاجوج ماجوج ہین اور کہتے تھے کہ جس آیت پر اعمال ختم ہونگے وہ مغرب سے طلوع آفتاب ہے **قال المترجم** نزول عیسیٰ علیہ السلام ملاصق خروج دجال ہے اور آیات قرب قیامت بہت ہین انمین سے بڑی آیات دس ہین۔ پھر واضح ہو کہ قولہ اوکسبت فی ایمانہا خیرا مین خیر سے مراد عمل صالح ہے اور مفسرؒ نے کہا کہ خیر وطاعت سے مراد یہ کہ اسکو اسکا توبہ کرنا نافع نہوگا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے **قال فی الکمالین** زمخشریؒ نے

[illegible]

ظاہر آیت سے استدلال کیا تھا کہ خالی ایمان بدون عمل کے نافع نہیں ہی اور مفسر نے اسکو دفع کردیا کہ عدم نفع ایمان اس سے ظاہر نہیں ہوتا
بلکہ اوکسبت معنی لاینفع نفساً لم تکن کسبت فی ایمانہا خیرا ای توبۃ ہی یعنے اسوقت کسی مومن کو اسکے گذشتہ جرم پر توبہ کرنا نفع نہ دیگا۔ وفی تفسیر
الحافظ قولہ تعالے لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن الخ یعنی اگر اس روز کسی کافر نے نیا ایمان حاصل کیا یعنی ایمان لایا تو اس سے مقبول نہوگا
اور اگر وہ اس سے پہلے مومن تھا تو دو حال سے خالی نہیں یا تو نیکوکار تھا تو وہ بہت خوب حال میں ہی اور اگر نیکوکار نہ تھا اور اُسنے
جدید توبہ کی تو اسکی توبہ قبول نہو گی جیسا کہ احادیث متقدمہ دلالت کرتی ہیں پس اسی پر محمول ہوگا قولہ اوکسبت فی ایمانہا خیرا۔ واضح ہو کہ قولہ
تعالے لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل اوکسبت فی ایمانہا خیرا مین کسبت کو آمنت پر عطف کرنے سے اشکال پیش آتا ہی وہ یون کہ
کہ ایمان سابق نہو تو ضرور خیر نہوگی کیونکہ بدون ایمان کے خیر کچھ نہیں ہی اور اگر خیر مع الایمان مراد ہی تو جملہ ثانیہ مین تکرار ہی اور نیز وجود ایمان اگر عدم
خلود کے واسطے کافی ہی تو عدم ثانی کی کیا ضرورت اور اگر ثانی پر کافی ہی تو وجود اول سے کیا نفع ہوا اور مؤلف فتح البیان نے حصل للاوائل
طول کلام کے بعد لکھا کہ ظاہر آیت جو مقتضی ہی کہ خالی ایمان بدون عمل کے نافع ہی دیگر دلائل صحیحہ کتاب وسنت سے اسکے معارض ہین
کہ نہین نفع دیتا ایمان مگر عمل خیر کے ساتھ پس یہی وجہ قوی ہی اور بعد اسکے ایک لاطائل تقریر کی جسمین لوگون پر تشنیع ہی کہ اُنھون نے فقط
حمایت مذہب کی وجہ سے آیت مین تاویل کی ہی مترجم کو ان زبان درازیون سے تعجب ہوتا ہی اور مہمل باتون کو اس کتاب مین
درج کرنا پسندیدہ نہین ورنہ مین پورا کلام لاتا لہٰذا اس سے اعراض کر کے مؤلف مذکور کا اسقدر جواب دیتا ہون کہ مجرد ایمان نافع نہونے سے
مؤلف مذکور کی مراد کیا ہی پس اگر یہ مراد ہی کہ کافرون کے مانند خلود فی النار سے رہائی مین فی الجملہ بھی نافع نہین تو صریح غلط اور خلاف صحیح
احادیث وآیات ہی بلکہ جماعت امت سے مخالفت ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ کامل نافع نہوگا تو یہان اس تخصیص مین کلام نہین ورنہ مؤلف مذکور
پر اثبات لازم ہی اور نیز اگر مجرد ایمان نافع نہو تو تصدیق توحید رکھنے والا اور معتقد شرک وکفر مین کوئی فرق نہوگا حالانکہ فرق ظاہر ہی بالجملہ
مؤلف مذکور کی ایسی مفسدانہ باتون سے اوتعالے محفوظ رکھے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر توضیح مقام یہ ہی کہ قولہ لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن
آمنت من قبل اوکسبت فی ایمانہا خیرا مین کسبت عطف ہی آمنت پر اور دو شق بحرف او مردود ہین یعنے نہ نفع دیگا کسی نفس کو اُسکا ایمان
لانا جسکی یہ صفت ہو کہ وہ پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان مین خیر نہ کمائی ہو پس نافع نہونا اُس نفس کو ہی جسمین دونون باتون مین سے
کوئی بات ہو لیکن اول شق کی نفی یہ ہی کہ وہ ظہور آیت سے پہلے ایمان لایا ہو مگر خیر نہین کمائی پس اگر ظہور آیت سے پہلے ایمان لایا ہی تو اسکو
اسکا ایمان نافع ہوگا اگرچہ خیر نہ کمائی ہو اور جب شق اول کی نفی سے یہ بات ثابت ہوئی تو دوسری شق کے معنی لاینفع نفسا لم تکن کسبت
فی ایمانہا خیرا نہین نفع دیگا کسی نفس کو جسنے نہین کمایا اپنے ایمان مین خیر کو۔ ظاہر مین جو نفی شق اول سے ثابت ہوا اس سے متعارض پڑتے
ہین اور جواب یہ کہ شق دوم کے معنی یہ ہین کہ اسکی توبہ ان اعمال بد کے بارہ مین قبول نہو گی جنکو کر چکا ہی اور اگر وہ مراد ہوتی جو مؤلف فتح البیان
نے نادانی سے اپنے نفس کی تہمت کی ہی یعنے ایمان بدون عمل خیر نافع نہوگا تو شق اول بیکار ہوتی فقط شق دوم لازم تھی اور جسقدر ہمنے
ذکر کردیا اس سے متعین وثابت ہی کہ جو تاویل حضرت ابن کثیرؒ کی تفسیر سے موافق دیگر مفسرین نے نقل کردی ہی وہی صحیح ہی اور جو مؤلف
فتح البیان نے لکھی وہ غلط وبیجا ہم وتقلید باطل ہی فافہم قُلِ انْتَظِرُوٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ کہدے تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہین۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ

جنھون نے راہین نکالین اپنے دین مین اور ہوگئے کئی فرقے تجھکو اُنسے کچھ کام نہین انکا کام حوالے اللہ کے پھر وہی جتادیگا اُنکو

Marfat.com

بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا
جیسا کچھ کرتے تھے جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اسکے دس برابر اور جو لایا برائی سو سزا پاویگا تو اتنی ہی

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝
اور انپر ظلم نہ ہوگا

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ یعنے دین کو اسطرح تفریق کرڈالا کہ اسمین پھوٹ ڈالی اور اختلاف کر کے کچھ لیا اور کچھ چھوڑ دیا وَكَانُوا شِيَعًا
یعنے فرقًا اور وہ جمع فرقہ ہے یعنے ٹکرے ٹکرے ہوگئے اور ایک قراءۃ حمزہ و کسائی مین فارقوا دینھم ہے یعنے جدا ہوگئے اس دین سے جسکا
حکم دیے گئے تھے اور یہ لوگ یہود ہین جیسا کہ مجاہدؒ سے مروی ہے وفی تفسیر الحافظ کما مجاہد وضحاک وقتادہ وسدی رحمہم اللہ نے کہ یہ آیت
دربارہ یہود و نصاریٰ نازل ہوئی ہے اور ایسا ہی ابن عباسؓ سے مروی ہے اور ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اس امت کے گمراہ فرقون کے بارہ مین ہے
اور ابو امامہؓ نے کہا کہ حروریہ یعنی خارجی فرقہ الخ مین ہے اور حدیث مرفوع اسمین کہ یہ آیت اصحاب ہوا کے حق مین ہے ثابت نہین ہوئی لیکن اقوال
سلف رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور توفیق یہ ہے کہ اولاً تو یہود و نصاریٰ کے حق مین ہے اور ثانیاً وشمولاً تمام اہل ہوا و بدعت و ضلالت کے
حق مین ہے خواہ یہود و نصاریٰ ہون یا اس امت کے فرقے مبتدعین مانند معتزلہ و روافض و خوارج کے ہون بالجملہ جسنے توحید الٰہی
و سنت رسول اللہ صلعم سے اور جماعت سلف صالحین کے طریقہ سے انحراف کیا وہ اسی حکم مین داخل ہے پس آیت مین دلیل ہے کہ مسلمانون کا
ایک کلمہ چاہیئے اور جماعت رہین اور تفریق و پھوٹ نہ ڈالین فی السراج والمعالم وغیرہما معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ہم مین کھڑے
ہوکر خطبہ فرمایا کہ آگاہ رہو کہ تم سے پہلے اہل کتاب تو بہتر فرقے ہوگئے اور یہ امت عنقریب تہتر فرقہ ہو جائیگی جسمین سے بہتر فرقہ دوزخ مین جائینگے
اور ایک فرقہ جنت مین جائیگا اور وہ فرقہ جماعت ہے۔ رواہ ابوداؤد والترمذی۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقہ ہوے وہ سب دوزخ مین جاوینگے سوا ایک فرقہ کے اور میری امت کے تہتر
فرقہ ہو جاوینگے وہ سب دوزخ مین جاوینگے سوائے ایک فرقہ کے تو لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون فرقہ ہے تو فرمایا کہ جو اس طریقہ پر ہوگا
جسپر مین اور میرے اصحاب ہین۔ رواہ الترمذی وقد اخرج الحاکم وصححہ عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو صبح کی
نماز پڑھائی پھر ہمکو ایسی پاکیزہ نصیحت فرمائی کہ آنکھون سے آنسو روان ہوے اور دل دہل گئے پس ہم مین سے کسی کہنے والے نے کہا
کہ یا رسول اللہ یہ تو وداع کرنے والے کی سی نصیحت ہے پس آپ ہمکو کچھ وصیت فرمادین تو فرمایا کہ مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ تقویٰ رکھو اللہ تعالےٰ
سے اور سمع و طاعت رکھو اگرچہ کوئی حبشی غلام ہو کیونکہ جو کوئی تم مین جئیگا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھیگا پس اسوقت تمپر لازم ہے کہ
میری سنت اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو اور دانتون سے اسکو مضبوط پکڑلو اور خبردار بچے رہو ایسے امور سے
کہ جنکو تم بدعت نکالو کیونکہ ہر نئی بات نکالی ہوئی بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے وہذا الحدیث فی الصحاح۔ بالجملہ جن لوگون نے دین مین
پھوٹ ڈالی اور فرقہ فرقہ ہوگئے اُنسے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلعم کو بری فرمایا بقولہ لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ حاصل آنکہ تجھکو انسے کچھ تعلق نہین
ہے تو انسے بالکل بری ہے ولذلک قال المفسر اسے فلا تتعرض لہم پس تو انسے کچھ تعرض مت کر إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ یعنے اللہ تعالےٰ
ہی خود انکے امر شدید کا متولی ہے اور یہ سخت تہدید ہے کیونکہ شفاعت وغیرہ سے بالکل محروم کردیا تو لامحالہ سخت عذاب مین پڑین گے
ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ یعنی پھر آخرت مین انکو انکے افعال سے خبردار فرمادیگا یعنی انکو سزائے سخت دیگا قال المفسر یہ منسوخ ہے

حکم جہاد سے۔ اور اولیٰ یہ ہی کہ آیت محکم ہو اور قولہ لست منہم فی شئی سے فقط یہ مراد ہو کہ تجھپر صرف ابلاغ ہو اور انکے افعال سے تجھپر کچھ لازم نہوگا پھر انکا معاملہ اللہ تعالےٰ کی طرف ہو جاتا ہے اُنکے حق مین دنیا مین حکم کرے چنانچہ آخر جہاد کا حکم ہوا۔ پھر قیامت مین انکو خبردار کریگا کہ تم کیا کرتے تھے چنانچہ جو جزیہ پر اڑے رہے وہ قیامت مین عذاب شدید کفر و شرک کا پاوینگے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ ای لا الہ الا اللہ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا تو اسکے لیئے جزا ہی برابر دس گونہ اُسکے ایک جماعت نے کہا حسنہ سے مراد کلمۂ لا الٓہ الا اللہ ہی یہی ابن مسعود و ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہو اور دیگر مفسرین نے کہا کہ یہ کلمہ طیبہ افضل الحسنات ہو اور مراد عام ہو جیسا کہ عموم لفظ دلالت کرتا ہو اور حدیث صحیح مین ہی کہ تمہارا پروردگار عز وجل رحیم ہو جسنے قصد کیا کسی نیکی کا پھر اسکو ادا نکیا تو اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہو اور اگر اُسنے ادا کیا تو دس گونہ سے سات سو سے بہت گونہ تک نیکیان لکھی جاتی ہین اور جسنے کسی بدی کا قصد کیا پھر اسکو نہ کیا تو اُسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہی پھر اگر اسکو کر گزرا تو اُسپر ایک بدی لکھی جاتی ہی یا اللہ تعالیٰ اسکو محو کر دیتا ہی۔ کما رواہ البخاری ومسلم والنسائی۔ حدیث ابوذرؓ مین منجملہ حدیث قدسی کے ہی اور جسنے زمین بھر کی خطائین کین پھر مجھسے ملا اس حال مین کہ وہ میرے ساتھ کچھ شرک نہین کرتا تھا تو مین اسکے برابر اسکے واسطے مغفرت دیتا ہون۔ کما رواہ مسلم واحمد وابن ماجہ۔ اور ابو یعلیٰ نے مانند حدیث اول کے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہی **قال الحافظ** واضح ہو کہ کسی گناہ کو چھوڑنے والا تین قسم کا ہی ایک وہ کہ جسنے اللہ تعالےٰ عز وجل کے واسطے اسکے خوف سے گناہ کو چھوڑا پس اُسکے باز رہنے پر اللہ تعالیٰ اسکے واسطے نیکی عطا فرماتا ہی اور یہ اس بندہ کی طرف سے عمل و نیت ہی چنانچہ بعض الفاظ صحیح مین یہ بھی آیا ہی کیونکہ اسنے اس گناہ کو میری ہی وجہ سے چھوڑا ہی دوم وہ کہ جسنے نسیان و ذہول سے چھوڑ دیا تو ایسے شخص پر نہ عذاب ہی نہ اسکو ثواب ہی کیونکہ اسنے نہ بھلائی کی نیت کی اور نہ کوئی برائی عمل مین لایا اور سوم وہ کہ جسنے اس بدی کے بجا لانے اور اسکے اسباب سامان مین کوشش کی لیکن کسل کی وجہ سے یا عاجز ہو کر بیٹھ رہا تو ایسا شخص بمنزلۂ اس بدی کو عمل مین لانے والے کے ہی اسی واسطے حدیث صحیح مین ہی کہ جب دو مسلمان تلوارین لیکر بھڑے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخی ہین لوگون نے عرض کیا کہ قاتل تو قاتل ہوا مقتول کا کیا حال ہی تو فرمایا اسواسطے کہ وہ اپنے ساتھی کو قتل کر ڈالنے پر حریص تھا حاصل آنکہ اُسنے کوشش مین دریغ نہین کیا پس وہ بمنزلۂ قاتل کے ہی **قال الحافظ** خریم بن فاتک الازدیؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آدمی چار صفت کے اور اعمال چھ طور پر ہین پس آدمیون کی حالت یہ کہ بعض کے حق مین تو دنیا و آخرت دونون مین وسعت ہی اور بعض کے لیئے دنیا مین وسعت ہو اور آخرت مین محتاج ہی اور بعض دنیا مین محتاج اور آخرت مین وسعت والا ہی اور بعض دنیا و آخرت دونون مین شقی ہی۔ اور اعمال کی یہ تفصیل ہی دو موجب ہین اور مثل بمثل اور دس گونہ اور سات سو گونہ پس دو موجب یون ہین کہ جو مسلمان مومن مرا درحالیکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شرک نہ کرتا تھا تو اسکے واسطے جنت واجب ہوئی اور جو کافر مرا اسکے لیے دوزخ واجب ہوئی اور جسنے نیکی کا قصد کیا اور بجا نہ لایا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہی کہ اسکے دل مین لگ گئی تھی اور حریص تھا تو اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جائیگی اور جسنے برائی کا قصد کیا اسپر نہین لکھی جائیگی اور جسنے برائی کر لی اسپر ایک ہی لکھی جائیگی اور کئی گونہ نہین ہوگی اور جسنے ایک نیکی کر لی اسکے واسطے دس گونہ لکھی جائیگی اور جسنے راہ خدا مین کچھ خرچ کیا تو سات سو گونہ اجر لکھا جائیگا۔ رواہ احمد وقد رواہ الترمذی والنسائی بالبعض۔ اور اسیواسطے آیا ہی کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کفارہ ہی اپنے درمیان کا اور تین روز زائد تک کا کیونکہ دس گونہ ثواب ہی پس سات روز جمعہ تک اور تین روز زیادہ سے پورے دس ہوگئے اور ایسے ہی ایک روزہ دس دن کے برابر اور تین روزے پورے مہینہ کے برابر ہوئے اسی واسطے حدیث ابوذرؓ مین آیا کہ جسنے ہر مہینہ مین تین روزے رکھے اُسنے گویا تمام دہر روزہ رکھے۔ رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ والترمذی تمام دہر تمام سال یا ہمیشہ کیونکہ کوئی مہینہ

خالی نہین تو تمام سال خالی نہین ۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا چنانچہ احادیث مذکورۂ بالا سے اسکی تفسیر ظاہر ہوگئی **وقال الحافظ**
قولہ ومن جاء بالحسنۃ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ لایا ۔ اور قولہ ومن جاء بالسیئۃ یعنی کوئی شرک لایا ۔ اور ایسا ہی ایک جماعت
سلف رضی اللہ عنہم سے مروی ہوا ہی حاصل آنکہ جسنے کوئی بدی کی اسکو اسکے مثل جزا دیجائیگی اور اسپر زیادتی نہوگی پس مشرک کو خلود دوزخ کی
جزا دیجائیگی اور یہ موجب ہی یعنے ضرور اسکو یہ جزا وسزا ملیگی بسبب قطعی وعید کے اور سوائے اسکے دیگر معصیات مین جو جسکی جزا وسزا مقدر کر
وہ معلوم اور جسکی مقدار بیان نہین ہوئی اسمین اسکی مثل سزا ملیگی لیکن سوائے شرک کے دیگر سیئات مین اگر اللہ تعالیٰ نے عفو نہ فرمایا اور
اسکی حسنات بہ نسبت اسکے سیئات کے زیادہ نہوئی تو یہ سزا جو مذکور ہوئی یعنی برابر اپنی برائی کے بدون زیادتی کے سزا پاویگا اور اگر توبہ کی
تو خواہ شرک ہو یا کوئی گناہ ہو او تعالیٰ ارحم الراحمین عفو فرماتا ہی وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ای لا ینقصون من جزاءہم شیئاً جو انکی جزا ہی خواہ نیکی کا بدلا یا بدی کا
بدلا اسمین اپر ظلم نہوگا **ف فی العرائس** قولہ ان الذین فرقوا دینہم ۔ اسکے اشارہ مین وہ لوگ داخل ہین جو اپنی ارادت مین فتور کرنے لگے اور
طریقۂ حق سے دوسری طرف مائل ہوگئے حالانکہ اپر واجب یہ تھا کہ اس راہ مین اپنے نفس کو قربان کرین اور مجاہدہ وریاضت سے اسکو
زیر کرین پس جب انھون نے راہ حق سے تفریق کی اور اسکو چھوڑا تو میدان ضلالت وبطالت مین جا پڑے پس باطل دعوی کرکے ہلاک
ہوئے ۔ بعض تو زرق و مکر مین پڑے اور بعض طرار ہوئے اور بعضون نے اولیاء اللہ کے سے کپڑے پہن لیے اور بعضون نے اولیاء کے
مانند باتین بنانی شروع کین ۔ فارس رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ لوگ راہ الٰہی مین ایک وتیرہ پر نہین رہے **قولہ** من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ۔
جو شخص اپنے اعمال پر نظر رکھتا ہی اسکا اجر اسکے گمان کے موافق ہی یعنے عالم حادث مین سے اعلی مقام جنت کی نعمتون سے اسکو اجر ملیگا اور جسنے
اپنی نظر اپنے اعمال سے اٹھائی اور حضرت باری تعالیٰ کی درگاہ پر نظر کرکے اپنے اعمال سے خجل ہوا تو اسکا اجر بغیر حساب ہی اور وہ لقا
عرفان اور مواہد ایقان ہی ۔ اور حسنہ یعنی نیکوئی اصلی یہ ہی کہ ظہور ربوبیت کے وقت اخلاص سے عبادت کرے ۔ اسی واسطے آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اس حال سے کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہی ۔ یہ مرتبہ احسان ان عارفون کے واسطے ہی جنکا اجر مشاہدہ
الٰہی عز وجل بلانہایت ہی ۔ بعض نے کہا کہ جسنے حسنہ کو اپنے نفس سے لحاظ کیا تو اسکو دس گونہ ثواب ہی اور جسنے حسنہ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق
سے خیال کیا تو وہ ایسا بندہ ہی کہ اسپر ملائکہ صلوٰۃ بھیجتے ہین اور او تعالیٰ ہر بندہ کو اپنی رحمت سے جو جسکے واسطے مقدر ہی اسکو عطا فرماتا ہی
اور جسکا اجر چاہتا ہی بہت گونہ بے حساب دیتا ہی **قال المترجم** ایک حدیث شریف نقل کردون کہ جس سے یہ اشارات ماخوذ ہو سکتے ہین
اگرچہ معلوم ہی کہ راہ خدا مین جہاد والے کے نفقہ کا اجر بے حساب آیا ہی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم جمعہ مین تین قسم کے لوگ
حاضر ہوتے ہین ایک وہ کہ جمعہ مین آیا اور لغو فعل کرتا ہی تو جمعہ سے یہی اسکا حصہ ہی ۔ دوم وہ کہ حاضر ہوا اور دعا کرتا ہی پس اسنے دعا کی اگر اللہ
تعالیٰ نے چاہے اسکو دیوے اور چاہے نہ دیوے سوم وہ شخص جو جمعہ مین انصات وسکوت کے ساتھ حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی
گردن سے قدم بڑھاتا ہوا تجاوز نہین کر گیا اور کسی کو ایذا نہین دی تو جمعہ اسکے لیے کفارہ ہی اسکے بعد والے جمعہ تک اور زیادہ تین روز (علاوہ ثواب)
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا الآیۃ

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۥ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ
توکہ مجھکو تو سجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دین صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والون مین توکہہ میری نماز
وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝
اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کی طرف ہی جو صاحب سارے جہان کا ہی کوئی نہین اسکا شریک اور یہی مجھکو حکم ہوا اور مین سب سے پہلے حکم بردار ہون

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہدایت متعدی بمفعول دوم بواسطہ بھی ہوتا ہے جیسے یہاں الی صراط مستقیم ہے جبکہ مراد ایک چیز کی طرف
راہ بتانی ہو اور کبھی متعدی بلا واسطہ ہوتا ہے جیسے اہدنا الصراط المستقیم جبکہ واصل کرنا مقصود ہو کیونکہ ہدایت بدون اسکی عنایت کے نہیں ہے پس یہاں
صراط مستقیم محل نصب میں ہے بنا بر آنکہ مفعول دوم ہو اور بدل اسکا منصوب فرمایا دِیْنًا قِیَمًا یعنے سیدھا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ
کہ اسکی تفسیر گذر چکی **قال الحافظ ابن کثیرؒ** اور یہ بمانند قولہ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین۔ اور آنحضرت صلعم
جبکہ ملت ابراہیم حنیفیہ کے اتباع کا حکم کیے گئے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت آنحضرت صلعم کے اکمل ہوں کیونکہ آنحضرت صلعم
اس ملت کو بتکمیل تمام ادا کیا کہ سابقین میں سے کوئی اس مرتبہ کو نہیں پہونچا اسی واسطے خاتم الانبیاء اور سید اولاد آدم علی الاطلاق اور صاحب
مقام محمود ہوئے کہ تمام خلائق حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی آنحضرت صلعم کی طرف رغبت کرینگے انتہی اور اسمین مشرکون پر تعریض ہے جو شرک کرتے
اور دین ابراہیم کا دعوی کرتے تھے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ یہاں رسم الخط صلوۃ کا بالف ہے اور مراد نماز ہے وَنُسُكِیْ عبادتی من حج وغیرہ یعنی نسک
جمع نسیکہ اور مراد اس سے عبادت ہے حج ہو یا کوئی اور ہو وعلی ہذا تعمیم بعد تخصیص ہوگی کیونکہ صلوۃ بھی عبادت ہے **وقال الحافظ**۔ اللہ تعالی نے
حکم دیا کہ مشرکون کو خبر دے جو لوگ کہ سوائے اللہ تعالی کے غیرون کے بتون وغیرہ کی عبادت کرتے اور غیر کے نام پر ذبح کرتے پس انکو آگاہ کرد
کہ میری نماز بھی اللہ تعالے ہی کے واسطے فقط مخصوص ہے اور میرا نسک بھی اسی کے نام پر ہے اور یہ بمانند قولہ تعالے فصل لربک وانحر ہے
قال مجاہد نسک یعنی حج وعمرہ میں قربانی کرنا ہے سعید بن جبیر وسدی وضحاک کا قول ہے وعن ابن عباسؓ آنحضرت صلعم نے عید النحر کے روز دو مینڈھے
ذبح کیے اور وقت ذبح کے یون دعا پڑھی انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی الی آخرہ
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ یعنے میری حیات وموت لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ یعنے حقیقت میں اسکا کوئی شریک نہیں تو ان امور میں بھی
کوئی اسکا شریک نہیں ہے وَبِذٰلِكَ یعنے اسی توحید بجا لانے کا اُمِرْتُ مجھے حکم کیا گیا ہے وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنے اس امت میں سے
میں ہی اول مسلم ہوں کذا قال قتادہ رحمہ اللہ **ف فی العرائس** قولہ تعالی قل اننی ہدانی ربی الخ۔ صراط مستقیم اس مقام پر نہایت نادر طریقہ
معارف کاشف میں ہے اسی طریقہ سے اپنے نبی صلعم کو اپنی طرف ہدایت فرمائی کیونکہ آنحضرت صلعم اس طریق کے ساتھ تمام خلائق میں سے
مخصوص میں کیا تو نہیں دیکھتا کہ قولہ قل اننی ہدانی ربی کسے کیونکہ خاص اپنے نفس کی ہدایت بیان فرمائی اور یہ وقوع اسرار منازل انوار ہے اور
طیران آپ کی روح کا منازل ملکوت وجبروت میں ہے جبکہ مقام دنو الدنو کو بوصف رویت کبری مشاہدہ کیا اور مناجات اعلی میں پہونچے
جیسا کہ قولہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفؤاد ما رای سے اشارہ ہے و قولہ ما کذب الفؤاد
ما رای یعنے بسبب علت حدوث کے راہ قدم سے تجاوز نہیں کیا کیونکہ بسبب رعایت ازلی وعنایت ابدی کے محفوظ ومعصوم
تھے پس صفات کی راہوں میں سے بہت اقوم راہ پر اور مشاہدہ ذات میں سے نہایت مستقیم راہ پر پہونچ گئے چنانچہ اشارہ فرمایا بقولہ دینا
قیما یعنی بہت مستقیم جو کہ بشریت کی کجی ونقص تلوین وغیرہ سے منزہ وپاک ہے کیونکہ یہ کشادہ راہ محبت وخلت تھی جس سے جذبات ازل وکشش
ابد نے آپ کو کھینچ لیا تھا۔ وقد قال تعالی ملۃ ابراہیم حنیفا یعنی طریق محبت ملت ابراہیم کا انکی خلت ودوستی میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام
خلائق کے درمیان سے نہایت نادر طریقہ محبت وخلت سے مخصوص تھے انکو حنیفیہ کے ساتھ موصوف کیا کیونکہ وہ اس راہ میں ماسوائے
حبیب کے سب چیزون سے منہ موڑنے والے تھے جو انکی راہ چلا وہ انکے حبیب تک پہونچ گیا کیونکہ وہ شرک وقطعیت سے پاک
صاف راستہ ہے وقد قال تعالے وما کان من المشرکین راہ محبت وخلت ایک ہی راہ ہے درباره اقتدا کرنے کے کیونکہ معدن ان

Marfat.com

دونون کا وہی عین قدم ہی جو ہر علت سے منزہ و پاک ہی شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ صراط مستقیم یہ ہی کہ اقتدا کرے اور اتباع کرے اور ہوائے نفس کو ترک
اور کوئی بدعت نہ نکالے بھلا تو نہین دیکھتا کہ فرمایا وما ینطق عن الہوی بعض نے قولہ دینا قیما کے اشارہ مین کہا کہ دین قیم وہ ہی جو کجی اور
ہوا و ہوس سے پاک ہو اور اپنی مراد کی لذت سے بھی بری ہو اور جب آنحضرت صلعم کا وصف بیان کر دیا کہ او تعالی عز وجل کے جمال و
جلال کی ہدایت پانے اور جمیع خلائق سے اپنے خالق کی عبادت کی طرف منہ موڑے ہین تو حکم دیا کہ اپنے حال بلند و مقام احمدیہ سے
لوگون کو آگاہ فرما دین کہ تمام مخلوقات سے منھ موڑے ہوئے ہین پس فرمایا قل ان صلاتی ونسکی الآیۃ نماز اسکی وصل ہی اور سجود اُس کا
قرب ہی اور شہود اسکا مشاہدہ ہی اور رکوع وجد اور قیام حیرت ہی اسی واسطے فرمایا قرۃ عینی فی الصلوۃ۔ میری دونون آنکھون کی ٹھنڈک نماز مین ہی
کیونکہ اسی مین کمال ظہور مشاہدۂ الٰہی ہی اور واردات جلال و جمال کا ہجوم ہی یہانتک کہ مروی ہی کہ نماز پڑھتے تھے اور سینہ مین آپکے جوش
تھا مانند جوش دیگ کے۔ اور یہی نماز اللہ تعالے کے واسطے ہی کیونکہ اسمین غیر کی طرف نظر نہین ہوئی اور نیز یہی نماز اللہ تعالی کے واسطے بامعنی
ہوئی کہ اس نماز کا ادا کرنیوالا تمام خلائق سے افضل ہی اور نیز اسوجہ سے کہ اورون کی نماز و جمیع عبادت تو بالعرض ہی سوائے اس نماز کے
کیونکہ اسمین قدم مین حدوث کا فنا ہی اور نیز اسمین روح اول کو دروازہ ازل پر محبت و عشق کی تلوار سے قربان کیا گیا اور یہی معنی ہین
قولہ ونسکی۔ پھر جب اپنے وجود کو ازل کے لیئے قربان کر دیا تو حیات قدیم سے زندہ ہوا پھر سطوات عزت کے ظہور مین فنا ہو گیا اسکے لیئے
اسکی حیات و موت تھی پس ایسی زندگی و موت و قربان و نماز البتہ ہو سکتا ہی کہ اللہ تعالی کے واسطے ہو کیونکہ یہ سب علت حدوث و نسیان
بشری سے پاک ہی واسطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ کا بیان دوسری آیت کریمہ یعنی قولہ للہ ما فی السموات وما فی الارض سے ظاہر ہی
پس جسنے عبادت کو اپنے نفس سے لحاظ کیا وہ شکستہ حال ہی اور جسنے اس سے بیزاری کر لی اور بالکل الگ ہوا تو وہ عنایت قدیم مین
معصوم ہی اور کب کسی کو روا ہی کہ اپنے نفس سے اُلٹی بات خیال کرے بعض نے فرمایا کہ جسنے یقین کیا کہ وہ بفضل الٰہی موجود ہی تو یقین کریگا
کہ وہ اللہ تعالی ہی کے واسطے ہی پس جب اپنے نفس کو جان گیا تو اسمین غیر الٰہی عز وجل کا کوئی حصہ نہین رہا پس وہ حکم الٰہی پر گردن جھکاتا
ہوگا اور تقدیر الٰہی پر کچھ بھی اعتراض نہ کریگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اسی وصف کے ساتھ تھے جو ہم نے بیان کیا کیونکہ اللہ تعالے
کی فردانیت کے واسطے منفرد تھے اسی سے اپنے نفس کو اللہ تعالے کے واسطے منفرد کیا کہ سوائے حق عز وجل کے کوئی اُنکی نظر مین
نہ تھا چنانچہ او تعالے نے فرمایا لا شریک لہ جب قلب سے آفتاب جلال کا ظہور ہوا تو درمیان مین کسی غیر کا وجود نہین رہتا جسپر
نظر رہے قولہ وبذلک امرت۔ وہی پاک پروردگار تعالی عزیز جلیل ہی اسی کی شان ہی کہ اسکے قدم کو حدوث سے منفرد سمجھا جاوے
اور اسکے سوائے کوئی بھی اس لایق نہین کہ کسی امر مین نظر رکھنے کے واسطے ملحوظ ہو سکے تو عبادت وغیرہ کا کیا ذکر ہی پھر جبکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی اور اس قابلیت پر او تعالے عز وجل نے پیدا کیا تھا تو یہی بات ہی کہ ابتدائے فطرت مین آپ کے جوہر
کو مخصوص فرمایا جسنے ظہور تجلی الٰہی و کشف ہیبت و عزت کے وقت ہی سب سے اول و اعلی طور پر انقیاد کیا اسی واسطے قولہ بذلک
امرت کے بعد ہی فرمایا وانا اول المسلمین۔ اسمین اشارہ ہی کہ آنحضرت صلعم کی روح و آپ کا جوہر مقدم تھا پھر جملہ موجودات کا ظہور ہوا
اور آنحضرت صلعم سب سے پہلے درگاہ عزت و کبریا عز وجل مین مخاطب بولایت و محبت و رسالت و خلت وغیرہ ہو چکے پس اول الاول
مین حضرت ازل و ابد قدیم عز وجل کا انقیاد کیا اور جن لوگون نے اسمقام پر اوہام کو دخل دیا انھون نے وہمی و تصوری باتون پر مدار رکھا
اور یہ سخت گمراہی ہی اللہ تعالے و رسول اس سے پاک ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔ اور جو بات ہی اسکا اشارہ خود

حضرت صلعم نے فرمایا بقولہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین مترجم کہتا ہے کہ یہ معنی صحیح ہیں اور صحیح حدیث سے ثابت ہیں بعض نے فرمایا کہ قولہ و انا اول المسلمین یعنے او تعالےٰ عزوجل کے تصاریف قدرت پر جس طرح وجس تقدیر کے ساتھ جاری ہوں میں ایمان لایا اور گردن جھکائی اور اپنی طاقت و قوت سے بیزار ہوں اور یہ تسلیم جو درحقیقت علت ہے مراد اس سے اظہار قدرت ہے کہ جس تصاریف تقدیر یہ میں مطیع و منقاد ہوں یہ منجملہ اسکی رحمت خاص ہے فہم واللہ اعلم

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ

تو کہہ اب میں سوائے اللہ کے تلاش کروں کوئی رب اور وہی ہے رب ہر چیز کا۔ اور جو کماوے سو اُسکے ذمے پر اور بوجھ نہ اٹھاویگا ایک شخص دوسرے کا

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

پھر تمہارے رب پاس ہے رجوع تمہاری سو جتا دیگا جس بات میں تم جھگڑتے تھے اور اسی نے تمکو کیا ہے نائب زمین میں اور بلند کیے تم میں

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

درجے ایک کے ایک پر کہ آزمائے تمکو اپنے دیے حکم میں تیرا رب شتاب کرتا ہے عذاب اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا مفعول کو مقدم کرکے اسی پر ہمزہ استفہام انکاری داخل کیا کیونکہ انکار اسی پر ہے اور رب یعنی آلٰہ جسکی عبادت لائق و واجب ہے اور معنی آنکہ غیر اللہ کو رب نہیں تلاش کرتا اور اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ معبود و رب ظاہر ہے اسکو چھوڑ کر غیر کو رب بنانے و کافر و مشرک بننے کو میں نہیں چاہتا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ اور حال یہ ہے کہ وہی پاک پروردگار رب یعنی مالک خالق ہر ہر چیز کا وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا اور نہیں کمائی کوئی نفس کسی گناہ کو مگر اپنے ہی اوپر یعنی اُسکا وبال اسی پر ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ای ولا تزر نفس وازرۃ ای اٰثمۃ وزر نفس اُخریٰ۔ اور نہیں اُٹھائیگی نفس وازرہ یعنی گناہ کرنے والی کسی دوسرے نفس کے گناہ کو۔ واضح ہو کہ وزر اصل میں بمعنی گرانی و بوجھ ہے کسی تکلیف سے ہو یا کسی وجہ سے ہو اور اسی معنی کر فرمایا و وضعنا عنک وزرک یعنی جو گرانی تجھپر تھی وہ ہمنے تجھسے اُٹھادی اور تیرے اوپر سے گرادی۔ اور اس سے گناہ کے معنی نہیں کیونکہ آنحضرت صلعم گناہ سے پاک تھے اور مبتدع و مردود فرقوں کے قول پر لحاظ نہ کرنا چاہیے جو انبیاء کو گناہگار بتلاتے ہیں پھر بیان وزر سے مراد گناہ ہے اور اس معنی میں بھی مستعمل ہے ابن عباسؓ نے تفسیر کی یعنی کوئی نفس کسی دوسرے کے گناہ میں ماخوذ نہوگا اسمیں رد ہے مشرکوں جاہلوں کا جو ایسا کرتے تھے کہ ایک شخص کے مواخذہ میں اسکے عزیز قریب کو ماخوذ کرتے تھے حتی کہ قبیلہ میں سے ایک شخص کو ماخوذ کرتے تھے اور نیز اسمیں نصاریٰ کا رد ہے جو یہ زعم کرتے ہیں کہ تمام نصرانی جو گناہ چاہیں کیا کریں حضرت عیسیٰ نے ان سب کے گناہ اٹھا لیے ہیں اور یہ عجیب جہالت ہے۔ اور نیز اس سے رد ہوا عوام جاہل مسلمانوں کا جنھوں نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ مردہ بہت سے گناہ کرکے مرگیا بعد مرنے کے اسکے وارثوں نے کچھ لوگوں مفلسوں کو کچھ مال اس شرط سے دیا کہ مردے کے تمام گناہ تمہارے اوپر ہیں اور یہ مال اسکے عوض تمہارا ہے یا بلا شرط مال دیا اور اُن لوگوں نے اسکے گناہ اپنے اوپر قبول کر لیے پس یہ محض باطل ہے اور گناہ مردے پر رہینگے مگر آنکہ لوگ اُسکے واسطے مغفرت کی دعا کریں اور اللہ تعالےٰ مغفرت فرما دے پھر درصورتیکہ شرط کرکے یا بیع کے طور پر مال دیا ہے تو مال واپس کیا جاوے اور درصورتیکہ بلا شرط ہبہ کیا ہے تو مال انکو حلال ہے اور مردے پر گناہ اسکے برقرار رہینگے پھر اس بارہ میں کہ ہر نفس اپنے گناہ کے سوائے دوسرے کے گناہ میں ماخوذ نہوگا بہت آیات ہیں مانند قولہ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ الآیۃ اور یہ جو وارد ہوا کہ عذاب

Marfat.com

مین سب ماخوذ ہوجاوینگے اور زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم ہلاک ہونگے حالانکہ ہم مین نیکوکار ہونگے تو فرمایا کہ ہان جبکہ زناکاری بہت ہوجائیگی۔ تو دوسری حدیث عائشہؓ مین مصرح ہو کہ نیکوکار اس گناہ مین ماخوذ نہونگے بلکہ اپنی اپنی نیت ہو اور یہ عذاب انکے حق مین عین ثواب ہوگا۔ اور رہا قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم الآیۃ تو اس سے مراد یہ کہ گمراہی پر چلنے والا اپنے گناہ لادیگا اور جن لوگونکو گمراہ کیا تو وہ اپنے گناہ لادینگے اور اسپر بھی انکے مثل گناہ لدیگا اس بات کا کہ اسی نے انکو گمراہ کیا کما ثبت مین قولہ لیحملوا اوزارہم کاملۃ یوم القیمۃ ومن اوزار الذین یضلونہم بغیر علم الآیۃ اور یہی مراد اس حدیث مین ہو کہ جسنے کوئی بدعت نکالی تو اسپر اسکا گناہ لیا اور قیامت تک جو لوگ اس سے گمراہ ہوتے جاوینگے سب گناہ اسپر لدیگا یعنے انکے گمراہ کرنے کا۔ اور اسیطرح جو حدیث صحیح مسلم سے ثابت ہوا کہ قیامت مین بہت سے توحید والے اہل اسلام بہت بھاری گناہ لادے ہوئے آوینگے او تعالے انکے گناہون کو یہود و نصاری پر ڈالیگا۔ پس فقہ حدیث یہی ہو کہ انکی گمراہی سے یہ لوگ دیکھ دیکھکر گناہ مین مبتلا ہوے لیکن دین توحید پر باقی رہے اور یہ بھی ہوسکتا ہو کہ کوئی نفس دوسرے کا گناہ خود نہین اٹھاسکتی ہان او تعالیٰ عزوجل کو اختیار ہو کہ وہ ڈالدے اور رہا یہ کہ قتل خطا مین جو دیت وغیرہ کو عاقلہ و مددگار برادری برداشت کرتی ہو تو درحقیقت اس سے معارض ہی نہین آیا تو نہین دیکھا کہ بردہ آزاد کرنا خود خاطی کے مال پر ہو **وقال الحافظ فی التفسیر**۔ قولہ تعالے ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے واقعہ روز قیامت کی خبر فرمائی کہ اسکے حکم و عدل سے نفوس کو انھین کے اعمال پر جزا ملیگی اگر بھلے ہین تو بھلائی اور اگر برے ہین تو برائی پہونچیگی اور کسی کے خطیہ دوسرے پر نہوگی کمال قال تعالیٰ وان تدع مثقلۃ الی حملہا لا یحمل منہ شئی ولو کان ذا قربی الآیۃ۔ وقد قال تعالے کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین الآیۃ اسکے معنی یہ ہین کہ ہر نفس اپنے اعمال بد کے مواخذہ مین گرو ہو سوائے اصحاب الیمین کے جو نہایت نیکوکار مغفور بندے ہونگے پس انکے اعمال نیک کی برکت البتہ انکی ذریات کی طرف پہونچیگی چنانچہ قولہ الذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریاتہم الآیۃ مین مصرح کردیا یعنی جو نیکوکار بندے اصحاب الیمین ہین انکی ذریات جو ایمان کے ساتھ انکے تابع رہی انکو درجات بلند مین ہم انکے مقام پر اپنے فضل و کرم سے پہونچادینگے اگرچہ ان اعمال بزرگ مین یہ ذریات انکے برابر نہون **قال المترجم** اور البتہ ثابت ہوا اور تحقیق گزرچکی کہ۔ المرء مع من احب۔ مع آیت کریمہ کے جو لوگ نیکوکارون سے محبت رکھتے ہین وہ بھی جس سے محبت رکھتے ہین اسکے ساتھ ہونگے حتی کہ جنکو کافرون سے محبت ہو وہ کافرون کے ساتھ ہونگے اور البتہ حضرت انسؓ نے تمنا کی کہ آنحضرت صلعم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت رکھتا ہون اور تمنا کرتا ہون کہ انکے ساتھ ہون اگرچہ مین نے انکے اعمال حسنات کے مثل عمل نہین کیے ہین **وقال المترجم** قولہ الحقنا بہم ذریاتہم مین صریح دلیل ہو کہ حضرات اہل بیت حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا و حضرت حسن و حسین علیہما السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونگے وہذا کلام وقع فی البین والمقصود انما ہو تفسیر قولہ ولا تزر وازرۃ وزر اخری وفیما ذکر کفایۃ **وقال فی السراج** یہ جواب ہو مشرکون کے قول کا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم۔ یعنے مسلمانون سے کہتے کہ تم ہماری راہ کی پیروی کرو اور ہم تمہارے گناہون کو اٹھالینگے اور رد ظاہر ہو کہ جو جیسا کرے وہی خود برداشت کرے گا دوسرا اسکا گناہ نہین اٹھاسکتا ہو ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ قیامت مین جو حق پر ہو اور جو باطل پر ہو سب ظاہر ہوجائیگا اور اسمین مبطلون کو تہدید ہو کہ وہ اپنے افعال کے عوض عذاب شدید اٹھاوینگے وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ اے خلائف فی الارض۔ اور خلائف جمیع خلیفہ ہو اور معنی یہ کہ یخلف بعضکم بعضاً فیہا البعض تمہارے بعض کے خلیفہ ہوتے ہین

روے زمین پر یا یعنی کہ امم ماضیہ کے تم خلیفہ ہوے کما قال السدیؒ یا معنی یہ کہ اس نوع انسانی کو اللہ تعالی نے زمین مین اپنا خلیفہ کیا۔
وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ یعنے مال وجاہ وعلم وشرف وغیرہ مین بعض کو بعض پر فوقیت دی چنانچہ بعض کو غریب ومفلس
ووضیع وبے پڑھا وغیرہ کیا اور یہ کچھ اسوجہ سے نہین کہ اوتعالی عزوجل کی درگاہ مین کوئی کمی ہو یا نعوذ باللہ بخل یا انکے حال سے نادانی ہو
کیونکہ اسکی درگاہ کبریائی ہر ایسی بات سے پاک ہے جو نقص وعیب کہی جاوے بلکہ یہ سب اسواسطے لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ تاکہ تمکو امتحان کرے
اس چیز مین جو تمکو عطا فرمائی ہے پس مطیع وعاصی ظاہر ہوجاوے اور علم الٰہی خوب محیط ہے کہ کون عاصی ہے اور کون مطیع ہے اور اسکا کیا انجام ہے
پس یہ امتحان خود ہر ایک بندہ کے واسطے ہے اور پارہ دوم مین یہ بحث مفصل گزرچکی ہے اِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ یعنے جو نافرمانی کرے
اور اسکو عذاب دینا چاہے تو لمحہ بھر کسی وجہ وسبب سے تاخیر نہین ہوسکتی یعنے کوئی چیز بھی مانع نہین ہوسکتی ہے وَاِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ
اور البتہ اوتعالے غفور رحیم ہے ان بندون کے واسطے جنھون نے توحید اختیار کی اور شرک سے تقوی کیا اور اللہ تعالے کے رسول پاک
محمد مصطفے صلعم کی تصدیق کی ہے پس جو شخص کہ بدون تصدیق حضرت محمد مصطفے صلعم کے توحید کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے اسواسطے کہ وہ توحید کو جان ہی
نہین سکتا اور اعتقاد توحید کے بدون آنحضرت صلعم سے سیکھنے کے کبھی نہین معلوم ہوسکتے پس جو صفات حضرت باری تعالی عزوجل کے
واسطے شایان ہین اور جو نہین شایان ہین مومن کو چاہیئے کہ انہین آنحضرت صلعم سے اور آپ کی حدیث شریف سے اور سلف صالحین کی فہم
نورانی سے سیکھے اور اپنی وہمی رائے وقیاس کو جسکو وہ عقل کہتا ہے دور رکھے ورنہ گمراہ ہوگا واعوذ باللہ من الغباوۃ والجہالۃ والضلالۃ
واسئلہ الہدایۃ وہو ربی حسبی ونعم الوکیل **قال الحافظ**۔ اور ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دنیا ہری بھری
میٹھی میٹھی ہے اور اللہ تعالے تمکو اسمین خلیفہ کرنے والا ہے دیکھے تو تم اسمین کیسے عمل کرتے ہو پس تم بچے رہو دنیا سے اور بچے رہو عورتون
سے کہ پہلا فتنہ بنی اسرائیل کا عورتون سے شروع ہوا۔ رواہ مسلم۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ اگر مومن جانے کہ کیا اللہ تعالے کے نزدیک عقوبت ہے تو کوئی بھی اسکے جنت کی طمع نہ کرے اور اگر کافر جانے کہ کیا اللہ تعالے
کے نزدیک رحمت ہے تو کوئی بھی جنت سے مایوس نہو اللہ تعالے نے سو رحمت پیدا فرمائین اور انمین سے ایک کو مخلوق کے درمیان
رکھ دیا اسی سے آپس مین رحم وشفقت کرتے ہین اور ننانوے رحمت اللہ تعالے کے نزدیک ہین۔ رواہ احمد اور ایک روایت مین
ہے کہ قیامت مین رحمت دنیا کے ساتھ انکو جمع فرماویگا۔ رواہ الترمذی ومسلم۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اسی ایک جزو رحمت سے یہ ہے کہ باہم
مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتے ہین یہانتک کہ جانور اپنا کھر اپنے بچہ پر سے اٹھا لیتا ہے اس خوف سے کہ اسکو صدمہ نہ پہونچے۔ رواہ مسلم
مترجم کہتا ہے کہ قیامت کی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے پس بشارت ہے ان لوگون کو جو ایمان پر ایک صاف مرین اس حال مین کہ اللہ تعالے کے
ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتے تھے اللہم اجعلنی منہم بفضلک العظیم وانت ارحم الراحمین **ف فی العرائس** قولہ قل اغیر اللہ ابغی ربا چونکہ
آنحضرت صلعم اوتعالی کی درگاہ پاک مین تمام خلائق سے پہلے سے بندہ محبوب تھا اور اوتعالی جل جلالہ عزت وکبریائی وربوبیت کی
حضور مین گردن جھکائے مطیع ومنقاد تھا اور کمال متناہی معرفت سے عارف تھا تو اب اللہ تعالے نے حکم دیا کہ تو اپنی پاک ذات
کو حدوث کی علتون سے مقدس ومبرا ہوگئی ہے بھجوا دے تاکہ ہر سچا بندہ اسکو پہچان لے اور ہر محب وولی اسکے دل وجان
سے اطاعت کرے اور اسکے حکم پر جان فدا کرے پس فرمایا قل اغیر اللہ ابغی ربا یعنی مین تو مشاہدہ قدم الٰہی عزوجل مین ہون
بھلا مین کسی اور کو اسکے مشاہدہ پر اختیار کرونگا ہرگز نہین ہرگز نہین اعوذ باللہ منہ سبحانہ تعالی شانہ تمام جہان مین کسی چیز کی کوئی ہستی ہے

Marfat.com

کچھ بھی نہین کچھ بھی نہین سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم جوزجانی نے معنی آیت مین کہا یعنے بھلا سوائے اللہ تعالے کے کوئی حافظ
وحفیظ ووکیل اور تلاش کرون - وہو رب کل شئی - اور اُسی نے مجھکو ہموم سے کفایت فرمائی اور راشد ہدایت مجھکو الہام فرمائی
کما قال قل اغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاہلون - بالجملہ عارف سے کیونکر ہو سکتا ہی کہ دامن رحمت مین ہو کر غیر کی عبادت کرے
قولہ ولا تکسب کل نفس الا علیہا - اسمین اشارہ ہی جریان تقدیر کی طرف ای لا تعمل نفس الا ما الزمت علیہا فی الازل یعنی کوئی نفس ہو وہ
نہین کریگا مگر وہی کام جو ازل مین اسپر لازم کر دیا گیا ہی پھر جب اسنے یہ کام کیا تو اسی نفس پر راجع ہوا اور خالق تعالے اس سے
منزہ و پاک ہی بعض نے کہا کہ نہین کماتی کوئی نفس کچھ بھلائی و برائی کو مگر وہ کمائی اسی پر ہی چنانچہ اگر برائی کو کمایا تو وہ ماخوذ ہی اور اگر
بھلائی کو کمایا تو اس سے سچی نیت مطلوب ہی یعنے قصد صحیح ہو اور ریا و عجب نفس کی خواہش و زینت و افتخار و اسپر اعتماد اور احسان
سے خالی ہو پھر جب اسکو حاصل کیا تو اسی کے اوپر لازم پایدگا اور وہ کچھ اللہ تعالے کے واسطے نہین کہ اسکی طرف عائد ہو **قولہ** ہو
الذی جعلکم خلائف الارض اللہ تعالیٰ نے خزائن معرفت و محبت و کمالات پر خلیفہ فرمایا اور جو اسقدر زمانہ دراز گزرنے و نبوت و رسالت
سابقہ و اول الاول مین انکشاف ہوئے وہ تمکو سب اگلون کی خلافت مین منکشف ہوے اور اسپر اور مقامات مزید بسبب شرف تمہارے
نبی صلعم کے عطا ہوئے جو اگلون کو نہ تھی **قال المترجم** شیخ اکبر ابن العربیؒ نے ایک دراز کلام سے بیان کیا ہی کہ انکشاف بعض مقامات
خاص کا امتیاز آنحضرت صلعم کو جو حاصل ہوا وہ سابق مین کنکف نہین ہو سکتا تھا اور اسی سے انبیاء اولو العزم تمنا کرتے تھے کہ امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے ہون اور ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم - شیخ نے کہا کہ اس امت کو بھی سبقت ہی اور
آخر مین ہونے کا بھی بھید ظاہر ہوا اور حدیث سے یہ مضمون ثابت ہوا کہ ہملوگ پیچھے پیدا ہوے اور ہم کو آخرت مین سب پر سبقت ہی -
اور اس آیت مین خلافت بعض بعض بھی بیان ہی چنانچہ سابق مین تفصیل گزر چکی کہ اولیاء و عرفاء و نجباء و اوتاد و ابدال وغیرہ مین مختلف
مراتب ہین اور جب ایک کا انتقال ہو جاتا ہی تو دوسرے گروہ مین سے ایک اُسکا خلیفہ ہوتا ہی یعنے بجائے اسکے قائم ہوتا ہی اور انکے
درجات متفاوت ہونے کی تصریح کر دی بقولہ ورفع بعضکم فوق بعض درجات بعض انکے بعض کی اقتدار کرتے ہین اور وہ امانت
و امان و حجت و برہان ہین عالمین کے واسطے اور عالمین کو انسے مستقل تعلق نہین بلکہ بایمعنی کہ احکام الٰہی سے انکو شرف ہی اور یہ
احکام اہل عالم کے حق مین ہوتے ہین اور نیز انکے درجہ باعتبار کمالات کے مختلف ہین پس بعض کا درجہ تو معاملات ہین اور بعض کا حالات
بعض کا مقامات بعض کا مکاشفات بعض کا مشاہدات اور بعض کا فراسات اور بعض کا کرامات بعض کا مواجید و واردات اور
بعض کا حکمیات اور بعض کا دعیات بعض کا معرفت بعض کا توحید - اور بعض کا تلوین اور بعض کا تمکین بعض کا یقین بعض کا فنا اور
بعض کا بقا بعض کا حیرت اور بعض کا وِلہ اور غیبت بعض کا سکر - اور بعض کا صحو بعض کا انفصال اور بعض اتحاد - اور بعض کا ربوبیت
اور بعض کا عبودیت اور ایسے ہی علم عام اور علم خاص اور علم العلم اور معرفت العلم و معرفت السر و معرفت علم المجہول وغیرہ ہین اور اس سے
اوپر علم کا کوئی مرتبہ نہین ہوتا ہی ہان رسم مندرس و طریق منطمس ہی یعنے ہر حادث فنا ہی کیونکہ وہان کنہ قدم کا ظہور ہی اور قدم کے ساتھ سوائے
قدم کے کسی چیز کو بقا نہین ہی پس بندون کو جو اُن مختلف مقامات مین مبتلا کیا تو اسواسطے کہ انکو امتحان فرماوے تاکہ علت حدوث کو
قدم مین فنا کرین - اور جو شخص ان مقامات مین سے نعت ربوبیت کے ساتھ نکل بھاگا اور مدعی ہوا تو وہ مار ڈالا جاوے سولی دیا جاوے
قتل کیا جاوے جلا دیا جاوے جیسا کہ حسین بن منصور کے ساتھ کیا گیا اور اللہ تعالے اسکی مغفرت فرمائے - اور جو شخص کہ ان حالات

مین بیعت عبودیت رہا اور بندگی پر مستقیم رہا جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہمیشہ یہی آپ کے کلام سے ثابت ہوا کہ جناب باریتعالی مین التجا فرمائی کہ مین بندہ ہون اور نہین کوئی معبود سوائے اللہ تعالےٰ کے تو وہ سکر کے حال مین معصوم رہا اور راہ طریق مین جو خطرات آگئے ہین وہ بخشے جاوینگے بسبب قول حضرت باری تعالیٰ کے کہ فرمایا ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم۔ اور بعض مشائخ نے کہا کہ ولی کا خلیفہ ولی ہے اور صدیق کا صدیق ہے اور بعض کے درجہ کو بعض پر بلند کیا اور بعض کے درجہ کو بعض کے واسطے سے بلند کیا تاکہ روئے زمین حجت اللہ عزوجل سے اور امان سے خالی نہ رہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ بعض کے درجات کو بعض دیگر پر اسواسطے بلند فرمایا کہ جو نیچے مرتبہ پر ہو وہ اوپر والے کی اقتدا کرے اور جو مرید ہے یعنے خود ارادت کے ساتھ حضور حق مین رسائی چاہتا ہے وہ اس بندہ کی پیروی کرے جو ازل مین حضرت باری تعالیٰ کے فضل سے مراد ہو چکا ہے چنانچہ امتیان محمدی حضرت محمد صلعم کی پیروی واقتدا کرین تاکہ درجہ مقصود کو پہونچین۔ فافہم واللہ اعلم

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَخَمْسٌ اَوْ سِتٌّ اٰيَاتٍ

سورۂ اعراف مکیہ اور وہ دوسو پانچ یا دوسو چھ آیات ہیں

وفی السراج اس سورہ کے کلمات تین ہزار تین سو پچیس ہین اور حروف چودہ ہزار تین سو دس ہین پھر یہ سورہ مکیہ ہے سوائے آٹھ آیتون کے یعنی قولہ واسألہم عن القریۃ التی۔ تا قولہ واذ نتقنا الجبل فوقہم الآیۃ۔ یہی ابن عباس وابن الزبیر سے مروی ہے اور یہی حسن ومجاہد وعکرمہ وعطاء وجابر بن زید کا قول ہے اور یہ سب سورہ محکمہ ہے اور بعض نے کہا کہ قولہ تعالےٰ واعرض عن الجاہلین کا حکم منسوخ ہوا اور باقی محکمہ ہے **قال المترجم** پہلے مذکور ہو چکا کہ اعراض وصفح وغیرہ کے مانند احکام داخل نسخ اصطلاحی نہین ہین وقد فصلہ المفسر فی المقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون مین خدا کے نام سے کہ وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓصٓ ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ

یہ کتاب اتری ہے تجھکو سو اس سے تیرا جی نہ رکے کہ خبردار کرے تو اس سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو چلو اسپر جو اترا

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

تمکو تمھارے رب سے اور نہ چلو اسکے سوائے اور رفیقون کے پیچھے تم کم دھیان کرتے ہو

الٓمّٓصٓ اللہ اعلم بمرادہ بذلک۔ اس کلام سے جو مراد ہے اسکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اور کسی کو نہین معلوم ہے **قال المترجم** مفسر رحمہ اللہ نے تمام تفسیر مین یہی اختیار کیا کہ اسکی مراد کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہین جانتا ہے اور اتقان مین اسکی بابت ایک بحث طویل ہے اسکی ازظاہر کلام مین اسی قول کو مرجح رکھا اور مترجم نے ابتدا سورہ بقرہ مین بحوالہ بعض متاخرین کے لکھ دیا کہ تاویل وتفسیر مین فرق ہے تاویل اسکی بمعنی مایؤول الیہ الامر کو کوئی نہین جانتا سوائے حق تعالےٰ کے اور اسی معنی کر جنت مین کھانا پینا وغیرہ بھی ابھی باعتبار تاویل کے کوئی نہین جانتا اگرچہ یقطعًا معلوم ہے کہ واقع ہوگا اور رہی تفسیر بدیں معنی کہ الراسخین فی العلم کچھ اشارات جانتے ہین تو یہ بعض سلف سے مروی ہے

چنانچہ ابن عباس سے المص کی تفسیر مین آیا کہ معنی اسکے انا اللہ افصل یعنی مین ہو اللہ خوب فیصلہ کرنیوالا۔ رواہ ابن ابی حاتم وکذا قال سعید
بن جبیرؒ۔ اور کہا کہ اللہ تعالےٰ کے نامون مین سے نام ہی جس سے قسم کھائی ہی اور سدیؒ سے مروی ہی کہ۔ ہو المصور۔ محمد بن کعب نے
کہا ہو اللہ الرحمٰن الصمد ضحاک نے کہا انا اللہ الصادق۔ اور دیگر اقوال ہین جنکو مفسرؒ نے اتقان مین ذکر کیا اور حق یہ ہی کہ محصول سوز
اور اصل مراد کو رسوخ علم سے سمجھکر اسکے موافق کچھ اشارات سمجھے اور یہ تفسیر صوفیہ سے زیادہ مشابہ ہی اور عموماً اولیٰ یہ ہی کہ یہ سر القرآن
ہی اور بعض متاخرین نے تحقیق کیا کہ عارف کو یہ سر معلوم ہو سکتا ہی مانند علم روح کے اور ممتنع نہین مانند علم ذات وکنہ صفات کے
واللہ اعلم کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ یہ خبر ہی اور مبتدا اسکا ای ہذا کتاب مقدر ہی اور خطاب آنحضرت صلعم کو ہی فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْہُ
یعنے تیری طرف کتاب اُتاری گئی پس ہرگز نہو تیرے سینہ مین حرج اس سے یعنی تنگی اس کتاب سے باین طور کہ تو ابلاغ کریگا تو تجھکو
لوگ جھٹلاوینگے یا ایذا دینگے کیونکہ اوتعالیٰ تیرا حافظ و ناصر ہی اور بعض نے کہا کہ تنگی اسطرح نہو کہ لوگ کتاب الٰہی کو سنکر ایمان نہ لائین اور
سخت عذاب مین اسوجہ سے گرفتار ہوے کہ بعد حق بات پہونچنے کے کفر کیا کیونکہ تجھپر پہونچانا واجب ہی اور کچھ غرض نہین ہی اور
مجاہد و قتادہ وغیرہ سے مروی ہی کہ حرج یہان بمعنی شک ہی کیونکہ شک کرنیوالے کا سینہ بھنچا ہوا ہوتا ہی اور معنی یہ ہونگے کہ تو اسمین شک
مت کر کہ یہ کتاب اللہ تعالےٰ کے یہان سے نازل ہوئی ہی لیکن اس صورت مین یہ بھی بمعنی تعریض امت ہوگی کیونکہ آنحضرت صلعم کے
حق مین تو شک متصور نہین دو وجہ سے ایک تو آپ نبی معصوم تھے اور دوم آنکہ وحی نازل ہوتی تھی پس لامحالہ امت کو تنبیہ ہی کہ انمین
سے کسی کو شک نہونا چاہیئے پس قول اول پر تقدیر یہ ہی حرج منہ فی ابلاغہ ضیق نہو اس کتاب سے اسکے پہونچانے مین اور قول دوم
پر تقدیر یہ ہی حرج منہ فی انزالہ شک نہو اسکے نازل ہونے مین۔ پھر انزال کا فائدہ تبلایا یعنے نازل کی گئی لِتُنْذِرَ بِہٖ یعنی اسواسطے نازل کی گئی کہ تو اس سے
گنہگارون مشرکونکو عذاب سے ڈراوے تحقیقی خبر کے ساتھ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور واسطے نصیحت حاصل کرنے مومنون کے یا مومنونکو نصیحت دیوے اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ
اِلَیْکُمْ یعنی قل لہم ذالک مفسرؒ نے قل لہم مقدر کیا اور شاید اشارہ ہی کہ یہ حکم مومنونکو ہی یعنی مومنونکو کہدے کہ اتباع کرو ما انزل الیکم کی اور ظاہر یہ ہی کہ کلام مستانف ہی
کیونکہ مومنین کی تخصیص تو ذکری للمومنین سے ہوگئی کیونکہ نصیحت پند انھین کو حاصل ہوگئی اور یہان عام حکم دیا جسمین ہر مکلف شامل ہی مِنْ رَّبِّکُمْ یعنی اتباع کرو
اس چیز کا جو اُتاری گئی تمہارے رب کیطرف سے اور وہ قرآن ہی اور بیضاویؒ نے کہا کہ وہ قرآن وسنت دونون کو شامل ہی اسواسطے
کہ اوتعالےٰ نے فرمایا۔ ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی یعنی رسول نہین بولتا اپنی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہی جو اسکی طرف ایحاء
کیجاتی ہی پس حدیث بھی وحی خفی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تفسیر کبیر مین ہی کہ ما انزل الیکم شامل ہی کتاب وسنت دونون کو
اور یہی دیگر مفسرین نے کہا ہی اور انزل الیکم فرمایا حالانکہ وہ رسول اللہ صلعم کی طرف نازل ہوا تو اسوجہ سے کہ وہ خطاب سب کو ہی اور
سب پر فرمانبرداری اسکے بواسطۂ رسول علیہ السلام کے فرض ہی چنانچہ فرمایا ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا یعنی جو تمکو رسول
دیوے وہ لیلو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو پس کتاب الٰہی کی فہم حاصل ہونے پر ہر ایک پر اتباع فرض ہی اور اس سے
یہ مراد نہین کہ قرآن بغیر موجودگی رسول کے نہین لیا جا سکتا بلکہ مراد یہ کہ قرآن کی اتباع فرض ہی جو رسول اللہ صلعم کے واسطے سے تمکو
پہونچا اور حضرت صلعم نے اسکی اتباع پر سخت تاکید فرمائی اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ای لا تتخذوا من غیر اللہ
اولیاء تطیعونہم فی معصیۃ اللہ۔ یعنے مت بناؤ غیر خدا کو ولی و متبوع جنکی پیروی کرو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی مین ورنہ اگر اللہ تعالےٰ
کی فرمانبرداری مین ولی بناوے تو جائز ہی حتی کہ آنحضرت صلعم کی اتباع فرض ہی۔ زمخشریؒ نے کہا کہ مراد یہ کہ شیاطین جن وانس ہین

Marfat.com

کسی کو دلی مت بناؤ جو تم کو خواہش نفسانی و بدعتوں پر آمادہ کرین **وقال الرازی فی الکبیر** اس آیت مین دلالت ہو کہ قرآن مین
جو عمومات ہین انکو قیاس سے خاص کرنا نہین جائز ہو کیونکہ عموم قرآن تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اُسکی پیروی
واجب کردی ہو پس اسپر عمل کرنا واجب ہو تو ایسی حالت مین قیاس پر عمل کرنا منع ہوا ورنہ تناقض لازم آویگا **وقال المترجم**
اگر یہ مراد ہو کہ باب عقائد مین جو عام جسطرح ہو اسکو قیاس سے خاص کرنا نہین جائز ہو تو صحیح ہو ورنہ قیاس خود مثبت نہین بلکہ مظہر حکم
الٰہی ہو اور ایسی حالت مین کوئی تناقض نہین کیونکہ عموم مذکور بحیثیت مأوّل عمل واجب ہو اور وہ بعد تخصیص از قیاس ہو فافہم۔ مالک بن
دینار نے لاتبتغوا پڑھا از ابتغار یعنی مت طلب کرو سوائے حق کے کسیکو ولی قَلِیلاً مَّا تَذَكَّرُونَ یعنی تذکرون قلیلا ما۔ بہت کم نصیحت
حاصل کرتے ہو اور ایک قراءۃ مین تذکرون بتخفیف ہو اور ما زائدہ ہو تاکید قلت کے واسطے آیا ہو حاصل آنکہ باوجود اس فہمائش وسیع
و کثیر کے تمکو بہت کم تذکر ہوتا ہو **قال الحافظ** اور یہ بمانند قولہ وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین یعنی اگر تو حرص کرے تو بھی بہتیرے
لوگ مومن نہین **ف فی العرائس قولہ المص** شیخ نے بیان رسوخ علم سے بعض اشارات کو ذکر کیا اور کہا کہ گویا ان حروف
تہجی سے آنحضرت صلعم کو اشارہ ہو یعنے اللہ تعالےٰ نے جب چاہا کہ اپنے رسول علیہ السلام سے اپنے انبیاء سابقین کے قصے وماجرے
اور انکے ساتھ اسرار و شرائع و حقائق گذشتہ کو بیان کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص شریعت و طریقت سے
مخصوص و ممتاز فرماوے اور گذشتہ و آیندہ حال سے آگاہ کرے تو حروف تہجی سے آگاہ فرمایا اور اُسکے بھید سے محض اشارہ و
اسرار خطاب سے آگاہ فرمایا اور او تعالیٰ جانتا ہو کہ رسول اللہ صلعم اس اشارہ سے مراد الٰہی کو سمجھ جائیگا اور او تعالیٰ جانتا ہو کہ باقی
امت اسکو نہین سمجھینگے پس ایک طویل سورت کو ان چھوٹے سے حروف مین تعبیر فرمایا اور خاصان امت مانند صحابہ و تابعین و اولیاء
متقدمین کے کبھی کہین کہین بعض اشارہ کو سمجھ جاتے ہین پس منجملہ اسکے یہ کہ حروف مقطعات رموز قرآن ہین جنکو بعض علماء ربانی سمجھتے ہین
پس اس مقام پر الف اشارہ ہو آدم سے چنانچہ آدم کے اول مین الف موجود ہو پس الف سے اشارہ آدم کے حال و قصہ و ابتداء خلقت و
ملائکہ پر پیش ہونا اور جنت مین جانا اور وہان سے باہر آنا وغیرہ حالات کی طرف ہو وہ اصل خلقت ہین اور دیگر جو اُنسے شاخین نکلین وہ ذکر
مین آدم کے تابع ہین اور الف کا اشارہ علم الاسماء کی طرف ہو بقولہ وعلم آدم الاسماء۔ اور اس اسماء مین علم ذات و جمیع صفات اور
نعوت و افعال کا ہو اور علم گذشتہ و آیندہ کا ہو پس آنحضرت صلعم کو اس الف سے تمام وہ علم سکھلا دیا جو آدم علیہ السلام کو جمیع اسماء
کے علم سے حاصل ہوا تھا کیونکہ آنحضرت صلعم تمام اولین و آخرین سے زیادہ لطیف تھے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ بزرگ تر
اور زیادہ مقرب تھے پس موافق قرب کے اشارہ بھی زیادہ لطیف فرمایا جو اوروں پر زیادہ مخفی ہوگیا لام سے اس مقام پر قصہ تجلی موسیٰ
علیہ السلام و کوہ طور کی خبر فرمائی اور ان احوال ماضیہ سے آپ کو آگاہ کیا میم سے شان موسیٰ و اول سے آخر تک انکے واقعہ کی خبر دی
اور حرف ص سے قصص نوح و ہود و صالح و شعیب و لوط اور تمام ماجرا انکا ابتدا سے آخر عمر تک جو کچھ گزرا ہو اس سب سے
آگاہ فرمایا اور اسی حرف صاد مین انکے صبر و تحمل اور مشقت و بلاء الٰہی اور صدق محبت بوفاداری و صدق با عمال و اقوال کا بیان ہو
اور تصدیق اس بات کی کہ حروف کے تحت مین پوری کتاب مندرج ہوتی ہو وہ حدیث ہو جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آدم کو حروف تہجی عطا فرمائی اور ہر حرف ایک کتاب تھا اللہ تعالےٰ کی طرف سے آدم کے واسطے
قال المترجم حرف حتی کہ نقطہ مورث علوم و معرفت ہو کچھ بھی بعید نہین وقد مر فی تفسیر البسملۃ عن بعض التابعین ما یشیر الی ہذا بل ہو

Marfat.com

نص صریح ثم المراد ہہنا کانہ عرفان مع العلم لا التصویر باللفظ والاتقدمین فی مواضع من الکتاب العزیز وظاہر کلام الشیخ یدل علی ذلک فافہم واللہ اعلم
اور نیز حرف الف سے اوتعالیٰ نے میں قدم سے خبر دی اور اپنی ذات پاک کی وحدانیت کو بتلایا جو افتراق و اجتماع سے منزہ و پاک ہے
اور جمیع مخلوقات کو اسی سے صادر فرمایا ہے کیونکہ تمام موجودات و وجود کا صدور اسی پاک پروردگار تعالیٰ سے ہے جیسا کہ مصدر جمیع الحروف کا
اور نیز حرف الف سے سر الاسرار اور صرف الانوار کی خبر دی اور جو کچھ تمام حروف میں علم اولین و آخرین تھے سب اسمیں ظاہر کیے اور یہ
نہایت دقیق اشارہ بجانب آنحضرت صلعم ہے پھر حرف لام سے اسکو واضح کیا بالغرض تر فہ خاطر و زیادت ادراک کے۔ پھر حرف میم سے
خطاب مصرح کر دیا پھر حرف صاد سے حروف کے خواص بیان فرمائے کیونکہ اسمیں وصف جمیع حروف ہے پھر علوم میں تعمیم فرمائی اور
تمام سورہ سے عموماً مخلوق کو علم دیدیا کیونکہ علم اسرار میں انکو ادراک و معرفت نہیں ہے اور جسقدر مضمر در مضمر ہوتا جاوے انکی فہم سے بالا ہو جائیگا
اور نیز الف لام سے اسرار ازلیت اور ازلیت کو بیان فرمایا تو نہیں دیکھا کہ کیونکر الف کو لام سے نسق کیا بالغرض انحصار اشارہ کے تاکہ
قدم میں حدیث عدم باقی نہ رہے اور ظاہر ہے کہ جو لام و الف یعنی عدم ہے وہ کیونکر اشارہ قدم ہوگا پس ایک کو دوسرے سے نسق کر دیا
تاکہ نفی کی بات نہ ہو جاوے کیونکہ نفی ایک عنصر ہے جو حوادث پر واقع ہوتی ہے حالانکہ حوادث کا ذکر قدم میں نہیں ہے پس الف سے احدیتِ الٰہیہ
سے خبر دی اور لام سے ازلیت سرمدیہ کی خبر دی پھر میم سے محبت قدیمہ کی خبر فرمائی اور صاد سے صفات قائمہ بالذات کی خبر دی
الف سے ذات میں ذات کی خبر دی جو واحد ہے پھر لام و میم و صاد سے شمول صفات قدیمہ کی خبر فرمائی۔ الف از ذات اور میم از صفت
ازل اور صاد از صفت محبت ہے اور صاد میں جمیع صفات کی خبر ہے۔ محمد بن عیسی الہاشمی نے کہا کہ میں نے ابن عطاؒ سے سُنا کہ جب اللہ تعالیٰ
نے حروف کو پیدا کیا تو انکے واسطے ایک سر باطن قرار دیا پھر جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اسمیں اس سر مخفی کو مندمج کیا اور ملائکہ میں
اس بھید کو منتشر نہیں فرمایا تھا پس یہ حروف حضرت آدم کی زبان پر بفنون جریان و فنون لغات جاری ہوے جنکی اللہ تعالیٰ نے صورتیں
پیدا کر دیں **قال الحسین** الالف تو الف المالوف ہے (الفت کیا ہوا) اور اللام لام الآلاء ہے (نعمتیں) المیم میم ملک ہے والصاد صاد صدق ہے اور فرمایا
کہ قرآن میں ہر چیز کا علم ہے اور علم قرآن کا حروف مقطعات میں ہے اور علم حروف کا لام الف میں ہے اور علم لام کا الف میں ہے اور علم الف کا
نقطہ میں ہے اور علم نقطہ کا معرفت اصلیہ میں ہے اور معرفت اصلیہ کا علم ازل میں ہے اور علم ازل کا مشیت میں ہے اور علم مشیت کا غیب الہو
میں ہے اور غیب الہو وہی ہے کہ نہیں مثل اسکے کوئی چیز لیس کمثلہ شیٔ مترجم کہتا ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ کہ مترجم کو یقین ہے کہ جملہ علوم اس کتاب مجید
میں ہیں اور عدم العلم مستلزم عدم نہیں اگر کسی کو معلوم ہوتا تو وہ اپنے اوپر نفرین کیا کرے کہ اسقدر کدورات میں کیوں مبتلا ہے اور قد ثبت
فی غیر آیۃ ان الکتاب العزیز یحوی علم کل شیٔ بل ہو تبیان لکل شیٔ ومنہا قولہ تعالیٰ وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض
ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین شیخ **ابو محمد الجریری** نے کہا کہ ہر لفظ و ہر ہر حرف کے واسطے ایک مشرب فہم خاص ہے جس سے
اسکی معرفت ہوتی اور دوسرے کی معرفت اس سے نہیں ہوتی اور اس مشرب کے واسطے جداول خاص میں سنا ہے کہ فرمایا المص
پس الف کے واسطے انکے نزدیک ایک فہم ہے اور فہم کے واسطے انکے محضر میں استماع ہے بجانب حسن مخرج و مذاق شیریں جو موجود
ہے بنظر متکلم اور اسی طرح لام کے واسطے حسن استماع و مخرج سوائے مخرج الف کے اور مذاق فہم موجود ہے اسی طرح میم کے واسطے
حسن استماع از مخرج غیر لام و علم فہم موجود ہے اور صاد کے واسطے حسن استماع بجانب حسن مخرج و علم فہم موجود سوائے میم کے ہے پس
یہ سب متکلم کے ملاحظہ سے ممزوج ہوا ہے **قال الحسین** الالف الف ازل ہے اور اللام لام ابد ہے اور میم ان دونوں کے درمیان ہے

Marfat.com

اور صاد اتصال اُس شخص کا جو متصل ہوا اور انفصال اُس شخص کا جو منفصل ہوا اور حقیقت مین نہ اتصال ہی اور نہ انفصال ہی مگر یہ الفاظ بسبب عبارات جاری ہوتے ہین کہ کچھ فہم و بیان حاصل ہو حالانکہ درگاہ حق تعالیٰ جملہ الفاظ و عبارات سے مصئون محفوظ ہی **قولہ** کتاب انزل الیک پہلے مذکور ہوا کہ حروف اسرار کتاب ہین اور تصدیق اُسکی یہ کہ بعد المص کے فرمایا کتاب انزل الیک۔ یعنی یہ حروف المص کی کتاب اسرار ہین جو تیری طرف نازل ہوئے ہین **قال المترجم** ہر چند کہ ہر ایک انمین سے کتاب ہی تو بمقتضائے ظاہر کتب انزلت ہوتا اگر ایسا تھا لیکن پردہ نزول مین صورت امتزاجی سے کتاب واحد ہوئی یا کتاب جنس ہی فتامل **قولہ** فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ یعنے تیرے سینہ مین انکی عدم شناخت کی تنگی نہو اور انکے ادراک مین نافہمی سے دل گرفتگی نہو یعنے مت خوف کر اس بات کا کہ تو اسمین ہمارے اشارات کو نہین سمجھے گا۔ کیونکہ تو مخصوص بعلم لطائف و حقائق ہی اور تیرا سینہ بسبب کشایش نور تجلی جمال کے بہت کشادہ ہی پس اسمین مقام قبض و گرفتگی کو دخل نہین ہی اور تصدیق اسکی قولہ انزل الیک ہی یعنی ان اسرار کو سوائے تیرے کوئی اور برداشت نہین کر سکتا۔ یہ تیرے ہی واسطے مخصوص اور تجھی کو اسکے فہم کی استعداد عطا ہوئی ہی پس انکی بابت سے تیرے سینہ مین کوئی گرفتگی طاری نہو کیونکہ انکی سمجھ تجھپر آسان ہو جائیگی **ابن عطا**ؒ نے قولہ کتاب انزل الیک مین کہا کہ یہ ایک عہد خاص ہی جس سے دیگر انبیاء علیہم السلام کے درمیان آنحضرت صلعم کو مخصوص فرمایا یعنی تو خاتم الرسل ہی اور تیرا عہد تمام عہود کا خاتم ہی تاکہ اس سے تیرا سینہ کشادہ ہوا اور تیری آنکھین ٹھنڈی ہون۔ **جنید**ؒ نے کہا کہ قولہ فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ یعنی تیرا دل اُسکے اُٹھانے اور اُسکے بوجھ سے تنگ نہو کیونکہ صفات کا برداشت کرنا بہت بھاری ہوتا ہی مگر اُسی شخص پر جو قبول مشاہدہ سے تائید کیا گیا ہی **قال النوری**ؒ ابو الحسن انوار حقائق جب سر باطن پر وارد ہوتے ہین تو انکی برداشت کرنے سے بہت بوجھ کے تنگ ہوتا ہی جیسے آفتاب کی شعاعین اُسکی نہایت کے ادراک سے مانع ہین **قال القرشی**ؒ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مین قصہ پیغمبر کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام کا بیان کیا تو معلوم تھا کہ قلب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے واسطے حرکت و جنبش کریگا تو حکم دیا کہ فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام سے طور پر کلام ہوا اور تجھسے ہر حیز و صورت سے باہر کلام ہوا اور اسکو مشاہدہ سے محرومی ہوئی اور تجھکو نصیب ہوا **قال الاستاد** کتاب احباب تحفۂ قدیمہ اور غم دوری و فراق سے شفا ہی اور قولہ فلا یکن فی صدرک حرج مین اشارہ ہی کہ ہر قبض سے سینہ تیرا حفظ الٰہی مین محفوظ ہی اور صدرک فرمایا اور قلبک نہین فرمایا کیونکہ قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجلی شہود مین تھا اور اسی واسطے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون اور یہان بھی قلبک نہین فرمایا اور اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ رب اشرح لی صدری اور آنحضرت صلعم کے واسطے فرمایا الم نشرح لک صدرک کیونکہ قلب محل شہود مین دائمی ہی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تنام عینای ولا ینام قلبی یعنی میری آنکھین سو جاتی ہین اور دل میرا نہین سوتا ہی اور کہا کہ اسمین ایصال لذت ہی کہ مجھکو ایک لذت پہونچتی ہی اور صاحب لذت کو حرج و ضیق نہین ہوا کرتی **قال المترجم** پہلے اتباع کا عموماً حکم دیا پھر شروع فرمایا کہ اگلی امتوں کو بسبب نافرمانی و اعراض حق کے کیا مصیبت عذاب پہونچا تھا

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ

اور کتنی بستیان ہمنے کھپا دین کہ پہونچا اُنپر ہمارا عذاب راتی رات یا دوپہر کو سوتے پھر یہی تھی اُنکی پکار جب پہونچا اُنپر

بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

ہمارا عذاب کہ کہنے لگے ہم تھے گناہگار سو ہمکو پوچھنا ہی اُنسے جن پاس رسول بھیجے تھے اور ہمکو پوچھنا ہی رسولوں سے

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝

پھر ہم احوال سنائینگے اُنکو اپنے علم سے اور ہم کہین غائب تھے۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ کم خبریہ مفعول ہو ایسے فعل کا جو حذف ہوا بشرط تفسیر چنانچہ اہلکنا اسکی تفسیر کرتا ہو اور بعض نے کہا کہ مبتدا ہو اور اہلکنا اسکی خبر ہو اور اول ارجح ہو اور قرآن مجید مین من تاکید کثرت کے ساتھ وارد ہوتا ہو اور قریہ وہ جگہ جہان لوگ مجتمع ہوتے ہون اور معنی یہ کہ اور بہت سے قریہ۔ اور مراد قری سے اہل قری ہین بسبب قول مابعد اَهْلَكْنٰهَا ہمنے انکو ہلاک یعنی وہان کے لوگونکو ہلاک کیا۔ فی السراج اور بعض نے کہا کہ تقدیر مضاف یعنی اہل کی کچھ حاجت نہین ہو کیونکہ قریہ خود بھی تباہ وبرباد ہوجاتا ہو جیسے قریہ والے تباہ ہوتے ہین اور اہلاک اپنے حقیقی معنی پر بھی ہوسکتا ہو اور مفسرؒ نے ارجح یہ قرار دیا کہ اہلکنا کے معنی یہ کہ ہمنے انکے ہلاک کا ارادہ کیا بقرینہ قول مابعد فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ای فجاءہا عذابنا لیلا اوہم نائمون بالظہیرة والقیلولة استراحة نصف النہار وان لم یکن معہا نوم ای مرة جاءہا لیلا ومرة جاءہا نہارا یعنے آیا انپر ہمارا عذاب رات مین یا درحالیکہ وہ سوتے تھے دوپہر دن کو وقت سخت گرمی کے اور قائل یعنی قیلولہ کنندہ از قال یقیل قیلولةً اور قیلولہ دوپہر دن کے وقت استراحت لینے کو کہتے ہین اگرچہ نیند نہ آوے اور حاصل آنکہ انپر عذاب ہمارا کبھی رات مین آیا اور کبھی دن مین آیا یعنی کسی قوم پر رات مین جیسے قوم لوطؑ پر اور کسی قوم پر دن مین جیسے قوم شعیبؑ پر آیا۔ اور انھین دونون وقتون کو اسواسطے خاص کر بیان فرمایا کہ یہ اوقات استراحت وغفلت ہین پس انمین عذاب طاری ہونا نہایت فظیع ہو کما قال تعالی افامن اہل القری ان یاتیہم باسنا بیاتا وہم نائمون اوامن اہل القری ان یاتیہم باسنا ضحی وہم یلعبون پس کافرون کو تہدید ووعید ہو گویا کہا گیا کہ امن واجب کے اسباب تمکو مہیا کردیے گئے انپر مغرور مت ہو کیونکہ عذاب الٰہی جب اترتا ہو تو دفعةً نازل ہوجاتا ہو **قال البیضاوی**۔ قولہ اوہم قائلون معطوف ہی بیاتا پر گویا یون کہا گیا فجاءہم باسنا بائتین او قائلین پس ہم قائلون بحذف واو حال اسواسطے آیا کہ دو حرف عطف کا اجتماع لازم نہ آوے کہ ثقیل ہو کیونکہ واو حالیہ دراصل واو عطف ہو جو وصل کے واسطے مستعار لیا گیا ہو اور ضمیر پر اکتفا کرنا نہین کہ غیر فصیح ہو۔ اور ان دونون تعبیر مین انکی غفلت وعذاب سے بیخوفی مین مبالغہ ہو فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ ای قولہم یعنی دعوی بیان یعنی قول ہو وقال البیضاوی۔ ای فما کان دعاؤہم او استغاثتہم۔ یا دعوی بمعنی ادعا ہو اور مصدر مجہول ہو یعنی جسکو اپنے دین مین ادعا کرتے تھے اِذْ جَآءَهُمْ بَأْسُنَا یعنے بروقت عذاب آنے کے انکا دعا یا دعا واستغاثہ کچھ نہ تھا اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ مگر یہی کہ کہنے لگے کہ ہم ظالم ہین یعنی رسولؐ کی اور حکم تنزیل کی اتباع نہ کرنے مین اپنے ظالم ہونے کا اقرار کیا حاصل آنکہ ایسے وقت اقرار کیا کہ اسوقت بھی مفید نہین اسواسطے کہ ایمان تو استدلال غیب پر ہو اور اسوقت ایمان کچھ نہین جبکہ معاینہ ہوگیا۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم نہین ہلاک ہوئی یہانتک کہ خود انکا اقرار ثابت ہوگیا کہ ہمنے واقعی ظلم کیا ہو۔ ابن سنان نے کہا کہ مینے عبدالملک بن میسرہ سے پوچھا کہ یہ کیونکر ہو فرمایا کہ اس آیت سے فما کان دعوٰہم اذ جاءہم باسنا الا ان قالوا انا کنا ظلمین۔ اس حدیث کو ابن جریرؒ نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث وآیت مین واضح تطابق ہو پھر اوتعالے عزوجل نے جملہ مکلفین کو شمول کرکے پھر منکرونکو عذاب دنیاوی سے تہدید کرنے اور اسکے ضمن مین مومنون کو استثنا کرنے کے بعد پھر منکرون وکافرون کو عذاب اخروی سے سخت وعید فرمائی بقولہ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ فا ترتیب ہو یعنے بعد عذاب دنیاوی کے اگر واقع ہوا ہو جیسے مشیت ہو پھر ضرور آخرت مین یہ واقعہ ہوگا اور لام قسم ہو یعنے ضرور ہم پوچھینگے ان لوگون کو جنکی طرف ارسال کیا گیا کہ انھون نے رسول کو کیا جواب دیا اور

Marfat.com

انکے ابلاغ پر کیا عمل کیا وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ اور ضرور ہم رسولوں کو پوچھیں گے کہ کیونکر رسالت کو پہونچایا۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ تم
میں سب راعی ہیں اور سب اپنی رعیت سے سوال کیے جاوینگے پس امام پوچھا جائیگا رعیت سے اور رعیت کا مرد پوچھا جائیگا اپنے اہل خانہ
وعیال سے اور جورو پوچھی جائیگی کہ شوہر کے گھر میں کیا برتاؤ کیا اور غلام سے پوچھا جائیگا کہ اپنے آقا کے مال میں کیا کیا۔ لیث نے کہا
کہ مجھسے ابن طاؤس نے ایسی ہی حدیث بیان کی پھر یہ آیت پڑھی فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین اصل حدیث بدون زیادت
استدلال آیت کے صحیحین میں موجود ہے و حاصل التفسیر کما قال ابن عباسؓ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سوال میں ماخوذ کریگا کہ رسولوں کو کیا جواب دیا
اور رسولوں کو پوچھیگا کہ رسالت کیا پہونچائی ہے اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لا یسئل عن ذنوبہم المجرمون۔ مشرکوں سے انکے گناہوں کی
پوچھ نہوگی یعنے سیدھے دوزخ میں بھیجے جاوینگے تو جواب یہ ہے کہ رسولوں کی اجابت دعوت اور ایمان پر اعمال ہیں اور مشرکوں نے جب قبول
نہ کیا تو جملہ اعمال انکے نیست ہیں کیونکہ انمیں سے کوئی عمل عبادت نہیں ہو سکتا پس صرف یہ پوچھا جائیگا کہ رسول کو مانا یا نہیں مانا پھر جب اعمال کا
وقت آویگا تو مشرکوں کے اعمال کی کچھ پوچھ گچھ نہوگی بلکہ قطعاً جہنمی ہیں حاصل آنکہ اوقات مختلف ہیں اور سوال بھی مختلف ہیں جیسا کہ ظاہر ہے بالجملہ
مشرکوں سے پرسش ہوگی کہ ہمارے رسول کا کیا جواب دیا اور رسولوں کے ابلاغ رسالت کو بھی پوچھ لیا جائیگا تاکہ مشرک یہ دعوی نہ کریں کہ انہوں
نے ہمکو پیغام نہیں پہونچایا پھر مشرک انکار بھی کرینگے جیسا کہ گذرا اور انشاء اللہ تعالےٰ آویگا اور عالم الغیب والشہادۃ کے حضور میں یہ انکار کیا
چل سکتا ہے چنانچہ فرمایا فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ پھر ہم خبر دینگے انکو جو کچھ انھوں نے کیا ہے اپنے علم پاک قدیم سے وَمَا كُنَّا غَائِبِیْنَ
اور ہم تو غائب نہ تھے جبکہ رسولوں نے اللہ تعالےٰ کی رسالت کو پہونچایا اور گذری امتوں نے جو کچھ اعمال کیے یعنے سب کچھ ہمارے
علم میں نہایت صحیح و تحقیق کے ساتھ حاضر ہے اور یہ سوال تو فقط عدل و انصاف کی تحقیق کے واسطے ہے واضح رہے کہ ان دونوں سوالوں میں
بڑا فرق ہے خصوص کافروں کے رسولوں پر رسالت نہ پہونچانے کی تہمت لگانے کے وقت رسولوں سے سوال ہونا درحقیقت کافروں پر غضب
مزید ہے۔ **فی العرائس** قولہ فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین۔ اس سوال میں ایمان لانے والے بندے بھی آوینگے کیونکہ
انکی طرف بھی رسالت پہونچی پس انسے خطاب کے سمجھ لینے اور حرمت و احترام و عظمت کے ساتھ اسکے قبول کرنے اور متابعت و
سر جھکانے کے ساتھ اسپر عمل کرنے کا مضمون بھی شامل ہے **قال المترجم** غفرانک اللہم غفرانک سبحانک انک انت الغفور الرحیم وما لی سوا ذلک
استغفرک و اتوب الیک۔ شیخ نے کہا کہ رسولوں سے ادائے رسالت کا سوال ہوگا ایسے کلام سے جو بقدر عقول ہو اور یہ امت پر شفقت ہے
قال المترجم معنی یہ ہیں کہ رسولوں نے معرفت و توحید بقدر عقول بشری پہونچائی پس بالاتر معرفت و تحقیق معرفت جو مجال بشری سے باہر ہے
اس سے ازراہ شفقت معذور فرمائے جاوینگے اور یہ محض رحمت ہے اللہم لک الحمد انت ارحم الراحمین شیخ ابو حفص نے کہا کہ جن لوگوں کی
طرف رسالت بھیجی گئی انسے سختی و خشم و عذاب وہی کا سوال ہے اور جنکو رسالت لیکر بھیجا یعنے رسولوں سے انکی تشریف و مرتبہ بڑھانیکا سوال ہے
قولہ فلنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین۔ اسمیں اشارہ ہے کہ بندگان مشتاق جنکا یہ حال ہے کہ منہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ یہ سب حضور
الٰہی عز و جل میں ہیں اور تعالےٰ انکو خبر دیگا کہ ہماری ملاقات کے شوق میں انکا کیا حال تھا اور نیز جو لوگ کفر و شرک میں ٹھہرے ہوئے اودھر سے
بھاگے جاتے ہیں انکا حال بھی درگاہ کبریائی میں بیان ہوگا کہ انسے درگاہ عظمت و جلال پاک ہے اور نیز ان پر حال ظاہر کیا جائیگا کہ جو ان پر جاری
ہوا وہ اسکے حقائق سے نادان جاہل تھے اور قہر و لطف و موجود و معدوم کے حقائق ظاہر ہونگے اور قولہ ما کنا غائبین مشتاقوں کے
درد اشتیاق اور عارفوں کے جوش باطن اور عاشقوں کے آنسو بہانے سے اور کافروں و مشرکوں وغیرہ کے تکبر میں پاؤں پھیلانے سے

Marfat.com

اد تعالے کو غیبت نہین بلکہ سب کو وہ دیکھتا ہو حتی کہ جب یہ موجودات عدم مین تھے تب ہی سے اسکے علم قدیم مین یہی علم ہو جسمین ذرہ برابر تفاوت نہین ہو سکتا فسبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم۔ ابن عطاؒ نے کہا کہ قولہ فلنقصن علیہم بعلم یعنی انکے حال عدم وجود کے علم قدیم سے سب اخبار ہوگا **قال المترجم** بالجملہ یہ پوچھنا وخبر دینا تحقیق عدل کے واسطے ہو ورنہ اﷲ تعالے خوب دانا ہے نہان وآشکارا ہے

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ

اور تول اُس دن ٹھیک ہو پھر جنکی تولین بھاری پڑین سو وہی ہین جنکا بھلا ہوا اور جنکی تولین ہلکی پڑین سو وہی ہین

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ○

جو ہار بیٹھے اپنی جان اسپر کہ ہماری آیتون سے زبردستی کرتے تھے

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ای والوزن الحق کائن یومئذ یعنی قیامت کے روز وزن حق ہونیوالا ہو یعنی سوال مذکور کے روز وزن عدل ہوگا کہ کسی نفس پر ذرا ظلم نہوگا۔ کما قال تعالے ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین یعنے رکھینگے ہم میزانہاے عدل کو روز قیامت مین پس کسی نفس پر کچھ ظلم نہین کیا جائیگا اور اگر رائی کے دانہ برابر ہوگا تو ہم اس کو لا دینگے اور ہمارا حساب کرنیوالا ہونا کافی ہو اور ذکر میزان کا بہت سی آیات مین آیا منجملہ انکے قول اﷲ تعالی فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ۔ اور قولہ فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم فی جہنم خالدون۔ اور احادیث اس باب مین بہت کثرت سے ہین جو صحاح وسنن ومسانید مین مروی ہین بالجملہ میزان حق ہین اسپر وزن ہوگا فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ پس جنکے موازین گران ہونگے نیکیون سے فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ پس ایسے ہی لوگ مفلحین ہونگے یعنی فوز عظیم انہین کو حاصل ہوگا وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ اور جنکے موازین ہلکے ہونگے سبب گناہون کے فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ پس یہی لوگ ہین جنھون نے خسارہ مین ڈالا اپنی جانون کو بسبب اسکے کہ لے گئے اسکو دوزخ مین بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ بسبب ہماری آیات کیساتھ ظلم کرنے کے یعنے بسبب کفر انکا آیات آلہی کے ف۔ موازین جمع ہو اور ہر شخص کے واسطے ایک میزان ہوگی پس جمع کے معنی کیا ہین تو جواب یہ ہو کہ زبان عرب مین اہتمام چیز کو کبھی واحد کی جگہ جمع لاتے۔ اور بعض نے کہا کہ ہر بندہ کے واسطے میزان علیحدہ ہوگی حسن بصریؒ نے کہا کہ حق ہو اس ترازو پر جسمین نیکیان رکھی جاوین یہ کہ جھک جاوے اور حق ہو اس ترازو پر جسمین برائیان رکھی جاوین یہ کہ ہلکی ہوجاوے اور بعض نے کہا کہ ترازو مین دو پلہ وزبان داہنے ہوتا ہو اور وزن بدون ان سب کے تمام نہین لہذا جمع کردیا اور بیضاوی نے جواب دیا کہ بسبب موزونات مختلف ہونے اور متعدد وزن ہونے کے جمع فرمایا پس وہ جمع موزون ہو یا جمع میزان ہو۔ اور بعض نے کہا کہ وزن ومیزان یعنی عدل وقضا ہو اور بجاے انکے وزن ومیزان کا ذکر کرنا ضرب المثل کے طور پر ہو جیسے بولتے ہین کہ یہ کلام اس وزن پر ہو اور یہی مجاہدؒ سے روایت کیا جاتا ہو اور ضحاک نے کہا کہ زبان عرب مین ایسا بول چال شائع ہو اور یہی معتزلہ نے اختیار کیا جیسے کہ معتزلہ کی عادت ہو کہ جو بات انکی عقل مین جسطرح آتی ہو اسیطرح اسکو اختیار کرتے ہین اور یہان تو خیر زبان محاورات سے بھی اتفاقا مطابقت ہوگئی۔ زجاجؒ نے کہا کہ اتباع یہان بھی اس چیز کا چاہیئے جو صحاح ومسانید مین وارد ہوا یعنے میزان بمعنی حقیقی اور قشیریؒ نے کہا کہ اسمین زجاجؒ کا قول درست ہو کیونکہ صراط کا لفظ دین حق پر اور جنت ودوزخ وارد اور ارواح پر سواے اجسام کے اور شیاطین وجن کا لفظ اخلاق مذمومہ پر اور ملائکہ کا لفظ قوی روحانیہ پر نہین محمول کیا جاتا اور صدر اول سلف وخلف صالحین نے اس امر پر اجماع کیا کہ ان ظواہر کو بے دلیل تاویل کے لینا واجب ہو اور تاویل

Marfat.com

سے منع کرنے پر اجماع کیا پس یہ ظواہر مذکورہ نصوص ہوگئے۔ یہ قول نہایت صحیح ہے اور مجاہدؒ سے قول تاویل صحت کو نہیں پہونچتا اور بعض بدعتیون نے تاویل کی انکی تاویل کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کیا وہ لوگ اس امر کو اللہ تعالےٰ کی قدرت سے باہر جانتے ہین کہ وہ میزان حقیقی عدل کی قائم کرے اور اگر یہ نہین ہے تو پھر یہ کہنا کہ عقل مین نہین آتا محض جھوٹ ہے یا دیوانگی وجہالت ہے اور اگر ان جاہلون کی عقل مین نہین آتا تو ہمکو ان جاہلون کی عقل کا اعتبار نہین ہے جو عقول صافی وپاکیزہ ہین انہین کچھ بھی بعید نہین معلوم ہوتا آیا تو نہین دیکھتا کہ نورانی عقول حضرات صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خوب یقین سے قبول کیا اور برابر مومنین اسی پر اہل حق تھے یہانتک کہ ایک زمانہ کے بعد ان جاہلون کے متبعون سے جہالت کا دھوان نکلا اور اسنے تمام جہان کو تاریک کر دیا پس بچا وہ جسکو اللہ تعالےٰ نے ازل مین بچایا ہے اور گمراہ ہوا وہ جو شقی تھا اور کیونکر اسطرح مصرح آیات اور صحاح احادیث کی تاویل روا ہے اور بہت سی احادیث صحیحہ مشہورہ ہین جنمین تاویل کی گنجائش نہین اور اگر خوف طوالت نہوتا تو مین ان احادیث کو نقل کرتا کیونکہ بعضے جہلاء اس زمانہ مین اہل ایمان کو وہم مین ڈالتے ہین اور شقی وبدبخت لوگ انکے دنیاوی عروج کو دیکھکر دام فریب مین آجاتے ہین لیکن اثنا بحث مین بضرورت جو آجائیگا وہی کافی ہے از انجملہ مفسرؒ نے کہا کہ وزن ایسی میزان سے ہوگا جسکے زبان اور دونون پلے ہین جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہے بیان اسیقدر پر اکتفا کیا اور بدور السافرہ وتفسیر وبعض رسائل مین گو نہ بسط کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میزان قائم کیجاویگی اسکی زبان دو پلے ہین اگر ایک پلہ مین آسمان وزمین اور جو انمین ہے سب رکھا جاوے تو سما جائے رواہ اللالکائی فی السنۃ وابن المبارک فی الزہد وقد رواہ ابو الشیخ عن ابن عباس بمثلہ موقوفاً۔ پھر جب صحیح ہوا کہ وزن ومیزان سے حقیقی معنی مراد ہین تو پھر بیان وزن کو مطلق فرمایا ہے پس آیا اعمال کا وزن ہوگا یا ان صحیفون کا جن مین اعمال درج ہین یا اس شخص کا جسکے اعمال **قال الحافظ** وغیرہ بعض نے کہا کہ اعمال رکھے جاوینگے اور اعمال اگرچہ اس جہان مین اعراض ہین لیکن یہ تسلیم نہین کہ درحقیقت وہ اعراض ہین علاوہ برین اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ بصورت جواہر آوین اور قلب ماہیت ممتنع ہونے پر کوئی دلیل عقلی نہین قائم ہے اور نہ ہین بالضرورتہ ہے اور نیز جو اس جہان مین عرض ہے جائز ہے کہ اس جہان مین خود قائم ہو جیسے فلاسفہ کے نزدیک ذہن مین صورت جواہر کی جوہر ہوتی اور قائم بذہن ہوتی ہے لیکن اسپر اعتراض ہے کہ جب خارج مین پائی جاوے تو لا فی موضوع ہوگی پس وجود ذہنی مین قائم بالغیر ہے اور وجود خارجی مین خود قائم ہے ایسے ہی اعراض اعمال وغیرہ اس جہان مین قائم بالغیر ہین اور جہان آخرت مین وہ خود قائم ہون اور تحقیق ثابت ہوا کہ باقیات انکے واسطے خود ثابت ہین **قال فی المعالم** اور ابن عباسؓ سے یہی قول مروی ہے اور صحیح مین حدیث آئی جسمین سورہ بقرہ وآل عمران کے فضائل مین ہے کہ انہما یاتیان یوم القیامۃ کانہما غمامتان او غیایتان او فرقان من طیر صواف الحدیث اور اول سورہ مذکورہ مین گزر چکی ہے اور نیز قرآن کے فضائل اور صاحب قرآن کے حق مین آیا کہ یاتی صاحبہ فی صورۃ شاب شاحب اللون فیقول من انت فیقول انا القرآن الذی اسہرت لیلک واظمأت نہارک الحدیث۔ اور حدیث براء بن عازبؓ مین دربارہ سوال قبر کے آیا فیاتی المومن شاب حسن اللون طیب الریح فیقول من انت فیقول انا عملک الصالح۔ یعنی قبر مین مومن کے پاس ایک نوجوان خوبصورت جس سے خوشبو آتی ہوگی آویگا پس مومن کہیگا کہ تم کون ہو وہ کہیگا کہ مین آپ کا عمل صالح ہون اور اسکے برعکس کافر ومنافق کے اعمال کی نسبت آیا ہے پس ظاہر ہوا کہ اعمال کے واسطے صورت جوہری ہین اور وہ وزن ہونگے اور بعض نے کہا کہ نامۂ اعمال تولے جاوینگے وابن عبد البر اور قرطبی نے اسی کو ترجیح دیا اور دلیل اس قول کی حدیث بطاقہ ہے

Marfat.com

چنانچہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت مین سے ایک شخص پکارا جائیگا مجمع قیامت کے روبرو پھر اُسکے واسطے ننانوے سجل کھولے جاوینگے جنمین سے ہر ایک کی درازی بقدر مد البصر ہوگی جتنی دور نظر پہونچتی ہی پس او تعالی عز وجل کی طرف سے حکم ہوگا کہ بھلا تو اسمین سے کچھ انکار کرتا ہی بھلا تجھپر میرے فرشتگان کاتبین نے کچھ ظلم کیا ہی پس وہ کہیگا کہ میرے پروردگار نہین تو پھر فرماویگا کہ بھلا تجھے کچھ عذر ہی یا تیری کوئی نیکی ہی پس وہ ہیبت ناک ہو کر کہنے لگے گا کہ کچھ بھی نہین اے پروردگار پس او تعالی فرماویگا کہ نہین بلکہ تیری ایک نیکی ہمارے نزدیک ہی اور آج کے روز تجھپر کچھ ظلم نہین پس اسکے واسطے ایک بطاقہ نکالا جائیگا جسمین اشهد ان لا الہ الا اللہ واشهد ان محمدا عبدہ ورسولہ ہوگا پس وہ عرض کریگا کہ اے میرے پروردگار بھلا یہ بطاقہ بمقابلہ ان سجلات کے کیا چیز ہی تو اس سے کہا جائیگا کہ اے شخص تجھپر کچھ ظلم نکیا جائیگا پس وہ بطاقہ ایک پلہ مین رکھا جائیگا اور سجلات دوسرے پلہ مین میزان کے رکھے جاوینگے پس سجلات کا پلہ چڑھکا اونچا ہو جائیگا اور بطاقہ کا پلہ بوجھ سے جھک جائیگا رواہ البیہقی وابن مردویہ وابن ماجہ واخرجہ ابن حبان فی صحیحہ ورواہ احمد باسناد حسن ورواہ الحاکم وصححہ والترمذی وقال حسن صحیح ۔ واضح ہو کہ اکثر بد اعمال وگناہون کے ساتھ تصدیق مین فتور ہوتا ہی پس اُس شخص کا حال غریب ہی کہ باوجود ان اعمال کے اسکی تصدیق قوی رہی اور شاید اسی وجہ سے حدیث شریف مین اسکا بیان ہی واللہ اعلم بالجملہ اس حدیث سے نامہ اعمال تولے جانے کا ثبوت ہوتا ہی اور بعض نے کہا کہ عمل کرنیوالا تولا جائیگا اور اسی پر دلالت کرتی ہی حدیث صحیح از ابو ہریرہ رضی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مرد موٹا قوی ہیکل آویگا دن قیامت کے حالانکہ اللہ تعالے کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اسکا وزن نہوگا پھر پڑھی آیت فلا نقیم لهم یوم القیمۃ وزنا الآیہ ۔ اور عبد اللہ بن مسعود رض کے مناقب مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ عبد اللہ کی پتلی پنڈلیون سے تعجب کرتے ہو قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ البتہ اسکی دونون پنڈلیان میزان مین کوہ احد سے زیادہ گران ہین ۔ ویؤیدہ الاول ما فی خاتم صحیح البخاری حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو کلمہ ہین کہ ہلکے ہین زبان پر اور بھاری ہین میزان مین اور محبوب ہین حضرت الرحمن کو وہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ہین قال الحافظ ان سب احادیث وغیرہ مین جمع واتفاق یون ممکن ہی کہ یہ سب اپنے اپنے معنی پر صحیح ہین پس کبھی تو اعمال تولے جاوینگے اور کبھی نامہ اعمال اور کبھی فاعل اعمال تولے جاوین قال المترجم ورنہ توفیق بدون اسکے بھی ممکن ہی ۔ واضح ہو کہ اس مسئلہ مین اختلاف ہی کہ کفار کے واسطے وزن ہوگا یا نہوگا بلکہ مخصوص مسلمانون ہی کے واسطے ہی پس اکثرون کے نزدیک وزن مخصوص مسلمین ہی اور کفار کے اعمال حبط ہونگے اور یہی ظاہر آیات ہی اور بعض نے کہا کہ کفار کے اعمال باشارہ قولہ فلا نقیم لهم یوم القیمۃ وزنا تولے جاوینگے اگرچہ خفت ہوا اور جواب یہ کہ نکرہ تحت نفی بالکل وزن سے خالی ہی اور قرطبی نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ تولے جاوینگے بغرض تخفیف عذاب جیساکہ ابوطالب کے حق مین آیا کہ بسبب پاسداری آنحضرت صلعم کے پاؤن مین آگ کی دو جوتیان پہنائی جاوینگی جس سے ابوطالب کا دماغ ابلیگا سخاوی نے کہا کہ معتمد یہ ہی کہ یہ ابوطالب کے حق مین مخصوص ہی فافہم واللہ اعلم ف ۲ فی العرائس قولہ والوزن یومئذ الحق حق سبحانہ تعالے کی میزانین ہین جنسے احوال واعمال وزن کیے جاتے ہین پس میزان اخلاص سے معاملات کا وزن ہوتا ہی اور میزان صدق سے حالات کا وزن ہوتا ہی پس جو عمل کہ عوض کے واسطے یا اس عمل پر نظر رکھکر یا غیر حق سبحانہ کی طرف نظر رکھکر کیا گیا وہ مرتبہ قبولیت سے ساقط ہی اور ہر حالت کہ جس سے اس حالت والا محجوب ہی وہ درجہ وصول سے ساقط ہی ۔ پس بنا بعہ دراصل میزان معاملات ہین اور صدق میزان حالات ہی پس ہین سے ہر شخص اپنے نفس کو میزان ریاضت ومجاہدہ سے موزون کرے

سلہ والعجب من مؤلف فتح البیان حیث قال بلفظہ ویؤیدہ ما اخرجہ البخاری مرفوعا کلمتان حبیبتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان ۱۲ م

اور قلب کو بمیزان مراقبہ وزن کرے اور عقل کو میزان اعتبارات یعنی عبرت حاصل کرنے کے ساتھ وزن کرے اور روح کو بمیزان مقامات اور سر کو میزان محاضرات و مطالعہ غیبیات وزن کرے اور اپنی صورت کو ایسے ترازو سے معاملہ سے وزن کرے جسکے دونون پلہ حقیقت و طریقت ہین اور زبان اُس کی شریعت اور عمود اُسکا عدل و انصاف ہے پس جو شخص یہان اپنے آپ کو اسطرح وزن سے سنجیدہ رکھیگا وہ قیامت مین اپنے نفس کو میزان شرف مین اور قلب کو میزان لطف مین اور عقل کو میزان نور مین اور روح کو میزان سرور مین اور سر باطن کو میزان وصول مین اور صورت کو میزان قبول مین تلا ہوا پا دیگا پس جب اسکے موازین یعنے جملہ میزانون کا پلہ بھاری اُترا تو اُسکے نفس کا بدلا یہ کہ فراق سے امن پا دیگا اور قلب کو شوق مین وہ ملیگا جسکا شوق تھا اور عقل کا بدلا مطالعہ صفات ہے اور روح کا بدلا کشف انوار ذات ہے اور سر باطن کا بدلا کشف اسرار قدم ہے اور صورت کا بدلا وصال ابد مین قیام ہے۔ نیز اہل حق کے واسطے یہان اور میزانین ہین میزان ارادہ میزان محبت میزان شوق میزان عشق میزان معرفت میزان الیقین میزان توحید پس یہ سات میزانین ہین پس مرید کو چاہیے کہ ہر دم اپنے نفس کو میزان ارادت مین تولے اور محب ہر دم اپنے نفس کو میزان محبت مین اور مشتاق اپنی عقل کو میزان شوق مین اور عاشق اپنی روح کو ہر دم میزان عشق مین اور عارف اپنے سر باطن کو ہر دم میزان معرفت مین اور الیقین والا ہر دم اپنے انفاس کو میزان الیقین مین اور موحد ہر دم اپنے وجود کو میزان توحید مین تولے پس مرید اپنے ہر دم تولنے سے اپنے نفس کو انقیاد حق مین بروقت قضا و قدر جاری ہونے کے پورا کرے اور محب میزان محبت مین اپنے قلب کو شہود درگاہ مین بدون خطرات مذمومہ کے نیات صافیہ کے ساتھ پورا کرے اور مشتاق میزان شوق مین اپنی عقل کو جولانی شواہد مین واسطے طلب عرفان مشاہدات کے بدون فتور و رعونت کے پورا کرے اور عاشق میزان عشق مین اپنی روح کو پرواز ملکوت مین واسطے طلب جبروت کے پورا کرے اور عارف میزان معرفت مین اپنے سر باطن کو صفت شہود کے ساتھ کشف انوار غیب کے واسطے پورا کرے اور الیقین والا میزان الیقین مین معارف رب مین بلا ہواجس و غبار وسواس کے صعود کو پورا کرے اور موحد میزان توحید مین تمام اپنے وجود کو انوار کبریا و قدم و تسبیحات ازل و ابد مین فنا و مضمحل ہونیکو پورا کرے پس جس شخص کی یہ میزانین گران ہین وہ پردہائے امتحانات سے فلاح پا گیا اور صاف رہا ہوا اور پورا اترا پس وہ کل کے روز جب کہ حضور مین میزان عدل تولے جاوینگے تو انوار صفات و لطائف ذات و کرامات قرب سے اسکی میزان بھاری ہوگی پس وہان فلاح عظیم حاصل ہوگی اور وہ اہل اللہ مین سے ہے کیونکہ وہ موازین صفات و انوار ذات کے محاسبہ مین معرفت و توحید و محبت کے ساتھ پورا اُترا خلاصہ آنکہ منشا خلقت جو معرفت ہے اسنے پوری پائی اور فوز عظیم حاصل کیا پس قولہ تعالیٰ طوبیٰ لہم وحسن مآب اسکے حق مین راست آیا۔ شیخ ابو عبد الرحمن السلمیؒ نے اس مقام پر بیان کیا کہ جسنے اپنے نفس کو میزان عدل مین تولا وہ محبین مین سے ہے اور جسنے خطرات انفاس کو میزان حق مین تولا اسکو مشاہدہ سے کفایت ہوگی اور میزانین مختلف ہین میزان نفس و روح ہے اور میزان قلب و عقل ہے اور میزان معرفت و سر باطن ہے پس نفس و روح کے ترازو امر و نہی ہے اور اسکے دونون پلے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہین اور قلب و عقل کی ترازو ثواب و عقاب ہین اور اسکے دونون پلے وعدہ و وعید ہین اور میزان معرفت و سر کی رضا و خشم ہے اور دونون پلے اسکے طلب کرنا اور گریز کرنا۔ استادؒ نے کہا کہ انکے اعمال کا وزن بمیزان اخلاص ہوگا اور احوال کا بمیزان صدق ہوگا پس جسکے اعمال ریاکاری کے ساتھ ہونگے وہ قبول نہونگے اور جسکے احوال مین عجب و غرور ہوگا اسکے احوال نہ لیئے جاوینگے اور واضح ہو کہ قیامت مین اعمال تولے جانے مین ایک یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندون کو

Marfat.com

ظاہر کریگا کہ قبل پیدائش کے بندون کے حق مین جو قضا و قدر در رضا و خشم و شقاوت و سعادت کہ لوح محفوظ مین لکھی تھی و بمقابلہ اس
چیز کے جو ملائکہ کے لکھے ہوے صحائف مین بندون پر دنیا مین جاری ہوے مرقوم ہین کیسے راست درست ہین کہ سر مو انمین تفاوت نہین ہے
تاکہ یقین کامل و برہان عیان حاصل ہو جاوے اس بات کی کہ اوتعالیٰ عزوجل کا علم ہر چیز کو محیط ہے اور تاکہ لوگون پر حجت قائم ہو جاوے
جبکہ دونون مین توافق برآمد ہوا اور واضح ہو کہ یہ شبہہ نہونا چاہیئے کہ اعمال اعراض ہین پھر وہ کیونکر وزن کیئے جاوینگے پس تو اس شبہہ مین
نہ پڑنا مقبول و مردود کرنا اللہ عزوجل کے اختیار مین ہے اور او تعالےٰ قادر ہے کہ اعراض کو جواہر کی صورت مین کردے پس وہ ضرور
میزان الٰہی مین تولے جاوینگے جو قیامت کے روز بندون پر ظاہر ہوگی اور یہ زبان شرع سے ثابت ہوا اور اسپر ایمان لانا فرض ہے۔
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نیکیان و برائیان ایسی ترازو مین تولی جاوینگی جسکے دونون پلے اور زبان ہے۔ اور مومن کا یہ حال ہوگا کہ
اسکے اعمال ایک نہایت اچھی صورت مین لائے جاوینگے اور میزان کے ایک پلہ مین رکھے جاوینگے اور یہ وزن حق ہے پس اسکی نیکیان
بہ نسبت اسکی برائیون کے بھاری ہو جاوینگی پس اسکا عمل جنت مین رکھا جائیگا پس عمل سے وہ پہچانا جائیگا اور یہی قول الٰہی عزوجل ہے
فمن ثقلت موازینہ فاولٓئک ہم المفلحون۔ اور وہ لوگ جنت مین سے اپنے اپنے ٹھکانے کو اس سے زیادہ پہچانینگے جیسے نماز جمعہ سے
پھر کر آدمی اپنے گھر دن کو پہچان لیتا ہے اور رہے کافر لوگ تو انکے اعمال نہایت قبیح بری بھونڈی صورت مین لائے جاوینگے اور پلہ ترازو
مین رکھے جاوینگے اور یہ عمل باطل ہے پس اسکا وزن نہایت خفیف ہوگا یہانتک کہ وہ دوزخ مین رکھے جاوینگے پھر کافر سے کہا جائیگا
کہ جا کر اپنے اعمال سے مل **قال المترجم** پھر اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمت و بندونکی ناشکری اور باوجود مخلوق ہونے اور اپنی ماہیت نہ جانتے
کے پھر حکمت الٰہی مین بیجا قیاس دوڑانے اور ظاہر کی مضرت و دشمن شیطان کے غرور کی برائی دفع نہ کرنیکو بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ
اور ہمنے تمکو جگہ دی زمین مین اور بنا دین اسمین تمکو روزیان تم تھوڑا شکر کرتے ہو اور ہمنے تمکو پیدا کیا پھر صورت دی
ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ڰ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ
پھر کہا فرشتونکو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے نہ تھا سجدہ والون مین کہا تجھکو کیا مانع تھا کہ سجدہ نہ کیا
اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ
جب مین نے فرمایا بولا مین اس سے بہتر ہون مجھکو تونے بنایا آگ سے اور اسکو بنایا خاک سے کہا تو اتر یہان سے تجھکو یہ نہ ملے گا
اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ
کہ تکبر کرے یہان سو نکل تو ذلیل ہے بولا مجھکو فرصت دے جسدن تک لوگ جی اٹھین کہا تجھکو فرصت ہے بولا
فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
تو جیسا تو نے مجھے بیراہ کیا ہے مین بیٹھونگا ان کی تاک مین تیری سیدھی راہ پر پھر انپر آؤنگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے
وَعَنْ شَمَاۗىِٕلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
اور بائین سے اور نہ پاوے گا تو اکثر ان مین شکر گزار کہا نکل یہان سے مردود ملعون ہو کر جو کوئی انمین تیری راہ چلا
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
مین بھر دونگا دوزخ تم سب سے اکٹھے

وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ اور البتہ ہمنے تمکو متمکن کیا زمین مین۔ یہ خطاب اولاد آدم کو ہی بقرینۂ مابعد اور یہ اپنا احسان ظاہر فرمایا اور زمین پر متمکن کرنا خود قدرت و احسان ہی حالانکہ اسمین سکونت و تصرف زراعت وغیرہ کے واسطے قابو دیا وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ اور کردیے تمھارے نفع کے واسطے زمین مین معایش یعنے ایسے اسباب جس سے تم زندگی بسر کرو **قال المفسرؒ** معایش مین حرف چہارم یاء تحتیہ ہی وقال البیضاوی اور نافعؒ سے مروی ہوا کہ انھون نے اسکو ہمزہ کی آواز مین پڑھا اسوجہ سے کہ اسکو تشبیہ دی ایسے الفاظ کے ساتھ جو اس وزن پر یاء زائدہ مین مانند صحائف وغیرہ کے **قال الحافظ** اور جمیع قراء وغیرہ نے بدون آواز ہمزہ کے پڑھا سوائے عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج کے کہ اس بزرگ نے اسکو با آواز ہمزہ پڑھا اور صواب وہی جمہور کا قول ہی کیونکہ معایش جمع معیشۃ ہی از عاش یعیش عیشا و معیشۃ پس کسرہ یاء پر ثقیل دیکھکر عین کی طرف نقل ہوا پھر جب جمع کیا گیا تو حرکت مذکورہ پھر یاء کی طرف واپس ہوئی بسبب زوال استثقال کے پس معایش بروزن مفاعل آیا کیونکہ یاء مذکور اس کلمہ مین اصلی ہی بخلاف مدائن و صحائف و بصائر وغیرہ کے کیونکہ یاء زائدہ ہی لہذا فعائل پر جمع آتی ہی اور اسی وجہ سے مہموز ہوجاتی ہی قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ یعنے اس احسان پر تم بہت کم شکر گزاری کرتے ہو حالانکہ جسپر مزید احسان ہوا اسکو زیادہ مطیع ہونا چاہیے اور شکر منعم یہان یہ تھا کہ جو نعمتین دی ہین انکو منعم کی طاعت مین صرف کرتے قلیل کے معنی کم اور ترجمہ بہت کم اسوجہ سے کہ ما زائدہ بغرض تاکید قلت ہے فی السراج اسمین دلیل ہی کہ انسان کبھی شکر کرتا ہی کہ نعمت یاد کرکے بعض اوقات شکر کرتا ہی اور حقیقت شکر کی یہ ہی کہ نعمت یاد کرے اور ظاہر کرے اور برخلاف اس کے کفران ہے وہ نعمت کو فراموش کرنا اور اس کو چھپانا **وقال المترجم** شاید مراد قلیل شکر سے ان بندون کا شکر ہو جو ایمان لائے ہین اسواسطے کہ شاکر عباد … ہی اور وہ کافر سے صحیح نہین ہی۔ اگر کہا جاوے کہ بعض اخبار سے ثابت ہوا کہ آدمیون کے دل اس بات پر مجبول ہین کہ جو انکی طرف احسان کرے اسکی طرف مائل ہون حالانکہ یہان اسقدر احسان پر میلان نہین تو جواب یہ ہی کہ مجبول ہین مگر ظہور اس جبلت کا مرو نہین اور نیز کافرون کی جہالت تھی کہ بعض کو غیر کیطرف سے جانتے جیسے مشرکون نے روز اُحد مین اپنے غلبہ کو ہبل بت سے تصور کیا اور نیز کفر بڑی فراموشی ہی جو نعمتون کے فراموش کرنے کو شامل ہی اور جبلت کا اثر جب ظاہر ہو کہ یاد رکھے فافہم ف **فی العرائس** قال فی الآیۃ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے بندون پر احسان رکھا کہ انکو زمین مین تمکین دیا اسطرح کہ انپر اپنی عبودیت آسان کردے بوجہ ایسی قدرت کے جو انمین ہر فعل حاصل کرنے کے واسطے اس فعل کو پیدا کرنے کے وقت ظاہر کردے بعد ازانکہ انکو عبادت کے واسطے مکلف فرمایا اور زمین مین انکے بدنون کے لیے غذا مخلوق فرمائی اور انکے قلوب کے واسطے غذائے ذکر دیدی اور عقل کے لیے غذا یہ دی کہ اوتعالے عزوجل کی قدرت و صنعت مین غور و فکر کرین اور روح کے واسطے ہر درخت و سبزی سے ظہور انوار جلال کے دیدار سے غذا مقرر کی یہ سب اسواسطے کہ حضرت پاک منعم قدیم عزوجل کی معرفت حاصل کرین اور جانین کہ ہم اسکے شکر سے عاجز ہین پھر اور زیادہ انپر احسان اسطرح کا کہ انکو خلقت لطیف و خوبصورت مین پیدا کیا بقولہ تعالیٰ وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ اور البتہ ہمنے تمکو پیدا کیا پھر تم کو صورت والا کردیا پھر ہمنے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ فی تفسیر الحافظ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ فرمایا مردون کی پشت مین مخلوق ہوئے اور عورتون کے رحم مین مصور ہوئے رواہ الحاکم وصححہ یہ معنی خود صحیح ہین لیکن اس مقام پر لفظ ثم جو ترتیب و تراخی کے واسطے ہی دلالت کرتا ہی کہ پہلے خلقت ہوئی پھر تصویر ہوئی پھر ملائکہ کے سجدہ کا حکم دیا گیا اور جواب ہوسکتا ہی کہ ثم کبھی بمعنی واو بھی ہوتا ہی اور یہی بیان ہی وقال الحافظ اور ابن جریرؒ نے یہ اختیار کیا کہ مراد اس سب مین آدم علیہ السلام ہین اور کہا کہ جمع اسواسطے کہ آدم علیہ السلام

تمام بشر کے باپ ہین اور ایسا خطاب آتا ہی چنانچہ جو بنی اسرائیل کہ زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے انکو فرمایا وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی حالانکہ مراد ان لوگون کے دادا ہین جو زمانہ موسیٰ علیہ السلام مین تھے **قال المترجم** اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا چنانچہ کہا ای خلقنا اباکم آدم ثم صورناہ وانتم فی ظہرہ یعنی ہمنے پیدا کیا تمھارے باپ آدم کو پھر اسکی تصویر بنائی درحالیکہ تم اسکی پشت مین تھے **وقال البیضاوی** یعنے ہمنے پیدا کیا تمھارے باپ آدم کو گیلی مٹی بدون تصویر کے پھر اسکی تصویر کردی اسمین آدم کی خلقت و تصویر کو بمنزلہ کل کے خلق و تصویر کے قرار دیا ہی یا یہ معنی کہ ہمنے ابتدا کی تمھارے خلق کی پھر تصویر کی باینطور کہ آدم کو پیدا کرکے مصور کیا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ہمنے تمکو پیدا کیا آدم کی پشت سے پھر ہمنے تمھاری تصویر بنائی جبکہ تمسے عہد و میثاق لیا اسی قول کو نحاسؒ نے مستحسن جانا۔ ولیکن دفع اشکال مین فی الجملہ تاویل کی ضرورت ہوگی پس مختار وہی ہی جو مفسرؒ نے اختیار کیا اور مراد سجدۂ ملائکہ سے یہ کہ سجدۂ تحیت یعنے انحنا اور پشت خم کرکے ادا کرین اور پیشانی زمین پر رکھکر عبادت کا سجدہ مراد نہین اور اب ہماری شریعت مین سجدۃ التحیۃ بھی حرام ہی بالجملہ بعد خلق و تصویر کے ملائکہ کو سجدۂ تحیت کا حکم کیا فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ یعنے ملائکہ مامورین نے فرمانبرداری کی سوائے ابلیس کے کہ وہ ساجدین مین نہ تھا اور یہ ابلیس جنون کا باپ ہی جو ملائکہ کے درمیان تھا پس اسوجہ سے استثنا کیا گیا ورنہ وہ ملائکہ کی جنس سے نہین ہی قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو سجدہ کرے وعلی ہذا لا زائدہ ہی۔ اور بعض نے کہا کہ تاکید جحد کے واسطے آیا اور **ابن جریرؒ** نے دونون کو رد کردیا اور خود یہ اختیار کیا کہ منعک متضمن معنی فعل دیگر ہی کیونکہ جو کسی چیز سے ممنوع ہو وہ اسکے خلاف مین مضطر ہوتا ہی پس گویا کہا کہ ما اضطرک ان لا تسجد کس چیز نے تجھے محتاج و مضطر کیا کہ تو سجدہ نہ کرے اِذْ اَمَرْتُكَ جبکہ مین نے تجھکو حکم کیا پس ملائکہ کو حکم دینا اسکو بھی شامل تھا **قال البیضاوی** اسمین دلیل ہی کہ مطلق امر واسطے وجوب کے اور فی الفور بجالانے کے ہوتا ہی اور رد کیا گیا کہ یہان امتحان خلقت کے قرینہ سے فی الفور وجوب ثابت ہوا وفیہ تامل وتمام البحث فی الاصول قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ یعنے ابلیس نے جواب دیا کہ مین اس سے بہتر ہون پھر اپنے قول کی قیاسی دلیل لایا کہ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور اسکو مٹی سے پیدا کیا عن عائشۃ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ملائکہ نور سے پیدا ہوئے اور ابلیس شعلہ زن آگ سے پیدا ہوا اور آدم علیہ السلام جس سے پیدا ہوا وہ قرآن مین تمکو بتلایا گیا۔ رواہ مسلم اگر کہا جاوے کہ انا خیر الخ جواب ہی حالانکہ یون جواب دینا کہ مجھے فلان چیز نے روکا جواب دیا جاوے کہ اسنے من حیث المعنی جواب دیا کہ میرا اس سے بہتر ہونا مانع ہوا پس اسنے استبعاد کیا کہ فاضل مامور ہو مفضول کے سجدہ کیلیے **قال البیضاوی** اسی نے تکبر و غرور کی راہ نکالی اور نیز وہی پہلے پہل اسکا قائل ہوا کہ کسی چیز کا بھلا ہونا و برا ہونا عقل سے ثابت ہوتا ہی یعنے خلاف حکم مشروع کے آگ کو نورانی جوہر وافضل از خاک سمجھا **وقال البعض** حالانکہ اس خبیث نے غلطی کی کیونکہ بہت سی باتون مین مٹی بہتر ہی چنانچہ رزانت و سکون و دیر تک باقی رہنے اور اسمین انابۃ و صبر و حلم و حیا و تثبت ہونے مین مٹی افضل ہی کیونکہ آگ خفیف مضطرب جلد نابود ہونے والی طیش والی گردن اٹھائے حدت والی ہی علاوہ برین جنت مین مٹی موجود آگ ندارد اور وہ مسجد و طہور ہی مٹی سامان عمارت ہی اور آگ مظنۂ افنا و خیانت۔ اسی مٹی مین امانت اور اسمین سے نمو ہوتا ہی اور وہ آگ کو بھی بجھا دیتی ہی پس ان فضائل سے غافل ہو کر اس خبیث نے باطل قیاس کیا **قال الحافظ** یہ جواب قیاسی اسکا بدتر از گناہ ہی کہ اسنے اعتراض کیا اور منشا اسکا ظاہری یہی شیطانی قیاس ہی عن الحسن البصریؒ کہا کہ قولہ خلقتنی من نار الخ ابلیس نے قیاس کیا

Marfat.com

اور یہ پہلا شخص ہے جسنے قیاس کیا۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح وعن ابن سیرینؒ اول جسنے قیاس کیا وہ ابلیس ہے اور انھین قیاسون ہی سے چاند سورج کی پوجا ہونے لگی۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح ایضاً **قال النسفی فی المدارک** ابلیس کا قیاس کرنا امر منصوص سے عناد اور خارج از صواب تھا کیونکہ نص موجود ہوتے ہوئے قیاس کرنا مردود ہے **قال البیضاوی** شیطان خبیث نے قیاس مین غلط پر غلط کیا کہ بالکل فضیلت کو عنصر پر تصور کیا اور اس فضیلت سے غافل رہا جو باعتبار فاعل کے ہوتی ہے چنانچہ سورۂ صٓ مین قولہ تعالیٰ ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی مین اشارہ ہے یعنے ایسی مکرم چیز جسکو مین نے بلا واسطہ پیدا کیا اور نیز جو باعتبار صورت کے ہوتی ہے جیسا کہ قولہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔ واقع سورۂ حجر مین اشارہ ہے اور نیز جو باعتبار غایت کے ہوتی ہے اور یہی ملاک الامر ہے اور وہ معرفت اسماء وصفات ہے اسی واسطے ملائکہ کو حکم سجود دیا جبکہ انپر ظاہر کر دیا کہ آدم انسے زیادہ عالم ہے اور اسمین ایسے خواص ہین جو ان مین نہین ہین تم قال البیضاوی اس آیت مین دلیل ہے کہ کون وفساد واقع ہے یعنے کوئی چیز پیدا ہو جانا اور کوئی بگڑنا و مٹ جانا۔ اور نیز دلیل ہے کہ شیاطین اجسام مخلوق موجود ہوئے اور شاید کہ انسان کی خلقت کی نسبت مٹی کی طرف اور شیطان کی نسبت آگ کی طرف باعتبار جز غالب کے ہے **قال المترجم** صحیح یہ ہے کہ شیطان صرف آگ سے مخلوق ہین قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا بہت مفسرین نے فرمایا کہ ضمیر راجع ہے جنت کی طرف یعنی حکم دیا کہ پھر جنت سے نیچے گر جا اور بعض نے کہا کہ سموات کی طرف راجع ہے اور بعض نے کہا کہ ملکوت علی کی طرف جہان وہ موجود تھا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا یعنے نہین سزاوار ہو سکتا کہ تو یہان غرور و تکبر کرے اگر کہا جاوے کہ فا دلالت کرتی ہے کہ بعد جواب کے تکبر پر ملامت کی حالانکہ اوتعالےٰ کو علم تھا تو جواب آنکہ اس سے یہ تکبر وبیجا قیاس اور اسکا خود اقرار و تکبر کی مذمت ظاہر فرمانے کو اس سے سوال کیا اگر کہا جاوے کہ فیہا مین قید ہے کہ یہان تجھے تکبر نہین روا ہے حالانکہ کہین جائز نہین۔ جواب آنکہ علم الٰہی مین اسکا تکبر دنیا مین ثابت تھا اور نیز یہ قید نہین ہے۔ **قال البیضاوی** اسمین تنبیہ ہے کہ تکبر کرنا جنتی بندون کی شان نہین۔ اور نیز تنبیہ ہے کہ اوتعالےٰ نے محض نافرمانی پر ابلیس کو نہین راندا بلکہ نافرمانی بھی اور تکبر بھی تھا **قال المترجم** حدیث صحیح مین جنتی و دوزخی لوگون کی پہچان آئی ہے چنانچہ اہل جنت کو فرمایا کہ ہر ضعیف متضعف کہ اگر اللہ تعالےٰ پر قسم کھاوے تو اللہ تعالےٰ اسکی قسم پوری کر دے اور دوزخیون کی پہچان فرمائی کہ کل عتل جواظ مستکبر۔ ہر نافرمان سرکش بدزبان تکبر و غرور کرنے والا۔ رواہ البخاری ومسلم۔ واضح ہو کہ قصۂ ابلیس مین سورۂ حجر و سورۂ صٓ وغیرہ مین کلام متنوع و متفنن اور ہر مقام کے مناسب اسکا جرم بیان ہے اور اس سے دلالت ہے کہ ابلیس خبیث نے ایک مین تین جرم درج کیے مخالفت حکم صریح کی اور جماعت ملائکہ سے پھوٹ جانے کی اور غرور و تکبر مع تحقیر حضرت آدمؑ کی اور ان چیزون کی شاخین بہت ہین اور بیشمار خرابیان انھین باتون سے پیدا ہین اور خود ابلیس نے سر تسلیم جھکانے کی جگہ نافرمانی و غرور کے ساتھ اعتراض ملا ہوا جواب دیا اور ادب ترک کیا اور حکمت الٰہی جاری تھی ورنہ وہ کیا چیز تھا اور عنقریب حرالنس مین بیان آویگا بالجملہ اسکو جنت سے راندہ اور نکال دیا اور موکد فرمایا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ یعنی جنت سے نکل تو ذلیلون مین سے ہے جنکو اللہ تعالےٰ نے خوار و مردود کیا ہے۔ فی الحدیث جسنے اللہ تعالےٰ کے واسطے تواضع کی اللہ تعالےٰ اسکو بلند کرتا ہے اور جسنے تکبر کیا اللہ تعالےٰ اسکو گراتا ہے۔ رواہ البیہقی وغیرہ قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ یعنے شیطان نے عرض کی کہ اے رب مجھے تاخیر دے اسدن تک کہ لوگ اٹھائے جاوینگے یعنے قیامت تک مجھے موت و عذاب سے مہلت دے قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ فرمایا کہ تو مہلت دیا ہوا ہے اور سورۂ حجر مین ہے کہ الیٰ یوم الوقت المعلوم۔ یعنے وقت بعث تک نہین بلکہ نفخۂ اولیٰ تک یعنی اول صور پھونکے جانے تک کہ جسوقت

Marfat.com

تمام خلائق مرجاوینگی۔ اگر کہا جاوے کہ یہ دشمن تھا آدم و اولاد آدم کا اسکو مہلت ملی تاکہ گمراہ کرے جواب دیا گیا کہ اسکی درخواست پوری
کرنے مین تنبیہ ہے کہ بعد نافرمانی کے اوتعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہو کہ وہ ارحم الراحمین ہے اور شیطان نے خود شیطانی درخواست کی
اور اسکی درخواست منظور ہوئی اور خود اسمین حکمت ہے کہ بندونکو امتحان مین لیا جاوے کہ کون شیطان کی پیروی کرتا ہے اور کون اوتعالیٰ
عزوجل کی فرمانبرداری کرتا ہے اور جیسا کرے ویسا اپنی ذات کے واسطے کرے قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِي زمخشری نے جملہ مستانفہ و بادسببیہ ١٦
قرار دی اور شاید یہ مذہب اعتزال کے موافق اختراع ہے کہ اضلال از جانب باری تعالیٰ نہو۔ او ظاہر یہ ہے کہ با قسمیہ ہے کیونکہ اغوا و
اضلال بخلق باری تعالیٰ ہے یعنی قسم تیرے اغوا کرنے کی مجھکو لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ البتہ مین تیری راہ مستقیم پر کھڑا ہوجاؤنگا
یعنے آدم کی اولاد کو اس راہ چلنے نہ دونگا جس سے تجھ تک واصل ہون ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ یعنے ہر راہ سے انکو بہکاؤنگا اور راہ مستقیم پر چلنے نہ دونگا اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جہت فوق کے نہین کہہ سکتا
تاکہ بندہ اور رحمت الٰہی کے درمیان حائل نہو ایسا ہی مجاہد وغیرہ سے مروی ہے اول دونون مین حرف من اسوجہ سے کہ ہر دو جہت
کا آنے والا مانند متوجہ کے ہوتا ہے اور اخیر دونون مین حرف عن اسلیئے کہ آنیوالا مانند منحرف کے ہوتا ہے اور نظیر اسکی قولہم قعدت
عن یمینہ۔ اور شیطان کے وسوسہ کو اسکے آنے سے تشبیہ دی اور آنحضرت صلعم کا نماز مین شیطان کو پکڑنا دلیل ہے کہ وہ درحقیقت آیا گو
اگرچہ بعض کو نظر نہ آوے بالجملہ دونون احتمال ممکن ہین کسی مین کچھ استبعاد نہین ہے اور حقیقی معنی پر محمول کرنا اصوب ہے واللہ اعلم اور
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ من بین ایدیہم یعنی دنیا کی طرف سے اور من خلفہم یعنے آخرت کی طرف سے اور عن ایمانہم یعنی نیکیون
کی طرف سے اور عن شمائلہم یعنے برائیون کی طرف سے اور ایک روایت مین ابن عباسؓ سے ہے کہ سامنے سے یہ کہ امر آخرت مین
انکو شک دلاؤنگا اور پیچھے سے یہ کہ دنیا مین انکو رغبت دلاؤنگا اور داہنے سے یہ کہ انکے امر دین کو ان پر مشتبہ کرونگا اور بائین سے یہ کہ گناہون
کی انکو لذت دلاؤنگا۔ مانند اسکے قتادہؒ سے بھی مروی ہے اور ابن جریرؒ نے یہ اختیار کیا کہ مراد اس سے سب بھلائی کی راہین و برائی کی راہین
ہین پس بھلائی کی راہون سے روکیگا اور برائی کی راہون ہین زینت و خوبی دکھلاویگا عن شقیق البلخیؒ کوئی دن نہین گزرتا مگر آنکہ شیطان میرے
لیئے چار راہین روکنے بیٹھتا ہے ایک تو میرے سامنے آتا ہے اور کہتا ہے کہ تو خوف مت کر کہ اللہ تعالےٰ غفور رحیم تو مین یہ آیت پڑھتا ہون
وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا الآیہ۔ دوسرے میرے پیچھے آتا ہے اور خوف دلاتا ہے کہ تیری اولاد تیرے پیچھے فقر و فاقہ سے
ہلاک ہوگی کچھ کمائی کر لے تو مین پڑھدیتا ہون وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا۔ اور تیسرے میرے داہنے سے ثنا و صفت
کرتا آتا ہے تو مین پڑھتا ہون۔ والعاقبۃ للمتقین۔ اور چہارم میرے بائین سے شہوتون کی راہ لاتا ہے تو مین پڑھتا ہون وحیل بینہم وبین ما یشتہون
کذا فی السراج اور اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کے مناسب امور مختلف ہین جنسے فریب دیتا ہے اور حاصل آنکہ اسنے کہا کہ اولاد آدم
کو ہر راہ سے بہکاؤنگا و گمراہ کرونگا وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ اور تو اولاد آدم مین سے بہتون کو شکر گزار نہ پاویگا یعنے ایمان
لانے والا نہ پاویگا اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اپنی توحید کرنے والا نہ پاویگا۔ اگر کہا جاوے کہ ابلیس خبیث نے یہ کہان سے جانا
تو ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اسنے یہ بات فقط گمان و وہم اور اٹکل سے خود ملی ہوئی کہی تھی اور اتفاق سے وہ موافق واقع پڑی
چنانچہ اوتعالیٰ نے فرمایا ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المومنین وما کان لہ علیہم من سلطان الا لنعلم من یومن بالآخرۃ
ممن ہو منہا فی شک وربک علی کل شیء حفیظ۔ اور اسی واسطے حدیث مین شیطان کی ہر طرح و ہر جہت کے تسلط سے پناہ مانگنا وارد ہوا

Marfat.com

چنانچہ ابن عباسؓ نے آنحضرت صلعم کی یہ دعا روایت کی اللھم انی اسالک العفو والعافیۃ فی دینی ودنیای واہلی ومالی اللھم استر عوراتی وآمن روعاتی
واحفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بک اللھم ان اغتال من تحتی۔ رواہ البزار باسناد حسن وقد رواہ احمد وابوداؤد
والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا فرمایا کہ نکل اے شیطان جنت سے مَذْءُومًا بہمزہ یعنے عیب کیا گیا
یا ذلیل کیا گیا مَّدْحُورًا ملعون کیا گیا اور رحمت سے دور کیا گیا لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ بفتح لام جو اسمین ابتدائیہ ہے یا موطئۃ القسم ہے اور منہم کی ضمیر
راجع بجانب اولاد آدم ہے پس اگر لام موطئۃ القسم ہے یعنے قسم محذوف کے جواب کو مقرر کرتی ہے اور ایذان کرتی ہے کہ جو جواب اسکے بعد ہے وہ قسم
ماقبل پر مبنی ہے شرط پر مبنی نہین ہے تو جواب اسکا قولہ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ پس منکم سے مراد شیطان مع ذریت اسکی اور اولاد آدم
جو اسکی پیروی کرین پس اسمین حاضر کی غائب پر تغلیب ہے یعنی شیطان حاضر تھا اور اسکے پیرو لوگ حاضر نہ تھے غائب تھے لیکن منکم بلفظ خطاب
فرمایا ولیکن اسمین مترجم کو تامل ہے اسواسطے کہ حضور و غیبت حضرت باری تعالیٰ مین یکسان ہے اور اگر یون کہا جاوے کہ مخلوق عدم سے
وجود مین خارج کیے ہوے اور غیر خارج دونون کو خطاب ہے تو صحیح ہے ولیکن باب تغلیب قوت ہے فافہم۔ اور اس جملہ مین معنی جزا ار
من شرطیہ بنا ہے من اتبعک اعذبہ یعنی حاصل معنی یہ ہین کہ جسنے تیری اتباع کی مین اسکو جہنم مین عذاب کرونگا ف فی العرائس قولہ
ولقد خلقناکم ثم صورناکم یعنی تمہارے اشباح کو آدم مین مجمع پیدا کیا پھر حوا مین تمہاری تصویر بنائی۔ نیز تمکو شکل مین پیدا کیا اور ارواح
کی تصویر بنائی۔ نیز افعال سے پیدا کیا اور صفات سے مصور کیا۔ نیز امر سے پیدا کیا پھر ظہور تجلی صفات سے مصور کیا پس وقوع امر سے
خلقت واقع ہوئی اور تجلی صفات سے ترتیب صورت ہوئی پس وجود صورت کا نعت صفات ہے اور ہیکل جسمی کا نعت افعال ہے اور
ارواح کا تجلی ذات ہے پس سب کے سب عدم سے بصفت قدم صادر ہوے کیا تو نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم نے سر متشابہات کا
اسمین کیا اشارہ فرمایا بقولہ خلق اللہ آدم علی صورتہ پس اشباح کیواسطے تو راہ عبودیت قرار دی اور ارواح کیواسطے طریق عرفان ربوبیت قرار دیا اور عقول کیواسطے
طریق ملکوت رکھا اور قلوب کے واسطے طریق جبروت رکھا اور اسرار باطنہ کیواسطے طریق قدم و بقا رکھا بعض نے فرمایا کہ اوتعالیٰ نے ہیکل یعنے اجسام کو پیدا
کیا اور انکو مستعد اخلاق و مختلف صورتون پر ظاہر کیا اور ہر ایک کے واسطے ایک معیشت قرار دی پس قلوب کا عیش تو شہود مین ہے اور نفوس کا وجود مین اور عیش
بندہ کا اسکا معبود ہے اور اس کا عیش اسکا اخلاص ہے اور آخرت کا عیش اسکا علم ہے اور دنیا کا عیش یہ کہ جاہل ہو اور دنیا کے مال و متاع سے مالامال ہو
اور اسپر مغرور ہو پھر جب سب کو آدمؑ مین بصورت آدمؑ مصور کیا اور آدمؑ کو صفات کی صورت پر جو منزہ از مشابہت حدوث ہین
مصور کیا مگر از راہ علم نہ از راہ نفس اور از راہ عشق نہ از راہ شباہت اور نہ از راہ توحید و جمع و تفرقہ نہ از راہ تشبیہ و تعطیل تب اسکو نور
صفات و نعت افعال سے مزین کیا اور انوار ذات کا لباس پہنایا اور پھر ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا بقولہ ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم
اسواسطے کہ آدمؑ اس صورت مین قبلہ تجلی صفات و ذات ہوا اور وہ مصور بصورت ملک در مقام ملکوت ہوا اور قلب اسکا
موضع استوار انوار ذات ہوا اور صورت اسکی موضع استوار انوار صفات ہوئی اور ہیکل جسمانی اسکا موضع استوا انوار افعال ہوا
اور روح اسکی موضع استوا انوار محبت ہوئی اور سر باطن اسکا موضع استوار انوار علم و معرفت ہوا پس آدم کو سجدہ کرو کہ وہ تمہارے
واسطے عبودیت مین واسطہ ہے اور معرفت ربوبیت اس واسطہ عبودیت سے حاصل ہے کیونکہ میری عبادت مین تمام جہان
لائق نہین ہے اور جو کچھ جہان مین جاندار و بے جان ہین سب کی عبودیت سے حضرت پاک تعالے و تقدس مستغنی ہے لیکن عشاق
ملائکہ کو مقام محبت و عشق مین داخل فرمایا پس آئینہ چہرہ آدمؑ سے انکو نور جمال کی تجلی دکھلائی تاکہ لذت محبت و عشق مین اسکے دل

Marfat.com

ازخود رفتہ ہون۔ اور اگر ابتدا مین بدون التباس کے انوار ذات وصفات کی تجلی ہوتی تو اول ہی ظہور نور الوہیت مین فنا ہو جاتے
پھر ابلیس نے سجدہ نہین کیا کیونکہ اس جمال وجلال سے محجوب تھا کیونکہ اپنے نفس پر نظر رکھتا اور جہالت سے قیاس بناتا تھا اسی طرح
جسنے اپنے نفس کی طرف مستقل نظر کی تو اس نفس کے پروردگار سے محجوب ہوگیا **قولہ** الا ابلیس لم یکن من الساجدین۔ کیونکہ اس دیدار شہود
صفات وانوار ذات کی اسمین لیاقت نہ تھی۔ ابو حفص رح نے فرمایا کہ ملائکہ کو اظہار کردیا کہ درگاہ کبریائی انکی عبادت سے پاک بے پرواہ ہے
وہ غنی وحمید ہے اسی واسطے کہدیا کہ آدم کو سجدہ کرو اور اگر انکے سجدہ سے درگاہ الٰہی مین استغنا نہوتا بلکہ ذرہ برابر بھی قدر ہوتی تو سجود ملائکہ
کو آدم علیہ السلام کی طرف نہ پھیر اجاتا اور یہ حکم نہوتا کہ آدم ؑ کو سجدہ کرو پھر کہا کہ ملائکہ اور تمام مخلوق کے سجدہ سے اسکی بادشاہت مین ایک
ذرہ برابر بھی زیادتی نہین ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی بادشاہت مین عزیز ہے قبل اسکے کہ ان سبکو پیدا کیا اور بعد اسکے کہ ان سب کو فنا کریگا اور عزیز ہی
جبکہ انکو مردہ کرکے زندہ فرمائیگا۔ پھر ابلیس کو عدم سجود پر توبیخ فرمائی اور آدم ؑ کی شرافت ظاہر کی بقولہ ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک۔ یعنے
کس چیز نے تجھکو میری متابعت سے روکا حالانکہ درمیان مین غیر کا وجود نہین ہے حاصل آنکہ تجھپر میرا ہی قہر سابق وخذلان جو میری مشیت کے
موافق جاری ہوا ہے وہی روکتا ہے ورنہ حوادث ومخلوقات کیا چیز ہین جو میری متابعت وحکم سے منھ موڑین حالانکہ درحقیقت انکو کوئی قدرت
ومشیت حاصل نہین اور سب کے سب میرے قبضۂ قہر مین عاجز ہین لیکن جسکے حق مین شقاوت وبدبختی جاری ہوچکی وہ مراد پر سبقت نہین پاتا
اگرچہ تمام جہان کی عبادت ساتھ لیکر درگاہ عزت کی طرف سابقت کرے **واسطی** نے کہا کہ جو مستصحب ہو اپنے نسک کا دنیا وآخرت مین
اور جہل اسکا وطن ہے اور اعراض اسکا عرض ہے اور اللہ تعالے کی طرف دوری اسکا سبب ہے تو وہ اس سے قرب نہین پاوے گا
کیونکہ عبادات مقطوع از رعایات ہین اور نسک کا دیکھنا اپنے افعال ولغوش کا دیکھنا ہے اور زیادہ دلیر کوئی نہین بہ نسبت اُس شخص کے
جسنے اپنے آپ کو پسندیدگی کی آنکھ سے دیکھا پھر جب او تعالےٰ نے قہر سلطنت سے جار دلایا تو اپنے خطاب سے اسکو جواب
کی قدرت دیدی اور اگر یہ نہوتا تو خطاب قہر کے وقت اسکو کچھ بھی جواب نہ سوجھتا پس اسی قدرت سے اُسنے جواب دیا
کما قال تعالے قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ہرگاہ اُس ملعون نے اپنے اوپر خطاب قہر حق کا لباس دیکھا تو۔ انا کا لفظ
بولا جو اسکو اسی قوت سے حاصل ہوا ورنہ انا نہین کہہ سکتا تھا کہ اسکی انانیت سبب جلال حق سے معدوم ہوتی ابلیس ملعون نے
جوہر آتش کی طرف نظر کی جو قہر عدم سے صادر ہوا پس قہر قدم کی طرف منسوب ہوا پس اُسنے اپنے آپ کو اچھا کہا اور اُسنے نظر
معرفت سے اس مٹی کو نہ دیکھا جو لطف قدم ورحمت ازلی سے صادر ہوئی آگ اُسکے غضب سے ہے اور مٹی اُسکی رحمت سے ہے
اور رحمت کو غضب پر سبقت ہے ابلیس نے ایک ہی صفت پر نظر رکھی اور دوسری صفت کو نہ دیکھا پس ایک صفت کے ساتھ
دوسری صفت سے محجوب ہوا اور اگر وہ تمام صفات کو دیکھتا تو دیدار کبریا وعظمت کے تحت مین پگھل کر فنا ہو جاتا اور پھر کبھی انا
نہوتا کیونکہ جسنے وصف قدم کو پہچانا وہ قدم مین عدم ہوگیا اگر ابلیس کو چہرۂ آدم ؑ نظر آتا جیسے ملائکہ کو نظر آیا تو جہالت سے قیاس فاسد نہ کرتا
اسی خاک سے اجسام انبیاء وصدیقین پیدا ہوئے ہین ابلیس باطنی علم سے تو جاہل ہی تھا ظاہری علم سے بھی جاہل تھا ورنہ نص صریح
مقابلہ مین قیاس نہ کرتا کیونکہ نص ہر حیثیت سے قیاس پر غالب ہے بعض نے نکالا کہ اپنے جوہر وعبادت پر نظر کرنا ابلیس کی طرح موجب
لعنت ہے۔ پھر ابلیس نے عداوت صریح ظاہر کی چنانچہ اُسکا قول حکایت فرمایا فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم یہ قسم ہے یعنی قسم ہے
تیرے ارادۂ سابقہ کی ابلیس کے گمراہ کرنے مین اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ قسم تجھے اپنی عزت کی کہ مجھے گمراہ کردیا اب مجھے

Marfat.com

یہ قدرت دے کہ مین تیرے بندون کی راہ مستقیم پر گاڑ بیٹھون ورنہ انکے اسرار مین تیرے انوار تجلی کے سامنے مجھے بیٹھنے کی قدرت نہین ہے۔ قولہ لاقعدن لہم مین ایک عجیب نکتہ ہے یعنے انسنے لہم کہا اور علیہم نہین کہا حالانکہ لہم واسطے نفع کے اور علیہم واسطے ضرر کے ہوتا ہے پس حاصل آنکہ وسوسہ شیطانی سے انکو شرافت زیادہ ہوگی جبکہ وہ میرے وسوسہ کو اپنے سینہ سے خوار و ذلیل رد کر دینگے اور انکا ایمان و یقین غبار شک و اضطراب سے خالی و خالص ہو جائیگا تو نے نہین دیکھا کہ جب صحابہؓ نے شکایت کی کہ ہم اپنے دلون مین ایسے وسوسہ پاتے ہین کہ ہر ایک ہم مین سے اسکو زبان سے نکالنا بڑا عظیم گناہ تصور کرتا ہے تو فرمایا کہ یہ تو صریح ایمان ہے **قال المترجم** یعنے اس وسوسہ کو نہایت برا اور گناہ عظیم تو جبھی جانا جائیگا کہ ایمان موجود ہو پس جب ایمان کے ساتھ اس وسوسہ کو برا جانکر رد کر دیا تو بڑا شرف و ثواب ہے اور تمام خرابی تو ان لوگون کی ہے جنکو وہ وسوسہ ہی خوب معلوم ہوتے ہین۔ محمد بن عیسیٰؒ نے کہا کہ ابلیس اگر ظاہری ہلاکت سے بچا تو اسی سے کہ اسنے اپنے کو مخلوق ہونے اور حق تعالیٰ کی قدرت سے گمراہ کیے جانے اور حق تعالیٰ کے رب ہونے کا اقرار کیا ورنہ وہ فنا و سخت عذاب مین ڈالا جاتا **قال المترجم** یعنے ظاہر حال اسکا اس بات کے واسطے شاہد ہے ورنہ باطن مین تو حکمت الٰہیہ اسمین مضمر ہے اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ واقع ہوتا ہے کہان حکمت الٰہی مین گفتگو کرنا خود جہالت ہے پھر ابلیس نے زیادہ جرأت کی اور کہا ثم لاتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم الخ یعنے من بین ایدیہم تو نفس و ہوائے نفسانی کی جہت سے اور من خلفہم یعنے شہوات و آرزو کی طرف سے وعن ایمانہم یعنے دعوی خودی کی طرف سے اور عن شمائلہم یعنے وقت بلا و مصیبت کے شکوہ بیجا ظاہر کرنے کی جہت سے۔ نیز۔ اول تو طاعات کی جہت سے اور ثانی عوض پر نظر کرنے سے اور سوم راہ علم سے اور چہارم راہ جہالت سے۔ نیز۔ اول ازراہ طبع و دوم ازراہ عقل۔ سوم ازراہ روح و چہارم ازراہ صورت و نفس نیز اول ازراہ اسلام و دوم ازراہ ایمان و سوم ازراہ عرفان و چہارم ازراہ ایقان واضح ہو کہ فوق و تحت کو نہین ذکر فرمایا کیونکہ تحت تو موضع فنا ہے یعنے حالت بندگی مین سجدہ کر کے فنا ہو جاوے اسی واسطے سجود ہی کو نہایت محل قربت فرمایا اور یہ سجود تو شہود ہے اور وہ حفاظت و رعایت حق کا محل ہے پس جہان اوتعالیٰ کی رعایت ہے وہان کسی دوسرے کی مجال نہین کہ گزر جاوے اور رہا فوق یعنے اوپر کی جہت تو وہ محل کشف و مشاہدہ ہے اور وہین تجلی ظہور انوار قدم ہوتا ہے اور وہان اگر تمام شیطان ایک سوئی کے ناکے برابر قریب ہون تو جلکر خاک ہو جاوین شیخ ابوعثمان مغربیؒ نے کہا کہ شیطان آتا ہے بندۂ طاعت گزار کے روبرو سے پس امید مین سبھاتا ہے و کرامتون کا وسوسہ دلاتا ہے و در پس پشت سے بدعتین و گمراہیان لاتا ہے و دائین سے طاعات لاتا ہے اور بائین سے شرک دکھلاتا ہے پس اگر کسی بندہ کے حق مین بدبختی ازلی جاری ہوئی ہے تو وہ شیطان کے احکام مین فرمانبرداری کرجاتا ہے اور ویسی ہی طاعات بجالاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ جانے کہ اسکو شیطان کہان ہلاک کر ڈالتے ہین اور جنکے حق مین سعادت کی سرنوشت ہے وہ ان وسوسون کو رد کرتا اور اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلعم کے احکام پر چلتا ہے پس شیطان کے وسوسہ اسکے حق مین سود مند ہو جاتے ہین۔ قولہ ولاتجد اکثرہم شاکرین اکثر وہ لوگ ہین جو شیطان کے موافق طاعات بجالاکر ہلاک ہو اور کمتر وہ ہین جنکو سعادت نے نجات دیدی والحمد للہ علیٰ ذٰلک **شیخ شبلیؒ** نے کہا کہ اوپر او نیچے کی طرف اسوجہ سے نہین ذکر کی کہ اوپر کی جہت سے تو حضرت رب العزۃ کی نظر رحمت عارفون کے دلون پر ہے اور جہت زیرین موضع ساجدین ہے اور ان دونون مقامون مین شیطان کو کوئی ٹھکانا و راستہ نہین ملتا ہے پھر وساوس شیطان اور اسکے مکر و فریب کا نمونہ اور جو اسکی عداوت آدمیون کے باپ حضرت آدم علیہ السلام پر جاری ہوئی بیان فرمائی

Marfat.com

وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ

اور اے آدم بس تو اور تیرا جوڑا جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو گے

الظَّالِمِينَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ

گنہگار پھر بہکایا انکو شیطان نے تاکھولے انپر جو ڈھنکے تھے ان میں سے انکے عیب اور وہ بولا

مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝ وَقَاسَمَهُمَا

تمکو جو منع کیا ہے رب تمہارے نے اس درخت سے مگر یہ کہ کبھی ہو جاؤ فرشتے یا ہو ہمیشہ جینے والے اور انکے پاس قسم کھائی

إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا

کہ میں تمہارا دوست ہوں پھر ڈھلالیا انکو فریب سے پھر جب چکھا دونوں نے درخت کھل گئے انپر عیب انکے اور لگے

يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَكُمَا

جوڑنے اپنے اوپر پات بہشت کے اور پکارا انکو انکے رب نے میں نے منع نہ کیا تھا تمکو اس درخت سے اور کہا تھا تمکو

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ

کہ شیطان تمہارا دشمن صاف ہے بولے اے رب ہمارے ہمنے خراب کیا اپنی جان کو اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہمپر رحم کرے تو ہم ہونگے

مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝

نامراد کہا تم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوئے اور تمکو زمین پر ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے ایک وقت تک

قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ۝ ع ۲ ۱۵ ۹

کہا اسمین تم جیوگے اور اسمین تم مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤگے

وَيَا آدَمُ ای وقال یا آدم۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے آدم اُسْكُنْ أَنْتَ ساکن ہو تو ضمیر فصل سے تاکید اسواسطے کہ اسپر عطف کیا جاوے قولہ وَزَوْجُكَ حوار اور تیری زوج یعنی حوار بالف ممدودہ جو کہ حضرت آدم کے ضلع الیسر سے مخلوق کیگئی تھین الْجَنَّةَ جنت مین یعنی ابلیس کو جنت سے نکالنے کے بعد آدم کو خطاب فرمایا کہ تو مع اپنی جورو کے جنت کو اپنا مسکن بنا۔ اسمین اختلاف ہے کہ حوا قبل دخول جنت کے پیدا ہوئین جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے اور یہی محمد بن اسحاق کا قول ہے اور بعض نے کہا کہ بعد دخول جنت کے پس خطاب باین معنی کہ اسکا موجود ہونا علم الٰہی مین ثابت تھا فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا پس کھاؤ دونوں جہان سے تمہارا جی چاہے یعنی جو قسم چاہو اور جہان سے چاہو کھاؤ سورہ بقرہ مین وکلا بواو فرمایا اور یہان بفا جو مفید معنی واو یعنی مطلق جمع کو اور مزید معنی تعقیب کو ہے پس فخر رازی نے کہا کہ فار کے معنی خاص ہوئے واو کے عام ہوئے لہذا کچھ منافات نہین ہے۔ وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور مت پاس پھٹکو اس درخت کے وہ گیہون کا درخت تھا اور مراد یہ کہ اسکا پھل کھانے کے پاس نہ جا فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ کہ ظالمون مین سے ہوجاؤ یعنے اسکے پھل کو کھاؤگے تو ظالم ہوجاؤگے یعنے اللہ تعالےٰ کے حکم سے تجاوز کرنیوالے ہوجاؤگے یا اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہوجاؤگے۔ فتکونا جائز کہ عطف لاتقربا پر ہو اور جائز کہ جواب نہی ہو فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ پھر وسوسہ دلایا دونون کو ابلیس نے وَسوسہ بالفتح اسم ہے مانند زلزلہ کے اور بالکسر مصدر ہے اور آواز خفی اور نفس کی

باتین چنانچہ بولتے ہین کہ وَسْوَسَتْ نَفْسُهٗ اسنے جی ہی جی مین باتین کین اور اکثر استعمال ایسی نفسانی باتون کا جو بری و بے بنیاد ہون چنانچہ
باطل بات کو کہتے ہین کہ یہ اسکے وسوسون مین سے ہے اور واضح ہو کہ اسمین لوگون نے کلام کیا کہ ابلیس جنت سے خارج تھا اسنے کیونکر وسوسہ
دلایا حالانکہ یہ جہالت ہے حسن بصری نے فرمایا کہ زمین سے آسمان تک وسوسہ دلا سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسمین یہ قابو دیدیا ہے اور
بعضے لوگ جو خرافات لکھتے ہین کہ سانپ کے پیٹ مین گھسکر گیا اور مانند اسکے تو شیخ ابن کثیرؒ نے ردکر دیا کہ روایت کوئی صحیح نہین ہے شاید
بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کی روایات ہین واللہ اعلم بالجملہ شیطان نے دونون کو وسوسہ دلایا بدین غرض کہ لِيُبْدِيَ لَهُمَا تاکہ کھول دے
ان دونون کے واسطے مَا وُرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وہ چیز جو در پردہ کی گئی تھی دونون سے اور وہ دونون کے سوآۃ تھے اور یہ
غرض انکی نافرمانی پر زیادتی ہے اور بعض نے کہا کہ لام لیبدی برائے عاقبت ہے یعنے انجام یہ ہوجاوے کہ دونون کے سوآۃ کھل جاوین اور
بعض نے کہا لام کی ہے ای لکے یقع الابداء بعدہ یعنی پیچھے اسکے یہ ابداء واقع ہو ووری ماضی مجہول از مواراۃ ہے اور معنی اسکے ستر و پوشیدگی
از طرفین ہے یعنے تاکہ کھل جاوے انکی سوآۃ جو دونون سے باہم ایک دوسرے سے پوشیدہ تھی اور سوآۃ وہ چیز کہ سوء یعنے
عیب و ملال دیوے اور جسم پوشیدہ کو اسی سے سوآۃ کہتے ہین کہ اسکا کھلنا ملال دیتا ہے اور آدم و حوا اس اپنے جسم کو نہین دیکھتے
تھے اور نہ ایک دوسرے کا جسم دیکھتا پس شیطان نے اس کشف سے انکو ملال دینا چاہا اس حیلہ سے کہ لباس نور سے انکا
جسم مستور ننگا کرکے رنج و ملال دے اور جو بعض نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ کشف عورت حرام و منکر ہے اور وہ عقلی مستقبح چلا آتا ہے
تو اس قول مین یہ صحیح ہے کہ کشف عورت برا ہے لیکن حرمت ثابت نہین ہوتی اور قبح عقلی کا اثبات غلط ہے بلکہ وہ مقتضائے حیا ہے اور حیا
شعبہ ایمان ہے پس عقل سے اسکی قباحت ثابت کرکے انھون نے ملال نہین کیا بلکہ ایمان کامل کے مقتضائے بوجہ حیا کے خود غمناک
ہوئے کما سیاتی۔ پس شیطان نے آدم و حوا کو خلاف کرنے اور کشف عورت سے انکو رنج پہونچانے اور آیندہ ذریات مین مفاسد پیدا
ہونے کے لیے جو مشیت الٰہی مین جاری ہوچکے تھے انکو وسوسہ دلایا جسکا بیان یہ ہے کہ وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ
یعنے کہا ابلیس نے دونون سے کہ نہین منع کیا تمکو تمھارے رب نے اس درخت سے یعنے اسکا پھل کھانے سے اِلَّا کراہۃ
اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ مگر بغرض کراہت اس بات کے کہ تم دونون ملک ہوجاؤ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہنے والون مین سے ہوجاؤ
یعنے جنت مین یا زندگی مین ہمیشہ باقی رہو حاصل آنکہ اس درخت کے پھل کھانے کا یہ اثر ہے کہ وہ ملک ہوجاتا یعنے فرشتہ اور بکسر لام کی
قراءۃ پر معنی بادشاہ ہوجاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہتا ہے جیسا کہ دوسری آیت مین مصرح ہے کہ قال ہل ادلک علی شجرۃ الخلد و ملک لا یبلیٰ
یعنے آدم سے بولا کہ بھلا مین تمکو راہ بتادون شجرۃ الخلد کی جسکے کھانے سے ہمیشگی ہوتی ہے اور ایسے ملک کی کہ کبھی اسکو فنا نہین ہے
واضح ہو کہ اس مقام سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ملائکہ افضل ہین جبھی تو اسنے ملک ہوجانے کی ہوس دلائی بلکہ باین معنی کہ تمکو فرشتون کی طرح
طعام کی خواہش نہو اور تمھارے عمر مانند فرشتون کے دراز ہو کیونکہ ماہیت نہ بدلنا تو ظاہر ہے اور نیز یہان تو ابلیس کے قول کی حکایت
ہے حتی کہ اسنے یہی الٹا فریب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے اس وجہ سے تمکو منع کر دیا ہے کہ اسنے تمھارا ملک ہونا اور دائمی قائم رہنا برا جانا
وَقَاسَمَهُمَآ اقاسمہ باہم قسم کھانا اور یہان فقط ایک طرف سے ہے یعنے ابلیس نے دونون سے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ۔
اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ یعنے مین تم دونون کے واسطے بھلائی چاہنے والا ہون۔ قتادہؒ نے کہا کہ اسنے اللہ تعالےٰ کی قسم
کھاکر انکو فریب و دھوکا دیا اور مومن اکثر اللہ تعالےٰ کی قسم پر دھوکا کھاجاتا ہے اور شیطان نے انسے کہا کہ مین تمسے پہلے پیدا ہوا

Marfat.com

اور تم سے زیادہ واقف ہون - فی السراج اسمین تنبیہ ہی کہ شیطانی آدمی کی قسم کا اعتبار نہ کرے اور قسم کھانے والا اکثر جھوٹا ہوتا ہے اور خود بدگمانی سے قسم کھاتا ہی کہ سامع میری بات نہ مانیگا ابن عمرؓ سے مروی ہی کہ جب وہ اپنے غلام کو اچھی طرح نماز روزہ کرتے دیکھتے تو اُسکو آزاد کر دیتے پس اُنکے غلام اسی خواہش سے ایسا کرتے تھے پس ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کو دھوکا دینے کو ایسا کرتے ہین تو فرمایا کہ جو کوئی ہمکو اللہ تعالےٰ کے ساتھ دھوکا دیوے ہم اسکے دھوکے مین آجاوینگے۔ اللہ تعالےٰ کے نام پاک کی جھوٹی قسم کھانے والا پہلا شخص ابلیس ہی پس جب اسنے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی تو آدم سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم جھوٹی کوئی نہین کھاوے گا پس فریب مین پڑگئے چنانچہ فرمایا فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ پس نیچے لٹکا دیا انکو بسبب غرور یعنی فریب کے تدلیہ اوپر سے کوئی چیز نیچے لٹکانا۔ ومنہ قولہ فادلی دلوہ اپنا ڈول کنوئین مین لٹکایا۔ المعنی رتبہ تعالی سے دونون کو گیہون کھانے کیطرف اُتارا اور بعض نے کہا کہ آسمان سے زمین کی طرف اُتارا۔ وقال المفسر درمنثور انکو اُنکی منزلت سے گرادیا بذریعہ اس فریب کے غرور ایسی باتین جسمین بظاہر نصیحت ہو اور باطن مین دھوکا ہو فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ ای اکلا منہا۔ پھر جب درخت کے پھل سے کھایا۔ اسمین دلالت ہی کہ بہت ذرا سا کھایا تھا جسکو چکھنا کہا جاوے بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا ای ظہر لکل منہا قبلہ وقبل الآخر ودبرہ وسمی کل منہا سوآۃ لان انکشافہ یسوء صاحبہ یعنی ظاہر ہوگئی دونون مین سے ہرایک کو اپنی شرمگاہ اور دوسرے کی شرمگاہ اور پاخانہ کا مقام حالانکہ وہ دونون قبل اسکے نہین دیکھا کرتے تھے اور اسکو سوآۃ اسواسطے کہا گیا کہ اسکا کھلنا اس شخص کو غمگین کرتا ہی بطور ظہور عیب کے وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ اور شروع کیا دونون نے کہ لپٹاتے اپنے اوپر پتے درختان جنت کے تاکہ اپنے سواۃ کو چھپاوین۔ ابی بن کعبؓ سے روایت ہی کہ آدم مرد دراز قد تھے انکے سر پر بال بہت تھے پس جب وہ اس دھوکے مین پڑگئے جو شیطان نے کیا تھا تو انکا جسم مستور کھل گیا حالانکہ پہلے اسپر نظر نہین کرتے تھے تو جنت مین بھاگے پس راہ مین ایک درخت جنت انکے سر مین اُلجھا اس سے کہا کہ مجھے چھوڑ دے اسنے کہا کہ مین تجھے نہین چھوڑونگا پس پروردگار عزوجل نے آواز دی کہ ای آدم تو مجھسے بھاگتا ہی عرض کیا کہ نہین ای پروردگار مین شرمندہ ہون - رواہ ابن جریر وابن مردویہ۔ ابن عباسؓ سے یہ قصہ مروی ہی اور اسمین ہی کہ جس سے انکا تمام بدن ڈھکا تھا وہ دونون کے ناخن تھے اور جسکے پتون سے بدن ڈھانپتے تھے وہ انجیر کے پتے تھے کہ انکو آپس مین چپٹاتے تھے پھر اللہ تعالےٰ نے آواز دی کہ کیا مجھسے بھاگتا ہی عرض کیا کہ نہین ای پروردگار ولیکن مجھکو حیا آتی ہی۔ فرمایا کہ کیا تجھکو کافی نہ تھا جو مین نے جنت مین سے تجھے مباح وحلال کیا تھا کہ تو حرام کی طرف گیا عرض کیا کہ کیون نہین ای پروردگار وہ سب کافی ووافی تھا ولیکن قسم ہی تیری عزت وجلال کی کہ مین نے یہ نہین خیال کیا کہ کوئی تیری جھوٹی قسم کھاویگا۔ فرمایا کہ قسم مجھکو اپنی عزت کی کہ تجھکو زمین مین اُتار دونگا پھر نہ پاویگا تو زندگانی مگر بکد پس زمین مین اتارے گئے پس جنت مین تو طعام رغد کھاتے تھے پھر بغیر رغد کھانے لگے پس انکو لوہے کی ساخت بتلائی گئی اور کھیتی سکھلائی گئی پس ہل سے کھیتی کی اور سینچا پھر کاٹ کر کھلیان کیا پھر اسپکر گوندھ کر روٹی پکائی پس یہ بھی حالت جہانتک کہ پہونچی۔ رواہ عبد الرزاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ قولہ من ورق الجنۃ کہا کہ انجیر کے پتون سے اسنادہ صحیح عن وہب ابن منبہ فی قولہ ینزع عنہما لباسہما کہا کہ آدم وحوا کی شرمگاہ پر لباس نور تھا کہ یہ اسکی شرمگاہ نہین دیکھتا اور وہ اسکی شرمگاہ نہین دیکھتی پھر جب درخت سے کھایا تو انکے سواۃ کھل گئے۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ یہ استفہام تقریری ہی۔ عن ابن عباسؓ جب آدمؑ نے

Marfat.com

درخت مذکور مین سے کھایا تو کہا گیا کہ تو نے اس درخت مین سے جس سے مین نے منع کر دیا تھا کیون کھایا تو کہا کہ مجھکو حوا نے کہا تو فرمایا
کہ یہی اسکا انجام کہ حاملہ ہو تو کرہ یعنے تکلیف سے اور وضع حمل کرے تو تکلیف سے تب حوا باریک آواز سے روئین تو کہا گیا کہ یہ رونا تجھپر
اور تیری اولاد پر ہی - رواہ ابن جریر و لعل اسنادہ حالا باس بہ - عن قتادہؒ آدمؑ نے عرض کیا کہ ای پروردگار اگر مین توبہ کرون و اپنی حرکت سے
مغفرت مانگون تو فرمایا کہ ایسی صورت مین تجھے جنت مین داخل کرونگا - اور رہا ابلیس تو اسنے توبہ کی درخواست نہ کی بلکہ مہلت مانگی پس ہر ایک
کو وہ ملا جو اسنے مانگا رواہ عبد الرزاق باسناد صحیح اور ضحاک بن مزاحم سے روایت ہی کہ جو کلمات کہ آدم نے اپنے رب سے سیکھ پائے
تھے وہ یہ ہین قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اس معصیت کے سبب سے وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ -
پس یہی کلمات ہین جنکو آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے پایا کما فی قولہ تعالے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ہو التواب الرحیم
سراج مین ہی کہ اُنھون نے حق عبودیت مین اعتراف سے گناہ کا اقرار کیا اور درحقیقت وہ خلاف اولی ہی کیونکہ وہ بطریق نسیان تھا
جیسا کہ سورۂ طہ مین منصوص ہی پھر بعض لوگون نے اسی آیت و اسکے مانند سے استدلال کیا کہ انبیاءؑ سے گناہ صادر ہوتا ہی اور رد کر دیا گیا
کہ رفعت و علو اور معرفت مین انبیاءؑ کا سب سے بڑا درجہ ہی پس وہ ایسے چھوٹے چھوٹے امور سے بھی ماخوذ ہوتے ہین جنسے اور لوگ
نہین ماخوذ ہوتے اور بسا اوقات ایسے امور پر معتوب ہوتے ہین جو بطریق تاویل صادر ہوتے ہین اسی سے وہ لوگ خوفناک
و لرزتے رہتے ہین پس انکے بلند درجات اور اونچے مقامات کے بہ نسبت یہ امور گویا گناہ ہین اور یہ معنی نہین کہ ایسے گناہ ہین
جیسے اورون کے ہوتے ہین پس باوجود انکے طہارت و پاکیزگی کے اور وحی سماوی و ذکر ہی سے عمارت باطن کے اور اعمال صالحہ
وغیرہ سے عمارت ظاہر کے یہ امور گناہ اور انکے احوال سے بعید ہین پس آدمؑ نے بھی مقربین کے مانند ان زلات کو بڑا گناہ و اقرار
کرلیا اور نیز انکی نبوت سے پہلے یہ امر اُنسے صادر ہوا تھا بالجملہ انبیاء علیہم السلام سے صدور گناہ کبیرہ کا قائل کوئی نہین ہو سکتا سواے
جاہل بیوقوف کے و نعوذ باللہ من الغباوۃ و الجہالۃ قَالَ اهْبِطُوْا جملہ مستانفہ ہی جیسے جملۂ اول مستانفہ تھا یعنے حکم دیا کہ نیچے اترو
تم سب یعنے آدم و حوا مع ذریات کے جو انکے اندر مضمر تھین بعض نے کہا کہ دونون مع ابلیس کے اترو بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ درحالیکہ بعض تمھارا بعض کا دشمن ہی یعنے اولاد آدم و ابلیس مین عداوت تا قیامت رہے وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ
وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ یعنے زمین مین تمھارے واسطے جائے قرار اور تمتع ہی اُسوقت تک کہ تمھاری موت آوے - فی السراج
والمعالم جب آدم کی موت کا وقت آیا تو ملائکہ حاضر ہوے پس حوا نے اُنکے گرد پھرنا شروع کیا تو فرمایا کہ میرے پروردگار کے
ملائکہ کو آنے دے جو کچھ مجھکو پہونچا وہ تیرے ذریعہ سے پہونچا پھر جب انکا انتقال ہوگیا تو ملائکہ نے پانی مین بیری کی پتی جوش
دیکر غسل دیا اور طاق کپڑون مین کفن دیا اور لحد بنا کر ملک ہند کی سرزمین سراندیپ مین دفن کیا اور اولاد آدم سے کہا کہ یہی طریقہ
تمھارے واسطے مقرر ہوا - ابن عباس نے فرمایا کہ مستقر زمین کے اوپر اور زمین کے نیچے دونون ہین رواہ عنہ ابن ابی حاتم
قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ زمین ہی مین زندہ رہوگے جب تک زندگی مقدر
ہو اور اسی مین مروگے اور اسی سے نکلوگے جب کہ قیامت مین زندہ کر کے اُٹھائے جاؤگے تخرجون کے معنی نکلوگے بنا بر اینکہ
صیغہ معروف ہی جیسا کہ حمزہؒ کی قراءۃ ہی اور باقیون نے مجہول پڑھا تو معنی آنکہ اسی سے نکالے جاؤگے و ہذا کقولہ تعالی منہا خلقناکم
وفیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃ اُخری ف قال فی العرائس قولہ و یا آدم اسکن - او تعالے نے جنت مین انکی سکونت

Marfat.com

عیش مین ایک امتحان مضمر رکھا اور اگر اپنے جمال و وصال سے انکی زندگی رکھی ہوتی تو پھر امتحان سے محفوظ ہوتے کیونکہ اسکی درگاہ
مین حوادث کی مضرت نہین ہو- قولہ ولاتقربا ہذہ الشجرۃ- اولال بسوے فتنۂ امتحان ہو اور شجرۂ مذکورہ مین تجلی تھی جو لطائف قدر سے
انکے سرالاسرار مین سمائی پس اسکے مشتاق ہونے اور قریب ہونے سے جوش شوق ہوا حالانکہ اسمین علم سرالاسرار وعلم الاقدار تھا
پس کھانے سے ان علوم سے بھر گئے اور جنت برداشت نہ کرسکے تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہوئے کیونکہ یہ اسرار ربوبیت ہین
لہذا قولہ فتکونا من الظالمین کی مصداق ہوئے کیونکہ سبزہ زار ربوبیت مین جاکر اسرار ربوبیت لائے اور اگر اللہ تعالیٰ انکی زبانین بند
فرماتا تو جہان مین علم اقدار پھیل جاتا اسی واسطے بعض مشرقین نے کہا کہ یہ درخت علم القضاء والقدر تھا جو جانا و اسکے اسرار سے عزالملک
و خلد مین پہونچا اسی واسطے ابلیس نے کہا کہ تجھے شجرۃ الخلد کی راہ بتاؤن- وہ جانتا تھا اور اسکو لیکر منازعت باستعداد فاسد چاہتا تھا
مگر نہ پانے سے بہت غمناک ہوا اور رکنوز غیب اسمین مثمر پاکر آدم کو دلالت کی تاکہ خلق مین کوئی متمتع ہو کر اسمین منازع ہو پس آدم کو حسد سے
اسمین ڈالا کیونکہ مقام خطر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو معصوم رکھا کہ انکے نفوس کو زمام قہر مین گرفتار کیا پس جب مسخر و ساقط ہو کر
اپنا ضعف معلوم کیا تو کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ پس شیطان کا یہ ارادہ کہ بعد علم اسرار کے مدہوش سرمست ہو کر قبول احکام شریعت سے خارج
ہون اور محبت الٰہی عالم مین نہ رہے وہ برعکس ہوگیا کہ وہ عارف ہو کر درجۂ نبوت و رسالت پر رہے قولہ فوسوس لہما الشیطان الخ جب
اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کشف اسرار چاہتا ہو تو شیطان اسکو بہکاتا ہو اور وہ سبب انکشاف ہوجاتا ہو اور خود شیطان خوار ہوتا ہو جیسے آدم
علیہ السلام پر گذرا اور ابلیس انکے حسد مین خوار ہوا اور آدم زیادہ مقبول ہوئے لقولہ تعالیٰ ولا یحیق المکر السیء الا باہلہ- یعنے مکر بد اسی کو
ملتا ہو جسنے مکر کیا اور آدم کے حق مین فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی پھر دونون یعنی آدم و حوا نے بعد ظہور اسرار کے انکو ادب کے
پتون سے عبودیت مین مرعی رکھا کما یدل علیہ قولہ وطفقا یخصفان علیہما الخ ابو سلیمان دارانیؒ نے کہا کہ شیطان نے برائی چاہی وہ
سبب علوم و بلوغ کمال ہوا کہ آدم نے کوئی عمل اس خطیئہ سے بڑھکر نہین کیا جسنے انکو ادب سے مقام حقائق مین ثابت رکھا اور
سجود ملائکہ وغیرہ سے اگر کچھ وحشت آئی تو برکت اسکے اول تخصیص خلعت دست قدرت کی طرف لقولہ ربنا ظلمنا الخ راجع ہوگئی-
قولہ وقاسمہما انی لکما الخ ابلیس نے مکر سے دشمنی کی وہ درحقیقت انجام کار نصیحت ہوگئی ابوبکر الوراقؒ نے فرمایا کہ نصیحت اسی شخص کی
قبول کرنی چاہیے جسکے دین و امانت پر اعتماد ہو اور تیری نصیحت مین اسکا کوئی ہدم متعلق نہو کیونکہ ابلیس کے مانند نصیحت کرنے والے
شیاطین الانس ہوتے ہین قولہ فدلاہما بغرور- اس چیز سے کہ درخت مین اسرار ربوبیت ہین پس غرور اطلاع باسرار قدم مین ڈالا تاکہ مقربین
ملائکہ اور خازنان اسرار مین سے ہوجاوین اور یہ جذبہ شوق تقرب تھا جیسے عشاق ہر کس و ناکس کی بات سن لیتے ہین اور بعض نے
کہا کہ انکو بسبب قسم اللہ تعالیٰ کے فریب دیا ورنہ فریب نہ کھاتے قولہ فلما ذاقا الشجرۃ بدت الخ اسمین اشارہ لطیف ہو کہ یہ اسرار خاص
انہین دونون کو ظاہر ہوئے اور کسی کو ظاہر نہوئے اور ظہور مین انہین دونون کی تخصیص سے معلوم ہوا کہ اغیار کی نظر وہان نہین
پہونچی کیونکہ سوآۃ مقام کرامت و امانت و رسالت و نبوت و ولایت تھی انکو جنت وغیرہ سب سے مجرد کر دیا کیونکہ وہ تجرید توحید و افراد
قدم مین تھے وہان جنت وغیرہ کا گذر نہین ہو پھر جب شجرۂ عشق کا پھل چکھا اور منفرد ہوگئے تو غرائب علم اقدار انپر منکشف ہوئے اور
جمیع اشباح و ارواح کو انسے نکالا واسطیؒ سے پوچھا گیا کہ انبیاء کو جلد عقوبت کیون ہوتی ہو حالانکہ ابلیس خطا بلکہ غلط کر گیا-
تو فرمایا کہ نزدیکی مین سوء ادب ویسا نہین جیسے دور والا بے ادبی کرے بعض نے کہا کہ چیونٹی برابر بات پر انبیاء سے مطالبہ ہوتا ہو

Marfat.com

اور بڑی بات پر دوری والون پر کچھ مطالبہ نہین ہوتا بعض نے کہا کہ عصمت انکو ظاہر ہوا اور غیر کو ظاہر نہوا واسطی نے کہا کہ آدم سے کسوت
عزت کو چھین لیا اور مواخذہ مین ڈال دیا تاکہ زوال نعمت کی قدر جانے پھر کسی نے نہ پہنائی تو یقین دلایا کہ وہ اپنے نفس سے کچھ نہین ہے جو کچھ
اسکو حاصل ہوگا خالص پروردگار کی رحمت سے ملیگا پس سب سے منقطع ہوکر اوتعالے کی طرف راجع ہوئے جب ہر دو بندگان خاص
ان میدان ناپیداکنار مین پڑے کہ علوم الاسرار والاقدار بے انتہا ہین تو ملاطفت سے انکو راہ بتائی ندامت کی بقولہ وناداہما ربہما الخ
ندا مین لطف عتاب ہے کیونکہ اس شجرہ کے استحقاق سے انکو بعد تھا قرشی نے کہا کہ آدم کو جنت مین بھیجا اور شجرہ سے منع کیا جب
آدم نے کھایا تو پکارا اول تو قرب کے معنی مین ہے اور ندا کرنا بعد و دوری کے معنی مین ہے پھر جب دونون نے چاہا کہ غایت عشق سے
شجرہ مین سے کھانے مین ہم نے خطار کی اور یہ ہمارا مقام نہین تو ظلم کو اپنی طرف نسبت کرکے کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ ظلم یہان یہی ہے
کہ مقام کی شناخت نہوا اور مشاہدۂ حق مین حظ نفس کی خواہش ہوا اسی واسطے دونون نے جہالت کا اقرار کیا اور اسوقت مین مقام تلوین
مین تھے اور اگر مقام تجرید و توحید یعنی مقام تمکین عرفان مین ہوتے تو نفس کا ذکر درمیان مین نہ لاتے اور نفس کو ملامت نہ کرتے کیونکہ نفس
پر نظر رکھنا اور اسکی کسی قدرت کو مقام توحید مین دیکھنا شرک ہے کیا تو نہین دیکھتا کہ حضرت استاد نے کہا ہے کہ جسنے اپنے نفس کو ملامت
کی وہ مشرک ہے حسین نے کہا کہ شرک و ظلم یہ ہے کہ اوتعالے کی طرف سے کسی غیر کی طرف مشغول ہو۔ اور ابن عطار نے کہا کہ ظلم یہان یہ
حق تعالے کے سوائے جنت و اسکی نعمت کی طرف بھی مشغول ہوئے تھے شیخ شبلی نے فرمایا کہ انبیار علیہم السلام کے گناہ انکو کرامات
و مراتب پر پہونچاتے ہین جیسے کہ آدم کے گناہ کا انجام یہ ہوا کہ مقام اجتبار و اصطفار پر پہونچے اور اولیار کے گناہون سے کفا
ہوجاتا ہے۔ اور عوام کے گناہ انکو خواری و اہانت مین ڈالتے ہین واسطی نے کہا کہ حال طینت مین انکو کوئی خطرہ سوائے حق کے
نہ تھا پھر جب حضور مین حاضر کیا تو حضور سے غائب ہوئے پس غیر کے خطرہ سے ظلم کیا اور کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا۔ کیون نہین اتصال
کے ساتھ اتصال مین اسکو اتصال سے قطع کیا اور نفس مین جو نفس سے تھا اسکو نفس سے کیون نہین غائب کیا پس اللہ تعالی نے
اسکو زیادہ سوزش و ہیجان مین ڈالا کیونکہ شوق کو فراق سے ملادیا اور میثاق لے لیا تاکہ سفر عشق مین طرح طرح کی محنت و مشقت
اٹھاوے اور حکم دیا کہ اہبطوا پس آدم کو مقام بہجت سے عالم محنت مین اتار دیا اور اہل عداوت کے درمیان پھنسایا اور بعد
وصل کے رنج فرقت چکھایا کیونکہ مقام عشق مین رنج و غم فراق اور ذوق وصال ساتھ ساتھ ہین ہمیشہ وصال مین جنبیت کے ساتھ
صافی الحال بلا کدورت تھا نہ وہان غبار فراق تھی اور نہ بلار امتحان پھر فرقت کے ہاتھون امتحان مین پھنسا دیا اور برادر حضرت الہیہ
جنت وصال مین یہ طمع کرتے تھے کہ دوام لقار حاصل ہو پس غیرت کبریائی نے وہان سے نکال دیا۔ واضح رہے کہ یہ بھی رحمت ہے
کہ دوام لقار بعد فنار کا راستہ بتادیا۔ بعض نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام رتبہ فضیلت و کرامت سے نہین گرے اگرچہ مقام جنت سے
نکل آئے ہین اسی واسطے فرمایا ثم اجتباہ ربہ پھر جب دونون کو منزل جنت سے نکالا اور میدان محنت یعنی زمین پر ڈالا تو آگاہ فرمایا کہ دونون
اس زمین پر بروح معرفت و رزق مشاہدہ زندہ رہینگے اور کنار شفقت و مکاشفہ مین رہینگے پس وہان سے بنعت توحید و محبت
نکلینگے چنانچہ قولہ فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون سے اشارہ ہے یعنے طاعت باللہ سے زندہ اور فنار فی اللہ سے مردہ۔
اور بقار باللہ سے نکلوگے۔ اور بعض نے کہا کہ معرفت کے ساتھ زندہ ہوگے۔ اور جہالت رہی تو مردہ ہوگے اور جو تقدیر و مشیت
سابق جاری ہوچکی ہے اور جو احکام سعادت و شقاوت کے ہوچکے ہین انھین کے موافق وہان سے نکلوگے پھر آدم کے لباس

Marfat.com

جنت سے کوچ اولاد آدم کو خلعت لباس کا انعام عطا

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ

اے اولاد آدم کی ہمنے اتاری تم پر پوشاک کہ ڈھانکے تمہارے عیب اور سنوار کے کپڑے پرہیزگاری سو بہتر ہے

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

قدرتیں ہیں اللہ کی تاکہ وہ لوگ دھیان کریں

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اسمیں بعض نعمت کی تذکیر ہے کہ لباس تن انسانی پر بہتر ہے اور لباس ہی سے بہتر لباس تقوی ہے حتی کہ آدم سے لباس جانا موجب اسارت ہوا اور لباس تقوی زائل نہیں ہوتا اور یہ تمہید ہے آیۂ مابعد کے واسطے پس فرمایا کہ اے بنی آدم اے اولاد آدم اور بنین کو خطاب بسبب شرف مردوں کے عورتوں پر ہے اور شامل اسمیں عورتیں بھی ہیں پس تغلیبا بنین فرمایا قد انزلنا علیکم اے خلقنا لکم البتہ ہمنے تمہارے واسطے پیدا کیا مینہ وغیرہ آسمانی اسباب اتار کر لباسًا یواری سوآتکم وہ لباس کہ چھپاتا ہے تمہارے فروج یعنے شرمگاہوں کو پس لباس کو انزلنا فرمایا تو اسی سبب سے آسمانی اسباب مینہ وغیرہ اتار کر پیدا کیا گیا ہے کیلئے مفسرؒ نے خلقنا لکم سے تفسیر کی اور نظیر اسکا قوله تعالی وانزل لکم من الانعام یعنی خلق لکم من الانعام اور الیسری قوله وانزلنا الحدید فیه بأس شدید یعنے لوہے کی نسبت اتارنا فرمایا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ زمین کے جملہ برکات منسوب باسمان ہیں یعنی جو زمین سے نکالتے ہیں وہ آسمان سے اتری ہوئی کہی جاتی ہیں اور یواری ای یستر سواۃ کم تمہارے سواۃ کو ڈھکتا ہے وریشا عطف ہے لباسا پر اور جملہ صفت سے اشارہ ہے کہ ستر پوشی ہی اصل ہے اسی واسطے مفسرؒ نے ریش کی تفسیر کی کہ وہ کپڑے ہیں جنسے آدمی تجمل حاصل کرتا ہے اور بعض قراءت میں ریاشا جمع ریش ہے۔ ابن جریرؒ نے کہا کہ ریاش کلام عرب میں اثاث البیت ظاہری کپڑے ہیں یعنی جیسے ظاہر میں تجمل کیا جاوے پس لباس تو ضروری چیز ہے اور ریاش اسکا تکملہ و مزید خیر ہے بخاری نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ ریش یعنی مال ہے۔ رواہ عنہ ابن ابی طلحہ اور یہی قول مجاہد و سدی و ضحاک و عروہ و ابن الزبیر و عبدالرحمن کا ہے۔ اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ریاش لباس عیش و نعمت ہے اور احمد ابن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے جب گردن تک پہونچے تو کہے الحمد للہ الذی کسانی ما اواری به عورتي واتجمل به في حياتي پھر پرانا کپڑا لیکر صدقہ کردے تو وہ زندہ و مردہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہے اور اسکی رحمت میں ہے رواہ احمد والترمذی وابن ماجه اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جب نیا کپڑا پہنتے تو کہتے الحمد لله الذي رزقني من الرياش ما اتجمل به في الناس واواري به عورتي۔ رواہ احمد۔ سراج میں کہا کہ ثابت ہوا کہ زینت ایک غرض صحیح ہے اور اللہ تعالے نے ذکر کیا [illegible] سے ثابت ہے اور فرمایا ولکم فیها جمال حین تریحون الآیہ اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے جمیل ہے اور وہ جمال کو دوست رکھتا ہے رواہ الترمذی وغیرہ پس حاصل آیت کے یہ ہیں کہ اے اولاد آدم ہمنے اتارا تمپر ایسا لباس کہ تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور ایسا لباس کہ وہ تمکو زینت کا فائدہ دیتا ہے۔ اور مروی ہے کہ عرب کے لوگ ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور عورتیں بھی ننگی ہو کر ہاتھ یا کچھ چیز شرمگاہ پر رکھکر رات میں طواف کرتیں پس یہ آیت نازل ہوئی قال البیضاوی شاید اللہ تعالی سبحانہ نے قصۂ آدم کو اسی حکم کے واسطے مقدم بیان فرمادیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ پردہ شرم کھل جانا پہلی برائی تھی جو شیطان کی طرف سے آدمی کو پہونچی پس اولاد آدم کو شیطان نے اغوا کیا ہے جیسا اسنے آدم علیہ السلام کو دھوکے سے برہنگی کی برائی پہونچائی تھی قال المترجم اس آیت میں تقسیم وارشاد ہے کہ برہنگی سے

Marfat.com

اسکے دور کرنے کو اوتعالے نے نعمت لباس نازل فرمائی اور یہ زجر ہی مشرکین کو جو ایسا کرتے تھے ورنہ ننگے ہو کر طواف سے ممانعت
کرنے مین اصل قولہ تعالی یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیۃ ہی جو آیندہ آتی ہی **قال فی السراج** جب اللہ تعالی نے لباس
محسوس کو بیان کیا اور اسکی دو قسمین کین کہ ایک ضروری ہی کہ شرمگاہ کو چھپانے والا ہی اور دوسرا زینت و تجمل کے واسطے ہی تو اسکے پیچھے
اصل لباس معنوی کو بیان فرمایا بقولہ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ نافع وابن عامر و کسائی نے لباس التقوی بنصب پڑھا بنا بر آنکہ
لباسًا پر عطف ہی یعنے اور نازل فرمایا ہمنے تپر لباس التقوی اور وہ خیر ہی یعنے لباس ستر اور لباس زینت سب سے اچھا ہی پس
ذلک مبتدا اور خیر اسکی خبر ہی اور جملہ بیان فضیلت لباس التقوی ہی اور باقی قراء رحمہم اللہ نے لباس التقوی برفع پڑھا پس یہ مبتدا ہی
اور جملہ ذلک خیر اسکی خبر اب رہا بیان اسکا کہ لباس التقوی جو استعارہ ہی تو کس چیز سے استعارہ ہی ور دہ کیا مراد ہی فقال الحافظ
فی التفسیر مفسرین نے اسکے کئی معنی بیان کیے ہین عن عکرمہ وہ لباس ہے جو قیامت مین متقیون کو ملیگا - رواہ ابن ابی حاتم
زید بن علی و سدی و قتادہ و ابن جریج نے کہا کہ وہ ایمان ہی عوفی عن ابن عباس وہ عمل صالح ہی - وعنہ وہ ستودہ اخلاق ہین - عن
عروہ بن الزبیر وہ خوف الٰہی محبت کے ساتھ ہی - عبد الرحمٰن بن زید اللہ تعالی سے خوف کر کے اپنی شرمگاہ ڈھکی رکھے یہ سب معانی
قریب قریب اور حضرت عثمان رض سے روایت ہی کہ منبر پر خطبہ مین لوگون کو کتے مارنے کا حکم دیتے اور کبوتر بازی کرنے سے منع کرتے
پھر کہا کہ ای لوگو تم ان سرائر مین اللہ تعالے سے تقوی رکھو کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے
قبضہ مین محمد کی جان ہی کہ نہین چھپائی کسی نے کوئی سریرت مگر آنکہ اوتعالے اسپر علانیہ ایک چادر پہنا تا ہی اگر بھلی سریرت ہی تو بھلی
چادر اور اگر بری سریرت ہی تو بری چادر پہنا تا ہی پھر یہ آیت پڑھی ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ اور کہا کہ وہ نیک
خصلت ہی - رواہ ابن جریر والطبرانی اور حسن بصری رح نے اسکو حضرت عثمان سے سنا ہی تو کتون کے قتل اور کبوترون سے بازی
نہ کرنے کو خطبہ مین جمعہ کا حضرت عثمان سے سننا تو شافعی و احمد و بخاری فی الادب کی روایات بطریق صحیحہ سے ثابت ہی اور
یہ شاہد ہی باقی جزو روایت مرفوع کا واللہ اعلم ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یعنی لباس تقوی یا یہ جملہ لباس نازل فرمایا آیات الٰہی سے
یعنی اسکی قدرت کے دلائل سے ہی لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ شاید اولاد آدم تذکر کرین یعنے نصیحت و پند حاصل کرین پس ایمان لاوین
اسمین صنعت التفات ہی یعنے پہلے بحرف ندا ر خطاب فرمایا تھا اور یہان بصیغہ غائب فرمایا پس خطاب سے غیبت کی طرف التفات
ہی اور آیت مین دلیل ہی کہ ستر عورت ظاہری باب تقوی اور اعمال صالحہ جو باطنی خوش اخلاق و ہیئت صادقہ سے ہون وہ اصل لباس
ہین پس اگر تمام دوشالے وغیرہ لادے ہو اور باطن مین اخلاق مذمومہ و اعمال ناپاک رکھتا ہو تو وہ ننگون سے بدتر ہی اور اگر باطنی
لباس تقوی سے آراستہ ہو تو پھٹا کپڑا اسپر کمال زینت ہو اور درحقیقت وہ آیات الٰہی مین سے ہی کہ اندھے اور بے ایمان اشقیاء
لوگو نکو نظر نہین آیا **فقد برفت فی العرائس** قولہ تعالے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا - ہر گروہ کے واسطے لباس خاص ہی
پس عارفون کے واسطے لباس معرفت ہی اور محبین کے واسطے لباس محبت ہی اور مشتاقون کے لیے لباس شوق ہی اور موحدون
کے لیے لباس توحید ہی اور زاہدون کے لیے لباس زہد ہی اور متقیون کو لباس تقوی ہی اور اولیاء کو لباس ولایت ہی اور
انبیاء کو لباس نبوت ہی اور مرسلین کو لباس رسالت ہی اور ان مین سے ہر ایک کیواسطے ظاہر و باطن ہی پس زینت باطن تو حق تعالی
کی نظر رحمت کے واسطے ہی اور ظاہری زینت واسطے شریعت کے ہی پس جو اس زینت سے حقیقت مین آراستہ ہی وہ انوار قرب

Marfat.com

کی وجہ سے مخلوق کے درمیان مزین اور مہیب ہوجاتا ہی اور قولہ تعالےٰ ولباس التقوی ذالک خیر یعنی بہتر سب سے لباس تقوی
ہی کیونکہ ہر لباس مین ضرور نفس بندے کو حظ ملتا ہی اور لباس التقوی مین نفس کو کچھ حظ نہین ہی - اور یہ لباس تو عوام کے
ہین اور لباس تقوی وہی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال مین فنا ہوگیا اور صفات الٰہی سے اسکو قوت حاصل ہوئی یعنی بدون
حلول وغیرہ وہمی وقیاسی باتون کے اسمین صفات الٰہی سے اتصاف ہوا جیسا کہ قرب نوافل مین جابجا مذکور ہوچکا پس لباس التقوی
مین ہر لباس فنا ہوجاتا ہی اور جو شخص اس لباس سے آراستہ ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم کے واسطے قبلہ ہوگیا جو
اسپر نظر کرتا ہی وہ اللہ تعالےٰ عزوجل کے انوار صفات کو پاتا ہی پس اسی لباس اتصاف کی طرف حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اشارہ فرمایا بقولہ من رآنی فقد رای الحق جسنے مجھکو دیکھا اسنے حق کو دیکھا **قال المترجم** اہل تصوف نے اس حدیث کے
معنی سے یہی اشارہ کے معنی نکالے ہین وقد مر مفصلا اور قولہ تعالےٰ یواری سوآتکم اشارہ ہی کہ تم سب کے سب انوار قدم سے
ننگے اور حدوث کے عیبون سے ایسے ہو جیسے ننگے کے اعضاء شرم کھلے ہونے سے وہ معیوب ہوتا ہی پس تمکو چاہیے کہ حدوث
کی علتین اور عیوب کو لباس قدم سے ڈھکو بایں طور کہ شریعت پاکیزہ پر ٹھیک چلو اور عقائد درست کرو اور حقیقت وطریقت پر چلکر
انوار حاصل کرو پس لباس علم سے شرمگاہ جہالت یعنی عیب جہالت کو چھپاؤ اور جو عیوب کے بندہ کو لازم ہین انکو صفات
ربوبیت سے چھپاؤ یعنے اخلاق الٰہی عزوجل سے آراستہ ہو **واسطی** رح نے فرمایا کہ سوءۃ تو جہالت ہی اور سب سے
بڑھی ہوئی زینت یہ ہی کہ بندہ لباس تقوی سے آراستہ ہو یہ لباس ایسی زرہ ہی کہ اسکو کسی حسد کرنیوالے کا مکر نہین پھاڑ سکتا
کیونکہ وہ اصل مین دل کا لباس ہی اور ظاہری پرہیزگاری اسکی علامت ہی کہ ہر بات مین اللہ تعالےٰ کے ساتھ ادب رکھتا ہو وہ
یون ہی کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی غیر کو نہ دیکھے پس تو غور کر کہ تونے کون سا لباس پہنا ہی قمیص صدق ہی یا قمیص فسق ہی نصر آبادی
نے کہا کہ جملہ لباس سب حق تعالیٰ کی مخلوق ہین جنمین سے لباس تقوی لباس حقانی ہی اور جو لباس کہ سوآۃ کو چھپاتا ہی وہ
لباس کرامت ہی اور لباس تقوی وہ لباس ایمان ہی اور وہ سب سے اشرف ہی بعض نے کہا کہ لباس الہدایہ تو عوام کے
لیے اور لباس التقوی خواص کے واسطے ہی اور لباس ہیبت عارفون کا لباس ہی اور لباس زینت دنیا والونکا لباس ہی -
لباس لقاء ومشاہدہ وہ اولیاء کا لباس ہی اور لباس الحضرۃ انبیاء علیہم السلام کا لباس ہی **قال الاستاذ** قلب کے واسطے
لباس التقوی ہی اور وہ یون ہی کہ قصد سچا رکھے اور طمع کو دور کرے اور روح کے واسطے لباس تقدیس ہی یعنے علائق کو ترک
کرے اور عوائق (روکنے والی چیزین) کو درمیان سے دور کر دے اور سر باطن کے واسطے تقوی سے ایک خاص لباس ہی وہ ہر ملاحظہ خطرات
کو دور کر دینے سے حاصل ہوتا ہی - پھر اللہ تعالےٰ نے اولاد آدم کو بھی اسی چیز سے ڈرایا اور پرہیز کرنا فرمایا جس سے آدم
علیہ السلام کو ہوشیار و پرہیز کرنیوالا رہنے کو فرمایا تھا یعنے ہر شہوات سے اور ہر ایسی چیز سے جسکو نفس چاہے اس سے پرہیز رکھو
قال فی السراج یہ آیت بیان لباس کے بعد ذکر واقعہ آدم علیہ السلام کے کہ انپر فریب شیطان سے برہنگی کی مصیبت پہونچی تھی
اسواسطے بیان فرمائی کہ نعمت لباس کا شکریہ ادا کرین اور بچا کے پتون سے بدن ڈھانکنے کے اس لباس کی خوبی قیاس کرین
اور غور کرین کہ ننگے ہونے مین سوآۃ کے کھلنے سے کیا فضیحت واہانت ہی پس حضرت منعم عزوجل کے منت واحسان کے مقابلہ
مین تقوی اختیار کرین اور جو حکم انکو حضرت منعم جل جلالہ سے پہونچے اسکو مانین پھر شیطان واسکے امور سے پرہیز کرنیکا حکم دیا

Marfat.com

اور جو ٹھنے اُنکے باپ آدم علیہ السلام کے ساتھ بدی و فریب و خیانت کا برتاؤ کیا تھا یاد دلایا قولہ

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ یَنۡزِعُ عَنۡہُمَا لِبَاسَہُمَا لِیُرِیَہُمَا سَوۡاٰتِہِمَا ؕ

اے اولاد آدم نہ بہکا دے تمکو شیطان جیسا نکالا تمھارے ماں باپ کو بہشت سے اُتروادے اُنکے کپڑے کہ دکھلا دے اُنکو عیب اُنکے

اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ہُوَ وَ قَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَہُمۡ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۞

وہ دیکھتا ہے تمکو اور اُسکی قوم جہاں سے تم انکو نہ دیکھو ہمنے رکھے ہیں شیطان رفیق اُنکے جو ایمان نہیں لائے

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ ای اولاد آدم نہ فتنہ میں ڈالے تمکو شیطان یعنی نہ گمراہ کرے تمکو شیطان یعنی ای اولاد آدم تم مت پیروی کرو شیطان کی کہ تم بھی فتنہ میں پڑجاؤ کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ جیسے اُسنے نکالا ہے کیا تمھارے ماں و باپ کو اپنی فتنہ پردازی کے ساتھ جنت سے یَنۡزِعُ عَنۡہُمَا لِبَاسَہُمَا درحالیکہ اُتار لیا ان دونوں کے بدن سے انکا لباس لِیُرِیَہُمَا سَوۡاٰتِہِمَا تاکہ دکھلاوے دونوں کو انکی شرمگاہیں۔ واضح ہو کہ جملہ ینزع عنہما حال ہے پس بعض نے کہا کہ ابویکم سے حال ہے یا اخرج کے فاعل یعنے ابلیس سے حال ہے اور بجائے نزع ماضی کے ینزع مضارع اس فائدہ کے واسطے آیا کہ حکایت حال سے اسیوقت کا تصور ذہن میں سما جاوے تاکہ اولاد آدم کو شرم آوے اور شیطان کی پیروی سے شرم کریں اور اسکو دشمن جانکر اسکے کاموں و باتوں سے جدا ہوکر راہ حق کی پیروی اختیار کریں۔ اگر کہا جاوے کہ اخراج کرنیوالا اور لباس اُتارنے والا شیطان نہیں کیونکہ اُسنے یہ حرکت اپنے ہاتھوں نہیں کی تو جواب یہ ہے کہ لباس کا چھن جانا اور جنت سے نکلنا اسی شیطان کے وسوسہ سے واقع ہوا اور اسی کا دھوکا دینا اسکا ظاہری سبب ہوا اسی سبب سے اسکی طرف نسبت کیا گیا پھر اسمیں اختلاف ہے کہ وہ کیا لباس تھا جو اُتر گیا تو ابن عباس و قتادہ رضی سے مروی ہے کہ ناخن انکا لباس تھا اور بعد نزع کے ہاتھ پیروں میں نمونہ کے طور پر زینت و منفعت یاد دلانے کو باقی رہگئے ہیں قال المترجم قد رواہ عبد الرزاق عنہ۔ اس روایت کے ثبوت میں کلام ہے اور شاید یہ بنی اسرائیل یعنی یہود وغیرہ کے بیان سے لی گئی ہے یا موقوف ہے بالجملہ ضعیف ہے اور وہب بن منبہؒ سے ابن جریر نے باسناد صحیح روایت کی کہ لباس نور تھا جو انکی نظر کے درمیان حائل تھا اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ لباس تقوی تھا اور یہ مناسب ہے اور بعض نے فرمایا کہ لباس جنت میں سے ایک لباس تھا اور یہ قول اقرب ہی سوا ہے کہ لباس اور اُسکا اُتارنا حقیقی ملبوس کے ساتھ اطلاق ہوتا ہے اور اولی یہ ہے کہ مطلق لباس لیا جاوے جو ملبوس جنت یعنی حقیقی کو اور لباس تقوی دونوں کو شامل ہو حاصل آنکہ ای اولاد آدم تم فتنہ شیطان سے بچو وہ تمکو گمراہ نہ کرے جیسے تمھارے والدین کو جنت سے اس حال سے نکلوایا اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ہُوَ وَ قَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَہُمۡ یعنے تم نہایت ہوشیار رہو شیطان کے مکروفریب سے کہ اسکو آخرت میں حب قطعی جہنم دی گئی ہے تو ایک مدت تک اسکی عبادت کا اور نیز وہ بھی مخلوق ہے اسکا عوض اسکو بسبب عموم رحمت کے دنیا میں یہ دیا گیا ہے کہ اول بار صور پھونکے جانے کے وقت تک زندہ رہے اور بہت سی قابو و قدرت اُسکو دیدی گئی ہے چنانچہ ایک یہ بیان فرمائی کہ انہ یراکم ہو الخ یعنے وہ شیطان دیکھتا ہے تمکو وہ خود بھی اسکے قبیل بھی اس حیثیت سے کہ تم اسکو نہیں دیکھتے یعنے ان شیطانوں کو پس وہ تمھارے دل میں و دماغ میں ایسے طور سے آکر وسوسہ ڈالیگا کہ تم اسکو نہ دیکھ سکوگے اور وہ تم کو دیکھیگا اور وہ اکیلا نہیں بلکہ مع قبیل ہے یراکم میں ضمیر فاعل راجع بجانب شیطان اسی ضمیر متصل کی تاکید لفظ ہو ضمیر منفصل سے کردی تاکہ قبیلہ کا عطف عمدہ ہوجائے قبیل جمع قبیلہ بمعنی ایسی جماعت مجتمعہ کہ انمیں بعضے بعض کے مقابل ہوں یعنے ایک جتھا جسمیں آمنے سامنے

Marfat.com

ایک طرح کے مقابل لوگ ہون اور قبیلہ وہ قوم جو ایک دادا کی اولاد ہون مراد یہان اسکے قبیل سے شیطان کا لشکر یہی مفسرؒ نے اختیار کیا۔ اور قتادہؒ نے فرمایا کہ وہ ایسے جن و شیاطین ہین کہ انہین مین سے ابلیس بھی ہو اور ابن عباسؓ نے کہا کہ مراد ابن سے شیطان کی اولاد ہو اور یہ بنظر لفظ قبیل کے مناسب ہو اور لشکر شیطان سے تفسیر اشمل وارجح ہو میرے جو فرمایا کہ وہ تمکو اس حیثیت سے دیکھتے ہین کہ تم انکو نہین دیکھتے ہو۔ تو مفسرؒ و بیضاویؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ بسبب اسکے کہ انکے اجسام بہت ہی خفیف و ہلکے ہین جیسے ہوا کہ نظر نہین آتے ہین یا اس سبب سے کہ انمین کوئی رنگ نہین ہو اور یہی معتزلہ کا قول ہو اور واحدیؒ و ابن الجوزیؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطانون کو ایسا کر دیا ہو کہ آدمیون مین انکے خون کے مانند روان ہین اور آدمیون کے سینے انکے رہنے کے ٹھکانے کر دیے ہین سوائے اُن آدمیون کے جنکو اللہ تعالےٰ نے محفوظ فرمایا کہ انکے سینون مین تو مسکن نہین کر سکتے ہین ورنہ اورون کے سینون مین مسکن رکھتے ہین جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے پناہ مانگنے کو سکھلایا بقولہ الذی یوسوس فی صدور الناس پس وہ لوگ آدمیون کو دیکھتے ہین اور آدمی انکو نہین دیکھتے ہین مجاہدؒ سے مروی ہو کہ ابلیس نے کہا کہ ہمارے واسطے چار باتین کر دی گئین ہم دیکھتے ہین اور دکھلائی نہین دیتے اور ہم تحت الثریٰ سے نکل آتے ہین اور ہمارے بوڑھے پھر عود کر کے جوان ہو جاتے ہین۔ ابن دینارؒ سے روایت ہو کہ جو دشمن تجھے دیکھتا اور تو اسکو نہین دیکھتا البتہ بڑی ہوشیاری و مشقت کا سامنا ہو مگر جسکو اللہ تعالےٰ بچالیوے مین کہتا ہون کہ اسی آیت کے آخر مین جنکو اللہ تعالےٰ جل جلالہ نے بچایا ہو وہ مذکور ہین یعنی مومنون کو اپنی رحمت سے بچا لیا ہو اللھم رب اجعلنی ممن عصمتھم من عبادک المومنین برحمتک وبفضلک وانت علی کل شیئ حفیظ۔ فرع ہو کہ زمخشری وغیرہ نے اسی آیت کے سے استدلال کیا کہ شیاطین کا دیکھنا ممکن نہین ہو اور یہ قول مردود ہو اسواسطے کہ جیسے شیاطین مین اللہ تعالےٰ نے قوت پیدا کر دی کہ آدمیون کو ہر طرح دیکھ سکتے ہین ایسے ہی جبدم اللہ تعالےٰ آدمیون کی آنکھ مین ایسی قوت دیوے تو دیکھ سکتے ہین اور آیت مین انکا دیکھنا محال ہونے پر کوئی دلیل نہین کیونکہ آیت سے انتہاء درجہ یہ نکلتا ہو کہ شیاطین ہمکو اس راہ سے دیکھتے ہین کہ جس راہ سے ہم انکو نہین دیکھتے پس اول تو نہ دیکھنے سے نہ دیکھ سکنا کیونکر ثابت ہوا مثلاً جو شخص آنکھین بند کیے ہو ہم اسکو دیکھ سکتے ہین کہ زید کو نہین دیکھتا اور زید اسکو دیکھتا ہو لیکن یہ کہنا ٹھیک نہین کہ وہ شخص زید کو دیکھ ہی نہین سکتا ہو کیونکہ اگر آنکھ کھل جاوے تو دیکھ لیویگا۔ دوم یہ کہ نہ دیکھنا تو ایک راہ کر کے خاص ہو یعنے جس راہ سے وہ ہمکو دیکھتے ہین ہم اس راہ سے نہین دیکھ سکتے ہین پس جائز ہو کہ دوسری راہ سے ہم انکو دیکھ لین کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی نہین ہوتی اور بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ نہ دیکھنا اسی حیثیت اور اسی راہ کر کے ہو کہ جب شیطان اپنی اصلی صورت پر ہو اور اگر کسی حیوان یا پرند وغیرہ کی صورت مین متمثل ہو تو اس راہ سے دکھلائی دیگا کیونکہ جنون کو متمثل ہونے کی قوت حاصل ہو اور یہ امر مشہور معروف ہو اور لبسا اوقات شیطان بصورت پیر مرد کے اکثر عابدونکو یا سانپ کی صورت مین نظر آیا۔ مولوی روم نے کہا ؎ ای بسا ابلیس آدم روے ہست ٭ پس بہر دستی نشاید داد دست ٭ اور سراج مین لکھا ہو کہ ہمارے شیخ قاضی زکریاؒ نے کہا کہ حق صحیح یہ ہو کہ شیطان کا نظر آنا اور نہ آنا صرف اللہ تعالیٰ کی قوت پیدا کرنے پر ہو پس جس وقت کسی بندہ کے واسطے اللہ تعالےٰ نے چاہا ہے تو شیطان اپنی صورت پر اسکو نظر آتا ہو چنانچہ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہو پس بعض اوقات مین بعض لوگونکو نظر آ دیگے **قال المترجم** شیخ زکریاؒ نے بہت صحیح و صواب بات بیان کی اور مدار امتحان اس بات پر ہو کہ شیطان اگر نظر آوے تو ہر شخص اسکو جان لے اور وسوسہ مین نہ پڑے لہذا نظر پر پردہ ہو اگر پردہ اُٹھ جاوے نظر آوے گا

جیسے آنحضرت صلعم نے دیکھا بلکہ گرفتار کیا ہو پس آیت مین تو عدم امکان پر کچھ بھی دلیل نہین ہو - اور بعض نے جو کہا کہ احادیث صحیحہ اس آیت
کی مخصص ہین تو یہ بر تقدیر تسلیم اس امر کے ہو کہ من حیث لاترونہم سے یہ مراد ہو کہ انکے اصلی صورت پر بسبب جسم ناری لطیف ہلکے ہونے کے
نہین دیکھ سکتے ہو ورنہ احادیث صحیحہ سے تخصیص کی کوئی ضرورت نہین ہو - واضح ہو کہ معتزلہ وغیرہ تمام امت کا اس بات پر اجماع واتفاق
ہو کہ شیطان ایک جسم مخلوق ہو اور ایسا ہی جن بھی مخلوق ہین اور انکے وسوسے آدمیون کو اس طور سے پہونچتے ہین کہ آدمی کو یہ خبر نہین ہوتی کہ
یہ شیطان نے القا کیا ہو حتی کہ اگر وہ کافر ہو تو اسکو قبول کرتا ہو مگر نہ اسطرح سمجھکر کہ شیطان کی بات ہو بلکہ اپنی رائے وفہم سمجھکر معزز در
ہوتا ہو اور اگر مسلمان ہو پس اگر اللہ تعالے نے محفوظ رکھا تو یہ وسوسہ جمنے نہین پاتا وہ بعلم شریعت وتوفیق الٰہی اسکو رد کر دیتا ہو ورنہ بہت سے
جاہل وفاسق مسلمان اسکے وساوس کو خواہ شہوات فسق وفجور کے ہون یا اور کسی طرح کے ہون قبول کرتا اور بسا اوقات اسکے موافق
کاربند ہو کر آخر متنبہ ہوتا ہو پس اگر توبہ کر لی تو خیر ورنہ بدکاری پر اصرار کیے اور الڑا رہتا ہو لیکن شیطان پر لعنت کرنا تو جھوٹا زبانون پر چڑھا
ہوا ہو اب اس زمانہ مین ایک گروہ پیدا ہوا ہو انھون نے شیطان کو بالکل ہی چھپا ڈالا اور کہنے لگے کہ شیطان کا کہین وجود ہی نہین ہو
اگر ہوتا تو نظر آتا اور محسوس ہوتا حالانکہ یہ سخت ہی نادانی ہو روح ونفس وغیرہ قوی ہین جو نظر نہین آتی اور دوسرے کی روح اسکو محسوس
نہین ہوتی ہو پھر کیا اس نظر نہ آنے سے دوسرے مین روح ہی نہین ہو پس اس گروہ نے قرآن مجید واحادیث واجماع امت بلکہ جملہ اہل کتاب
یہود ونصاری وغیرہ بلکہ عقل صحیح سلیم سب سے انکار کیا اور ایسی صورت مین کفر مین کوئی شک نہین پس افسوس ہو کہ ناحق بلا دلیل وحجت نقل
وعقل کے انکار کرنا وکفر اختیار کرنا عقل سلیم نہین روا رکھتی ہو اور آیات بصرح ہین چنانچہ قاسمہما انی لکما لمن الناصحین وغیرہ بالکل صریح ہین
پس اس گروہ سے سخت تعجب وحیف ہو اور اللہ تعالے ہدایت فرماتا ہو جسکو چاہے شیطان جس سے وساوس دیگر اہیان وغیرہ پھیلتے
ہین اسکو درمیان سے نذارد کر دیا کہ لوگ اسپر لعنت کرتے ہین درمیان سے نذارد کر دو کہ وہ زبان خلائق سے بچے یکمال دوستی
واتحاد ہو اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اللہ تعالے فرماتا ہو کہ ہمنے کر دیا ہو شیاطین کو اولیا ان لوگون کا
آدمیون مین سے جو ایمان نہین رکھتے ہین اولیا جمع ولی کی یہان بمعنی اخوان ہو مددگار دوست یار نا بضم اول وفتح ثانی جمع قرین کی جو
نہایت نزدیک ساتھی ہو جسکو ہمزاد بولتے ہین پس بے ایمانون کو ہمزاد شیطانون کو بنانا نہایت متناسب ہو کہ ایسے ازراہ طبیعت کے یکتائی
اگرچہ صورت مین اتفاق ہو کذا فی السراج المنیر فی العرس تولہ یابنی آدم لا یفتننکم الشیطان یعنی شیطان تمکو امید ہائے دراز
وطمع مال وجاہ وعمر دراز تک پہونچنے کی ہوسات سے فتنہ مین نہ ڈالے جیسے تمہارے باپ آدم کو جنت اور اسکے دوام کی طمع دلائی
کیونکہ اس سے آدمی مقام قدس وانس سے عالم کدورت ووحشت کی طرف خارج ہوتا ہو یعنے خاطر باطن پریشان ہوجاتی اور فکر دنیا کا
اسیر ہوجاتا ہو اور عالم نور وسرور سے نکل جاتا ہو جیسے آدم کا حال ہوا کہ وہ جنت خلد سے عالم دنیا دی مین نکالے گئے پس یہ
چیزین نورانی لباس کو آدمی کے سر بدن سے اتار دیتی ہین اور اسکو لباس تقوی سے جسکو اللہ تعالے نے یہان ذکر کیا ہو ننگا کر دیتی
ہین جب بندہ اپنی ہوائے نفسانی وطمع شہوت شیطانی کا تابع ہوتا ہو اور اسی خواہش وشہوت کو طلب کرتا ہو تو صفائے عبادت سے
خارج ہوجاتی ہو اور نور درگاہ سے مجرد ہوجاتا ہو اور انسانی علتین اسپر غلبہ کر کے سامنے آتی ہین کیونکہ فراق کی بلائین یہی ہین یعنی انھین سے
آدمی درگاہ جنت سے دور پڑ جاتا ہو - اور جنت سے نکالنے اور لباس اتارنے کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی حالانکہ وہ درحقیقت اس
واقعہ کا باعث ہو اور ظہور قہر مین واسطہ ہو تو اسی وجہ سے کہ جب بندہ کو دوری ومہجوری کی کوئی سلامت ملنے کو ہوتی ہو تو امتحان مین

مواہب الرحمن

بندہ اسی مطرود و مردود ابدی یعنی شیطان کے وسوسہ و اسکے مزخرفات کو قبول کرلیتا ہی پس اتر دوری و مہجوری ظاہر ہوتا ہی در شیطان کو خود ذرا بھی قدرت نہین ہی کہ جسکو چاہے گمراہ کرسکے اور اضلال اسکے اختیار مین نہین ہی اور یہان انوار عنایت اور آتش محبت دونون ممتنع ہوئے تو ہان بندہ کے حال سے محسوس ہوتا ہی کہ وہ اس آتش محبت و انوار مودت مین جل جائیگا یعنے بسا اوقات فی الجملہ درد فراق چکھا دیا جاتا ہی جو درحقیقت آن بندہ پر زینت ہے۔ بعض مشائخ سے سوال کیا گیا کہ کس چیز نے مخلوق کو جنت سے نکالا جہان قرب حق حاصل تھا حالانکہ اس مخلوق کو معرفت حاصل تھی تو فرمایا کہ اتباع نفس و خواہش نفس و شیطان نے دور کردیا۔ ابن عطاؒ نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا اور بہت گریہ و زاری کرنا اور اپنی عاجزی ظاہر کرنا اور انکی پشت سے انبیاء و رسولون کا ظہور ہونا یہ انکے واسطے جنت و اسکی نعمت سے کہین بڑھ کر ہی۔ بعض نے کہا کہ قولہ ینزع عنھما لباسھما۔ اس سے انوار قرب و عزت مراد ہین یعنے لباس جنت سے جسطرح خارج ہوئے ویسے ہی ان انوار سے باہر ہوئے اور ابو سعید خرازؒ نے کہا کہ یہ لباس وہ نور قرب تھا جو انکو حاصل ہوا تھا نصر آبادی نے کہا کہ سب بہتر لباس حضرت آدم کو لباس قرب و حضوری تھا پھر جب خلاف حکم اُنسے واقع ہوا تو یہ لباس اتار لیا گیا۔ بعض سلف نے کہا کہ جسنے سر الٰہی کی بے ادبی کی جو اسپر وارد ہوتا ہی تو اللہ تعالےٰ اُسپر اسکے عیوب نفس کو گویا کردیتا ہی استادؒ نے کہا کہ خواہش نفسانی مین نفس کی بات جسنے کان دھر کر سنی تو وہ ہوا جس نفس و ہوس شیطان مین پڑجاتا ہی پس وسواس و ہواجس باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہین اور خواطر قلب اور زواجر علم اسکے مقابلہ مین آخر کار پست ہوجاتے ہین پس بہت تھوڑے عرصہ مین یہ وساوس و ہواجس تمام اُسکو گھیر لیتے ہین اور وہ شخص انھین لوگون کی لڑی مین گوندھ دیا جاتا ہی جو اپنی جی کی چاہت کے غلام بنے بیٹھے ہین پھر اسکی اس حالت سے اسکا قدم اکھڑ آتا ہی اور آخر گناہ مین گر کر عذاب کی خندق کی طرف پھسلتا چلا جاتا ہی پھر اگر توبہ کی توفیق پہونچگئی تو تدارک کرکے اسکے ہاتھ کو تھام لیا اور اوپر نکال لیا بشرطیکہ اسنے پہلے کامون سے دوری دور کردیا اور اگر یہ نہوا تو پھر چند روز مین اسکے دل پر سیاہی چھا جاتی ہی اور اسکو پتھر بنا دیتی ہی جب یہ حالت پہونچی تو حیات اس سے الگ ہوجاتی ہی اور بلائین اسپر پوری ہوجاتی ہین **قال المترجم** گویا یہ نکتہ ماخوذ ہی حدیث صحیح مسلم سے جسمین گناہ کرنے سے قلب پر ایک نقطہ سیاہ پیدا ہونے اور درصورت عدم توبہ کے بڑھکر تمام دل گھیرنے اور پھر اسمین بھلائی نہ سمانے کا حال مذکور ہی۔ فتدبر۔ پھر اللہ تعالےٰ نے بندون کو شیطان سے زیادہ تحذیر دلائی کہ وہ ایسا چور ہیگا اور دشمن دین ہی کہ ایسی راہ سے چوری کرلیتا ہی کہ آدمی اسکو دیکھتا نہین ہی کما قال تعالےٰ انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم۔ شیاطین تو اس بہت کو دیکھتے جدھر سے بندہ پر مقادیر امتحان آنے والے ہین اور وہ مشیت مین جاری ہوچکے ہین پھر جب شیاطین نے دیکھا کہ یہ حکم قضاء اسپر جاری ہوا ہی تو گمراہ کرنے کے قصد سے اسکے پیچھے پڑتے ہین کیونکہ وہ قضاء و قدر تو مقدر ہی نہین مل سکتی پس اسمین یا اسکو موقع وساوس سے راہ مستقیم سے نکال باہر کرین اور اگر وہ ثابت قدم ہی تو قضاء مقدر کو باطن مین خوشی سے برداشت کریگا اگرچہ ظاہر مین اسکو رنج و کلفت پہونچے پس جب ایسا موقع پاکر شیطان اسکے پیچھے ہوے اور بندہ اسکو دیکھتا نہین ہی جب تک کہ وہ اپنی شہوات کی تاریکی اور اس سے حجاب مین پڑا ہوا ہی اور نیز شیطانون کو بھی نہین دیکھ سکتا جب تک کہ اپنی طبیعت کی تاریکی و حجاب مین گرفتار ہی پس شیاطین خوب قابو پاکر جو کچھ انکی حرکتین گمراہ و تباہ و برباد کرنے کی ہین سب اسکے ساتھ مناسب طور سے عمل مین لاتے ہین اور اگر بندہ اپنے نفس کی سیاہی اور خواہش نفسانی کی تاریکی سے درگاہ نورانی حضرت عزت عزوجل کی طرف رجوع لایا اور آسمان غیب کو دیکھا اور درگاہ مولیٰ عزوجل مین اپنے نفس و شیاطین کے شر و فساد سے پناہ مانگی و ملتجی ہوا حتی کہ اسکو قرب حاصل ہوا تو اللہ تعالےٰ اُس کو

Marfat.com

نور بصیرت عطا فرماتا ہے جس سے شیطانون کو اور انکے مکر کو دیکھ لیتا ہے پس اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ وغیرہ سے اسکو آگ کے گرز میسر حاصل ہو جاتا ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی تائید وقوت سے ان سب شیاطین کو ایک دم مین جلا ڈالتا ہے اور سب کو اپنی نظر سے دیکھکر دور بھگا دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید مین واضح دو آیتین فرمائی ہین جس سے صریح معلوم ہوا کہ بندہ نیک کی یہ حالت ہے کہ شیاطین کو انکے مواقع حیلہ گری واشکال مین دیکھکر اپنے آپ کو انسے بعنایت الٰہی محفوظ کرتا ہے پس اول آیت تو قولہ تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذاہم مبصرون ۔ البتہ جو لوگ متقی ہوے جبکہ انکو کچھ وسواس شیطانی پہونچے تو یاد کرتے یعنی ہوشیار ہو جاتے ہین یاد الٰہی وآیات پاک سے پس وہ ناگاہ دیکھنے والے ہو جاتے ہین اور دوسری آیت قولہ تعالیٰ لا یسمعون الی الملا الاعلی ویقذفون من کل جانب دحورا ولہم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب الآیۃ ۔ شیخ ذو النون رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر شیطان تجھے ایسی جگہ سے دیکھتا ہے کہ تو اسکو نہین دیکھتا تو اللہ تعالیٰ تیرا پروردگار عزیز جلیل سبحانہ وتعالیٰ اسکو ایسی راہ سے دیکھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہین دیکھتا پس تو اپنے پروردگار عز وجل سے استعانت طلب کر پس اسکی نظر رحمت کے سامنے بھلا شیطان واسکا مکر کیا چیز ہے

قال تعالیٰ ان کید الشیطان کان ضعیفا الآیۃ ۔ البتہ مکر شیطان بہت ضعیف ہے **قال المترجم** شیطان ہو یا فرشتہ ہو شیر ہو یا بھیڑیا کوئی چیز ہو سب حکم الٰہی عز وجل کے تحت قدرت مین مسخر ہین کسی کو ذرہ برابر یعنے کچھ بھی خلاف کی مجال نہین ہے اگر صدق دل سے مومن ہو تو شیطان کی کیا مجال ہے کہ جسکے واسطے نظر رحمت الٰہی جل سلطانہ ہو اسکی طرف آنکھ اٹھا سکے وقد قال تعالیٰ وما کان لہ علیہم من سلطان الا لنعلم من یومن بالآخرۃ ممن ہو منہا فی شک وربک علی کل شیء حفیظ الآیۃ پھر اوتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے شیطان کو اپنے اولیاء یعنے مومن بندون سے جو اسکی جناب مین عاجزی وبندگی کرتے ہین اور سوائے اسکے کسی کو شریک نہین لاتے بلکہ اسکی جناب پاک مقدس مین شرک کا جب کہین نشان ہی نہین اور اس درگاہ عظمت مین اسکا امکان نہین تو شرک کی نفی کرتے ہوئے شرماتے ہین سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون بالجملہ اسکا کرم وفضل ہے کہ مومن بندون سے شیطان کا منھ پھیر دیا اور اعداء یعنی کافرون ومشرکون کی طرف کر دیا کہ وہ سب شیطان کے دوست ہو گئے اور یہ کافر ومشرک مع شیطانون کے سب کے سب اہل ایمان کے دشمن ہوئے وقد قال تعالیٰ انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یومنون اسمین تصریح ہے کہ یہ سب کچھ ہماری قدرت ومشیت سے ہے کسی اور کو یہان کوئی بات کرنے کی مجال نہین ہے پس جب بندہ کو ایمان نصیب ہوا تو وہ سب کچھ بتا دیکھتا ہے اور نعوذ باللہ تعالیٰ اگر کافر ومشرک [illegible] تو وہ الٹا پھرتا اور [illegible] قال اللہ [illegible] ان علوا کبیرا سب چیز فقط اسی پاک پروردگار عز وجل کی قدرت کاملہ ومشیت محکمہ سے پیدا ہوئی ہے اسی نے مومنون کے دلون مین اپنی الفت دیدی اور آپس مین وہ مومنین ایک جان دو قالب ہین اور اسی نے فاسقون کافر ومشرکون کے دلون مین شیطان واسکے تابعون کی الفت دیدی کر دہ مومنون کے دشمن ہین لیکن مومنون کو ان شیاطین کی عداوت سے کچھ ضرر نہین ہے اسواسطے کہ یہ لوگ حق مین حفاظت ازلی مین ان دشمنون کے شر وفساد سے محفوظ ہین **ابن عطاء** نے فرمایا کہ قولہ تعالیٰ انا جعلنا الشیاطین ۔ اور قولہ تعالیٰ انہم اتخذوا الشیاطین اسمین حقیقی نسبت تو وہ ہے جو اپنی طرف اضافت فرمائی یعنے ہمنے ایسا کر دیا اور جو انکی طرف نسبت کی ہے وہ معارف ہین اور یہی حال تمام قرآن مین خطاب الٰہی کا ہے کہ اورون کی طرف جہان اضافت ہے وہ بطریق معارف ہے کہ عارف سمجھ سے گا ۔ فافہم ۔

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

اور جب ہین کچھ بیباک کام کہین ہمنے دیکھا اسطرح کرتے اپنے باپ دادا کو اور اللہ نے ہمکو حکم کیا تو کہہ اللہ حکم نہین کرتا بیحیائی کے کام کو کیون جھوٹھ بولتے ہو اللہ پر جو معلوم نہین رکھتے ۔

Marfat.com

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً فاحشہ وہ گناہ کہ جسکی برائی و قباحت درجہ انتہا کو پہونچگئی ہو اور اکثر مفسرین نے کہا کہ مراد ننگے طواف کرنا ہی
ابن عباس و سدی وغیرہ کا ہی اور عطاؒ نے کہا کہ وہ شرک ہی اور مفسرؒ نے اختیار کیا کہ وہ عام ہی ہر فاحشہ کو شامل ہی خواہ شرک ہو یا ننگے طواف
ہو یا کوئی اور ہو اگرچہ اس جھڑکی کے نازل ہونے کا سبب ظاہری یہی واقع ہوا کہ ننگے طواف کرنے سے باز نہ آئے قال الحافظ فی التفسیر
مجاہدؒ نے کہا کہ مشرکین ننگے طواف کرتے اور کہتے کہ ہم ویسے طواف کرتے ہین جیسے ہماری ماؤن نے ہمکو جنا تھا پس عورت اپنی فرج پر کوئی
ٹکڑا چمڑ رکھا یا کوئی اور چیز رکھ لیتی اور طواف کرتے مین کہتی جاتی ~ اليوم يبدو بعضه او كله ۔ وما بدا منه فلا احله یعنے آج کا دن ہی کہ چاہے
شرمگاہ تھوڑی کھلجاوے یا سب کھلجاوے پروا نہین ہی اور جو کچھ اسمین کھلجاوے اسکو مین حرام ہی رکھتی ہون حلال نہین کرتی ہون پس اللہ تعالی نے نازل
فرمایا واذا فعلوا فاحشۃ الآیۃ قال الحافظ تمام عرب والے سوائے قریش کے اُن کپڑونکو جنکو پہنا ہو پہنکر طواف نہ کرتے اور کہتے
کہ ہم ان کپڑون مین طواف نہین کرتے جنمین ہمنے اللہ تعالے کی نافرمانی کی ہی اور قریش جو حمس کہلاتے تھے البتہ اپنے کپڑون مین طواف کرتے
تھے اور احمسی نے اگر کسی کو کپڑا مانگے دیا تو اسمین یا نیا کپڑا ہوا تو اسمین طواف کرتا پھر پھینک دیتا کہ کوئی اسکا مالک ہوتا ورنہ ننگا طواف کرتا اور
ایسے ہی عورتون کا حال تھا لیکن عورتین اکثر رات مین طواف کرتین اور یہ بات ان لوگون نے اپنے نفس سے بوسوسۂ شیطان نکالی تھی پس
اللہ تعالے نے اسکو منکر قرار دیا اور زجر کیا چنانچہ فرمایا۔ واذا فعلوا فاحشۃ۔ یعنی اور جب مشرکین کوئی فحش گناہ انتہا درجہ کا کرتے
ہین تو قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا کہتے ہین کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو اسی فعل پر پایا پس ہمنے اُنکی اقتدا کی ہی وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا
یعنے اور یہ بھی ہی کہ اللہ تعالے نے ہمکو اس کام کا حکم کیا ہی حاصل آنکہ شرک و ننگے طواف و جانورون کی گت بنانا وغیرہ فحش باتین کرتے
اور جب تنبیہ کیے جاتے کہ یہ سب فحش و حرام ہی تو دو عذر کرتے ایک یہ کہ ہم نے باپ دادون کی تقلید کی ہی اور وہ بہر حال ہمسے اچھے تھے
اور دوم یہ کہ ہمکو اللہ تعالے نے یہی حکم دیا ہی اور شاید دوسرا عذر اسوجہ سے بیان کرتے تھے کہ باپ دادے جب اچھے تھے تو خواہ مخواہ
انھون نے اللہ تعالے کے حکم ہی سے کیا ہوگا پس یقین کر لیا کہ اللہ تعالی کا بھی حکم ہی قال البیضاوی مشرکون نے دو باتونسے حجت پکڑی ایک تو باپ
دادونکی تقلید کیساتھ اور دوم اللہ تعالی پر افترا باندھنے کے ساتھ پس پہلی بات کا باطل ہونا تو کھلا ہوا تھا اسکو ترک فرمایا اور دوسری بات کو رد کر دیا بقولہ
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ کہدے کہ اللہ تعالی نہین حکم کرتا فحش باتونکا پس تم جو کہتے ہو کہ ہمکو اللہ تعالی نے حکم کیا ہی یہ تمہارا افترا ہی قال البیضاوی
یعنی عادت الٰہی عز و جل یون ہی جاری ہی کہ محاسن افعال و مکارم اخلاق کا حکم فرماتا ہی پس مع فحش باتونکا حکم نہین دیتا اور یہانسے جو بعض لوگون نے سمجھا کہ کسی فعل کا قبیح
ہونا اس معنی کر کے کہ آیندہ اسپر مذمت عائد ہو یہ عقل سے ثابت ہی کیونکہ عدم امر الٰہی بفحشاء سے انکے افترا کو رد کیا اور انکے فعل کو فحش
قرار دیکر مذمت کی تو معلوم ہوا کہ یہ عقلی ہی تو بیضاویؒ نے رد کر دیا کہ اس کلام مین کچھ بھی دلالت نہین کیونکہ فاحشہ سے تو مراد یہان وہ فعل ہی
جس سے طبیعت نفرت کرے یعنے نہ وہ کہ عقل اسمین باعتبار ترتب مذمت فی حکم اللہ تعالے حکم کرے فافہم۔ اور بعض نے کہا کہ مشرکین نے
یہ دونون جواب دیے ہین گویا انسے کہا گیا کہ تمنے یہ فعل فاحشہ کیون کیا تو انھون نے کہا کہ وجدنا علیہ آباءنا پھر کہا گیا کہ تمہارے باپ دادون
نے کہان سے پایا تو کہا کہ اللہ امرنا بہا پھر بیضاویؒ نے کہا کہ بہر صورت تقلید کرنا جبھی ممتنع ہی کہ جب دلیل شرعی اسکے برخلاف قائم ہو اور
مطلقاً منع نہین ہی یعنی اگر تقلید سے کوئی فعل کیا پھر دلیل شرعی قائم ہوئی کہ یہ فعل یون نہین بلکہ اسطرح ہی تو اسوقت مین دلیل شرعی کی اتباع کرے
اور تقلید حرام ہی اور مطلقاً منع نہین۔ واضح ہو کہ اعتقادات مین تقلید کا کام نہین اور افعال جوارح مین یہ گفتگو ہی پس یہ صحیح ہی کہ جب دلیل
سے فعل تقلیدی خلاف ثابت ہو تو اس فعل مین ضرور تقلید چھوڑ دے اور لازم ہی کہ جہان کچھ اشتباہ ہو وہان مسئلہ مین تفتیش و تلاش کرے

Marfat.com

والله یہدی من یشاء وہو اعلم بالمہتدین۔ پھر مشرکون کے افترا باندھنے پر انکار کے ساتھ ملامت فرمائی بقولہ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کیا تم کہتے ہو اللہ تعالی کی جناب مین وہ بات کہ تم نہین جانتے یعنے نہین جانتے کہ اللہ تعالے نے فرمائی یا نہین۔ مگر جہالت سے کہتے ہو کہ اللہ تعالے نے ایسا حکم دیا ہی پس جو شخص اللہ تعالی کی جناب مین افترا باندھے وہ اسی ملامت کا مصداق ہی اور حدیث مشہور بلکہ متواترین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی عمداً مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنا لے اور بعض روایات مین ہی کہ اگر کوئی میرے ذمہ لگا دے وہ بات جو مین نے نہین کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنا دے لہذا مسلمان ایماندار کو روا نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کو بے جانے بوجھے نسبت کر دے پس یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم نے یون فرمایا ہی یا فلان شخص سے یون سنا ہی یا یہ چیز آپ کی ہی یا آپ نے ایسا کیا۔ یا آپ نے فلان شخص کو کرتے دیکھا۔ یا فلان شخص کو یہ خبر دی ایسے ہی بہت سے امور ہین کہ جب تک یقیناً یہ ثابت نہو کہ فلان حدیث سے ثابت ہی اور صحیح ہی تب تک زبان کو روکے ورنہ جہنمی ہو جانے کا خوف ہی واللہ سبحانہ تعالے نے آنحضرت صلعم کو حکم فرمایا کہ مشرکین گمراہون کو راہ عدل و صراط مستقیم جو تحقیق حکم الٰہی ہی سنا دے اور راہ ہدایت بتلا دے بقولہ تعالی

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ نف وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط كَمَا بَدَاَكُمْ

تو کہہ میرے رب نے فرمائی ہی دینداری اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اسکو نرے اسکے حکم بردار ہو کر جیسے تمکو پہلے بنایا

تَعُوْدُوْنَ ۝ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ط اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

دوسری بار ہوگے ایک فرقہ کو راہ دی اور ایک فرقہ پر ٹھہری گمراہی انھون نے پکڑے شیطان رفیق اللہ تعالی کو چھوڑ کر

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

اور سمجھتے ہین کہ وہ راہ پر ہین

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ کہدے کہ حکم دیا میرے رب نے بقسط یعنی عدل کے ساتھ یعنی عدل و استقامت رکھنے کا حکم دیا ہے وَاَقِيْمُوْا یہ معطوف ہی بالقسط کے معنی پر اسے بان اقسطوا واقیموا۔ عدل کرو اور اقامت کرو۔ یا اس سے پہلے اقبلوا مقدر ہی ای امر ربی بالقسط فاقبلوا واقیموا یعنی حکم دیا میرے پروردگار نے عدل کا پس اسکو قبول کرو اور قائم کرو راست و ٹھیک وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اپنے چہرون کو ہر سجدہ کے وقت مسجد مصدر میمی یعنی سجود ہی اور عند ظرف زمان ہی اور معنی یہ کہ خالص کرو اللہ تعالی ہی کیواسطے اپنے سجود کو وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور عبادت کرو اسی کی درحالیکہ خالص کرنے والے ہو اسکے واسطے دین کو شرک سے

قال الحافظ فی التفسیر ابن کثیر حاصل آیت آنکہ میرے پروردگار نے تمکو حکم دیا کہ عدل کرو اور اسکی عبادت کو اپنے موقع پر مستقامت سے ٹھیک رکھو اور اسکی عبادت مین اخلاص کا برتاؤ کرو پس عبادت اپنے موقع پر یون ٹھیک ہوگی کہ رسول جو معجزہ سے تائید کیا گیا ہی وہ جو شرع اللہ تعالی کے حکم سے لایا ہی اسمین پوری پوری اسکی پیروی کرو پھر اخلاص سے عمل کرو کیونکہ اللہ تعالے کسی نیک کام کو قبول نہین کرتا جب تک کہ یہ دونون باتین اسمین نہ پائی جاوین ایک یہ کہ شرع کے موافق ہو اور دوم یہ کہ شرک سے پاک خالص ہو كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ یعنے جیسے تمکو پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے ایسے ہی عود کروگے یعنی پھر تمکو قیامت کے روز زندہ کرکے اٹھا دیگا حاصل آنکہ ہر فحش و شرک سے بچو اور روز جزا سے ڈرو اور وہ قیامت ہی اسکے منکر مت ہو جسنے تمکو ابتداءً

Marfat.com

پیدا کر دیا کہ تمہارا کچھ بھی وجود نہ تھا وہ ضرور قادر ہو کہ پھر دوبارا تمکو زندہ کر دے پس ضرور تم قیامت کے لیئے اُٹھائے جاؤ گے
فَرِیْقًا ھَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْھِمُ الضَّلٰلَۃُ یعنے ایک فریق کو تم مین سے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہ ہونا ٹھیک کر دیا واضح
ہو کہ یہ تفسیر جو مفسرؒ نے ذکر فرمائی ہو یہی حضرت حسنؒ و قتادہؒ سے مروی ہو اور یہی حضرت مجاہدؒ کا ظاہر قول ہو کہ فرمایا یعنی بعد موت کے
تمکو زندہ فرما دیگا۔ عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ معنی یہ کہ جیسے تمکو پہلے پیدا کیا تھا ویسے ہی تمکو آخر مین اعادہ فرما دے گا اسی قول کو
شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور اسی کی مؤید ہو حدیث جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا
اور فرمایا کہ ای لوگو تم حشر کیئے جاؤ گے اللہ تعالی کی طرف ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کیے ہوئے پھر پڑھی یہ آیت کما بدانا اول خلق
نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین رواہ البخاری ومسلم ایضاً اور سدیؒ نے یہ معنی بیان کیئے کہ کما بداکم تعودون یعنے جیسے تمکو ایک فریق ہدایت یافتہ
اور ایک گمراہ مقدر کیا ہو ایسے ہی اپنی ماؤن کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہو **قال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباسؓ** اللہ تعالی
نے اولاد آدم کی خلقت مین مومن و کافر رکھے ہین چنانچہ فرمایا ہو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن پھر روز قیامت کو جیسے پیدا کیا ویسے
ہی اعادہ فرمائیگا **قال الحافظ** اسکی تائید بحدیث ابن مسعودؓ ہو جسمین حضرت صلعم سے یون روایت ہو کہ پھر قسم ہو اس ذات پاک کی جسکے
سوائے کوئی معبود نہین ہو کہ آدمی اہل جنت کے کام کرتا ہو یہانتک کہ اسکے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہو پھر
اسپر تقدیر غالب ہوتی ہو پس دوزخیون کا کام کر گذرتا ہو پس دوزخ مین داخل ہو جاتا ہو اور آدمی دوزخیون کے کام کرتا ہو یہانتک
کہ اسکے اور دوزخ کے درمیان فقط ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہو پس جنتیون کا کام کرتا ہو جس سے جنت مین داخل ہو جاتا ہو۔ رواہ
البخاری اور قصۂ قزمان کی حدیث بخاری مین مانند اسکے مضمون آیا ہو اور آخر مین ہو کہ اعمال کا اعتبار تو خواتیم پر ہو یعنے جس عمل پر خاتمہ
ہوا اسکا اعتبار ہو اور جابرؓ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نفس اسی حالت پر مبعوث ہوگا جسپر وہ دنیا مین تھا رواہ احمد
اور بلفظ صحیح مسلم یہ ہین ہر آدمی اس حال پر مبعوث ہوگا جسپر وہ مرا ہو وقد رواہ ابن ماجہ ایضاً **قال الحافظ** اگر آیت سے یہ معنی مراد ہون کہ
جسطرح مقدر ہوا ہو اسی پر ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہو تو ضرور ہو کہ اسمین اور قولہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا الآیہ مین اور حدیث
کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ مین توفیق دینی چاہیئے اور وجہ صحیح یہ ہو کہ اللہ تعالے نے انکو پیدا کیا تا کہ ثانی الحال مین کافر و مومن ہون اگرچہ
ابتدائے فطرت مین سب کے سب توحید و اسلام پر مفطور ہوئے ہین جیسا کہ انسے عہد و میثاق لے لیا تھا فافہم اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ
اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ای غیر اللہ سوائے خدا کے وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ یہ کلام تعلیل ہو انپر ضلالت ثابت ہونے کی
کہ انھون نے شیاطین کو اولیاء بنایا اور خیال کرتے ہین کہ ہم ہدایت پر ہین **قال الشیخ ابن جریرؒ** بعض لوگون نے زعم کیا کہ اللہ تعالی
کسی شخص کو فعل معصیت یا اعتقاد ضلالت پر عذاب نہین کریگا مگر جبھی کہ ٹھیک وجہ سے راہ راست کا اور اس فعل کی معصیت اور اس
اعتقاد کی ضلالت ہونے کا علم اسکو ہوا ہو پھر اسنے یہ فعل معصیت و یا اعتقاد ضلالت باقی رکھا ہو اور یہ نذھم ان لوگون کا غلط و خطا ہو
اسواسطے کہ اگر یہی ہوتا تو یہان فریق ہدایت مین اور فریق ضلالت مین کچھ فرق نہوتا اسواسطے کہ فریق ضلالت اپنے آپ کو ہدایت پر
سمجھتے ہین حالانکہ انکے نام و احکام سے اللہ تعالے نے دونون مین فرق فرمایا ہو **ف فی العرائس** جب قوم نے راہ عدل و احسان
سے منھ موڑا اور گمراہون یعنے شیطانون کے پیچھے چلے تو آنحضرت صلعم کو اللہ عز وجل نے حکم دیا کہ جو باتین عدل و توحید و اخلاص وغیرہ
جناب الٰہی کے لائق ہین اور کسی اور کو انکی لیاقت نہین ہو وہ اس قوم برگشتہ کو اعلام فرما دے بقولہ قل امر ربی بالقسط اسمین اشارہ ہو

کہ قسط باطنی یہ ہے کہ سرِ باطن کو دیدارِ قدم مین حدوث سے مجرد و مقدس کرے اس صفت کے ساتھ کہ درمیان مین حظ النفس کو کچھ بھی دخل نہو کیونکہ وہان نفس کو بھی حظ ملتا ہے کہ مشاہدہ کی حلاوت مین مشغول ہوجاتا ہے بسبب ادائے عبادت کے پس نفس کے اس مزہ کے واسطے ایسا نہ کرے بلکہ حظ حق پر رہے وہ یہ ہے کہ انوار عزت ازل کا سرِ باطن پر ظاہر ہونے کے وقت نفس کو آتش توحید مین جلادے پس صفات ازلیہ کے ساتھ استقامت پر مستوی رہے تو نہین دیکھتا کہ کیونکر اہل شہود کو انوار جلال سے مکاشفہ دیکر انقطاع حدوث کی دعوت فرمائی بقولہ واقیموا وجوہکم عند کل مسجد جب انوار قدرت ظاہر ہون تو دعا و تضرع کے ساتھ اغیار کو درمیان سے دور کرتے ہوئے اپنے چہرون کو اور پیشانیون کو درگاہ عزت کے سامنے خاک پر رکھو کیونکہ دعا یہی ہے کہ لقاء رب مین قلب کو تمام شوق ہو اسطرح کہ درمیان مین غیر کو دخل نہ رہے قولہ وادعوہ مخلصین لہ الدین یعنی حدوث کی کدورت اور غیر کی طرف نظر سے صاف ہوکر توحید دعا کرو پھر جب یہ صفات پورے ہوئے تو حقائق عبودیت پورے ہوئے جنکو اللہ تعالے نے دین فرمایا ہے شیخ جنیدؒ نے اس آیت مین کہا کہ سرِ باطن کی حفاظت اور ہمت کے بلند رکھنے کا اور تمام جہان کے عوض اللہ تعالے کو لینے پر راضی ہونے کا حکم دیا شیخ رویمؒ نے کہا کہ اخلاص دعا یہ ہے کہ اپنے افعال سے اپنی نظر اٹھا دے حارث محاسبیؒ نے فرمایا کہ معاملۂ الٰہی عزوجل کے درمیان سے مخلوق کو نکال دینا یہی اخلاص ہے۔ ابو عثمانؒ نے کہا کہ ہمیشہ خالق عزوجل ہی کی طرف نظر رہنے کے واسطے مخلوق کی طرف نظر رکھنے کو فراموش کرنا یہی اخلاص ہے بعض نے فرمایا کہ ہمیشہ مراقبہ رکھنا اور جملہ حظوظ کو فراموش کرنا یہی اخلاص ہے **قال الاستاذؒ** قولہ واقیموا وجوہکم عند کل مسجد اسمین اشارہ یہ ہے کہ ہر حالت مین دوامی شہود ہو اور کسی وقت کوئی لحظہ اسکو فراموش نہ کرے خواہ کچھ آوے یا جاوے مقدم ہو یا مؤخر ہو پھر جب سب کو خالص عبودیت کا حکم دیا اور واسطے تکلیف کے مخاطب کیا بعد اسکے سب کے سب پردۂ عدم سے موافق قضا و قدر کے شقاوت و سعادت و ہدایت و ضلالت پر نکلتے ہین تو سب کو مشیت سابقہ پر حوالہ کیا یعنی آگہ یہی نہین ہے کہ جو عبودیت کی طرف متوجہ ہوا وہ واصلین مین سے ہے اور جو بھاگا وہ مہجورین مین سے ہے اسواسطے کہ طاعت و عبودیت تو درمیان مین عارضی گئی ہین بلکہ جسکی فطرت بندگان مقبول کی فطرت ہے وہ ہر حال مین مقبول ہے اور جسکی فطرت مردودہ مردود ہے چنانچہ مصرح کردیا بقولہ کما بدأکم تعودون۔ فریقا ہدی وفریقا حق علیہم الضلالۃ سب کو دو نشان سے موسوم کیا ایک کو بہ نشان لطف اور دوسرے کو بہ نشان قہر پس جو بہ صفت لطف ہے اسکو تلوین کی گردش نے کچھ مضرت نہین اور جو بہ صفت قہر ہے اسکو ظاہری تمکین کی منفعت سے کچھ فائدہ نہین ہے پس محل امتحان سے نکلنے کے بعد اصلی فطرت پر پہونچے ایک فریق تو انوار معرفت پر ہوگا اور ایک فریق تاریکی ضلالت پر ہوگا **قال النوریؒ** یعنے جو تقدیر ازل مین مقدر ہوا وہ ابد مین واقع ہوگا **قال الحسینؒ** اعمال پر مغرور مت ہو کیونکہ وہ کبھی انجام کار سے موافق ہوتے ہین اور کبھی خلاف ہوتے ہین **قال المترجم** یہ سب اقوال قریب قریب ہین **قال بعضہم** اسی سے اسی کی طرف عود کرو گے اپنے وجود سے انکو دیگر اشیاء کی لذت سے چھڑایا اور اپنے علم معرفت کے ساتھ انکو غیر کے علم سے نکالا اور اپنے ارادۂ غالب کی معرفت سے انکو اختیار کے ارادہ سے آزاد کیا **قال الشیخ** مجھے یہان ایک نکتہ معلوم ہوا یعنے بعض کو دیدار جمال سے پیدا کیا تو معرفت مین پڑے اور بعض کو دیدار جلال سے پیدا کیا تو وہ نکرت مین پڑے یعنے مین قدم کے دروازہ پر جا پڑے اور وہان انعام کو تقصیر دامنگیر ہوتی ہے پس میدان نکرت مین پڑے رہجاتے ہین اور بعضے نکرۃ النکرۃ مین رہتے ہین اور بعضے معرفۃ المعرفۃ مین رہتے ہین پھر جب اللہ تعالی نے بندون کو مساجد شہود مین اقامت وجوہ کا حکم فرمایا تو اسکے بعد موافقت مراقبات مین زینت اور درستی استقامت کا حکم دیا بقولہ تعالے

Marfat.com

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ ع ١٠
اے اولاد آدم کی لے لو اپنی رونق ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اسکو خوش نہیں آتے اڑانے والے تو کہہ کسنے
حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً
منع کی ہے رونق اللہ کی جو پیدا کی اسنے اپنے بندونکے واسطے اور ستھری چیزیں کھانے کی تو کہہ وہ ہے ایمان والون کے واسطے دنیا کی زندگی مین نری انکی ہے
يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝
قیامت کے دن یون بتاتے ہین ہم آیتین جن لوگون کو بوجھ ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اے اولاد آدم خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ لو اپنی زینت کو یعنی ایسے لباس پاک کو جو تمہارے اتنے بدن کو ڈھکے جسکا ڈھکنا واجب ہے عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ہر مسجد کے نزدیک **قال الحافظ** اس آیت کریمہ سے وہ برا طریقہ جسپر مشرکین اعتماد کرتے تھے یعنے ننگے ہو کر طواف کرنا وہ مٹا دیا چنانچہ ابن عباس رض نے کہا کہ مشرک لوگ مرد و عورتین سب خانۂ کعبہ کا طواف ننگے بدن ادا کرتے تھے سو مرد تو دن مین اور عورتین رات مین اور بعضی عورت طواف کرنے مین کہتی جاتی ع اليوم يبدو بعضه او كله ۔ وما بدا منه فلا احله ۔ پس اللہ تعالے نے حکم دیا کہ خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ رواہ مسلم والنسائی وابن جریر۔ اور عوفی نے ابن عباس سے اس معنی کے ساتھ اسقدر زائد روایت کیا کہ زینت لباس ہے یعنی وہ کہ شرمگاہ کو ڈھکے اور سوائے اسکے بیش قیمت کپڑے و متاع پس لوگونکو حکم دیا گیا کہ ہر مسجد پاس اپنی زینت کو لیوین وہکذا قال مجاہد وعطا وابراہیم النخعی وسعید بن جبیر وقتادہ والسدی والضحاک والزہری وغیر واحد من ائمۃ السلف فی تفسیر الآیۃ یعنے مشرکون کے ننگے طواف کرنیکی رسم کو مٹنے کے واسطے یہ حکم نازل ہوا **قال المترجم** امام ابوحنیفہ کے نزدیک مرد کو ناف سے گھٹنون تک ڈھکنا واجب ہے اور گھٹنے بھی شامل ہین اور آزاد عورت کا تمام بدن عورت ہے باستثناء قدم و ہتھیلیون کے اور تمام تفصیل فقہ مین مذکور ہے مجھے صرف تنبیہ مقصود ہے پھر آیت کریمہ اگرچہ طواف کے بارہ مین نازل ہوئی لیکن کلام عام ہے پس حکم بھی عام لیا گیا لہذا مفسرین نے عند کل مسجد کی تفسیر مین کہا کہ طواف کے وقت اور نماز کے وقت یعنی حکم عام ہے۔ پھر یہان یہ اشکال پیش کیا گیا کہ طواف کے وقت تو ستر ڈھکنا واجب ہے اور نماز مین فرض ہے پھر تفریق کیونکر ہے اور شافعیہ پر یہ اشکال وارد نہین ہوتا کیونکہ وہ وجوب و فرض مین فرق نہین کرتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک بھی حق عمل مین دونون یکسان ہین لیکن پوشیدہ نہین کہ حق حکم مین عموما مساوات نہین چنانچہ جسنے نماز مین ایک آیت پڑھی تو فرض ساقط ہو گیا اگرچہ وجوب قراءۃ سورۂ فاتحہ و دیگر زائد کے نہ پائے جانے سے نقصان رہا جسکا اعادہ واجب ہے حالانکہ شافعیہ کے نزدیک فرض بھی ساقط نہین ہوتا اور نماز باطل ہے بالجملہ حنفیہ پر یہان جواب لازم ہے پس جواب یون دیا گیا کہ آیت سے تو نماز مین بھی وجوب ہی ثابت تھا لیکن فرضیت بدلیل اجماع ثابت ہوئی ہے کذا قیل وفیہ نظر فان الافتراق بین الوجوب والفرض انما ہو اصطلاح حادث والاجماع الذی یفید القطع ہو اجماع السلف فکیف الاجماع اللہم الا ان یقال انہ ثبت من اجماعہم بطلان الصلوۃ عند عدم الستر فدل ذلک علی الفرضیۃ لکن فی اثبات ذلک مشقۃ فلیتامل **حافظ ابن کثیر** وغیرہ نے ذکر کیا کہ زینت کا حکم جو اس آیت سے ثابت ہے اسکے معنی مین جو احادیث سے ثابت ہے وہ چند باتین ہین چنانچہ نماز کے واسطے تجمل مستحب ہے خصوصاً نماز جمعہ و عیدین کے واسطے اور خوشبو لگانا کیونکہ وہ زینت ہے اور مسواک کرنا اسکا تتمہ ہے اور افضل لباس سپید رنگ کا ہے اور عمدہ سرمہ اثمد کا ہے اور سرمہ بھی بغرض تجمل بہتر ہے اور سنگار کی غرض سے اگر عورتون سے تشابہ کرے تو حرام ہے **قال المترجم** ستھرائی اور سنگار مین فرق ہے پس تجمل مین وہی چیزین ہین جو

ستر ائی و زینت ہون اور عورتون کے سنگار مرد پر حرام ہین اور ایسے ہی عورتون پر مرد کی مشابہت حرام ہے اسکو محفوظ رکھنا چاہیئے۔
اور منجملہ تجمل کے کنگھی کرنا اور تیل لگانا ہے۔ تمیم داری رضی نے ہزار درم کو ایک چادر خریدی اسکو اوڑھکر نماز پڑھتے تھے وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا
یعنی حلال کھانا جو چاہو وہ کھاؤ پیو وَلَا تُسْرِفُوْا اور اسراف مت کرو اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ اللہ تعالے سرفون کو دوست نہین
رکھتا اور سورۂ اسرار کی آیت مین فرمایا کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا یعنی مسرف لوگ شیطانون کے
بھائی ہین اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اللّٰہم استغفرک فیما اسرفت وفیما اعلنت واسررت فی تفسیر الحافظ بعضے سلف رضی اللہ
عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالے نے تمام طب کو آدھی آیت مین جمع کر دیا یعنی کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ مترجم کہتا ہے کہ جب پوری سچی بھوک
پر کھاوے اور ہنوز بھوک باقی ہو کہ ہاتھ کھینچ لیوے تو انشاء اللہ تعالی بیمار نہوگا اور پرہیز کرنا جسوقت لائق ہے اسوقت کھانا اسراف ہے
قال۔ اور ابن عباس رضی نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کھا اور جو تیرا جی چاہے وہ پہن جب تک کہ اسراف کرنا اور اترانا دونوں بدخصلتین
تجھسے دور رہین۔ کما علقہ البخاری اور اسند ابن جریر من طریق طاؤس عنہ اللہ تعالی نے کھانا و پینا حلال کیا جب تک کہ اسراف یا
اترانا نہو۔ اسنادہ صحیح اور امام احمد نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعا روایت کی اسمین ہے کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ
دو بدون اترانے اور بدون اسراف کرنے کے کیونکہ اللہ تعالے محبوب رکھتا ہے کہ اپنی نعمت کو اپنے بندہ پر دیکھے۔ ورواہ النسائی و
ابن ماجہ اور بعض روایت مین ہے کہ اللہ تعالی کو محبوب ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے مقدام کندی رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہین بھرا۔ آدمی کو چند لقمہ کافی ہین جو اسکی پشت کو استوار رکھین پھر اگر وہ خواہی
کھاویگا تو خیر یہ کرے کہ تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور تہائی پیٹ پانی کے واسطے اور تہائی پیٹ سانس کے واسطے رکھے رواہ احمد
والنسائی والترمذی وقال فی نسخہ حسن صحیح انس بن مالک رض سے مرفوع روایت ہے کہ یہ بھی اسراف مین سے ہے کہ ہر چیز جسکو تیرا جی چاہے
اسکو کھاوے رواہ الدارقطنی فی الافراد وغریہ تفرد بقیۃ **قال المترجم** لعلہ بقیۃ بن الولید وفیہ ضعف وقد وثق واللہ اعلم۔ ابن عباس رض نے
کہا کہ قولہ انہ لا یحب المسرفین یعنی کھانے پینے مین اسراف کرنے والون کو دوست نہین رکھتا ابن جریر نے اسکی تفسیر مین کہا کہ مراد یہ ہے کہ او تعالے
نہین دوست رکھتا مسرفون کو یعنی ان لوگون کو جو حرام وحلال کی حد سے تجاوز کرتے ہین حتی کہ غلو کر کے حرام کو حلال کر لیتے ہین یا حلال کو
حرام کر لیتے ہین بلکہ انھین کو دوست رکھتا ہے جو اللہ تعالے کے حرام کیئے ہوئے کو حرام رکھین اور حلال کیئے ہوئے کو حلال رکھین اور
کچھ تجاوز نہ کرین اور یہی وہ عدل ہے جسکا حکم فرماتا ہے قُلْ انکاراً علیہم کہدے یعنی انکار کے طریق سے کہدے مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ
الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ اور کون ہے جسنے حرام کر دیا اللہ تعالے کی زینت کو جو اسنے نکالی ہے اپنے بندون کے واسطے یعنی لباس مین سے
وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ اور پاکیزہ چیزون کو رزق مین سے حاصل آنکہ مشرکون جاہلون نے بہت سے حلال وطیب چیزونکو حرام
کر لیا تھا اور طواف کی حالت مین زینت لباس کو ترک کیا اور ننگے طواف کرتے تھے پس ملامت وانکار کے طور پر فرمایا
کہ او تعالے نے زینت ورزق کو بندون کے واسطے پیدا کیا پس جب اسنے پیدا کیا اور حلال کر دیا پھر وہ کون شخص ہے جسنے
حرام کیا ہے حاصل آنکہ کوئی نہین حرام کر سکتا ہے اور جو حرام جانے وہ باطل و کذاب ہے **قال البیضاوی** اس آیت مین دلیل ہے
کہ مطاعم وملابس وانواع تجملات مین در اصل اباحت ہے پس سوائے ان مطاعم وملابس وغیرہ کے حرام نہونگے جو کسی دلیل خاص سے
حرام یا مکروہ ثابت ہوئے ہین اور یہ بیان اصول مین بھی مقرر ہو چکا ہے اسمین ہمارے زمانہ کے عالمونکو زجر شدید ہے کہ بلا دلیل شرعی کے

Marfat.com

بعضی چیزونکو حلال رکھتے ہین اور بعض کو حرام کر لیتے ہین اور ایسے ماسوائے کھانے پینے کے دیگر اشیا مین بھی انکو بیا کی ہر حالانکہ علما متقدمین نے تصریح کردی
کہ عمدًا تحریم و تحلیل کرنا اگر خلاف حکم اللہ تعالی و رسول اللہ صلعم ہو تو کفر ہو پس ان عالمونکو اللہ تعالی توفیق دے کہ ان باتون سے باز آوین
اور عوام کو روا نہین ہو کہ ہر انکی بات کو بلا دلیل شرعی مان لیوین بلکہ غور کرین کہ اپنا دین کس سے لیتے ہین اور اس آیۃ کریمہ مین فکر کرکے
بعضے اہل تصوف بھی جو نفس کشی اسی مین جانتے ہین کہ اچھا کھانا نہ کھاوین اور اچھا کپڑا نہ پہنین اور مانند اسکے وہ بھی باز آوین اور نیز جو لوگ
ان چیزون کے حاصل کرنے کے واسطے اسراف کرتے ہین اور بہت سے شبہات بلکہ حرام طریقون سے حاصل کرتے ہین وہ بہت
ہی برا کرتے ہین اللھم اھدنا و یسر لنا وعافنا واعف عنا وانت ارحم الراحمین قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا تو کہدے کہ یہ
زینت و طیبات رزق ثابت ہو مومنون کے واسطے زندگانی دنیا مین یعنی مومنین اسکے مستحق ہین اگرچہ غیر مومن بھی ان کے شریک ہین
کذا قال المفسر خَالِصَةً نافع کی قراءۃ مین بالرفع ہو بنا بر آنکہ خبر بعد خبر ہو گویا تقدیر کلام یون ہو قل ہی غیر خالصۃ للذین آمنوا فی الحیوۃ
الدنیا خالصۃ لھم يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنے قیامت مین یہ طیبات و زینت خالص یعنے مخصوص مومنون ہی کے واسطے ہین اور جمہور کی قراءۃ
مین خالصۃً بنصب ہو بنا بر آنکہ حال واقع ہو اور معنی یہ ہین کہ درحالیکہ یہ طیبات و زینت خالص و بلا شرکت ثابت ہین مومنون کے لیئے
قیامت مین اور دنیا مین مومنون کے واسطے مطلقا ثابت فرمایا اور غیر خالص نہین فرمایا تاکہ ظاہر ہو کہ اصلی استحقاق مومنون کا ہو اور کفار اگر
انکے شریک ہوئے تو تبعًا شریک ہوئے ہین۔ واضح ہو کہ زینت لباس و طیبات طعام مین ایک معنی ادا شکر و عبادت کے اور
لحاظ پاکیزگی شرعی کا معتبر ہو اور یہ ایمان پر موقوف ہو پس خالص و غیر خالص کی تفصیل کی درحقیقت ضرورت نہین کیونکہ کفار کی شرکت اس راہ
سے نہین ہو بلکہ اس معنی کر شرکت ہو کہ یہ اموال دنیاوی و مشتہیات نفس ہین جسمین مومنون کی شرکت نہین ہو کیونکہ قیامت مین مومنون کو
یہی چیزین بدون شرکت نہین حاصل ہونگی بلکہ زینت و طیبات کے مصداق کو جو نعمتہاے جنت سے ہونگی حاصل ہونگی اور جسمین کافرون
کی شرکت نہوگی بلکہ یہان کے مانند وہان بھی بدون زینت و طہارت کے کفار کو پیپ لہو ملیگا اعوذ باللہ من سوء العاقبۃ
كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ نبینہا مثل ذلک التفصیل جیسے ہمنے مفصل بیان کیا ایسے ہی ہم آیات کو مفصل بیان کرتے ہین لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ ایسی قوم کے واسطے جو دانائی رکھتے ہین پس وہ فکر کرکے علم حاصل کرتے ہین اور اسی قوم کی خصوصیت اسواسطے کہ آیات الہی سے
انتفاع انھین کو حاصل ہوتا ہو۔ **فی العرائس** قولہ تعالی خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ بندہ کی زینت وہ لباس ہو جسکا طراز تو تواضع کر
اور تانا و بانا اسکا استقامت و اخلاص ہو جسکا دامن حوادث سے قطع اور اسکی آستین دونون جہان سے مقصور ہو اور جیب اسکی خشوع ہو
اور عطف اسکا خضوع ہو اور بیننے والا منور ہونا آخرت اور شرف بحسن الثواب ہو پس تائبین کا لباس تو سوزش دل و گریہ و زاری ہو
اور پرہیزگارون کا لباس تضرع و شتاری ہو اور زاہدون کا لباس انکے چہرون پر نشان نور سجود ہو اور لباس عابدین انکی آنکھون سے ظہور
نور غیب ہو اور محبین کا لباس بیتابی محبت و ہیجان درد ہو مشتاقون کا لباس پیاپئے آنسو جاری ہونا اور ہیجان ہو عاشقین کا لباس وجد و
طلبات ہین اور مستانسین یعنی حضرت اوتعالی سے مقام انس مین مشرف ہونیوالون کا لباس سکینت و وقار ہو اور عارفون کا لباس ہیبت
و اجلال ہو اور موحدین کا لباس حیرت و فنا ہو ادنی درجہ والا عبودیت مین اور اونچے درجہ والا انوار ربوبیت مین ہو جو عبودیت کو
بجالایا اسکا لباس افعال ہین اور جو ربوبیت مین حاضر ہو یعنے از خود رفتہ ہو اسپر لباس صفات ہو اور جو فنا ہو کر قبلہ قدم کی طرف
متوجہ ہو اسکا لباس انوار ذات ہین پس احوال مین بڑا تفاوت اور لباس مین بڑا تفاوت اور بندون مین بڑا تفاوت ہو واسطے تونے

کہا کہ یابنی آدم کا خطاب تعریض بعا ہے گویا فرمایا کہ اے اولاد نقص وعیب اسمین انکو تنبیہ کی تا کہ اپنے نفوس پر نظر والتفات نہ رکھین
استاذؒ نے فرمایا کہ زینت آدمی کی یہ ہے کہ نفس سے پاک ہو کر درگاہ باری تعالےٰ مین حاضر ہون اور اسکی چوکھٹ کو لازم پکڑین اور ہر دم ہمیشہ
شہود حقیقت مین رہین بعض نے کہا کہ عابدون کی زینت یہ کہ آثار سجود ہون اور عارفون کی زینت انوار وجود ہین پس عابد تو بارگاہ کبریا کے
دروازہ پر بندگی کرتا ہے اور عارف بساط احترام پر بیٹھا رہتا ہے پس بندون مین بڑا فرق ہے بعض نے کہا کہ زینت نفوس تو خدمت پر ہے
اور زینت قلوب حفظ حرمت پر اور زینت ارواح یہ کہ درگاہ کبریائی مین ہیبت کے ساتھ سر جھکائے رہین بعض نے کہا کہ زبان کی زینت
دوام ذکر ہے اور قلب کی زینت صفات قدرت مین فکر ہے بعض نے کہا کہ زینت ظاہری سجدہ ہے اور زینت باطنی شہود ہے بعض نے
کہا کہ نفوس کی زینت یہ کہ مجاہدات وریاضات مین اخلاص وغیرہ سے اچھا معاملہ رکھین اور قلوب کی زینت یہ کہ مشاہدات سے دائمی
واصل رہین پھر زینت کو جو آثار قرب مین ذکر کرنے کے بعد انکو توبیخ کی جو بلا دلیل اہل حق سے انکار کرتے ہین اور لباس تقوی واسکے آثار سے
اپنے نفوس سرکش کو محروم رکھتے ہین **قولہ** قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق خطاب پاک مین دو باتون کا
احتمال ہے ایک تو اعدا پر غضب کا اور دوسرا اولیا پر فضل ورحمت کا یعنی کس شخص کو یہ جرأت ہے کہ ایسے بندون خاص پر انکار کرے
جو زینت عبادات وانوار حقائق ومعارف سے آراستہ ہین، واضح ہو کہ یہ زینت ولباس جس سے خواص بندے آراستہ ہین وہ کسی کے
امکان مین نہین ہے کہ خود حاصل کرے اسیواسطے اخرج لعبادہ سے اپنی ہی طرف اسکو مضاف کیا اور مخصوص کردی اسکی حلت اپنے بندون
کے واسطے اور اسکے بندے وہی ہین جو اہل الحق کہلاتے ہین جنمین کوئی خیانت نہین اور کچھ شائبہ شرک وبدعت نہین ہے اور انکو مباح کردیا
کیونکہ بدون علت وکلفت کے انکی توکل برضا ومحبت پر انکو حاصل ہوا پھر واضح ہو کہ ظاہری زینت وطیبات مین کافر کو شرکت ہے اور
باطنی لباس ورزق مین کسی کو شرکت نہین وہ دونون جہان مین مومنون کے واسطے مخصوص ہے وقد قال اللہ تعالی قل ہی للذین آمنوا فی الحیوٰۃ
الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ وہان ان انوار کا خلوص کے ظہور ہوگا۔ اور نیز وہ نور جلال وجمال ہے جو عارفین کے بشرے سے ظاہر ہوتا ہے اور طیبات
رزق وہ ثمرات ہین جو درختان تجلی وقرب سے انکو حاصل ہوتے ہین بعض نے کہا کہ یہ زینت تو جنگلون کی مباحات ہین اور آبادیون کے
جو حلال کمائی سے حاصل ہو اور طیبات رزق سے مراد وہ مال غنیمت ہے جو جہاد مین حاصل ہو شیخ ابو عمرو الدمشقی نے فرمایا کہ جو
معونات بندگان مخلص کو پہونچتے ہین اور جو کرامات انکو حاصل ہوتی ہین استاذؒ نے کہا کہ طیبات تو وہ ارزاق ہین جو نفوس کو اُسکے
افضال سے حاصل ہوتے ہین اور قلوب کو اسکی طرف اقبال سے حاصل ہوتے ہین بعض نے کہا کہ عابدون کا رزق الہام ہے
اور عارفون کا ماسوائے حق کے سب کو فراموش کرنا پھر واقعی محرمات جنکو اہل جہالت حلال رکھتے ہین اور برعکس اہل معرفت کے
اپنی ضلالت سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہین بیان فرمانے کا حکم دیا بقولہ تعالےٰ

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

تو کہہ میرے رب نے منع کیا ہے سو بیحیائی کے کام جو کھلے ہین انمین اور جو چھپے اور گناہ اور زیادتی ناحق کی اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جسکی اُسنے سند نہین اُتاری

بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تم کو معلوم نہین

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ فواحش جمع فاحشہ اور وہ کبیرہ گناہ ہین مانند زنا کے یعنی جنپر عذاب دوزخ کی وعید ہے اور

Marfat.com

اسمین ننگے طواف کرنا بھی داخل ہی جو مشرکین کرتے تھے اور بعض مفسرین نے جملہ حرام گناہون کو شامل لیا بسبب کلمہ انما کے جو مفید حصر ہی اور علی ہذا اجنبی عورت پر بدنظر کرنا بھی حرام ہی فافہم مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ای جہرًا وسرًا یعنے علانیہ ظاہر وکھلے ہوئے پوشیدہ ہر حالت مین حرام کیا ہی پس مشرکین جو پوشیدہ زنا کو عیب نہین جانتے تھے انکی جہالت تھی بلکہ فواحش خواہ علانیہ ہون یا پوشیدہ ہون سب طرح انکو اللہ تعالےٰ نے حرام فرمایا۔ پھر فواحش پر عطف کیا وَالْاِثْمَ یعنے حرام کیا اثم کو وہ معصیت ہی قال البیضاوی یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہی یعنے فواحش بھی معصیت ہین پس فواحش اور جملہ گناہ کو حرام کیا اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد شراب پینا اور یہ ضعیف ہی اسیواسطے بعض نے کہا کہ فواحش سے وہ محرمات معاصی مرادہین جو فروج وشرمگاہ سے متعلق ہین اور اثم سے تعمیم کردی یا ماسوائے اسکے مرادہین وَالْبَغْيَ علی الناس۔ یعنے ایسے گناہ جو کرنے والے ہی تک نہ رہین بلکہ انکا ضرر غیرون پر متعدی ہو پس چور کا ہاتھ کاٹنا اور زنا کو درے مارنا وغیرہ اگرچہ ایسا فعل ہی کہ اسکا ضرر دوسرے پر متعلق ہی لیکن اسکو خارج فرمایا بقولہ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنے دوسرے پر متعدی ناحق ہو اور وہ ظلم ہی پس اول مین تو اُن افعال بد سے ممانعت ہوئی جنمین دوسرون پر تعدی کا قصد نہو اور بغی بغیر الحق سے ہر ایسے فعل بد سے ممانعت ہی جسمین ناحق دوسرے پر تعدی مقصود ہو اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے تکبر ہی۔ پھر ایسے ظلم سے ممانعت کی جو اپنے اوپر و غیرون کے اوپر سخت ناحق ظلم اور سب سے پلید وبدتر ہی یعنے وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ای الم ینزل باشراکہ حجۃ یعنے اور حرام کیا یہ کہ شرک کرو تم اللہ تعالےٰ کے ساتھ وہ چیز کہ نہین اُتاری اللہ تعالےٰ نے اس چیز کو اپنے ساتھ شریک ہونے کی کوئی حجت قال البیضاوی اسمین مشرکون پر تہکم ہی اور آیت مین تنبیہ ہی کہ جس بات پر کوئی دلیل شرعی قائم نہوا اسکا اتباع نہ چاہیئے پھر ان تشرکوا پر عطف کیا وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے اور حرام کیا یہ کہ کہو تم اللہ تعالےٰ پر وہ بات جو تم نہین جانتے ہو پس جو اللہ تعالیٰ نے حرام نہین کیا اسکو مشرکون کیطرح بیان کرنا کہ اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہی یا جو حلال نہین کیا اسکو حلال بیان کرنا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہی یہ سب حرام وکفر ہی اور ایسے ہی صفات الٰہی مین الحاد کرنا و دیگر امور جنکے واسطے کوئی شرعی دلیل نہین ہی اسی حکم مین ہین ف قولہ قل انما حرم ربی الفواحش۔ فحش ظاہری وہ ہی جو آدمی کو خالص عبادت سے مشغول کرے اور باطنی فحش وہ ہی جو قلب کو ایسا وسواس پہونچے جو اسکو مشاہدہ حق کے درمیان پردہ ہو جاوے اور نیز ظاہری فحش جو افعال معروف ہین اور باطنی مین جو اس فعل کی حلاوت نفس مین باقی رہے وہ بھی شامل ہی قولہ والاثم والبغی اثم مین اللہ تعالےٰ کے نیک بندون سے انکار کھلے کھلے داخل ہی اور بغی مین جو باطن مین انسے حسد ہو شامل ہی قولہ وان تشرکوا باللہ الخ او تعالیٰ اپنے جلال وعلو کبریائی مین اس شان پر ہی کہ الوہیت مین اسکا کوئی شریک ہونا بالکل محال ہی اور درمیان مین کسی غیر کا وجود نہین ہی پھر جو لوگ علوم لدنی کے مدعی ہین انکے منہ مین خاک جھونکی بسا قال تعالیٰ وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون سہل نے کہا کہ جسنے کلام کیا اللہ تعالیٰ کی طرف بدون اجازت کے بغیر طریقہ حرمت وادب تو اسنے اپنا پردہ پھاڑا اور حد سے تجاوز کیا اور اللہ تعالےٰ نے اس کلام سے تحذیر فرمائی ابو عثمان نے قولہ انما حرم ربی الفواحش مین کہا کہ جو طاعت تو ایسی ادا کرے کہ مقصود اسمین کوئی غیر ہو خواہ آدمی یا کوئی اور چیز تو یہ فواحش مین سے ہی قال المترجم یہ پسندیدہ قول ہی اسواسطے کہ وہ ریا ہی اور ریا شرک ہی جو افحش الفواحش مین ہی بعض نے کہا کہ فواحش مین سے جو ظاہر ہین از انجملہ جھوٹا بولنا اور غیبت کرنا اور بہتان باندھنا اور باطن جو پوشیدہ ہین از انجملہ غلول اور کھونٹ اور حقد وحسد ہی استاد نے کہا کہ ظاہرہ مین سے ذلت وگناہ حرام اور باطنہ مین سے غفلت ہی اور بعض نے کہا کہ محب سے یہ بات بھی گناہ ہی کہ محبوب سے صادر ہو قال المترجم پھر اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے شرک وکبیرہ گناہ واو تعالیٰ پر افترا باندھنے والونکو سخت تہدید فرمائی

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

اور ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہے پھر جب پہونچا اُن کا وعدہ نہ دیر کرینگے ایک گھڑی اور نہ جلدی

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اور واسطے ہر امت کے اَجَلٌ مدت ہے یعنی وقت معین ومحدود ہے جسمین اُنپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہوتا ہے پس یہ اہل مکہ کو تہدید ہے حاصل آنکہ اس مدت مہلت مین فواحش وافترا بجناب باری تعالیٰ سے باز رہکر اپنے آپ کو صلاح کرین۔ یا بمعنی یہ کہ اس مدت پر انکو موت دیجاتی ہے اور احتمال ہے کہ آیت دونون معنی کو شامل ہو اور عام ہو فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ یعنی پھر جب امت کی اجل مقدر آگئی تو اُنپر عذاب یا جو مقدر ہے طاری ہو جاتا ہے بعض نے کہا کہ اجل سے مراد وقت نزول عذاب ہے بعض نے کہا کہ زندگی وعمر کی مدت مراد ہے وعلیٰ ہذا ہر ایک کے واسطے ایک وقت مقرر ہوگا جسمین تقدیم وتاخیر نہین نافع ہے اور اجل کا اطلاق عمر کی تمام مدت پر بھی آتا ہے اور اخیر جزو پر بھی ہوتا ہے جسمین موت نے حلول کیا لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً نہین تاخیر دیے جاتے ہین ایک ساعت وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہین تقدیم دیے جاتے ہین پس یستاخرون ویستقدمون بمعنی لا یتاخرون ولا یتقدمون ہوگا اور ساعت سے خاص کر ایک ساعت بالخصوص مراد نہین ہے بلکہ عرف مین نہایت کمتر وقت پر بولا جاتا ہے پس مراد نفی تاخیر وتقدیم ہے۔ اور بیضاوی نے کہا کہ باب استفعال اپنے معنی پر ہو سکتا ہے یعنے نہ طلب کرینگے تاخر وتقدم کو بسبب شدت ہول کے **قال المترجم** اس تقدیر پر ساعت بالکل غیر مربوط ہوا جاتا ہے کما لایخفی۔ جمہور نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ ہر میت اپنی اجل مقدر پر مرتی ہے اگرچہ قتل ہو یا گر کر مرے۔ اور اسی کے مانند ہے قولہ تعالیٰ ما یسبق من امۃ اجلہا وما یستاخرون۔ اور حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ لوگ بڑے احمق ہین کہ یون کہا کرتے ہین کہ اے میرے پروردگار اسکی عمر مین درازی دیدے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ الآیۃ۔ اور سعید ابن المسیبؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخم کاری سے زخمی ہوئے تو کعبؒ احبار نے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تو انکی موت مین تاخیر کیجاتی تو کعب سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ الآیۃ تو کعب نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الآیۃ واضح ہو کہ قولہ ولا یستقدمون مین بعض نے کہا کہ یہ اخبار ہے کہ لوگ اپنی موت مقدر سے پہلے نہین مر سکتے ہین بلکہ اس مدت کا پورا کرنا ضرور ہے جیسے کہ انکو ذرہ برابر بھی تاخیر نہین حاصل ہوتی ہے پس یہ جملہ مستانفہ ہوگا اور واحدی وغیرہ نے کہا کہ۔ لا یستاخرون پر عطف ہے اور یہی ظاہر قول شیخ مفسر ودیگر مفسرین کا ہے اور تفتازانی رحمہ و کرخیؒ نے جملہ مستانفہ ہونا اختیار کیا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ بمنزلہ مثل کے ہے اس مجموع کلام سے یہی مقصود ہے کہ وقت مقرر ہو چکا اسمین تغیر وتبدل نہوگا **ف** واضح ہو کہ اہل علم نے اس مسئلہ مین طول کلام کیا اسکو بعض متاخرین نے جمع کیا اور بعض معاصرین نے درج کیا جسکی تلخیص مین ترجمہ کرتا ہون کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ موت کے وقت مقدر مین تقدیم وتاخیر نہین ہوتی ہے اور اسی کے مانند ہے قولہ وما یسبق من امۃ اجلہا الآیۃ۔ اور ایسا ہی قولہ ان اجل اللہ اذا جاء لا یوخر الآیۃ اور قولہ وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا الآیۃ اور قولہ ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا الآیۃ پس ان آیات سے توتعین وتقدیر وقت کہ اس سے تقدیم وتاخیر نہین ہو سکتی ہے ثابت ہوتا ہے اور ظاہر مین وہم ہوتا ہے کہ یہ معارض ہے قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الآیۃ اور قولہ ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ الآیۃ پس جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عمر زیادہ

Marfat.com

وکم نہین ہوتی ہی اور انھون نے ان آیات متقدمہ سے استدلال کیا ہی اور نیز احادیث صحیحہ سے استدلال کیا ہی مانند حدیث ابن مسعود رضہ
کے تم مین سے ہر ایک کی خلقت چالیس روز مین مجتمع ہوتی ہی پھر وہ علقہ ہوتا ہے پھر مضغہ ہوتا ہے اسیقدر دنون مین پھر اللہ تعالے
ایک فرشتہ بھیجتا ہی اور چار باتونکا حکم دیا جاتا ہی کہ اسکا رزق و عمل اور اجل اور شقی ہی یا سعید لکھدے اور یہ حدیث صحیحین وغیرہ مین ہی
اور اسی معنی مین اور احادیث صحیحہ آئی ہین اور جمہور نے قولہ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت کے معنی مین یہ تاویل کی ہی کہ جو شرائع و فرائض چاہتا ہی
منسوخ فرماتا ہی اور جو چاہتا ہی ثابت رکھتا ہی اور اسکو منسوخ نہین کرتا اور جملہ ناسخ و منسوخ اسکے نزدیک ام الکتاب مین موجود ہین
قال المؤلف پوشیدہ نہین کہ یہ تخصیص عموم آیت کی بلا مخصص ہی **وقال المترجم** وجہ تخصیص تو آیات و احادیث متقدمہ سے
ظاہر ہی ثم قال اور نیز کہا جائیگا کہ قلم قدرت تو قیامت تک واقع ہونے کو لکھ چکا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہی اور اسی مین سے
نسخ شرائع و فرائض ہی پس یہ بھی مثل عمر کے ہین پس جب انمین محو و اثبات جائز ہی تو عمر مین بھی جائز ہوگا **قال المترجم** یہ مؤلف مذکور کا
سہو ہی اسواسطے کہ جمہور کا منشا یہ ہی کہ قلم قدرت نے جو امر قیامت تک کیواسطے لکھدیا وہ ام الکتاب مین موجود ہی پس محو و اثبات یعنی حدوث
امر جدید نہین ہی بلکہ حدوث تعلقات ہی چنانچہ صریح انھون نے کہدیا کہ ناسخ و منسوخ ہر دو ام الکتاب مین موجود ہین پس یہ سمجھنا کہ فرائض
و شرائع مین حدوث امر جدید ہوتا ہی یہ غلط فہمی ہی اور علی ہذا عمر مین بھی جو سوانح و وقائع ہین سب بجاے خود موجود ہین اور نسخ اسمین جاری
ہونے کے کوئی معنی نہین حاصل آنکہ فرائض و شرائع مین محو و اثبات موافق قلم قدرت کے جو قدیم سے جاری ہوا ہی اب اسکا تعلق ظاہر ہوتا ہی
نہ آنکہ محو و اثبات وقتًا فوقتًا جدید پیدا ہوتا ہی فافہم ثم قال اور بعض نے جواب دیا کہ آیت مین محو و اثبات سے جو ملائکہ حفظہ کے دفتر مین ہی
ماسواے حسنہ و سیئہ کے اسکا محو و اثبات مراد ہی کیونکہ حفظہ تو سب کچھ لکھ لیتے ہین جو آدمی سے واقع ہو **قال المترجم** یہ تاویل ٹھیک ہی
اگرچہ اسپر مؤلف مذکور کا اعتراض اول وارد نہین ہوتا جیسا کہ مین جواب دے چکا ہون ثم قال اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے
جو چاہتا ہی بخشتا ہی اور جو چاہتا ہی چھوڑتا ہی قلت وہو خلاف الظاہر وکذا ما قال بعضہم ان المعنی یمحو ما یشاء من القرون کقولہ الم یروا کم اہلکنا
من قبلہم من القرون و قال تعالے ثم انشانا من بعدہم قرنا آخرین فمحا قرنا و ثبت آخر۔ اور بعض نے کہا کہ وہ ایسے شخص کے حق مین ہی جو طاعت
الٰہی بجالاتا تھا پھر گناہ کرنے لگا پھر توبہ کی تو جو کچھ اسکے دفتر گناہ سے چاہتا محو کرتا ہی اور جو دفتر نیکی سے چاہتا باقی رکھتا ہی اور بعض نے
کہا کہ جو دنیا سے چاہتا محو کرتا ہی اور آخرت کو باقی رکھتا ہی اور مانند اسکے دیگر اقوال تاویلی ہین و قال المؤلف یہ سب مجرد دعوی ہین اپنر
دلیل قائم نہین ہی اور اسمین شک نہین کہ محو و اثبات کی آیت عام ہی جسکو اللہ تعالی چاہے محو کرے اور جو چاہے ثبت کرے پس تخصیص
بدون مخصص کے نہین ہوسکتی ہی **و قال المترجم** مشیت الٰہی یعنی داخل تحت قدرت ہونے مین کلام نہین ہی ولیکن جب موت کیواسطے
وقت مقدر ثابت ہو تو باہم انکا تعارض دفع کرنا ضرور محتاج تاویل ہی پس تاویل کی کچھ تخصیص نہین ہان بعض احوال مین بعض امور سے
تخصیص تاویل محتاج استثنا دہی فتامل اور قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب اسمین یہ تاویل مذکور ہی کہ معمر سے طویل العمر
مراد ہی اور ناقص سے قصیر العمر مراد ہی۔ اسپر اعتراض کیا گیا کہ لا ینقص من عمرہ کی ضمیر معمر کی طرف راجع ہی اور معنی یہ ہوے کہ نہین ناقص
ہوتی عمر اس معمر مین سے الا آنکہ وہ کتاب مین مقدر ہی پس یہ ظاہر معنی کلام ہین اور جو تاویل مذکور ہوئی وہ بنا بر آنکہ ضمیر راجع بمرجع غیر مذکور ہی
اور یہ خلاف ظاہر ہی اور بعض نے کہا کہ ما یعمر من معمر سے عمر آیندہ مراد ہی اور لا ینقص من عمرہ سے عمر گذشتہ مراد ہی اور یہ بھی خلاف ظاہر ہی
کیونکہ یہ نقص از عمر نہین ہی جو بمقابل زیادت ہی اور بعض نے کہا کہ معمر وہ کہ سن ہرم کو پہونچا اور لا ینقص سے دوسرے شخص کی عمر

جو اس سن سے کم رہا ہی مراد ہی اور بعض نے کہا کہ معمر وہ کہ ساٹھ برس تک پہونچا اور ناقص سے جو اس سے کم مین مرگیا اور بعض دیگر اقوال
تاویل مذکور ہین جنکی صحت مین تامل ہی اور ایک جماعت اہل علم نے کہا کہ عمر گھٹتی بڑھتی ہی اور استدلال انکا آیات متقدمہ سے ہی کیونکہ محو و اثبات
عام ہین جو عمر و رزق وغیرہ سب کو عموماً شامل ہین اور سعادت وشقاوت کو بھی شامل ہین اور ایک جماعت صحابہ وتابعین اتباع صالحین
سے ثابت ہوا کہ وے اپنی دعا مین کہا کرتے کہ اللهم ان كنت كتبتني في اهل السعادة فاثبتني منهم وان كنت كتبتني من اهل الشقاوة فامحني
عنهم واثبتني في اهل السعادة یعنی ای پروردگار تعالے اگر تو نے مجھ بندے کو اہل سعادت مین لکھا تو انھین مین ثابت فرما اور اگر تو نے
مجھکو اہل شقاوت مین لکھا تو مجھکو انمین سے محو فرما دے اور اہل سعادت مین لکھدے اور جو لوگ کہ کمی بیشی عمر کے تابع ہین وہ اپنے
قول کے واسطے آیات مثبت کی تاویل مین کوئی ایسی بات نہین لائے جو عموم کے واسطے مخصص ہو اور آیت محو واثبات دلالت کرتی ہی
کہ عمر مین کمی بیشی ہوسکتی ہی اور ایسے ہی قوله تعالى وما يعمر من معمر ولا ينقص من عمره الا في كتاب بھی اسی معنی پر دلیل ہی اور ایسے ہی قوله تعالے
ثم قضى اجلا واجل مسمى عنده بھی دلالت کرتا ہی کہ آدمی کے واسطے دو اجل ہین انمین سے جسکو اللہ تعالے نے چاہتا ہی زائد کو یا ناقص کو آدمی
کے واسطے حکم فرماتا ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی جو صحیحین وغیرہ مین ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہی کہ صلہ رحم بڑھاتا ہی عمر مین
اور صحیحین مین ہی کہ من احب ان يبسط له في رزقه وان ينسأ له في اثره فليصل رحمه اور ایک روایت مین ہی من احب ان يمد الله في عمره واجله
ويبسط في رزقه فليتق الله وليصل رحمه - اور ایک روایت مین ہی صلة الرحم وحسن الخلق وحسن الجوار يعمرن الديار ويزدن في الاعمار - و نیز کتاب مجید
مین بندون کو دعا کرنے کا حکم وارد ہوا ہی چنانچہ فرمایا ادعوني استجب لكم ان الذين يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين - اور قوله
امن يجيب المضطر اذا دعاه ويكشف السوء اور قوله واذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان - اور قوله -
واسئلوا الله من فضله - اور جن احادیث مین دعا کا حکم آیا ہی وہ کثرت سے متواتر ہین اور انمین آیا ہی کہ دعا دفع بلا ہی اور بعض مین ہی کہ دفع
قضا ہی اور صحیح مین آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا اللهم اني اعوذ بك من سوء القضاء ودرك الشقاء وجهد البلاء وشماتة الاعداء
اور حدیث قنوت الوتر مین ہی - وقني شر ما قضيت پس اگر دعا کچھ بھی مفید نہوتی تو اسقدر تاکید شدید سے فائدہ نہوتا اور نیز صدقہ کے
بارہ مین جو کہ دفع البلاء ہی اور نیز دوا کے واسطے بھی حکم ہی پس محو اثبات اپنے ظاہر پر ثابت ہی پھر اگر کہا جاوے کہ جن آیات مین
ثبوت ہوا کہ اجل مین تقدم وتاخر نہین ہوتا انکو کس تاویل پر محمول کیا جائیگا تو جواب یہ ہی کہ انمین کوئی تاویل نہین بلکہ نفس آیات سے
جو معنی ظاہر ہین جیسا کہ بعض سلف نے اسپر تنبیہ کی اور خلف مین سے بعض نے بیان کیا ہی وہی لیے جاوین یعنے مخص اس اجل
سے جو آجاوے پس موت جب آگئی تو اسوقت موخر و مقدم نہین ہوتی اور خود مؤید ہی کہ آیت مین اسکی تقیید موجود ہی چنانچہ فرمایا
اذا جاء اجلهم - اور نیز فرمایا ولن يؤخر الله نفسا اذا جاء اجلها - اور نیز فرمایا ان اجل الله اذا جاء لا يؤخر پس جملہ آیات مین اتفاق و
اجتماع اس طرح ممکن ہی کہ اجل جب آگئی تب مقدم و موخر نہین ہوتی ہی اگرچہ اس حالت کے سوا ے مین تقدیم وتاخیر رد الحتی خواہ
دعا سے یا صلہ رحم سے یا کسی فعل خیر سے جیسے کہ تقدیم بوجہ عمل بد کے ممکن ہی اگر کہا جاوے کہ قوله تعالے قل لن يصيبنا الا ما كتب الله
لنا اور مانند اسکے دیگر آیات مین ثابت ہی کہ امر مقدر ہی جواب یہ ہی کہ یہان بھی اتفاق وجمع ہی پس یہ محمول ہو عدم تسبیب از بندہ
باسباب خیر یا او ر دیگر محمول ہین تسبیب از بندہ باسباب خیر پر قال المترجم ایسا ہی مؤلف مذکور نے طول کے ساتھ نقل کیا اور
مترجم کے نزدیک مؤلف مذکور نے ایک طول بحث متوحش کو صرف بحث لفظی پر مبنی کیا اسواسطے کہ افعال خیر و شر بھی بندہ کی

Marfat.com

خلقت سے نہیں ہین اور وقوع موافق تقدیر الٰہی ہوا اور خود مؤلف مذکور نے آگے نقل کیا کہ اگر کہا جاوے کہ دلائل کتاب و سنت
سے صحیح متقرر ہوا کہ تمام افعال الٰہی سب ازلی ہین اور وہ ہر شی ہین سابق ہو چکے ہین اور یہ صحیح نہین کہ اسکے علم کے خلاف واقع ہو ورنہ
جہل لازم آویگا اور یہ قطعاً و بالاجماع جائز نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ ہان بے شک اسکا علم ازلی و سابق ہی اور ہر چیز کو واقع ہونیسے
پہلے او تعالے جانتا ہی اور تمام اہل الحق کے درمیان اس بات مین کچھ خلاف نہین ہی لیکن یہان صرف ابطال ایسی قوم کا ہی جنھون
نے غلو کر کے دعا و صلہ رحم و تقوی وغیرہ اعمال خیر کے فوائد کو باطل سمجھا ہی حالانکہ جسنے اپنے علم ازلی و سابق تقدیر کا ہمکو واسطہ
کیا اُسی نے اُن اعمال و افعال خیر کے بجا لانے کا حکم دیا ہی **قال المترجم** اصل بحث تو اجل کے بیان مین تھی اور مؤلف
مذکور نے کسی رسالہ سے نقل کیا اور مبحث سے خروج ہوا بالجملہ جن لوگون نے یہ زعم کیا کہ بندہ محض مجبور ہی وہ گمراہی و ضلالت
مین پڑ گئے جیسے وہ لوگ گمراہ ہین جنھون نے بندہ کو قادر مختار خیال کیا ہی بلکہ واقعی تحقیق ہی کہ جو فوائد دعا وغیرہ کے حدیث و آیات
سے ثابت ہین وہ برحق ہین اور یہ بہت بڑی جہالت ہی کہ آدمی کھیتی نہ کرے اور پیداوار کی ہوس کرے اور مترجم نے قولہ یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ کی تفسیر مین تھوڑا سا اسکا بیان کر دیا ہی اور مؤلف مذکور نے یہان بہت اطناب کیا ہی اور مفید باتین
لایا ہی مترجم کو زیادہ گنجائش نہین اسواسطے ترک کرتا ہی اور قدر مذکور مین کفایت ہے واللہ ولی التوفیق والهدایۃ -

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
اے اولاد آدم کی کبھی پہونچین تم پاس رسول تم مین کے سناوین تمکو آیتین میری تو جسنے خطرہ کیا اور سنوار پکڑی نہ ڈر ہے اُنپر
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
اور نہ وہ غم کھاوین اور جنھون نے جھٹلائین آیتین ہماری اور تکبر کیا انکی طرف سے وہ ہین دوزخ کے لوگ اُسمین رہ پڑے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا در اصل اِن ما تھا - اِن شرطیہ اور ما زائدہ ہی يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ یہ جملہ شرط ہی
جسپر حرف ان شرطیہ داخل ہی اور وہ حرف شک کا ہوتا ہی پس حرف شک کے ساتھ اسواسطے ذکر کیا کہ تنبیہ ہون کہ رسولون آنا امر
جائز ہی واجب نہین ہی جیسا کہ اہل تعلیم نے گمان کیا کذا قال البیضاوی اور بعض نے کہا کہ اہل تعلیم ایک قوم ہی روافض مین سے
فافہم ثم قال البیضاوی ان شرطیہ کے ساتھ ما زائد بغرض تاکید یعنی شرط کے ملایا گیا اسیواسطے فعل کو مؤکد بنون تاکید فرمایا اور جزا اسکی
جملہ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ یعنے سو جسنے تقوی کیا شرک سے اور درست کیئے اپنے اعمال یعنے رسولون کے حکم کے موافق اعتقاد و عمل
کو درست کیا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنے آخرت مین انپر کچھ خوف و اندوہ نہین ہی وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ
اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ استکبار یعنی تکبر ہی اور استکبروا عنہا یعنی آیات سے تکبر کیا پس ایمان
نہ لائے **بیضاوی** نے کہا کہ حاصل معنی آیت کے یہ ہین کہ تم مین سے جسنے شرک سے تقوی کیا اور اپنے اعمال درست کیئے تو اسکے واسطے
یہ جزائے خیر ہی اور تم مین سے جسنے ہماری آیات کو جھٹلایا اُسپر یہ عذاب شدید ہی اور اول کی خبر پر فا داخل کی یعنی فلا خوف بالفاء فرمایا اور
دوسرے کی خبر پر نہین داخل کی تو اسوجہ سے کہ وعدہ خیر مین مبالغہ فرمایا اسواسطے کہ فا لزوم پر دلالت کرتی ہی پس وعدہ مین مبالغہ ظاہر
ہوا اور وعید مین مسامحہ فافہم **ف فی العرائس** قولہ فمن اتقی واصلح - یعنے اللہ تعالے کی دید اعظمت و جلال مین وہ غیر اللہ
کی طرف نظر رکھنے سے پاک و مقدس رہا اور جو اسکے و اللہ تعالے کے درمیان معاملہ ہی اسکو اصلاح پر رکھا حتی کہ کوئی سانس بے شوق

الٰہی وملاحظۂ جمال وجلال کی نہین نکلی کیونکہ بندہ کی جو سانس بغیران اوصاف کے نکلتی ہے وہ فاسد ہے اور بندہ پر اسکی اصلاح کرنا مراقبہ ورعایت سے واجب ہے پس جوان اوصاف کے ساتھ رہا اسپر نفس کے جنایات وجرم سے کچھ باقی نہین رہا پس اسکو مقامات سے محروم ہونے کا خوف نہوگا اور مشاہدہ سے محجوب ہونے کا غم واندوہ نہوگا۔ کما قال تعالےٰ فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون اور بعض نے کہا کہ تقوی اسطرح پر کہ ظاہر مین تو ایسے کھانے پینے سے بچا جسمین شبہہ ہے اور ٹھیک ٹھیک اسکے حلال ہونے کا یقین نہین ہے اور باطن کو اسطرح درست کیا کہ ہمیشہ باطن مین اللہ تعالےٰ کا مراقبہ رکھا اور خیالات فاسد وخطرات شیطانی کو دخل نہین دیا **قال المترجم** اسمین اشارہ ہے تقوی کو کسی خاص چیز سے مقید نکیا کیونکہ تقوی کے مختلف مراتب مختلف درجہ پر ہین اور ہر ایک کے واسطے عدم حزن بھی مختلف ہے اور کچھ آخرت کی خصوصیت نہین فافہم

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ

پھر اُس سے ظالم کون جو جوٹھ باندھے اللہ پر یا جھٹلاوے اُسکے حکم کو وہ لوگ پاوینگے جو اُنکا حصہ لکھا کتاب مین

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْۤا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا

یہانتک کہ جب پہونچے اُن پاس بھیجے ہمارے جان لینے کو بولے کیا ہوئے جنکو تم پکارتے تھے سوائے اللہ کے بولے ہمسے گم ہوئے

وَشَهِدُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

اور قائل ہوئے اپنی جان پر کہ وہ تھے منکر فرمایا داخل ہو ساتھ اور امتون کے جو تمسے پہلے ہوچکے ہین جن اور انسان

فِی النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤی اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ

آگ مین جہان داخل ہوئی ایک امت لعنت کرینگے دوسری کو جب تک گر چکے اسمین سارے کہا پچھلون نے پہلون کو

رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ

اے رب ہمارے انھین نے گمراہ کیا انکو سو تو دے دونا عذاب آگ کا فرمایا دونوں کو دونا ہے پر تم نہین جانتے اور کہا پہلون نے

لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ ع ٨ ١١

پچھلونکو سو کچھ نہوئی تمکو ہمپر زیادتی اب چکھو عذاب بدلہ اپنی کمائی کا۔

فَمَنْ اَظْلَمُ کون زیادہ بڑھکر ظالم ہے یعنے کوئی بھی زیادہ ظالم نہین مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا تاکید لان الافتراء لا یکون الا کذبا یعنے کذبا فقط تاکید افتراء ہے کیونکہ افتراء تو کذب ہی ہوتا ہے الحاصل اپنی جان پر ظلم کرنیوالا بڑھکر نہین ہے اس شخص سے جسنے افترا باندھا اللہ تعالےٰ پر جھوٹ یعنی اللہ تعالےٰ کا کسی کو شریک قرار دیا خواہ زبان سے یا فعل سے یا اعتقاد سے یا کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے فرزند ہے خواہ بیٹا یا بیٹیان یا کہا کہ فواحش بجالانے کا ہمکو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے بالجملہ اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین جسنے اللہ تعالےٰ خالق رزاق منعم کبیر متعال جل جلالہ پر افترا باندھا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ یا جھٹلایا اللہ تعالےٰ کی آیات کو یعنی قرآن مجید کو اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ ای یصیبهم ایسے لوگون کو پہونچ جائیگا نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ای حظهم مما کتب لهم فی اللوح المحفوظ من الرزق والاجل وغیر ذلک۔ انکا حصہ اُس چیز سے جو لکھا گیا ہے انکے واسطے لوح محفوظ مین موافق مشیت الٰہی کے رزق واجل وغیرہ ایسا ہی محمد بن کعب القرظی وربیع بن انس وعبدالرحمن بن زید نے تفسیر فرمایا اور مجاہد نے کہا کہ جو انکو بھلائی برائی کا وعدہ دیا گیا ہے

وہ پہونچیگا اور یہی قتادہؓ و ضحاک وغیرہم کا قول ہو اور یہی شیخ ابن جریر نے اختیار کیا ہو اور حافظ **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ قول بحسب المعنے قوی ہو اور سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہو یعنی قولہ حَتّٰی اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یہانتک کہ جب آجاوینگے انکے پاس ہمارے رسول یعنی ملائکۃ الموت کہ یَتَوَفَّوْنَهُمْ انکو وفات دینگے تو قَالُوْا ملائکہ کہینگے ان منکرون مفترین سے ذلیل کرنیکو کہ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ تعبدون مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وہ کہان ہین جنکی تم عبادت کرتے تھے سوائے اللہ تعالیٰ کے قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا عنقریب جواب دینگے کہ ہماری نظر سے غائب ہو گئے ہمکو اب نہین سوجھتے ہین یعنی ہمکو اب کچھ انکے نفع و مدد کی امید نہین رہی کرخیؒ نے کہا کہ جواب بحسب المعنی ہو کیونکہ سوال تھا کہ اینما کنتم وہ کون جگہ ہین تو ظاہر جواب یہ تھا کہ وہ فلان جگہ ہین اور حق یہ ہو کہ سوال و جواب یکسان ہین کیونکہ سوال مین انکے باطل معبودون کا ٹھکانا پوچھنا مقصود نہین ہو بلکہ یہی مقصود ہو کہ وہ تمہارے جھوٹے معبود کہان چلے گئے اب اس وقت مین تمہارے آڑے نہین آتے تو انھون نے جواب دیا کہ ہمسے تو گم ہو گئے اب ہمکو انکے نفع کی کچھ امید نہین ہو یعنے یقین لاوینگے کہ ہمنے غلطی کی اسیواسطے فرمایا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ یعنے موت کے وقت اپنے اوپر یہ گواہی دینگے کہ ہم ضرور کافر تھے قَالَ یعنے اللہ تعالیٰ یا اسکے حکم سے کوئی فرشتہ یا دوزخ کا خازن فرشتہ ان لوگون سے قیامت کے روز کہیگا اور ماضی کا صیغہ اسواسطے کہ یہ قطعی الوقوع ہو پس سخت تہدید ہو کہ اسکو واقع ہوا سمجھو اُدْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ یعنے حکم ہوگا کہ داخل ہو تم بھی جملہ امتون کے ساتھ مین جو تمسے پہلے جن و انس کے گزرے ہین آگ مین قولہ فی النار متعلق ادخلوا ہو یعنے نار مین داخل ہو اور قولہ فی امم یعنی فی جملۃ امم اور قد خلت جملہ صفت امم ہو اور خلت بمعنی مضت یعنی ایسی امتون مین شامل ہو جو تم سے پہلے کافر و مشرک گزر چکے ہین اور من الجن والانس بیان امم ہو یعنے وہ امتین جنون و انسانون مین سے ہین یہ حکم تہدید اہل مکہ کو ہو اسیواسطے آیت اولی مین قولہ رسل منکم سے بعض نے انحضرت صلعم کو مراد لیا اور لفظ جمع کو تشریف و تکریم پر یا جامع و خاتم رسالت و مصدق جملہ رسل ہونے سے بلفظ جمع بار ہونے پر محمول کیا كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ہر بار جب داخل ہوئی کوئی امت دوزخ مین لعنت کریگی اپنے پہلی کو یعنے اُس دوزخی امت کو جو اس سے پہلے گزری ہو کیونکہ اسی پیروی و اقتدا کرنے کی وجہ سے پچھلی خراب و دوزخی ہوئی حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا ادارکوا اصل مین تدارکوا تھا اور معنی تدارکوا اور تلاحقوا اور حاصل آنکہ جو داخل ہوگی وہ اگلے پر لعنت کریگی یہانتک کہ جب متلاحق و متداخل ہو جاوینگے فِيْهَا جَمِيْعًا سب کے سب دوزخ مین تو قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ کہیگی پچھلی امت انکی جو داخل ہونے مین پیچھے ہو یا منزلت مین پیچھے ہو بالجملہ اقتدا کرنیوالی امت کہیگی لِاُوْلٰىهُمْ واسطے لاجل اولاہم واسطے اپنی اولی امت کے یعنی متبوع گروہ کے واسطے اللہ تعالیٰ سے پچھلی امت عرض کریگی رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا اے پروردگار یہی لوگ ہین جنھون نے ہمکو گمراہ کیا۔ یعنے گمراہی کی راہ نکال گئی تھی پس انکے پیچھے ہم بھی اسی راہ پر چلے اور انکی تقلید کرکے گمراہ ہوئے فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ پس تو ان لوگون کو دوزخ مین سے زیادہ دونہ عذاب دے کیونکہ ایک تو یہ خود گمراہ تھے اور دوسرے انھون نے دوسرونکو گمراہ کیا پس ضعف بیان کئی گونہ ہو چنانچہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ دنیا مین جب کوئی قتل ناحق واقع ہوتا ہو تو حضرت آدمؑ کے بڑے بیٹے یعنی قابیل پر ایک حصہ عذاب کا قائم ہوتا ہو کیونکہ اسی نے قتل ناحق پہلے نکالا ہو **قال المترجم** افسوس ہو لوگون کے حال پر پنجپر وغیرہ کے مانند کفر و شرک و حرام و مکروہ بدعتین نکالے چلے جاتے ہین اور خوف نہین کرتے کہ تا قیامت انکے نامہ اعمال پر عذاب بڑھتا چلا جائیگا اللّٰھم انی اعوذ بک واستغفرک واتوب الیک بالجملہ اتباع و اقتدار والون نے اپنے متبوع لوگون کے واسطے مزید عذاب کی درخواست کی اور یہ انکی جہالت تھی کہ اس سے

Marfat.com

غافل تھے کہ ہر ایک پر اسکے گناہ کی قدر عذاب ہے اسیواسطے فرمایا قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مین سے اور انمین سے
ہر ایک کیواسطے عذاب ضعف ہے وَلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ولیکن جانتے نہین کہ ہر فریق کے واسطے جو کچھ عذاب ہے کیونکہ پچھلون کے
طریقہ گمراہی سے بھی اور لوگ گمراہ ہوئے ہین تعلمون بالتاء الفوقیۃ اکثرون کی قراءۃ ہے پس تتمہ خطاب ہے اور عاصم کی قراءۃ مین
بالیاء التحتیہ ہے پس انکی جہالت کا بیان ہے قال البیضاوی متبوع لوگون پر بسبب ذاتی کفر کرنے اور دوسرون کی تضلیل کرنیکے
ضعف عذاب ہوا اور تابع لوگون پر بسبب خود کفر کرنے کے اور گمراہون کی تقلید کرنے کے دونا عذاب ہوا وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ
یعنے جب اگلون نے پچھلون کے حق مین حکم الٰہی سن لیا تو کہا کہ جب ایسا معاملہ ہے فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ تو تمکو ہم پر کچھ فضیلت
نہین ہے قال البیضاوی اگلون نے جواب الٰہی پر اپنے گفتگو کو مرتب کرکے کہا کہ پھر تم لوگونکو ہم پر کچھ فضیلت نہین ہے بلکہ گمراہی اور استحقاق عذاب مین ہم تم دونون
مساوی ہین آیت سے ثابت ہوا کہ جہالت کے ساتھ تقلید کرنا بھی عذر نہین ہے لہذا چاہیئے کہ آدمی اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول معصوم کے
حکم کو دریافت کرلے اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسکے معنی معلوم کرے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ پس چکھو عذاب
بدلے اُس چیز کے جو تمنے کمایا ہے یہ تتمہ قول فریق اولیٰ ہے یا فرمان الٰہی ہے اور یہی مفسرین نے اختیار کیا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى
بیشک جنھون نے جھٹلا دین ہماری نشانیان اور انسے تکبر کیا تو نہ کھولینگے انکو دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہونگے جنت مین جبتک
يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ○ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَ
پیٹھے اونٹ سوئی کے ناکے مین اور ہم یون بدلہ دیتے ہین گنہگارونکو انکو دوزخ کے فرش ہین اور اوپر سائبان
كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ
اور ہم یون بدلہ دیتے ہین بے انصافون کو اور جو یقین لائے اور کین بھلائیان ہم بوجھ نہین رکھتے کسی پر مگر اسکے مقدور کا وہ ہین جنت کے لوگ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
وہ اسمین رہ پڑے اور نکال لی ہمنے جو اُنکے دل مین تھی خفگی بہتی ہین انکے نیچے نہرین اور کہتے ہین شکر اللہ کو جسنے
هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ
ہمکو یہان راہ دی اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ راہ دیتا ہمکو اللہ بیشک لائے تھے رسول ہمارے رب کے تحقیق بات اور آواز ہوئی کہ
تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
جنت ہے وارث ہوئے تم اُسکے بدلہ اپنے کامون کا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا مراد آیات سے قرآن ہے یا عام اس سے جو عام اللہ تعالیٰ کی معرفت پر دلالت کرین وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا
اور تکبر و اعنہا فلم یومنوا بہا۔ اور تکبر کیا ان آیات سے پھر انپر ایمان نہ لائے وقال البیضاوی عنہا ای عن الایمان بہا۔
حاصل آنکہ جن لوگون نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور انپر ایمان لانے سے تکبر کیا تو لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ نہین کھولے جاینگے
انکے واسطے آسمان کے دروازے بعض نے کہا مراد یہ کہ آسمان سے انکا کوئی عمل صالح و دعا نہین چڑھائی جاویگی کذا
قال مجاہد و سعید بن جبیر و رواہ العوفی و علی بن ابی طلحہ و عطاء عن ابن عباس ظاہر آنکہ معنی آیت کے اسکو شامل ہین اور اصل معنی

Marfat.com

یہ ہین کہ بعد موت کے جب انکی روحین چڑھاکر آسمان کی طرف لیجاوینگے تو دروازہ نہ کھولے جاوینگے یہی سدیؒ وغیرہم کا قول ہی
اور یہی ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا ہی اور اسی پر دلالت کرتی ہی حدیث جو امام احمدؒ نے
براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ ہملوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک شخص انصاری کے جنازہ مین نکلے جب قبر تک پہونچے تو ہنوز
قبر کھودی نہ گئی تھی پس حضرت صلعم بیٹھ گئے اور ہم سب آپکے گرد بیٹھ گئے گویا ہمارے سرون پر چڑیان ہین اور آنحضرت صلعم کے دست
مبارک مین ایک چھڑی تھی جس سے زمین پر چونکتے جاتے تھے پھر سر اٹھاکر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو اسکو دو مرتبہ
یا تین مرتبہ فرمایا پھر کہا کہ بندہ مومن جب دنیا سے جدا ہونے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے کو ہوتا ہی تو آسمان سے ایسے
ملائکہ جنکے چہرہ روشن گویا آفتاب ہین جنت کے کفن اور حنوط جنت کے ساتھ لیے ہوئے اسکی طرف اسکی مدنظر پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت
آکر اُسکے سرہانے بیٹھتا ہی پس کہتا ہی کہ اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی مغفرت ورضوان کی طرف نکل آ پس وہ روح پاکیزہ
اسطرح سائل ہوتی ہی جیسے پانی کا قطرہ دہانہ مشک سے روان ہوکر نکل آتا ہی پس ملک الموت وفرشتہ اسکو لیکر پلک مارتے اپنے
ہاتھ مین نہین رکھتے حتی کہ اسکو اسی کفن اور حنوط مین رکھدیتے ہین پس اس سے نہایت پاکیزہ خوشبو نکلتی ہی جیسے روئے زمین پر اگر نہایت
عمدہ مشک پایا جاوے پس اسکو اوپر چڑھا لیجاتے ہین اور جس گروہ ملائکہ پر گذرتے ہین وہ کہتے ہین کہ یہ کیا خوب روح پاکیزہ خوشبودار ہی
تو جواب دیتے ہین کہ فلان بن فلان ہی اسکا بہت اچھا نام لیتے ہین جس سے وہ دنیا مین پکارا جاتا تھا یہانتک کہ اُسکو آسمان دنیا تک
لیجاتے ہین اور دروازہ کھلواتے ہین پس دروازہ کھول دیا جاتا ہی پس ہر آسمان سے اس آسمان کے مقرب فرشتے دوسرے
آسمان تک اسکے ساتھ ہوجاتے ہین یہانتک کہ ساتوین آسمان تک پہونچتے ہین پس اللہ عزوجل فرماتا ہی کہ میرے بندے کا نام
دفتر علیین مین لکھو اور اسکو زمین کی طرف اعادہ کرو کیونکہ مین نے اُسی سے انکو پیدا کیا اور اُسی مین لوٹاؤنگا اور اُسی سے دوبارہ
نکالونگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر اسکی روح اعادہ کردیجاتی ہی پس دو فرشتے آکر اسکو بٹھلاتے ہین اُس سے کہتے ہین کہ کون
تیرا پروردگار ہی وہ کہتا ہی کہ میرا رب اللہ ہی پھر دونون (یعنے قبر مین) کہتے ہین کہ تیرا دین کیا ہی وہ کہتا ہی کہ اسلام میرا دین ہی پھر کہتے ہین کہ یہ کون مرد
ہی جو تم مین مبعوث ہوا وہ کہتا ہی کہ وہ رسول اللہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے دونون کہتے ہین کہ تیرا علم کیا ہی وہ کہتا ہی کہ مین نے
کتاب الٰہی کو پڑھا اور اسپر ایمان لایا اور اسکو سچ مانا پس آسمان سے پکارنیوالا پکارتا ہی کہ میرے بندے نے سچ کہا جنت سے
اسکے واسطے فرش کرو اور جنت سے اسکو لباس پہناؤ اور جنت کی طرف اسکا دروازہ کھول دو پس اسکو جنت کی خوشبو وطیب آتی ہی اور
قبر اسکے واسطے کشادہ ہوجاتی ہی بقدر درازی نظر کے اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکے پاس ایک مرد خوبصورت خوش لباس آتا ہی
جس سے خوشبو چلی آتی ہی اور کہتا ہی کہ بشارت ہو تجھکو مسرور کرنیوالے آج وہ دن ہی کہ جسکا تجھکو وعدہ دیا جاتا تھا اس سے کہیگا
کہ تو کون ہی کہ تیرے چہرہ سے آج بھلائی آتی معلوم ہوتی ہی وہ کہیگا کہ مین تیرا عمل صالح ہون پس بندہ مومن کہیگا اے پروردگار
قیامت قائم کر اے پروردگار قیامت قائم فرما تاکہ مین اپنے اہل وعیال کیطرف لوٹ جاؤن بندہ کافر جب دنیا سے منقطع اور
آخرت کیطرف راجع ہوتا ہی تو آسمان سے ملائکہ اترتے ہین جنکے چہرے سیاہ ہوتے ہین اور انکے ساتھ مسوح ہوتے ہین پس
درازی نظر کی دوری پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت آکر اس کافر کے سرہانے بیٹھتا ہی اور فرماتا ہی کہ او نفس خبیث نکل طرف خشم الٰہی
اور اُسکے غضب کے حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ روح اس جسم مین ڈری ہوئی چھپتی ہی اور ملک الموت اسکو کھینچ لیتا ہے

جیسے صوف بیلوں سے سفود کھینچا جاتا ہو پس اسکو پکڑ لیتا ہو اور پلک مارتے دیر نہین ہوتی کہ اسکو اسی مسوح مین کر دیتے ہین اور اس سے
سخت بدبو جیسے نہایت سڑے ہوے مردار مین سے روئے زمین پر پائی جاوے نکلتی ہو پس اسکو آسمان کو چڑھا لیجاتے ہین اور کسی گروہ
ملائکہ پر نہین گزرتے مگر آنکہ وہ کہتے ہین کہ یہ کیا خبیث روح ہو پس جواب دیتے ہین کہ یہ فلان بن فلان ہو اسکا نہایت قبیح نام لیتے ہین جس سے
وہ دنیا مین پکارا جاتا تھا پھر جاکر اُسکے واسطے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہین مگر دروازہ نہین کھولا جاتا پھر حضرت صلعم نے پڑھا قولہ
تعالی لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط پس اللہ عزوجل فرماتا ہو کہ اسکا نوشتہ لکھو زیرین تہ زمین کے
نیچے پس اسکی روح مطروح کردی جاتی ہو پھر آپ نے پڑھا قولہ ومن يشرك بالله فكانما خر من السماء فتخطفه الطير او تهوي به الريح في مكان
سحیق پس روح اسکے جسم مین اعادہ کی جاتی ہو اور دو فرشتے اسکے پاس آتے ہین اور بٹھلا کر اس سے کہتے ہین کہ تیرا پروردگار کون ہو وہ کہتا ہو
ہاہ ہاہ مین نہین جانتا کہتے ہین کہ تیرا کیا دین ہو وہ کہتا ہو کہ ہاہ ہاہ مین نہین جانتا پھر کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہو جو تم مین مبعوث کیا گیا تو کہتا ہو
کہ ہاہ ہاہ مین نہین جانتا پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہو کہ یہ جھوٹ بولا اسکے واسطے آگ سے فرش کرو اور دوزخ کی طرف
دروازہ کھول دو پس دوزخ کی گرمی وسموم سے اسکی طرف پہونچتی ہو اور قبر اُسپر نہایت تنگ ہوتی ہو یہانتک کہ اُسکی پسلیان
ادھر کی اُدھر نکل جاتی ہین اور ایک بدشکل اور خراب کپڑے پہنے بدبودار آدمی اُسکے پاس آتا ہو اور کہتا ہو کہ بشارت ہو تجھ کو
ایسی چیز سے جو تجھکو غمگین کرے آج تیرا وہی دن ہو جس سے تو ڈرایا جاتا تھا اور وعید کیا گیا تھا کہیگا کہ تو کون ہو کہ تیرے چہرہ سے
برائی کے آثار ظاہر ہین وہ کہیگا کہ مین تیرا خبیث عمل ہون تب دعائین مانگیگا کہ پروردگار قیامت نہ قائم کیجیو۔ ورواہ النسائی و
ابن ماجہ وابن جریر وکذا رواہ ہولاء باسنادہم الی ابی ہریرۃ عن النبی صلعم اور عذاب قبر کے بارہ مین احادیث متواترہ ہین حتی کہ منکر
اسکا غیر عاول ہو تو کافر ہو اور واضح ہو کہ اس حدیث مین ملائکہ کا آنا اپنی حقیقت پر ہو اور روح مومن کی خوشبو اور نیز روح کافر کی بدبو
اپنی حقیقت پر ہو اور لباس جنت اور مسوح کا بیان تفہیم ہو اور آنکی حقیقت معلوم نہین ہو ہان اسقدر معلوم ہو کہ ایسا ہی ہوگا اور جو شخص اس مین
استبعاد کرتا ہو وہ احمق ہو کہ بلاوجہ کہتا ہو کہ عقل سے بعید ہو پس اگر بلا دلیل اس احمق کی عقل سے بعید ہو تو علماء عقلاء کی عقل صحیح سے
موافق ہو اور حدیث و لا تفتح مجہول از فتح کی قراءۃ ظاہر ہوتی ہو اور تفتیح از تفعیل بھی ہو سکتا ہو فافہم۔ پھر واضح ہو کہ مقامات علیین وسجین
واقعی موجود ہین اور زیرین طبقہ زمین بیان ہو حقیقی حالت کا جیسے بہشت و دوزخ موجود ہین اور وہ آنکھون سے پوشیدہ ہین اور نیز
مردون پر عذاب ہوتا ہو اور انکی گریہ وزاری کو تمام مخلوق سنتی ہو سوائے جن وانسان کے جو امتحان مین رکھے گئے ہین پس اگر امر ظاہر نظر
آوے تو امتحان باقی نہ رہے پس جس شخص نے زعم کیا کہ زمین گول ہو تو امریکا والون کے واسطے سجین اس طبقہ عمیق سے متصل ہوگا اور
طبقہ عمیق والون کا سجین امریکا سے متصل ہوگا پس یہ زعم بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ زمین گول ہو تاہم جہالت ہو اور جہالت کا منشاء
یہ ہو کہ اسنے امر عذاب وثواب کو اپنے گھر کے چولہے چکی کے مانند اپنے جس مین جلنا وچلنا تصور کیا حالانکہ مترجم نے بارہا بدلائل
اس امر پر تنبیہ کردی کہ بندہ کے افعال واسکے لواحق ومتعلقات کا مدار تو محسوسات پر ہو اور تصدیق وامور غیب عذاب وثواب کا
تا آل غیر محسوس پر ہو اور عجیب حکمت الٰہی ہو کہ جسکو ان امور مین سے کسی امر مین استبعاد ہو اسکی نظیر خود آفاق یا اسکے نفس مین موجود پایگا پس
اگرچہ صفت مین فرق ہو پس محض اسکا استبعاد کرنا بدون دلیل کے جہالت ہو جیسے کسی جاہل کے سامنے کہا جاوے کہ میرے دو فٹ
لمبی اور ڈیڑھ فٹ چوڑی کتاب کے چار صفحہ زید نے اپنی انگوٹھی کے نگینہ پر اُتار لیے تو وہ ضرور نہایت بعید جانیگا حالانکہ جو

Marfat.com

جانتے ہین کہ فوٹوگراف کے عکس سے بخوبی آسکتے ہین اور وہ دوربین سے پڑھے جاسکتے ہین وہ کبھی مستبعد نہین جانینگے پس اس احمق کا مستبعد جاننا اسکی جہالت سے ہی اور یہان زیادہ تفصیل کی گنجائش نہین ہی کیونکہ خارج از بحث ہی یہان تو غرض یہ ہی کہ قولہ تعالیٰ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ کی تفسیر یہ ہی کہ کافرون کے مرنے کے بعد انکی روح خبیث کے واسطے آسمان کے دروازے نہ کھولے جاوینگے بلکہ اہانت کے ساتھ عذاب سجین مین پھینکدیے جاوینگے وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ اور داخل ہونگے جنت مین یہانتک کہ گھسجاوے اونٹ سوئی کے ناکے مین یعنی یہ غیر ممکن ہو ایسے ہی انکا جنت مین داخل ہونا غیر ممکن ہی پس حتیٰ انتہا ہی انکے عدم دخول کے مشروط ایک محال بات پر پس یہ مبالغہ ہی کہ نہ کبھی یہ محال بات ہوگی اور نہ وے جنت مین داخل ہونگے قال البیضاوی جَمَل وسَم مین قراءات مین پس پڑھا گیا جُمَّل بروزن قُمَّل اور جُمَل بروزن نُغَر اور جُمْل بضمتین اور جُمْل بروزن حُبْل یعنے کتان کی موٹی رسی اور بعض نے کہا کہ کشتیون کے رسے اور سم بالضم وبالکسر مشہور جَمَل بفتحتین یعنی اونٹ ہی اور سَم بالفتح ہی یعنی سوئی کا ناکا معالم مین ہی کہ عرب جب منع کو موکد کرتے ہین تو نہونیوالی بات پر معلق کرتے ہین مثلاً کہتے ہین لا افعل ذلک حتی یشیب الغراب او ابیض القار یعنی مین ایسا نہ کرونگا یہانتک کہ کوتے کے پر بڑھاپے سے سپید ہو جاوین یا جب ہیا انڈے دیوے اور مراد آنکہ کبھی نہ کرونگا ایسے ہی مراد آنکہ کافر کبھی جنت مین داخل ہونگے وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ای مثل الجزاء المذکور نجزی الذین اجرموا بالکفر - مانند سزاے مذکور کے بدلا دیتے ہین ہم اُن لوگون کو جنھون نے کفر کا جرم کیا لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ انکے واسطے جہنم سے مہاد یعنے بستر ہی وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ اور انکے اوپر غواش ہین - ابن عباس رض نے فرمایا ای لحف ہین جمع لحاف اور یہی محمد بن کعب القرظی وضحاک و سدی سے مروی ہی حاصل آنکہ اوپر آگ کے اغطیہ ہین اور اغطیہ جمع غطاء یعنی سرپوش اور جسمین کوئی چیز لپیٹی جاوے اور مراد یہان اوپر کا اوڑھنا پس غواش جمع غاشیہ اور تنوین اسکی سیبویہ کے نزدیک یاء محذوفہ کا عوض ہی اور دوسرون کے نزدیک ظرف کی ہی وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ اور ایسی ہی ہم ظالمونکو سزا دیتے ہین جنت سے محروم ہونے مین جرم کا ذکر کیا اور دوزخ مین داخل ہونے مین ظلم فرمایا اس تنبیہ کے واسطے کہ سب سے بڑا جرم ظلم کفر وشرک ہی پھر وعید کفار کے بعد اکرام مومنین کو ذکر فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جو لوگ ایمان لائے یعنی تصدیق کی اور نیک کام کیئے - موصول مع صلہ کے مبتدا ہی اور قولہ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ یہ جملہ معترضہ ہی درمیان مبتدا وخبر کے اور اسکے معنی یہ ہین نہین تکلیف دیتے ہم کسی نفس کو مگر اسکی وسعت بھر یعنے جسقدر وہ عمل کرسکے قال الزجاج وسع اسقدر کہ جسپر قدرت ہو اور اس سے عاجز نہو - اور جسنے کہا کہ وسع بمعنی بذل المجہود ہی اسنے غلط کیا اور اس سے ظاہر ہوا کہ فرائض وواجبات جسطرح شرع مین آئے ہین سب داخل وسعت ہین خارج نہین ہین لہذا جو شخص کھڑے ہوکر نماز نہین پڑھ سکتا مثلاً وہ بیٹھ کر پڑھے ورنہ لیٹ کر اشارہ سے پڑھے بالجملہ وسعت سے خارج تکلیف نہین حتی کہ جو باوجود قصد کے نماز کے وقت سوگیا وہ گنہگار نہین لیکن جب جاگے تو قضا کرے پھر مبتداء مذکور کی خبر یہ ہی اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ع
یعنے اُس صفت کے لوگ جنھون نے دل سے سچ مانا اور نیک کام کیئے ہین یہ جنتی ہین یہ جنت مین ہمیشہ رہینگے اہل جنت کے درجے جدا جدا ہونگے اور کبھی بعض مومنون کو بعض کی طرف سے دنیا مین میل رہا پھر اگر جنت مین اونچے درجہ کی ہوس یا جس سے میل تھا اسکے دیکھنے سے ملال ہو تو جنت مین کوئی ملال نہین پس یہ انعام ذکر فرمایا وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اور نکال ڈالا ہمنے جو انکے سینون مین تھا غل - یعنے حسد کہ جو دنیا مین انکے درمیان ہو گیا تھا اور نیز حسد قال فی المعالم یعنے ہمنے انکو بھائی بھائی کر دیا کہ آمنے سامنے

Marfat.com

تختون پر رہینگے کوئی دوسرے سے کسی بات پر جس سے اللہ تعالیٰ نے اسکو مخصوص فرمایا ہو حسد نہ کریگا کما فی قولہ تعالیٰ اخوانا علیٰ سرر متقابلین الآیۃ **قال الحافظ** ذکرہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل یعنی حسد و بغض جیسا کہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مومنین اس سے نجات پا جاوینگے کہ دوزخ مین بھیجے جاوین تو جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر روکے جاوینگے پس جو مظلمہ کہ دنیا مین انکے درمیان تھے انکا قصاص لیا جائیگا یہانتک کہ جب مہذب و صاف ہو جاوینگے تو انکو جنت مین داخل ہونے کا حکم دیا جائیگا پس قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہو کہ ہر شخص جنت مین اپنے مسکن کو اس سے زیادہ پہچانیگا جتنا کہ دنیا مین اپنے گھر کو پہچانتا تھا رواہ البخاری - اور **سُدی** رح نے کہا کہ جب جنتی لوگ جنت کو روانہ کیے جاوینگے تو اسکے دروازہ پر ایک درخت پاوینگے کہ جسکی اصل ساق سے دو چشمہ جاری ہونگے پس ایک سے پانی پئینگے تو جو کچھ انکے سینہ مین غل ہوگا سب نکل جائیگا پس یہ شراب طہور ہو اور دوسرے چشمہ سے نہاوینگے تو انپر نضرۃ النعیم جاری ہوگی پس اسکے بعد انکو شعث و کلح کبھی نہوگا اور حضرت امیر المومنین علی رض سے بھی اسی کے مانند مروی ہو کما سیاتی فی قولہ وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا الآیۃ انشاء اللہ تعالیٰ - قتادہ رح نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہو کہ مین اور عثمان و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین لوگون مین سے ہون جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل - رواہ ابن جریر اور عبد الرزاق نے روایت کی کہ حسن بصری رح نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ واللہ ہم ہی اہل بدر کے حق مین نازل ہوا قولہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل **مترجم** کہتا ہو اسمین دلالت ہو کہ میل انکے سینون مین ہو لیکن انکے دل صاف تھے والحمد للہ علیٰ ذالک - پھر اور انکا حال پاکیزہ بیان فرمایا تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ جاری ہونگی انکے نیچے یعنی انکے مکانون کے نیچے نہرین پھر جب ان عالیشان مکانون مین اس نعمت سے قرار پکڑینگے تو شکریہ ادا کرینگے چنانچہ فرمایا وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا اور کہینگے کہ جمیع حمد ثابت ہو واسطے اللہ تعالیٰ کے جسنے ہمکو ہدایت دی اسکی یعنی ایسے عمل خیر کی جسکے عوض یہ ثواب ہو وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ اور ہم خود نہ تھے کہ ہدایت پاوین اگر ہمکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نفرماتا لولا کا جواب بسبب دلالت ماقبل کے محذوف ہو اگر کہا جاوے کہ ماقبل کیون جواب نہین تو کہونگا کہ لولا کا جواب اسپر مقدم نہین ہوتا جیسا کہ علماء نحو نے تصریح کی ہو اور حذف جواب کے ساتھ اسطور پر شائع و ذائع مستعمل ہو لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ یہ بھی اہل جنت کا بقیہ قول ہو المعنی اور البتہ لائے تھے ہمارے پروردگار کے رسل علیہم السلام سچی بات یعنی سچے ایمان و اعمال کی باتین اور سچے وعدے دیے تھے نسائی و ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سب جنتی اور ہر آدمی دوزخ مین سے اپنا ٹھکانا دیکھیگا پس کہیگا لولا ان ہدانی اللہ پس یہ اسکے واسطے شکر ہو جاویگا اور ہر دوزخی اپنا ٹھکانا جنت مین سے دیکھیگا پس کہیگا لو ان اللہ ہدانی پس اسکے واسطے حسرت ہو جائیگا - اسی واسطے جب اہل جنت نے جنت مین اپنے ٹھکانے پائے وَنُودُوا أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ پکارے گئے کہ یہ تمھاری جنت ہو جسکے تم وارث کیے گئے بسبب اپنے اعمال صالحہ ادا کرنے کے **قال محی السنۃ البغوی فی المعالم** بعض نے کہا کہ یہ ندا اسوقت ہوگی کہ جب دور سے جنت کو دیکھینگے اور بعض نے کہا کہ یہ ندا جنت مین ہوگی جب اپنے اپنے ٹھکانے پہونچ جاوینگے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ آواز دینے والا پکاریگا کہ تمھارے لیے ثابت ہوا کہ زندہ رہو پھر کبھی نہ مروگے اور تمھارے لیے ثابت ہوا کہ نعمت مین رہو پھر کبھی محتاج نہو گے پس یہی ہو قولہ ونودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموہا بما کنتم تعملون

Marfat.com

رواہ مسلم۔ قال الحافظ یعنے بسبب تمہارے اعمال کے تمکو رحمت الٰہی پہونچی پس تم جنت مین داخل ہو کر اپنے اپنے اعمال کے موافق
اپنے اپنے ٹھکانے پہونچے قال الحافظ اور یہ تاویل اسوجہ سے واجب ہے کہ صحیحین مین آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا کہ تم سددوا (راست ۱۲)
مقارب رہو اور خبردار ہو کہ تم مین سے کوئی بسبب اپنے اعمال کے ہرگز جنت مین داخل ہوگا یعنی بدون رحمت الٰہی کے تو صحابہ رضی اللہ
عنہم نے عرض کیا کہ اور نہ آپ یا رسول اللہ تو فرمایا کہ اور نہ مین مگر آنکہ اللہ تعالے مجھکو اپنے فضل و رحمت سے ڈھانپ لے
قال المترجم خود اللہ تعالے نے فرمایا۔ ذالک الفضل من اللہ یعنے جنت مین داخل ہونا فضل ہے اللہ تعالی کی طرف سے اور نیز فرمایا
فسیدخلهم فی رحمة منه وفضل یعنی عنقریب اللہ تعالی ان نیکوکار بندوں کو اپنی رحمت و فضل مین داخل کریگا یہی اہل سنت کا مذہب ہے اور
کشاف ہین معتزلہ کے قول کے موافق کہا کہ قولہ بما کنتم تعملون یعنی بسبب اپنے اعمال کے وارث ہوئے نہ بسبب فضل الٰہی کے قال
المترجم یہ قول اسکا مردود ہے جیسا کہ حدیث صحیح و آیات دیگر سے ثابت ہوا اگر کہا جاوے کہ آیت مین تصریح ہے کہ بسبب عمل کے وارث
ہوئے اور حدیث مین اسکی نفی ہے تو جواب یہ ہے کہ بسبب اعمال کے رحمت ملی جس سے وارث ہوئے کما سبق - اور حافظ ابن حجرؒ نے
فتح الباری مین جواب دیا کہ حدیث مین نفی ہے بسبب ایسے اعمال کے داخل ہونے کے جو قبولیت سے خالی ہون یعنی کوئی شخص اپنے ایسے
اعمال سے جو اللہ تعالے نے قبول نہین فرمائے جنت مین داخل ہوگا اور آیت کریمہ مین ایسے اعمال کے سبب داخل ہونا ثابت کیا گیا
جنکو اللہ تعالی نے قبول فرمایا ہے اور اعمال کا قبول کرنا فضل ہے اللہ تعالی کی طرف سے قال القرطبی بالجملہ جنت و اسکے منازل
بدون رحمت الٰہی کے نہین مل سکتے ہین پس جب اپنے اعمال کیوجہ سے داخل ہوئے تو اللہ تعالی کی رحمت سے وارث ہوے
اور اسکے فضل سے داخل ہوئے اسواسطے کہ اسکے اعمال حضرت اللہ تعالی کی طرف سے رحمت و فضل ہین قال المترجم
توضیح یہ ہے کہ اعمال صالحہ بندے کے مخلوق نہین ہین بلکہ نیکوکاری فضل و رحمت ہے اللہ تعالی کیطرف سے اور انہین اعمال کیوجہ سے جب
جنت مین داخل ہوا تو درحقیقت اللہ تعالی کے فضل و رحمت سے داخل ہوا کیونکہ عمل صالح اسی وقت صالح ہے جب اُس کو
اللہ تعالے قبول فرماوے اور قبول فرمانا اس کا فضل ہے پس اعمال صالحہ پر کچھ اعتماد نہین بلکہ اللہ تعالی کی قبولیت پر اور اُس کی
رحمت پر بھروسا ہے پس جو نیک کام بندہ سے صادر ہو وہ اللہ تعالے کا فضل ہے اور پھر اسکے قبول فرمانے کی آرزو کرے جو
کہ اسکے فضل پر موقوف ہے پھر جب قبول ہوئے تو اسکے یہی معنی ہین کہ جنت و رضوان مین داخل ہوا اور بیان سے ظاہر ہوا کہ
جس شخص نے یہ گمان کیا کہ اعمال نیک کچھ چیز نہین محض بیکار ہین اُسنے غلط کیا اور نیز جسنے یہ وہم کیا کہ اعمال پر اعتماد ہے وہی
سبب ہین وہ بھی راہ غلط پر چلا اور تحقیق اسکی انشاء اللہ تعالی آویگی ف فی الاعراف قولہ ونزعنا ما فی صدورهم من غل الآیہ
حق تعالے عزوجل نے ثابت فرمایا کہ اہل ولایت و قرب و منزلت کے سینے باوجودیکہ نور اسلام و یقین کے مقامات ہین لیکن علت
بشری یعنی غل و غش وغیرہ کے لئے بھی ہین گنجائش ہے اور ایسی علتون و بشریت کی جہت سے ولی مومن خارج نہین ہو جاتا پس کوئی گمان
کرنیوالا یہ گمان نہ کرے کہ وے لوگ مقدس پیدا ہوئے اور اگر یہی ہوتا تو ان پر یہ احسان کیونکر ہے تا کہ انکے سینے ہر ایسے خطرات سے
پاک فرمائے جو حضرت اللہ تعالے کے لائق نہین اور تصدیق اسکی قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہے کہ فرمایا یہ آیت واللہ ہمین
اہل بدر کے حق مین نازل ہوئی ہے اور نیز احتمال ہے کہ یہ نزع یعنے نکال لینا اشارہ ہے کہ انکے دل اس میل کچیل یعنی غل و حسد وغیرہ سے
پاک پیدا ہوئے ہین اور پاک کئے گئے ہین کیونکہ وہ اللہ تعالی کی نظر کا مقام ہین اور یہ علت حقد و حسد کی انکے سینون پر جاری ہو سکتی ہے

Marfat.com

جو دل سے الگ ہین کیونکہ وہ شیطانی وسوسہ کا مقام ہین کما فی قولہ تعالیٰ یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس - اور علت جب دل مین داخل نہو تو اوپر سے طاری ہو اسکا اثر کچھ جا نہین رہ سکتا پس اولیاء کی علت تو سینون مین ہو سکتی ہو اور عوام کی علت البتہ دلون تک سما جاتی ہو - بعض نے کہا کہ غل سے مراد باہمی حسد و بغض ہو جس سے آنحضرت صلعم نے فی قولہ لا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا مین منع فرمایا اور بقولہ کونوا عباد اللہ اخوانا - سے بھائی بھائی ہونے کا حکم دیا - بعض نے فرمایا کہ جو بندہ درگاہ قرب مین داخل ہوا اس سے نفس کی رعونت اور شیطان کے حظوظ نکل جاتے ہین جیسا کہ قولہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل - سے ثابت ہو میرے نزدیک واللہ اعلم یون ہو کہ کوئی شخص درجہ ولایت کو نہین پہونچتا مگر آنکہ اللہ تعالیٰ قبل اسکے کہ وہ درجہ ولایت پر پہونچ جاوے اسکے سینہ کو تمام علتون سے پاک کر دیتا ہو **قال المترجم** مجھے اسمین تامل ہو کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو اثر پہلے مروی ہوا اس سے صریح ثابت ہو کہ قیامت مین انکے سینون سے پاک کیا جائیگا اور یہ ظاہر ہو کہ ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ درجہ ولایت سے جو معروف ہو بہت بڑھا ہوا تھا حتیٰ کہ کوئی ولی اُن کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا فافہم واللہ اعلم - ثم قال الشیخ - پھر اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان بندونکی ثنا و صفت فرمائی بایںطور کہ انھون نے اپنے اوپر ازلی فضل الٰہی و قدیم لطف و احسان کو جو علت اعمال و اکتساب سے بری ہو پہچانکر حمد الٰہی ادا کی جب کہ دیدار کی فضیلت و انعام جنت سے اپنے آپ کو مشرف دیکھا چنانچہ فرمایا وقالوا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ - واضح ہو کہ اَن بمعنی اَنّہ ہو یعنی ان مشددہ کا مخفف ہو یا اَن مفسرہ بمعنی اَی ہو اور یہی مابعد کے چار مقامون مین بھی ہو سکتا ہو - اور معنی آنکہ ہمکو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کی طرف ہدایت فرمائی اور یہ اسکا سابق انعام مقدر ہو جو ازل مین ہو چکا تھا بعض نے کہا کہ ہمکو اپنی توحید پر دلالت فرمائی اور ہمکو اپنے علم قدیم مین اپنے خاص بندون مین سے قرار دیا اور ہمارے واسطے نہایت عزیز دین کو اختیار فرمایا اور اگر ہمکو ہمارے نفوس کی سپردگی مین فرماتا تو ہم اول ہی لحظہ مین تباہ و برباد ہو جاتے - بعض مشائخ نے اس آیت مین کہا کہ ہیبت الٰہی پر نظر کرنے سے حال مین انقباض طاری ہوتا ہو اور بسا اوقات انبساط بھی ہوتا ہو اور بندہ ان دونون حالتون کے درمیان مین متردد رہتا ہو پس حال انبساط کا نتیجہ تھا کہ جو انھون نے الحمد للہ الذی ہدانا لہذا - کہا شیخ ابن عطاؒ نے کہا کہ جب انھون نے دیکھا کہ حق عز و جل نے انکو ہدایت فرمائی اور اس ہدایت کو حق جل و علا کی طرف سے دیکھا تو وہ لوگ اپنے افعال و اعمال کو بھول گئے اور پہچان لیا کہ یہ فضل اپر احسان ہی احسان ہو پس کھڑے ہو کر شکر ادا کرنے لگے

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا

پکارا جنت والون نے آگ والون کو کہ ہم پا چکے جو ہمکو وعدہ دیا تھا ہمارے رب نے تحقیق سو تمنے بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ دیا تھا تحقیق

قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

بولے ہان پھر پکارا ایک پکارنیوالے نے انکے بیچ مین کہ لعنت ہو اللہ کی بے انصافون پر جو روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہین

عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ○ وقف لازم

اسمین کجی اور وہ آخرت سے منکر ہین

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اور پکارینگے جنت والے اَصْحٰبَ النَّارِ دوزخیون کو یعنی دوزخیون کو قائل کرنے اور لاجواب و معترف کرنے کو جنت والے آواز دینگے اور ظاہر یہ ہو کہ مطلقاً جنتی لوگ دوزخیون کو آواز دینگے اور بعض نے کہا کہ اصحاب الجنۃ

Marfat.com

واصحاب النار مین لفظ جمع کا مقابلہ جمع سے ہی پس توزیع ہوکر فرد بمقابلہ فرد ہوگا تو جنت والون مین سے ہر فریق دوزخیون مین سے ہر فریق کافر کو جسکو دنیا مین پہچانتا تھا آواز دیگا اور لفظ اصحاب النار سے ظاہر اوہ لوگ مراد ہین جو دائمی دوزخ مین رہینگے کیونکہ گنہگار مسلمان جو دوزخ مین جاوینگے انکو وعدہ و وعید الٰہی مین شک نہین تھا پس انکو اقرار کرانے کے کوئی معنی نہین ہین پھر ندا کو بیان فرمایا اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا ہمنے پایا جو ہمکو ہمارے رب نے وعدہ دیا تھا برحق یعنے وعدہ ثواب ہمنے برحق پایا یعنے اسکی تحقیق تا دیل ظاہر ہوگئی فَهَلۡ وَجَدۡتُّمۡ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ حَقًّا پھر کیا تمنے بھی پائی جو تمکو تمھارے پروردگار نے عذاب ۱۵
کی وعید فرمائی تھی برحق یعنے تمنے بھی وعید عذاب کو برحق پایا اور یہ استفہام تقریری ہی بغرض تبکیت و حسرت دلانے کی لہذا دوزخیون نے ناچار جواب دیا جیساکہ نقل فرمایا قَالُوۡا نَعَمۡ دوزخی بولے کہ ہان تحقیق پایا فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيۡنَهُمۡ فنادی منادی بین الفریقین پھر پکارا ایک پکارنے والے نے دونون فریق کے درمیان مین سب کو سناوا کہ اَنۡ لَّعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ لعنت ہی اللہ تعالیٰ کی ظالمون یعنی کافرون و مشرکون پر اَلَّذِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ یعنے ایسے ظالم لوگ جو اپنی جانون پر ظلم کرنیکے باوجود لوگون کو دین الٰہی سے روکتے وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا اور طلب کرتے سبیل کو اسطرح کہ ٹیڑھی ہووے ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے اور کے لیئے عبادت نماز وغیرہ ادا کرتے اور جسکی اللہ تعالیٰ نے تعظیم نہین فرمائی اسکی تعظیم کرتے عوجا بمعنے معوجۃ ہی اور بکسر عین جملہ دین مین اور امر مین اور ہر ایسی چیز مین جو قائم نہو اسکی کجی کو کہتے ہین اور بفتح عین ہر ایسی چیز مین جو دیوار و نیزہ وغیرہ کے مانند منتصب ہو بولتے ہین حاصل انکہ راہ مستقیم پر جسطرح وہ مستقیم ہی نہین چلتے بلکہ اسمین کجی و میلان چاہتے وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ كٰفِرُوۡنَ اور وہ آخرت و قیامت سے کافر ہے بعض نے کہا کہ یہ مؤذن ملائکہ ہونگے اور بعض نے کہا کہ اسرافیلؑ ہونگے قال الحافظ جیسے اہل جنت کا دوزخیون کو توبیخ کرنا مذکور ہوا ایسے ہی رسول اللہ صلعم نے جنگ بدر کے روز کافر مقتولون کو جو قلیب بدر مین ڈلے گئے تھے تقریع فرمائی تھی یعنے قلیب مذکور کے کنارے کھڑے ہوکر ابوجہل و عتبہ و شیبہ وغیرہ مقتول کافرون کا نام لیکر فرمایا کہ ہل وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی وجدت ما وعدنی ربی حقا پس عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسی قوم سے خطاب فرماتے ہین جو مردار جیفہ ہوگئے ہین تو فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ جو مین کہتا ہون اسکو اس قوم سے زیادہ سننے والے تم نہین ہو ولیکن یہ قوم اسکا جواب دینے کی استطاعت نہین رکھتی ہین مترجم کہتا ہی کہ علماء حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق مُردے نہین سنتے ہین بدلیل آیات جو آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر آوینگی اور حدیث مذکور مین معجزہ ہی کہ آنحضرت صلعم کا کلام ان مقتولون نے سن لیا و المسئلۃ معروفۃ

وَبَيۡنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الۡاَعۡرَافِ رِجَالٌ يَّعۡرِفُوۡنَ كُلًّاۢ بِسِيۡمٰٮهُمۡ ۚ وَنَادَوۡا اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ اَنۡ سَلٰمٌ
اور دونون کے بیچ مین ایک دیوار ہی اور اُسکے سرے پر مرد ہین کہ پہچانتے ہین . اور پکارے جنت والون کو کہ سلامتی ہو
عَلَيۡكُمۡ ۟ لَمۡ يَدۡخُلُوۡهَا وَهُمۡ يَطۡمَعُوۡنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتۡ اَبۡصَارُهُمۡ تِلۡقَآءَ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوۡا
تمپر داخل نہین ہوئے جنت مین اور وہ امید وار ہین اور جب پھری اُنکی نگاہ دوزخ والون کی طرف بولے
رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۝ ع ۵ ۸ ۱۲
اے رب ہمارے نہ کر ہمکو گنہگارون کے ساتھ

وَبَیْنَهُمَا اے بین اصحاب الجنۃ واصحاب النار یعنی جنتیون اور دوزخیون کے درمیان مین حِجَابٌ ایک حجاب ہے جو درمیان مین حائل
ہے بعض نے کہا کہ وہی سور اعراف ہے کما فی قولہ تعالیٰ فضرب بینہم بسور الآیۃ۔ اور احتمال ہے کہ بینہما کی ضمیر خود جنت و دوزخ کی طرف راجع ہو
یعنے دوزخ وجنت کے بیچ مین ایک حجاب ہے جو ایک مین دوسرے کا اثر پہونچنے سے مانع ہے ذکرہ البیضاوی وَعَلَى الْأَعْرَافِ
اعراف دیوار جنت ہے اور وہی حجاب ہے اور یہ ابن عباسؓ سے مروی ہے اسیواسطے الاعراف معرف باللام آیا کیونکہ مراد اس سے
حجاب مذکور ہے اور زمخشری نے کہا کہ الاعراف ای اعراف الحجاب یعنی عالیہ یعنی حجاب مذکور کے اعراف پر یعنی بلندیون پر
قال البیضاوی اعراف جمع عرف اور وہ مستعار از قول عرف الفرس وعرف الدیک ہے یعنے اسکی گردن کے بال اور بعض
نے کہا کہ انکو عرف اسواسطے کہتے ہین کہ بہ نسبت باقی جسم کے اونچے ہوتے ہین اور عرف ہر وہ چیز جو کسی شئی مین سے مرتفع ہو کیونکہ
وہ بسبب ظہور کے اعراف ہوتی ہین بالجملہ معنی یہ کہ اعراف پر رِجَالٌ تھوڑے مرد ہین یعنے اعراف پر ایک گروہ مردون کا ہوگا
يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ای یعرفون کل واحد من اہل الجنۃ والنار بعلامتہم وہی بیاض الوجوہ للمومنین وسوادہا للکافرین لرویتہم لہم
اذ موضعہم عال۔ جو پہچانینگے ہر ایک فریق کو یعنی اہل جنت کو اور اہل دوزخ کو انکی علامتون کی وجہ سے اور وہ علامت یہ ہے کہ مومنین
کے چہرے منور سپید ہونگے اور کافرون کے چہرے سیاہ ہونگے اور اعراف والے اس وجہ سے پہچانینگے کہ ان دونون فریق مین سے
ہر ایک کو دیکھینگے کیونکہ وہ اونچی جگہ پر ہونگے اور بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ شناخت انکو الہام سے ہوگی یا ملائکہ کے سکھلانے
سے حاصل ہوگی سیما بر وزن فعلی ماخوذ از قولہم سام ابلہ یعنی چراگاہ مین اپنے اونٹ کو علامت لگا کر چھوڑا۔ یا وسم بمعنی داغ وعلامت
ونشان سے ماخوذ ہے پس یہ مقلوب ہے جیسے جاہ کا لفظ مقلوب از وجہ ہے **مترجم** کہتا ہے کہ اسمین اختلاف ہے کہ اعراف پر جو مرد ہونگے یہ
کون لوگ ہین اسمین تیرہ قول ہین جنکو **قرطبی**ؒ نے مفصل ذکر کیا جنمین بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ از قسم ملائکہ ہین بصورت رجال
اور بعض سے آدمی ہونا پھر بعض سے انکا اہل جنت سے فضل ہونا اور بعض سے مفضول ہونا معلوم ہوتا ہے ولیکن ان اقوال کے
واسطے کوئی دلیل قطعی نہین اور **مترجم** کو بہتر معلوم ہوا کہ **حافظ ابن کثیر** رحمہ اللہ کی تفسیر سے یہ مقام ملخص ترجمہ کرے قولہ تعالیٰ وبینہما
حجاب الآیۃ حجاب حاجز جو دوزخیون کو جنت مین آنے سے مانع ہے **قال ابن جریر**ؒ وہ سور یعنی دیوار ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے
قولہ فضرب بینہم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب الآیۃ مین فرمایا ہے اور یہی اعراف ہے جسکو حق تعالیٰ نے قولہ وعلی الاعراف
رجال مین ذکر فرمایا ہے پھر سدیؒ سے روایت کی کہ حجاب وہ سور ہے اور وہ اعراف بھی ہے۔ وقال مجاہد اعراف ایک حجاب درمیان جنت
و دوزخ کے ہے ایک دیوار ہے جسمین دروازہ ہے **ابن جریر**ؒ نے کہا کہ اعراف جمع عرف ہے اور ہر مرتفع زمین کو عرب والے عرف
بولتے ہین اور عرف الدیک بسبب ارتفاع کے عرف کہلایا عن ابن عباس۔ اعراف ہے اونچی چیز کو کہتے ہین۔ مجاہد عن ابن عباس
اعراف ایک دیوار ہے مانند عرف الدیک کے۔ وفی روایۃ عنہ۔ اعراف ایک اونچا ٹیلہ درمیان دوزخ وجنت کے ہے جسپر کچھ گنہگار
لوگ محبوس رہینگے وفی روایۃ عنہ اعراف دوزخ وجنت کے درمیان دیوار ہے اور یہی ضحاک وبہتیرے علماء تفسیر سے مروی ہے اور
سدیؒ نے کہا کہ اعراف اسواسطے نام ہوا کہ وہان کے لوگ ایسے ہونگے کہ اور لوگون کو شناخت کرینگے پھر مفسرین کی عبارات مختلف ہین
کہ اعراف پر یہ کون لوگ ہین ولیکن معنی ان مختلف عبارات کے قریب قریب ہین اور مرجع انکا ایک معنی کی طرف ہے یعنی ایسی قوم ہوگی
جنکی نیکیان وبرائیان برابر ہونگی اور حضرت حذیفہ وابن عباس وابن مسعود وبہت سے سلف رضی اللہ عنہم وخلف رحمہم اللہ سے

یہ صریح منصوص بروایت کیا گیا اور اسمین ایک حدیث مرفوع بھی ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ جنکی نیکیان و برائیان برابر ہون اسکا حال آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہی اعراف والے لوگ ہین جو جنت مین داخل نہین ہوے مگر طمع کرتے ہین **قال الحافظ** ہذا حدیث غریب۔ عبدالرحمن المزنی سے مرفوع روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے اہل اعراف کو فرمایا کہ وہ لوگ ہین جنھون نے اپنے باپ کی معصیت کی اور راہ خدا مین شہید ہوے پس باپ کی نافرمانی کسے تو جنت مین داخل ہونے سے روکے گئے اور راہ خدا مین شہید ہونا انکو دوزخ مین داخل ہونے سے مانع ہوا۔ رواہ سعید بن منصور وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن جریر والبیہقی والطبرانی وابو الشیخ وعبد بن حمید وابن منیع۔ وقد رواہ ابن ماجہ مرفوعا من حدیث ابی سعید الخدری وابن عباس رضی اللہ عنہما **قال الحافظ** ان احادیث کا مرفوع ہونا واللہ اعلم صحیح ہے یا نہین لیکن آخر اس سے کم نہین کہ یہ خبر موقوف ہو یعنے انھین صحابہؓ کا قول ہو تب بھی جو ہمنے ذکر کیا اسکے واسطے دلیل ہے حذیفہؓ سے روایت ہے کہ وہ ایسے لوگ ہین جنکی نیکیان و برائیان برابر ہین پس برائیون نے جنت مین جانے سے روکا اور نیکیان دوزخ سے آڑے آئین پس دیوار پر ٹھہرا رکھے گئے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ انکے درمیان حکم کرے۔ رواہ ابن جریر۔ اور عمرو بن جریر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم سے اعراف والے لوگون کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ بندون مین سے سب سے آخر جنکے درمیان اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماویگا وہ اہل اعراف ہین پس جب اللہ تعالیٰ بندون کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہوگا تو فرماویگا کہ تم ایسی قوم ہو کہ تمھاری نیکیون نے تمکو آگ سے نکالا اور تم جنت مین داخل نہوئے پس تم میرے آزاد کیئے ہوئے ہو پس تم جنت مین سے جہان چاہو کھاتے پھرو۔ رواہ سعید وقال الحافظ ہذا مرسل حسنؒ اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ اعراف والی قوم صالحین فقہاء وعلماء ہونگے اور ابو مجلزؒ سے روایت ہے کہ وہ ملائکہ ہونگے اور حافظؒ نے ان دونون قولون کو غریب بلکہ قول دوم کو اغرب خلاف سیاق وخلاف جمہور قرار دیا **مترجم** کہتا ہے کہ مفسرؒ نے بھی قول جمہور اختیار کیا کہ وہ ایک قوم ہے جسکی نیکیان و برائیان برابر ہونگی۔ اور ابن الجوزیؒ نے ذکر کیا کہ وہ ایک قوم ہوگی جن سے انکے باپ راضی رہے اور مائین ناراض رہین یا برعکس ہوا اور اسکو ابراہیم بن نخعیؒ سے روایت کیا اور پہلے معلوم ہوا کہ بیان دیگر اقوال ہین جنکے ثبوت مین کلام اور صحت مین مقال اور غرابت مین کمال ہے انکے ذکر سے تطویل بیفائدہ ہے بلکہ ترک کرنا صواب ہے قولہ یعرفون کلا بسیماہم۔ یعنی اہل جنت کو انکے چہرہ کی سپیدی کے ساتھ اور دوزخیون کو انکے چہرون کی سیاہی کے ساتھ پہچانین گے۔ رواہ علی بن ابی طلحہ والضحاک عن ابن عباس اور بیضاویؒ نے جو کہا کہ یہ شناخت انکو بالہام یا بتعلیم ملائکہ ہوگی یہ قول بعید ہے اور صواب وہی ہے جو مفسرؒ نے کہا کہ اونچے مقام سے وہ دونون کو دیکھکر پہچانینگے چنانچہ قولہ واذا صرفت ابصارہم سے یہ بات خود ظاہر ہے اور عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اسمقام پر انکو اسواسطے اتارا کہ جو لوگ جنت مین ہین اور جو لوگ دوزخ مین ہین انکو پہچانین اور دوزخیون کو انکے چہرون کی سیاہی سے پہچانین اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگین کہ انکو قوم ظالمین کے ساتھ نہ کرے وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اور اعراف والے یہ لوگ آواز دینگے اہل جنت کو کہ سلام علیکم یعنے اہل جنت کو تحیت پہونچا دینگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ یعنے اعراف والے جنت مین اب تک داخل نہین ہوئے اور وہ طمع کرتے ہین حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ پڑھکر کہا کہ واللہ انکے دلون مین یہ طمع اسی واسطے ڈالدی کہ انکے حق مین کرامت کا ارادہ فرمایا ہے اور قتادہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو انکے مقام طمع سے آگاہ فرمایا۔ اور عوفی عن ابن عباسؓ مین ہے کہ اعراف والے اپنی حالت مین

اہل جنت کو تحیت پہونچاوینگے ابھی تک وہ داخل نہین ہوئے اور طمع کرتے ہونگے کہ داخل ہون اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ داخل ہوجاوینگے
وکذا قال مجاہد والضحاک والسدی والحسن وغیرہم۔ اور حذیفہؓ سے روایت مین ہو کہ پھر اعراف والے اس حال مین ہونگے کہ ناگاہ ربّ تعالےٰ
عزوجل انپر تجلی فرماویگا اور حکم دیگا کہ جاؤ جنت مین داخل ہو کہ مین نے تمکو بخشدیا۔ رواہ الحاکم۔ بالجملہ جسوقت اعراف پر ہونگے تو طمع کے
ساتھ اہل جنت پر سلام پہونچاوینگے وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَاۤءَ اَصْحٰبِ النَّارِ اور جب پھیری جاوینگی نظرین اہل اعراف
کی بجانب دوزخیون کے قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ تو کہینگے اے ہمارے پروردگار تو ہم بندون کو قوم ظالمین
یعنے کافرون و مشرکون کے ساتھ دوزخ مین مت کیجیو۔ اسمین اشارہ ہو کہ اہل جنت پر انکی نظر جمی ہوگی اور دوزخیون کی طرف پھیری
جاویگی اور یہ دعا بھی سبب رحمت و مغفرت ہو فافہم۔ ف فی العرائس قولہ تعالیٰ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم الآیۃ
دنیا مین کچھ بندے ایسے ہین کہ انکے قلوب مقام ملکوت مین پرواز کرتے ہین اور انکی روحین انوار جبروت مین پرواز کرتی ہین اور انکی
عقلین اسرار پر مطلع ہوتی ہین اور انکے اسرار خاص انوار پر مطلع ہوتے ہین پس وہ نور الٰہی کے ساتھ عرش سے تحت الثریٰ تک
بقوت الٰہی دیکھتے ہین اور تمام کو پہچانتے ہین کہ کون مقرب ہو اور کون دور پڑا ہوا ہی اور یہ بات اہل مخلوق کے چہرون سے ظاہر ہوتی ہو اور
چہرون پر سعادت و شقاوت کی مہر ہو جسپر یہ امر لکھا ہوا ہی اسکو سوائے عارف ربانی کے کوئی نہین پڑھ سکتا ہو اسی واسطے آنحضرت صلعم
نے اشارہ فرمایا۔ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ یعنے مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتا ہو اعراف
والے قیامت کے روز درگاہ عالی کی بلندیون پر ہونگے اور ہر دو جہان کے احوال پر مطلع ہونگے پس دوزخی ان لوگون کی طرف
نظر کرینگے تو عذاب کی بوجھ انکے دیدار سے برداشت کرلینگے۔ اور اہل جنت ان لوگون پر نظر کرینگے تو انکا عیش و سرور زیادہ ہوگا
یہ لوگ ہر قصور وار کے حق مین شفاعت کرینگے اور ہر نعمت والے کے لیے توفیر و مزید نعمت کے داعی ہونگے اور اسی پر دلالت
کرتا ہو قولہ تعالےٰ ونادوا اصحاب الجنۃ ان سلام علیکم۔ اہل اعراف کی طرف سے اہل جنت پر سلام ہونا جنتیون کے حق مین فرط
تقرب ہوا اور قولہ تعالیٰ لم یدخلوہا وہم یطمعون۔ یعنے اعراف والے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک انکا بڑا مرتبہ ہو مخلوق کی شفاعت
کرنے کو اس مقام پر روکے جاوینگے حالانکہ وے طمع کرتے ہونگے کہ جنت مین داخل ہوکر عوام کے ساتھ عیش کرین پس مثال
انکی مانند بادشاہون کے ہو کہ کم مرتبہ لوگون کے ساتھ انکو بیٹھنا پڑتا ہو حالانکہ دل انکے بادشاہت کی عیش کو چاہتے ہین ابو الحسن
الفارسی نے سہل بن عبد اللہؒ تستریؒ سے روایت کی کہ اہل معرفت ہی اعراف والے ہونگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یعرفون کلا بسیماہم پس انکو
اس مقام پر اسواسطے رکھا کہ دونون جہان والے لوگون پر انکو مطلع فرمادے جیسے دنیا مین بندون کے احوال و اسرار پر مطلع کردیا تھا
بعض نے کہا کہ اعراف والے اور لوگون کو اس نشانی سے پہچانینگے جس سے انکو دنیا مین دیکھا تھا پس بہت سی قومین تو ایسی ہونگی
جنپر انوار قرب سے نشان ہوگا اور بہت سی قومین ایسی پہچانینگے جنپر مطرود و مردود ہونے کا نشان ہوگا قال الاستاذؒ یہ لوگ جو اعراف پر
ہونگے اشراف لوگ ہونگے جو آج کے روز انوار بصائر سے مخصوص فرمائے گئے ہین اور اپنے اسرار سے مقادیر خلق پر مشرف
ہوئے ہین وہ کل کے روز یعنے قیامت مین سب کے مقامات و طبقات پر اپنے ابصار سے مطلع ہونگے قال المترجم عرائس کے
بیان سے اہل اعراف کا اکابر عارفین ہونا ظاہر ہو لہٰذا تفسیر علماء مفسرین سے بھی ایسے اقوال ذکر کرنا یہان مناسب معلوم ہوا
پس قشیریؒ نے شرحبیل بن سعدؓ سے ذکر کیا کہ اعراف والے شہید لوگ ہونگے۔ مجاہد سے مروی ہو کہ مومنین مین سے افضل و علماء

Marfat.com

وقتهار ہونگے جو اپنے ذاتی احوال سے فارغ ہوکر لوگون کے احوال دیکھنے کو مشغول ہونگے بعض نے کہا کہ وہ انبیاء علیہم السلام مین سے ایک گروہ ہوگا اُسکو زجاج نے ذکر کیا اور ابن الانباری نے حکایت کیا ہی۔ بعض نے کہا کہ وہ عادل لوگ ہونگے جو قیامت مین لوگو نپر انکے اعمال کے شاہد ہونگے اور وہ ہر امت مین سے کچھ لوگ ہونگے۔ اور اسی کو ابو جعفر النحاس نے اختیار کیا اور کہا کہ جملہ اقوال مین سے یہ بہتر قول ہی اور تجھے معلوم ہوچکا کہ بسبب ظاہر قولہ تعالیٰ لم یدخلوہا وہم یطمعون کے ان اقوال مذکورہ مین بعد وغرابت ہی اور سب سے بعد قول ابو مجلز ہی کہ وہ ملائکہ ہونگے فلیتامل

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○

اور پکارے دیوار کے سرے والے کچھ مردونکو کہ انکو پہچانتے ہین نشان سے بولے کیا کام آیا تمکو جمع کرنا اور جو تم تکبر کرتے تھے۔

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○

اب یہ وہی ہین کہ تم قسم کھاتے تھے نہ پہونچاویگا انکو اللہ کچھ مہر چلے جاؤ جنت مین نہ ڈر ہی تمپر اور نہ تم غم کھاؤ

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا ای من اصحاب النار اور پکارینگے اعراف والے کچھ لوگون کو یعنے کچھ دوزخیون کو۔ یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ جنکو انکی نشانیون سے پہچانینگے کلبی نے کہا کہ انکو نام بنام آواز دینگے کہ او فلانے او فلانے قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ من النار جَمْعُكُمْ ای جماعتکم وکثرتکم او جمعکم المال یعنے نہ بچایا تمکو آگ سے تمہاری جمع نے یعنی تمہاری جماعت و جتھے نے یا تمہارے مال جمع کرنے نے وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ما مصدریہ ہی ای واستکبارکم عن الایمان۔ اور تمہارے تکبر و سرکشی نے ایمان لانے سے یہ جمعکم پر عطف ہی یعنی تمہارے جمع نے اور تمہارے استکبار نے آج تمکو آگ مین پڑنے سے کچھ بھی فائدہ نہ دیا کلبی نے کہا کہ پھر جنت کی طرف نظر کرینگے اور اسمین فقیر و غریب مسلمانونکو دیکھکر انکی طرف اشارہ کرتے ہوے دوزخ والے متکبر کافرونسے کہینگے اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ یعنے کافرونکو سرزنش و ملامت کرتے ہوئے کہینگے کہ بھلا یہ وہی لوگ ہین جنکے حق مین تم دنیا مین قسم کھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت انکو نہ پہونچیگی، حالانکہ ان لوگون سے کہدیا گیا کہ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ تم لوگ جنت مین داخل ہو رحمت و فضل کے ساتھ درحالیکہ تمہارے حق مین مقدر ہوا کہ نہ تمپر خوف ہی اور نہ تم غمگین ہو۔ واضح ہو کہ جنھون نے اہل اعراف کی تفسیر مین کہا کہ اعراف والے لوگ بہ نسبت اہل جنت کے اشرف و افضل ہونگے اُنھون نے آیت کی تفسیر یون بیان کی ہی کہ اعراف والے پہلے سے اس مقام پر بیٹھینگے اور وہ جنتیون اور دوزخیون مین سے ہر فریق کو اسکی علامت سے پہچان جاوینگے پس جب اہل جنت اپنے اچھے مسکن مین جانے کو قریب پہونچین گے تو انکو آواز دینگے کہ سلام علیکم یعنے جنت مین آنے کی مبارک باد و سلامتی دینگے لم یدخلوہا وہم الخ درحالیکہ جنت والے جنت مین پہونچ جانے کی طمع کرتے ہونگے اور ہنوز داخل نہوئے ہونگے۔ اور جب دوزخیون کی طرف نظر ڈالینگے تو دعا و پناہ مانگینگے کہ پروردگار رکھو ان ظالمونکے ساتھ نفرما یو۔ اور دوزخیون کو پہچانکر کہینگے کہ آج تمہارے تکبر و جمع نے تمکو دوزخ سے نجات دلوانے مین کچھ فائدہ نہ دیا اور ضعیف مسلمانون کی طرف اشارہ کرکے ان دوزخیون کو حسرت دلانے کو کہینگے کہ یہی ہین جنکی نسبت تم قسم کھایا کرتے تھے کہ انکو رحمت الٰہی ہرگز نہین پہونچے گی پھر ان مسلمانون سے کہینگے کہ شاباش تم اللہ تعالےٰ کے فضل و رحمت سے جاؤ جنت مین داخل ہو اور بنا بر قول جمہور کے تقدیر کلام یون ہی کہ یقولون مشیرا الی ضعفاء المسلمین اہٰؤلاء الذین اقسمتم لا ینالہم اللہ برحمۃ وقد قیل لہم

ادخلوا الجنۃ الخ جیساکہ مذکور ہوا **قال علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس** یعنے اصحاب اعراف کہینگے کہ ادخلوا الجنۃ الخ ۔
اور ابن جریرؒ نے بطریق دیگر ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب اعراف والے جنتیون و دوزخیون سے وہ بات کہ چکینگے جو اللہ تعالی نے کہنا مقدر
فرمائی ہے تو تکبر کرنے والون اور مالدارون سے اللہ تعالے فرماویگا اہولاء الذین اقسمتم لاینالہم الخ اور **حافظ ابن کثیرؒ** نے یہان
ذکر کیا کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ اعراف والے ایسی قوم ہین کہ انکے اعمال نیک و بد مخلوط ہونگے پس نیک اعمال تو جنت مین جانے
سے کمی کرینگے اور بد اعمال بھی ایسے نہونگے کہ دوزخ مین لیجادین پس وہ اعراف پر رکھے جاوینگے کہ لوگون کو شناخت کرین پھر جب
اللہ تعالے بندون کے درمیان فیصلہ پورا کردیگا تو ان لوگون کو اجازت فرماویگا کہ اپنے واسطے سفارشی ڈھونڈیں پس آدم علیہ السلام کے
پاس آکر کہینگے کہ آپ ہمارے باپ ہین آپ پروردگار عزوجل کے حضور مین سفارش فرمادین آدمؑ فرمائیگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالے
نے میرے سوائے کسی کو اپنے ہاتھون پیدا کردیا اور مین روح پھونکی اور اسکی طرف رحمت الٰہی نے غضب الٰہی پر سبقت فرمائی اور
اسکے واسطے ملائکہ نے سجدہ کیا ہو تو کہینگے کہ نہین تب آدمؑ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا ہون اور مین تمہاری سفارش نہین کرسکتا
ولیکن تم لوگ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ پس ابراہیمؑ کے پاس آکر شفاعت کے خواستگار ہونگے وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے
کسی مخلوق کو اللہ تعالے نے ایسا کیا کہ اپنا خلیل بنایا اور جانتے ہو کہ بھلا کسی اور کو اسکی قوم نے اللہ تعالے کے معاملہ مین آگ مین ڈالا ہو
تو کہینگے کہ نہین تب ابراہیم فرماویگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور مین تمہاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم میرے فرزند موسیٰؑ کے پاس جاؤ
پس وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے کسی سے اللہ تعالے نے کلام
کیا اور مناجات مین اسکو مقرب کیا تو کہینگے کہ نہین وہ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور تمہاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم عیسیٰؑ
کے پاس جاؤ پس عیسیٰؑ سے آکر سفارش کے خواستگار ہونگے وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے کسی کو اللہ تعالی نے
پیدا کیا ہو کہ اس کو بدون باپ پیدا کیا اور اسنے مادرزاد اندھے و کوڑھی بارادہ الٰہی اچھے کیئے اور مردے بارادۂ الٰہی زندہ کیئے ہون
تو کہینگے کہ نہین ۔ وہ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور تمہاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ پس وہ محمد
صلعم کے پاس آوینگے حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مجھ سے آکر سفارش چاہینگے تو مین ہاتھ اپنے سینہ پر رکھکر اقبال کرونگا پھر چلکر عرش کے
روبرو حاضر ہونگا پس ایسی ثنا و صفت و حمد الٰہی مجھکو علم مین حاصل ہوجائیگی جو سننے والون نے کبھی نہین سُنی پھر مین سجدہ مین ہوجاؤنگا تو مجھسے
ارشاد ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھا اور مانگ کیا مانگتا ہے تجھکو عطا ہوگا اور سفارش کر کہ تیری سفارش سنی جاویگی پس مین سر اٹھا کر عرض کرونگا
کہ یا ربّ امتی ۔ اے پروردگار میری امت کو بخشدے پس او تعالی عزوجل فرماویگا کہ وہ تیرے واسطے ہین یعنے تجھے بخشے گئے پس کوئی نبی
مرسل اور کوئی فرشتہ مقرب نہ رہیگا جو مجھ پر غبطہ نہ کرے اور یہی مقام المحمود ہے پھر مین انکو جنت مین لاؤنگا اور وہ لوگ نہر الحیاۃ پر لیجا کر
نہلائے جاوینگے پس اُن کے اجسام مثل چمکتے تارے کے ہوجائینگے ولیکن انکے سینون مین سپید تل ہونگے جس سے انکی شناخت
ہوگی اور ان لوگون کو مساکین اہل جنت کہینگے **قال المترجم** یون ہی اس مقام پر شیخ ابن کثیرؒ کے نسخہ تفسیر مین لکھا ہے اور شفاعت و
مقام محمود کی احادیث کثرت سے متواتر المعنی مروی ہین ولیکن انہین یون ہے کہ بہت لوگون کو دوزخ مین سے نکال لاوینگے پس شاید
کہ اول مین ابتداءً انہین لوگون سے ہو جو اہل اعراف ہین بنابر آنکہ اہل اعراف ایسے لوگ ہونگے جو دوزخ مین نہین داخل ہوئے اور جنت
مین بھی نہین داخل ہوئے بلکہ نیکیان و برائیان برابر ہونے کی وجہ سے اعراف پر محبوس رہے ہین جیساکہ قول جمہور ہے اور البتہ ثابت

Marfat.com

ہوا کہ مطلقاً شفاعت اس مقام محمود کی شفاعت سے عام ہو اور وہ حساب کے واسطے بھی ہوگی جیسا کہ احادیث صحاح میں ثابت ہوا ہو اور یہ مقام اسکے بیان کا نہین ہو اور مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اہل اعراف وہ لوگ ہونگے جنپر قرضہ ہو۔ کما رواہ ابن ابی حاتم اللہم سہل علی اداء الدین واقض دینی یا ارحم الراحمین بعض نے کہا کہ اہل اعراف مشرکون کے بچے جو مر گئے۔ اور بعض نے کہا کہ جنون میں کسے مومن لوگ ہونگے اور بعض نے کہا کہ زمانہ فترت میں جو لوگ موحد رہے ہین۔ بالجملہ اسمین کوئی بات قطعی نہین اور اللہ تعالے دانا تر ہو کہ کون مراد ہین۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ

اور پکارے آگ والے جنت والون کو کہ بہاؤ ہمپر تھوڑا پانی یا جو روزی تمکو دی اللہ نے بولے اللہ نے یہ

حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا

دونون بند کیے ہین منکرون سے جنہون نے ٹھہرایا اپنا دین تماشا اور کھیل اور بہکے دنیا کی زندگی پر سو آج ہم انکو بھلا دینگے جیسے

نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

وہ بھولے اپنے اُس دن کا ملنا اور جیسے تھے ہماری آیتون سے جھگڑتے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے دوزخیونکے حال ذلت و رسوائی اور اہل جنت سے کھانا پانی مانگنے کو اور اس سوال گدائی کے قبول نہونیکو بیان فرمایا۔ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ یعنی دوزخیون نے پکار کر مانگا اہل جنت سے اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ یہ کہ افاضہ کرو ہمپر کچھ پانی اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ یا جو تمکو اللہ تعالے نے رزق دیا ہو اسمین سے افاضہ بمعنی توسعہ یعنی کشایش و فراخی دینا اور معنی یہ کہ بہا دو ہمپر کچھ پانی اور اسمین دلیل ہو کہ جنت بہ نسبت دوزخ کے اونچے پر ہوگی قالہ البیضاوی اور رزق سے مراد طعام ہو کما قال سدی یا اور پینے کی چیزین مراد ہین۔ بہ نظر لفظ افاضہ کے اس مین سیلان کے معنی ہین اور مفسر رح نے قول سدی رح کو اختیار کیا پس افیضوا علینا متضمن معنے القاء ہے یعنے ہماری طرف ڈالدو خواہ بہا کر یا اور کسی طور سے اور فعل مین تضمین معنے دیگر کا ہونا استعمال عرب مین شائع ہے مانند قول شاعر ۝ علفتها تبنا و ماءً باردا۔ یعنی مین نے ناقہ کو چرائی خشک گھاس اور ٹھنڈا پانی یعنی ٹھنڈا پانی پلایا پس تعلیف متضمن معنی سقایہ ہو پھر حرف او جو قولہ او مما رزقکم مین ہو یا تو اپنے معنی پر ہو یعنے دوزخیون نے بھیک مانگی کہ پانی یا کھانا جو کچھ تمہارا جی چاہے یا جسے ہو سکے ہمکو دیدو اور یا حرف او بمعنی واو ہو کیونکہ آگے دونون کی حرمت کافرون پر مذکور ہو اور عبدالرحمن بن زید نے تفسیر کی کہ دوزخی اُنسے پانی اور کھانا مانگینگے سعید بن جبیر رح سے روایت ہو کہ دوزخی آدمی اپنے باپ یا بھائی کسیکو پکاریگا کہ مین آگ سے جل گیا میری طرف ذرا سا پانی بہا دے تو اہل جنت کو حکم ہوگا کہ انکو جواب دو تو وہ لوگ جواب دینگے جو مذکور فرمایا قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کہینگے کہ اللہ تعالے نے اس کھانے و پانی دونون کو کافرون پر حرام فرمایا ہو یعنے جنت کے کھانے و پانی کو حرام فرمایا ہو اور نہ دوزخ کے حمیم اور غساق کو اعوذ باللہ منہ یہ لوگ پا دینگے چنانچہ انشاء اللہ تعالے کلام مجید مین اسکا بیان آویگا اگر کہا جاوے کہ تحریم و تحلیل تو ان لوگون پر ہوتی ہو جن سے ایمان کے موافق احکام کی بجا آوری کو کہا گیا ہو اور دار آخرت مین یون کوئی مکلف نہوگا بلکہ یہ تو فقط دنیا مین ہو پھر کیونکر کہا کہ اللہ تعالے نے کافرون پر حرام کیا۔ تو جواب یہ کہ حرمت بمعنی منع ہو یعنے کافرون پر ممنوع فرمایا جیسے دنیا مین بندہ مومن کو اشیاء محرمات سے منع فرمایا ہو جو لوگ یہان شراب وغیرہ حرام چیزون سے نہین بچتے انکو آخرت مین حسرت ہوگی فافہم ابن عباس رض سے

Marfat.com

مروی ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ افضل الصدقہ پانی ہو اور اسی آیہ کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا - رواہ ابن ابی حاتم - ابو صالحؒ سے مروی ہو کہ جب ابو طالب
بیمار ہوئے تو مشرکون نے اُنسے کہا کہ اگر آپ اپنے اس بھتیجے یعنی محمد صلعم کے پاس کسی کو بھیجین کہ وہ جنت سے ایک خوشہ آپکو منگوا دے تو آپکو اس سے
صحت ہوجاوے پس آنحضرت صلعم کے پاس آدمی آیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھے تھے پس ابو بکر نے اس آدمی کو جواب دیا کہ
ان اللہ حرمہما علی الکافرین پھر اللہ تعالیٰ نے کافرون کی حالت دنیاوی سے انکی مذمت بیان کی بقولہ اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَہُمْ لَہْوًا وَّلَعِبًا
یعنے جنت کا کھانا پینا کافرون پر حرام کیا جنکی یہ بدخصلت تھی کہ انھون نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا لیا تھا - یہ بیان مبالغہ ہو کہ دین سے بالکل خارج
تھے - اور جس چیز کے ساتھ ہمت صرف کرنا خوب نہین اسمین مصروف ہونا لہو ہو اور جس سے خوشی کی خواہش کرنا خوب نہین اس چیز سے خوشی کو چاہنا لعب ہے
پس ہر شئی و ہر طریقہ جو شرع مین روا نہین لہو و لعب ان دو اعتبار سے ہو گا فی السراج یہ لہو و لعب جیسے شیطان نے مشرکین عرب کی نظر مین سانڈ چھوڑنا
اور جانورون کے کان کاٹنا و ننگے طواف کرنا وغیرہ بدکامون کی زینت ظاہر کی تھی بعض نے کہا کہ دین کو لہو و لعب اس معنی کرکے بنایا تھا کہ جو کوئی
پیغمبر یا نیک آدمی اُن کو ایمان کی طرف بلاتا تھا اس کو لہو و لعب و تمسخر سے مسخرہ بناتے تھے اور انکو حقیر و ذلیل سمجھکر کہتے کہ کیا یہی لوگ جنت
کی نعمتون سے سرفراز ہونگے - وَغَرَّتْہُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اور مغرور کر دیا تھا انکو زندگانی دنیا نے یعنی سردست جو راحت و آرام ناپید ہونے والا
انکو ملا اُسنے اپنے اوپر فریفتہ کرکے انکو اللہ تعالیٰ و رسول الٰہی پر ایمان لانے اور آخرت کا حصہ لینے سے غفلت مین ڈال رکھا یہانتک کہ اسی حال
خراب مین انکی موت آگئی - غرہ اس غفلت کو کہتے ہین جو جاگتے مین ہو اور وہ انسان کی طمع اس بات مین کہ عمر دراز ہو اور خوب عیش ملے اور بہت
مال و جاہ حاصل ہو پھر جب ایسا ہوا تو دنیا کی لذتون مین ڈوب کر نجات سے غافل ہو گیا - کذا فی السراج - پھر جب کافرون کی یہ بد خصلتین
بیان فرمائین تو پھر فرمایا فَالْیَوْمَ نَنْسٰہُمْ کَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِہِمْ ھٰذَا ای فالیوم نترکہم فی النار جیاعا عطاشا کما نسوا لقاء ہذا الیوم ترکہم العمل لہ
یعنے پس آج کے روز ہم بھی انکو آگ مین بھوکے پیاسے چھوڑ دینگے جیسے وہ خود بھولے بیٹھے رہے اس روز کی ملاقات سے بایں طور کہ آج کے
واسطے خود کچھ کام نہین کر رکھا اگر کہا جاوے کہ نسیان و بھول تو اللہ تعالیٰ کی جناب مین محال ہو پھر فالیوم ننساہم کیونکر فرمایا - تو جواب یہ ہو کہ ننساہم
کے یہ معنی کہ نعاملہم معاملۃ من نسیہم - انکے ساتھ ہم وہ برتاؤ کرینگے جیسے انکو بھولنے والا انکے ساتھ کرتا - اللہ تعالیٰ کے علم پاک سے کوئی چیز فراموش
نہین چنانچہ خود فرمایا لا یضل ربی ولا ینسی - اور یہان بطریق مقابلہ کے مجاز فرمایا ہو جیسے قولہ نسوا اللہ فنسیہم - اور جیسے فرمایا - کذلک اتتک آیاتنا
فنسیتہا وکذلک الیوم تنسی - حاصل آنکہ آیت کے معنی یہ ہین کہ ہم انکے ساتھ وہ برتاؤ کرینگے جیسے کوئی بھول کر اپنے بھولے ہوئے سے معاملہ کرتا ہو
کہ ہم انکی کچھ دستگیری نکرو وینگے اور بالکل انکو آگ مین چھوڑ دینگے اور فالیوم کی فا فصیحہ ہو پس نسیان یہان مجاز استعارہ ہو اور قرآن مجید مین
ایسے استعارات بہت آئے ہین کیونکہ جو معانی عالم الغیب کے ہین انکو عالم الشہادۃ مین اسی چیز سے تعبیر کیا جائیگا جو اسکے مماثل و مشابہ ہو اور
یہ خود ظاہر ہو **قال العوفی عن ابن عباس** - دوزخیون کو اللہ تعالیٰ نے بھلائی سے گویا فراموش فرمایا اور آگ و تکلیف و عذاب سے
فراموش نہین رکھا - علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے ننساہم کی تفسیر نترکہم سے روایت کی جیسا کہ مفسرؒ نے لکھا ہو - مجاہدؒ نے کہا کہ ننساہم ای
نترکہم فی النار - اور سدیؒ نے کہا ای نترکہم من الرحمۃ کما ترکوا ان یعملوا للقاء یومہم ہذا یعنے ہم انکو رحمت سے متروک رکھینگے جیسے انھون نے
ترک کر رکھا تھا اس بات کو کہ آج کے دن کے واسطے کچھ کار خیر کرین - حدیث صحیح مین ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندے سے فرماویگا کہ
بھلا مین نے تجھے جورو نہین دیدی مین نے تجھے مکرم نہین کر دیا مین نے تیرے زیر فرمان گھوڑے و اونٹ نہین کر دیے مین نے تجھے نہین چھوڑ دیا
کہ تو کھاتا پھرے سیر ہو کر وہ عرض کریگا کہ ہان کیون نہین پھر فرماویگا کہ بھلا تجھے یقین تھا کہ مجھسے ملیگا وہ عرض کریگا کہ نہین پس فرماویگا کہ پھر آج

کے روز ہم بھی تجھے فراموش کرینگے جیسے تو ہمکو بھولا ہوا تھا وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ اے کما کانوا جاحدین بآیاتنا اور جیسے انھون نے
ہماری آیات سے انکار کیا تھا اسمین دلیل ہو کہ نسیان قیامت اور نسیان آیتی انھین بندونکو ہو جو کافر ہین اور جو ایمان لایا وہ فراموش
کرنیوالا نہین ہو مگر جو کوئی قیامت کے لیئے سامان نہ کرے اسکے حق مین تہدید ہو۔ فقال ف ابن العربیؒ نے رحمت الٰہی کے غضب
پر سبقت کیئے ہوئے ہونے کو ہر چیز مین ثابت کیا حتی کہ دوزخیون کے حق مین بھی بیان کیا اور اسی طور پر شیخ شیرازیؒ نے عرائس البیان
مین قولہ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء الآیۃ کے اشارہ مین کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے یہ بات
ہو کہ دوزخیون کے واسطے اہل جنت کا پردہ اٹھا دیا ہو حتی کہ جنت وجنتیون کے دیکھنے سے وہ لوگ عذاب سخت کو اٹھا لیتے ہین اور یہ اوسی
تعالےٰ کے الطاف خفیہ مین سے ہو تو نہین دیکھتا کہ عاشق اگر برف یا زمہریر مین پڑا ہوا اگر معشوق پر اسکی نظر رہے تو اسکے دیدار کی حلاوت
مین برف سے گل جانے کا دکھ نہین پاتا تجھے چاہیئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ یاد کر کہ عورتون نے انکے دیدار مین کیونکر اپنے
ہاتھ کاٹ لیئے اور کٹنے کے درد سے بے خبر ہوئین مین نے سنا کہ مشائخ مین سے کوئی بزرگ تھے کہ اپنے مکان سے پڑوس کی مسجد مین
مغرب وعشاء کے درمیان جاتے تھے تاکہ عشاء کی نماز ادا کرین اور ان دنون برف گرا کرتا تھا پس راہ مین دیکھا کہ ایک جھروکے کے
نیچے ایک نوجوان آدمی اپنے معشوق سے باتین کرتا ہو اور معشوق جھروکے پر ہو اور یہ دونون اپنی باتون مین ایسے غافل تھے کہ انکو شیخ
موصوف کے آنے سے خبر بھی نہوئی پھر جب شیخ موصوف عشاء کی نماز کے بعد واپس ہوئے تو بھی انکو اسی حال مین دیکھتے آئے
پھر رات گزر کر جب صبح کی نماز کا وقت قریب ہوا اور شیخ موصوف لالٹین لیئے ہوئے مسجد کو چلے تو دیکھا کہ وہ دونون اسی حال سے باتین
کرتے ہین اور برف اسکے گھٹنون تک چڑھ گیا ہو جب قریب ہوئے تو معشوق نے عاشق سے کہا کہ اے پیارے ہو وقت ٹلی کہ شیخ نماز عشا کو جاتا ہو۔
اور یہ جدائی پیش آنے سے دردناک شعر پڑھا شیخ یہ حال دیکھکر روئے اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئے۔ پھر ہوش آیا تو ایک نعرہ مارا
اور گریبان چاک کر ڈالا اور کہا کہ آدمیون کے آپس کے عشق مین یہ حال ہو کہ عشاء وفجر کی خبر نہین اور برف وسردی سے اثر نہین اور مین حضرت
خالق عز وجل کے اس پردہ غفلت مین پڑا ہون ؎ عشق آن نبود کہ در مردم بود ؞ این فساد خوردن گندم بود ؞ عاشق صنع خدا با فر بود ؞
عاشق مصنوع او کافر بود ؞ عشق بر مردہ نباشد پایدار ؞ عشق را برحی وبر قیوم دار ؞ عشق آن بگزین کہ جملہ انبیاء ؞ یافتہ از عشق او کار و کیا ؞
قولہ افیضوا علینا من الماء اسواسطے پانی مانگا کہ وہ آگ کی ضد ہو اور اشارہ ہو اے درگاہ بے نیاز کے بندو کچھ پھر بھی دریائے رحمت سے پانی بہا دو
یا جو کچھ تمکو رزق تقرب حاصل ہوا ہو اس مین سے ہمکو بھی دلوا دو یعنی ہماری شفاعت کر دو حضرت استادؒ نے فرمایا کہ انکو ایک قطرہ نہ دیا جائے گا
باوجود اسکے کہ اللہ تعالےٰ پاک پروردگار انکے عذاب دینے سے بے پروا ہو اور جو چاہے کہ انکو دیدے سا او چاہے جس نعمت مین انکو رکھے ولیکن یہ قہر ربوبیت و
عزت لحدیت ہو وہ قادر مختار ہو جو چاہے کرے کون وہان دم مار سکتا ہو لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون جیسے دنیا مین انکو ایک ذرہ معرفت
نہ دی ویسے ہی آخرت مین ان حالتون مین انکو ایک قطرہ نہ عطا کریگا اور یہ لوگ پانی مانگین کہ اس سے روئین کیونکہ انکے آنسو منقطع ہونگے

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ
اور ہمنے انکو پہونچا دی ہو کتاب جو کھول کر بیان کی ہو خبرداری سے راہ بتاتی اور مہربانی ایمان والے لوگون کو کیا راہ دیکھتے ہین مگر یہی کہ وہ پڑے جسدن
يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ
ٹھیک پڑے گی کہنے لگین گے جو اسکو بھول رہے تھے پہلے سچ بات لائے تھے ہمارے رب کے رسول اب کوئی ہین سفارش والے تو ہماری سفارش کرین

Marfat.com

ع ۱۳

اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

یا ہمکو پھر جانا ہو تو ہم کام کرین سوائے اُسکے جو کر رہے تھے تحقیق ہارے اپنی جان اور بھول گیا جو جھوٹ بناتے تھے

جب اﷲ تعالےٰ عزوجل نے کافرون کی آخرت کا حال اور جس خرابی کی طرف انکا انجام ہوا ہی بیان فرما دیا تو اب یہ بھی ظاہر فرمایا کہ دنیا مین انکے علل واعذار سب اس طرح دفع کردیے تھے کہ رسول ہدایت کرنے والے اور کتابین رحمت سے بھیجدی تھین چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ اور البتہ اُتار دی ہمنے اُنکے پاس کتاب۔ یہان دو تفسیرین ہین ایک یہ کہ ضمیر ہم راجع بجانب اصحاب النار ہی یعنی اصحاب النار کی ہدایت کے لیئے دنیا مین ہمنے کتاب دیدی تھی اور کتاب سے جنس مراد ہو پس ہر فریق دوزخی کو کسی کتاب آسمانی کی پیروی کا حکم ہوا تھا مگر اُسنے نہ مانی اور آخر دوزخی ہوا۔ دوم یہ کہ ضمیر راجع باہل مکہ ہو اور کتاب سے قرآن مراد ہو اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا یعنی البتہ ہمنے اہل مکہ کو ایمان لانے وعمل نیک ادا کرنے کے واسطے کتاب دی جسکی یہ صفت ہو کہ فَصَّلْنٰهُ عَلٰي عِلْمٍ ای بیناہ بالاخبار والوعد والوعید حال کوننا عالمین بما فصل فیہ یعنی ایسی کتاب کہ ہمنے اسکو مبین کردیا اخبار و وعدہ وعید سے درحالیکہ ہم خوب جانتے ہین جو کچھ اس کتاب مین مفصل ظاہر ہو یعنے عقائد واحکام و وعظ ونصیحت سب کو ہمنے ظاہر کھلا کھلا فرما دیا اور ہمنے اسکی وجہ تفصیل سے آگاہی کے ساتھ بیان کیا یہانتک کہ کتاب موصوف ایک کتاب محکم ہوئی۔ کمافی قولہ کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت الآیۃ اور قرآن مین نو قسم کی تفصیل وتبیین ہو حلال حرام محکم متشابہ۔ بشارت انذار قصص۔ وعظ۔ مثل۔ اور بعض نے کہا کہ تفصیل سے مراد حق وباطل کی تمیز ہو۔ الجملہ قولہ علی علم حال ہو اے فصلناہ عالمین۔ اور اسمین دلیل ہو کہ اﷲ تعالےٰ عالم بعلم ہو یعنے یہ صفت پاک اسکی ذات پاک کے لیئے ثابت ہو اور بعض نے اسکو کتاب کی ضمیر سے حال قرار دیا یعنے مشتملاً علی علم درحالیکہ وہ کتاب مشتمل ہو علم خاص پر۔ اور بعض قراءۃ مین فضلناہ بضاد معجمہ آیا یعنے تفضیل دی ہمنے اس کتاب کو دیگر کتب آسمانی پر درحالیکہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہ اسی فضیلت کے لائق ہو یہ قراءۃ مؤید ہو تفسیر دوم کی جسکو مفسرؒ نے اختیار کیا ہو پھر فصلناہ کی ضمیر ہارسے جو کتاب کی طرف راجع ہو حال فرمایا هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یعنے درحالیکہ یہ کتاب ہدایت و رحمت ہو ایسی قوم کے واسطے جو اسپر ایمان لاتے ہین پھر کافرون کو تنبیہ فرمائی هَلْ يَنْظُرُوْنَ ما ینتظرون نہین انتظار کرتے ہین اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ مگر اسکی تاویل کا۔ یعنے اس کتاب مین جو وعدہ و وعید مذکور ہین اور اس سے ظاہر ہوتے ہین انکے ظہور سے اسکی سچائی کھلجانیکا انتظار کر رہے ہین یعنے کافرون کے حق مین جو عذاب کا اور مومنون کے واسطے ثواب کا وعدہ ہو اور جنت ودوزخ کا بیان ہو اسکے انجام کا واقع وظاہر ہونیکا انتظار کر رہے ہین کذا قال مجاہد وغیر واحد من الائمہ رحمہم اﷲ۔ ربیع بن انسؒ نے کہا کہ برابر اس کتاب کی تاویل ایک ایک کر کے آتی رہیگی یہانتک کہ جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین داخل ہوجاوین پس اُسدن تاویل پوری ہوجائیگی۔ التاویل مرجع الشئی ومصیرہ یعنی تاویل ہر چیز کی وہ ہو جو انجام کار مین اُس شئی کا ظہور ہوا اور یہی معنی ہین کہ تاویل الشئی ما یؤول الیہ امرہ یعنی تاویل ہر شئی کی وہ ہی جس طرف اُس شئی کا انجام کار ہو پس قرآن مین جو امور آیندہ کے واسطے مذکور ہین انکی تاویل وہی انکا واقع ہونا اور قرآن مجید کی سچائی برملا ظاہر ہوجانا پس کافرونکو تہدید فرمائی کہ ابھی نہین سچ مانتے ہین تو کیا اسکے وعدہ و وعید وغیرہ کی تاویل کے منتظر ہین يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ جسدن اسکی تاویل آجاویگی تو جنلوگون نے اسکو پہلے سے فراموش کر رکھا تھا وہ اسوقت کہینگے کہ البتہ ہمارے پروردگار کے رسول علیہم السلام سچ بات لائے تھے یوم سے مراد روز قیامت ہو جیسا کہ ابن عباسؓ وجملہ مفسرین نے بیان کیا ہو مگر ربیع بن انسؒ کے قول سے معلوم ہوتا ہو کہ مشرکین مکہ کے قتل وخوار ہونے کی تاویل اور ایسے ہی

Marfat.com

یہود و نصاریٰ کے قتل و خوار و تابع ہونے کی تاویل جسکی خبر پہلے سے فرمائی تھی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ تک مین دنیامین بھی واقع ہوگئی ولیکن اس کلام مین قیامت ہی کے روز کے واقع ہونے والی تاویل مراد ہی اور نسوہ من قبل کے یہ معنی کہ اس کتاب کے موافق عمل کرنے کو پہلے سے یعنی دارالدنیا مین فراموش و ترک کیا تھا یعنے اسطرح چھوڑا تھا جیسے فراموش کرنے والا بے پروا چھوڑتا ہی یعنی قیامت کے روز جب اس کتاب مجید کی تاویل واقع ہوگی تو دنیامین اس کتاب کے موافق عمل کرنے کو چھوڑنے والے آنکھون دیکھکر اقرار کرینگے کہ بیشک اللہ تعالے کے رسول علیہم السلام سب سچی باتین لائے تھے ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ ہمنے نہ مانا اور اسکے موافق عمل نہ کیا حالانکہ ایمان و اقرار وہان کچھ مفید نہوگا تب کافر کہینگے کہ فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ بھلا ہمارے واسطے کوئی شفاعت کرنیوالون سے ہین کہ ہماری سفارش کرین یا ہم پھیر دیے جاوین تو ہم عمل کرین سوائے اس عمل کے جو ہم کیا کرتے تھے پس نرد مرفوع اور عطف ہی لنا من شفعاء پر ای ہل نرد اور ایک قراءۃ مین نرد بالنصب ہی پس فیشفعوا پر عطف ہی یا حرف او بمعنی الی ان ہی پس اول صورت مین درخواست دو باتون مین سے ایک بات کی ہی کہ ہمارے واسطے کوئی شفیع ہون یا ہم دنیامین پھیر دیے جاوین اور دوسری صورت یعنے قراءۃ نصب پر اگر عطف ہی تو درخواست یہ ہی کہ شفیع ہون یا تو سفارش سے معاف کرادین بدون واپسی کے یا واپس کرادین انکو بدون سفارش کے اور اگر حرف او بمعنی الی ان ہی تو شفیع ہون جنکی سفارش سے یہ ہو کہ دنیامین رد کیے جاوین پس جاکر عمل کرین سوائے اس عمل کے جو کرتے تھے یعنی شرک و کفر و بد اعمال کے سوائے توحید و نیک اعمال کرین اور ہرگز شرک کے پاس نہ پھٹکین پس فنعمل بالنصب جواب فقط استفہام ثانی کا ہی اور بعض قراءۃ مین فعل مرفوع آیا ای فنحن نعمل یعنی اظہار ہی کہ بر تقدیر واپس کیے جانے کے ہم پہلے اعمال کے سوائے توحید و اعمال صالح ادا کرینگے حالانکہ درحقیقت جھوٹے ہین کما قال اللہ تعالی ولو تری اذ وقفوا علی النار فقالوا یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا ونکون من المومنین بل بدا لہم ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون ۔ اسی واسطے مفسرؒ نے یہان جواب استفہام مین لا مقدر کیا یعنی انکی اس درخواست کا جواب یہ ہوگا کہ نہین یعنے نہ تمہارے شفیع ہین اور نہ تم پھیرے جاؤگے قَدْ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ اور تعالے نے فرمایا کہ البتہ خسارہ مین ڈالا ان کافرون نے اپنی جانون کو کیونکہ اپنے آپ کو ایسی ہلاکت مین ڈالا جس سے نجات نہین ہی وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ضل عنہم ای ذہب عنہم جاتا رہا اُن سے یعنی باطل ہوا اور کچھ بھی انکے کام نہ آیا جو دنیامین شریک وغیرہ کا دعوی بنایا کرتے تھے پس ما کانوا مین ما مصدریہ ہی یعنی باطل ہوا انکا افترا اور احتمال ہی کہ ما موصولہ ہو یعنی وہ چیز جسکو افترا سے شریک وغیرہ بناتے تھے وہ یہان باطل ظاہر ہوئی کہ کچھ بھی انکے آڑے نہ آسکی اور انکو اب یقین ہوگا کہ تاویل کے انتظار مین بڑی غفلت و غلطی کی کہ اسکی اصلاح اب ممکن نہین ہی ف فی العرائس قولہ تعالی ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ الآیۃ اللہ تعالے نے مومنون کے لیئے ہدایت و رحمت اپنا کلام قدیم بھیجنے سے احسان رکھا اور جو سعادات و کرامات و درجات عمدہ عمدہ انکے واسطے آخرت مین رکھے ہین اس سے آگاہ فرمایا اور اسی کتاب مجید سے انکو اعمال پاکیزہ و حالات شریف و مقامات بلند کیطرف ہدایت کی اور اسی سے اپنے اسماء پاک و نعوت و صفات مقدس اور ذات متعالی کی معرفت سے سرفراز کیا اور انتظام صنائع و اعلام قدرت کے ہر بیان سے ہر ایک صفت قدیمہ مقدسہ کی طرف دلالت ہی جس سے معرفت ذات پاک حاصل ہوتی ہی عارفون کے لیئے اس کتاب سے معرفت ہی اور موحدین کے لیئے خزانہ غیب کی کشائش ہی اور غافلون کے دل سے پردہ غفلت و جہالت کا انکشاف ہی اور لطائف سے جذب دلہائے محبین و مشتاقین و عاشقین ہی اور اسمین مقامات عبودیت و معارف ربوبیت کی تربیت ہی

Marfat.com

قال المترجم سورۂ یٰسٓ کی تعریف مین آیا ہو کہ قرآن کا قلب ہو اور ترتیب ظاہری مین بھی اسی طرح واقع ہو اور اسمین اسرار ولطائف و
عجائب ہین کہ وہ اس بیان سے منکشف نہین ہوتے ہین بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہو ہدایت فرماتا ہو **قال الشیخ** یہ سب
اُسکے علم قدیم سے صادر ہو اسی سے مومنون کے دلون کو ہدایت فرماتا ہو اور یہ کتاب پاک اسکی طرف سے رحمت کافی ہو عموم وخصوص کی طرح
اور جسکو اس سے اپنی طرف ہدایت فرمائی اُسکے حق مین رحمت ازلی سابق ہو چکی تھی اور اس سے زیادہ کونسی نعمت ہوگی کہ اپنے کلام پاک کو
ہماری طرف نازل فرما کر ہمکو نفس کی بندگی سے اور شہوات نفسانی سے چھوڑایا اور انوار ربانیہ کی طرف راہ بتائی الحمد للہ الذی من
علینا بفواتح انعامہ ولطائف اکرامہ واصطفانا بخطابہ وجعل اسماعنا محل استماع کلامہ وقلوبنا اوطان بیانہ واسرارنا اوعیۃ انوار سلطانہ
وارواحنا خزائن عرفانہ وعقولنا مشاہد برہانہ وابداننا مساقط شرائع قرآنہ لہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ مبارکا بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
نے کتاب اُتاری جسمین گمراہی سے ہدایت ہو اور عذاب سے رحمت ہو اور دشمن و دوست مین تفریق ہو اسکے معانی پر کوئی مطلع نہین اس
طور کہ فیض پاوے مگر وہی لوگ جو اسکے متشابہ پر ایمان لائے ہین اور اسکے احکام پر عمل کرتے ہین اور اوقات شب و روز مین اسکی آیات
کی تلاوت کرتے ہین طالب فلاح کے لیئے اسمین فلاح ہو اور قاصد نجات کے لیئے اسمین نجات ہو اس سے کوئی ہلاک نہین ہوتا مگر وہی جسکی
تقدیر مین بربادی ہو اور جسکے حق مین نجات مقدر ہو اسکو اس سے نجات ہو جب خطاب سے عارفون کو آگاہ کیا تو اپنے افعال نورانی و
برہان قدرتی و آیات صفاتی اور اعلام ذاتی سے اپنی معرفت انکو دکھلائی جس سے عام لوگون کو بھی معلوم ہو جاوے کہ وہی معبود برحق
اسی کی توحید فرض عین ہو۔ بقولہ تعالےٰ

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ
تمہارا رب اللہ ہو جسنے بنائے آسمان اور زمین چھ دن مین پھر بیٹھا تخت پر اُڑھاتا ہو رات پر دن
يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ۝
اُسکے پیچھے لگا آتا ہو دوڑتا اور سورج اور چاند اور تارے کام لگے اُسکے حکم پر سن لو اُسی کا کام ہو بنانا اور حکم فرمانا بڑی برکت اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بے شک تمہارا پروردگار اللہ تعالےٰ ہے جس نے پیدا کیا آسمانون
اور زمین کو خلق لغت مین بمعنے تقدیر یعنے مقدر کرنا اور استعمال اس کا اس معنے مین کہ شئے کو بدون اصل سابق کے پیدا کر دینا
حاصل آن کہ ان دونون کی خلقت کو بدون مثال سابق کے ابداع فرمایا اور ان کے احوال کو مقدر کیا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
چھ روز مین ایام جمع یوم اور وہ طلوع آفتاب سے غروب تک کے زمانہ کو کہتے ہین اور چونکہ اس حال مین آفتاب وغیرہ کچھ نہ تھا لہذا
چھ روز سے مراد اسقدر وقت ہے اور قولہ تعالےٰ ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام وما مسنا من لغوب الآیہ مین بھی چھ روز مین
زمین اور آسمان مع تمام چیزون کے پیدا کرنا ثابت ہو پھر اطلاق لفظ یوم کا مقدار زائد پر بھی ہو مانند یوم القیامۃ کے اور قولہ فی یوم کان مقدارہ
الف سنۃ مما تعدون اور قولہ خمسین الف سنۃ مما تعدون یعنے ہزار برس اور پچاس ہزار برس کی مقدار ہمارے شمار کے موافق کو بھی
یوم فرمایا پس جسنے طلوع آفتاب سے غروب تک مین یوم منحصر ہونے کو زعم کیا اسکا وہم ہو لہذا آیت مین علمار کے دو قول ہین بعض نے
کہا کہ ایام دنیا کے چھ روز کی مقدار اور یہی اکثر نے اختیار کیا اور بعض نے کہا کہ چھ روز ایام آخرت کے بحساب ہزار سال مراد ہو اور
ابن عباسؓ سے ہزار سال کا دن مراد ہونا مروی ہو بعض نے لکھا کہ یہی جمہور کا قول ہو وفی تفسیر الحافظ قول اول موافق معنی متبادر ہی

اور ہزار سال مراد ہونا حضرت مجاہدؒ سے منصوص ہے اور امام احمد بن حنبل نے بھی یہی کہا اور ضحاکؒ نے اسکو ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے
قلت تصریح بروایت ضحاک باین معنی کہ انکے اسماع مین ابن عباس سے کلام ہے پس اگر نہین سُنا تو روایت منقطع ہوگی واللہ اعلم پھر ان چھ
ایام مین بھی اختلافی دو قول ہین اوّل آنکہ یکشنبہ یعنی اتوار سے لیکر جمعہ تک چھ روز مین تمام پیدا ہوا اور جمعہ کو خلقت کا اجتماع ہوا اوسی مین
آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور رہا ساتوان روز شنبہ یعنی سنیچر تو اسمین خلقت نہین واقع ہوئی اسی سے اسکو سبت نام رکھا بمعنی قطع - اور بعض
نے لکھا کہ یہی عبد اللہ بن سلام وکعب احبار وضحاک ومجاہد کا قول ہے اور یہی شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا قول دوم آنکہ ابتداے خلقت روز شنبہ
سے واقع ہوئی چنانچہ ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ اللہ تعالے نے مٹی کو سنیچر کے روز پیدا کیا اور اسمین پہاڑون کو اتوار
کے روز قائم کیا اور درخت دوشنبہ کے روز پیدا کیئے اور مکروہات منگل کو پیدا کین اور نور چہارشنبہ کو پیدا کیا اور جانور دواب اسمین
پنجشنبہ کو منتشر کیئے اور آدم کو جمعہ کو آخر روز پیدا فرمایا - رواہ احمد ومسلم والنسائی - علامہ اسنویؒ نے کہا کہ یہی قول بدلیل اس حدیث کے صواب ہے
اور حافظ الحدیث ابن کثیرؒ نے کہا کہ اللہ تعالے نے چھ روز پر تنصیص فرمائی ہے اور اسمین ساتون روز کا استیعاب ہے اور اسکو اگرچہ امام
مسلمؒ نے روایت کیا لیکن امام بخاری وبہت سے ائمہ الحدیث نے اس روایت مین کلام کیا اور اسکو وہم قرار دیا ہے اور کہا کہ ابو ہریرہؓ نے
اسکو کعب احبار سے لیا ہے اور یہ حدیث مرفوع نہین ہے - اور سلیمان جملؒ نے یہان یہ اشکال پیش کیا کہ بہرحال اتوار و دوشنبہ و منگل وغیرہ
کی تقسیم کیونکر ہوسکتی ہے کیونکہ ایام دنیا وہان نہ تھے اور مقدار چھ روز کا زمانہ لینے سے اشکال نہین دفع ہوتا ہے کما لایخفی اور جواب یہ ہوسکتا ہے
کہ زمانہ کا وہان وجود نہ تھا جیسے ان ایام کا وجود نہ تھا پس علم الٰہی سے جیسے چھ ایام کی مقدار ثابت ہوئی ویسے ہی ان ایام کی ترتیب ثابت تھی کیونکہ ترتیب ان ایام
کی ہے اور سنیچر کے واسطے مقدار متروک ہے اور علی ہذا اگر ترک کا اعتبار نکیا جاوے تو وہ بھی داخل ہوسکتا ہے اور اسی وجہ سے روایت مذکورہ
مین استیعاب مذکور ہونا بھی مشکل نہین اور یہ بمانند قولہ تعالی لہم رزقہم فیہا بکرۃ وعشیا ہے حالانکہ جنت مین رات ودن کا وجود نہین ہے بالجملہ وہم
اسوجہ سے خطا کرتا ہے کہ شب وروز کے لوازم ومقدار زمانہ کے اندر سے اسکو خارج ہونے کی مجال نہین ہے پس تو اپنے وہم سے دامن
چھڑا کر عقل سے تصدیق کرے واللہ سبحانہ الموفق پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے سبحانہ قادر ہے کہ سب چیز کو ایک لحظہ مین پیدا فرما دے بلکہ وہان
دیر کے معنی بسبب ارادہ متصور ہی نہین - انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون وہان تو ادھر چاہا ادھر ہوگیا بلکہ چاہنا ہی پیدائش ہے
لیکن اس مدت مین پیدا کرنا مخلوق کو تثبیت کی تعلیم ہے جیسا کہ سعید بن جبیرؒ سے مروی ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ تانی ٹھہراؤ کے ساتھ
کام کرنا اللہ تعالے کی طرف سے اور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہے - واضح ہو کہ بعضے یونانی فلاسفہ نے زعم کیا کہ اللہ تعالی سے
خلقت خود بخود باضطرار صادر ہوئی کیونکہ علت تامہ ہونے پر وجود معلول بے اختیار ہے اور یہ شیطانی گمراہی وکفر ہے وقال البیضاوی واللہ تعالی
نے اشیا کو تدریج کے ساتھ پیدا فرمایا باوجودیکہ او تعالے قادر تھا کہ انکو دفعۃً ایک آن مین پیدا فرما دے تو یہ اسواسطے کہ مخلوق کو دلیل ملے
کہ او تعالی قادر مختار ہے اور نظر کرنے والے اس سے اعتبار حاصل کرین اور لوگون کو درنگی مین آمادگی دلائی ہے بالجملہ او تعالی عزوجل
نے آسمانون وزمین اور جو کچھ انمین ہے سب چھ روز مین پیدا فرمایا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر او تعالی عرش پر مستوی ہوا مفسرؒ نے کہا کہ
لغت مین عرش کے معنے بادشاہی تخت کے ہین اور استوا سے یہان ایسا استوار مراد ہے جو او تعالی جل جلالہ کے لائق ہے مترجم کہتا ہے کہ مفسرؒ نے اس
مقام پر سلف وخلف صالحین ومشاہیر ائمہ فقہ وائمہ حدیث وائمہ کلام کا مذہب اختیار کیا کہ کوئی تاویل نہین کی بلکہ تفسیر پر اکتفا کیا اور اسکے
حق ہونے کا اعتقاد کیا اور اسپر ایمان لایا اور اسکی تاویل وعلم حقیقی کو اللہ عزوجل کے سپرد کیا - واضح ہو کہ تاویل کے کئی معنی آیا کرتے

Marfat.com

ہین اول معنی ما یؤول الیہ الامر جیساکہ عنقریب اوپر گزرا۔ قولہ ہل ینظرون الا تاویلہ کی تفسیر مین پس یہان معنی جو کچھ وعدہ و وعید و قیامت و جنت و دوزخ
وغیرہ قرآن مجید مین مذکور ہین اسکی تاویل کوئی نہین جانتا کیونکہ وہ بدون واقع ہونے اور معائنہ ہو جانے کے کیونکر معلوم ہو اور یہی قولہ ہذا تاویل رؤیای
مین مراد ہو کہ جب حضرت یوسفؑ کو انکے بھائیون و مان باپ نے تعظیمی سجدہ کیا تو انھون نے کہا یہ میرے خواب کی تاویل تھی دوم تاویل کے معنی یہ
کہ ظاہر معنی راجح آیت کو کوئی وجہ ایسی پیش آتی ہو جس سے ایک مرجوح معنی کیطرف رجوع کیا جاوے اور یہی مفسرین کی اصطلاح مین شائع ہو اور تفسیر
اس سے اعم ہو جیساکہ ابتداے سورۂ بقرہ مین بروایت عبد الرزاق بسند جید از ابن عباسؓ یہ بیان مفصل گزرا ہی پس تفسیر کلمات اور ترکیب کلام
مین مرجع اہل زبان کی طرف ہوگا اور وہی معنی ظاہر مراد ہونگے اگر کوئی دلیل ایسی قائم نہو کہ اس سے دوسرے معنی کی طرف رجوع کیا جاوے اور
بدون دلیل کے دوسرے معنی کی طرف رجوع کرنا حرام ہو جب یہ بات بیان ہوگئی تو واضح ہو کہ استواء کے معنی لغت مین برابری و بلندی و استقرار
و صعود و استیلاء و اعتدال وغیرہ کے مستعمل ہوئے ہین اور حرف علی کے ساتھ بمعنی استقرار و علو مستعمل ہو جوہریؒ نے صحاح مین کہا کہ استوی علی ظہر
دابتہ ای استقر یعنی اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر مستوی ہوا یعنی اسکے اوپر مستقر ہوا اور استوی الی السماء ای صعد یعنی آسمان کی طرف مستوی ہوا یعنی اس طرف صعود کیا
اور چڑھ گیا اور ابو عبیدہؒ سے منقول ہو کہ یہان استواء کے معنی ارتفاع و علو کے ہین اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہو کہ استوی کی استقرار سے
تفسیر فرمائی جیساکہ صحیح بخاری مین ہو اور عرش کا استعمال لغت مین کئی معنی مین ہو چنانچہ صحاح و قاموس وغیرہ مین عرش بمعنی تخت بادشاہی مذکور ہو اور کہا گیا
کہ جو بلند ہو کر سایہ انداز ہو اور کنایہ از عزت و سلطنت و مملکت ہو اور عرش البیت چھت اور عرش البیر کنوئی کا چوکھٹا وغیر ذلک من المعانی التی استعمل فیہا
اور یہان عرش کی تفسیر اس مقام پر تخت بادشاہی سے جیساکہ مفسرؒ نے ذکر کیا مستند ہو اور استواء کے معنی استقرار سے جو ابن عباسؓ سے مروی ہو
وہی ماخوذ ہو اور علامہ نسفیؒ نے جو مدارک مین اس سے انکار کیا وہ وہم و سہو ہو جیساکہ عنقریب معلوم ہوگا اور ایسے ہی خفاجیؒ نے جو حاشیہ بیضاوی
مین کہا کہ عرش وہ فلک الافلاک ہو یہ بھی وہم و خلاف ہو اور معتمد وہ ہو جو احادیث مین عرش کی صفت ثابت ہوئی کہ وہ آسمانون و زمین کو محیط بلکہ
بہت عظیم ہے جیساکہ تفسیر آیۃ الکرسی مین گزرا ہو راغب رحمہ اللہ نے کہا کہ عرش اللہ عز و جل ایسی چیز ہو کہ بندہ اسکو نہین جانتا مگر فقط اسکا نام درحقیقت
ہو اور جو کچھ عوام اپنے وہم مین تصور کرتے ہین وہ باطل ہو کیونکہ ایسا ہوتا تو وہ اللہ تعالی کو لیے اوپر اٹھانیوالا ہوتا اور یہ محال ہو اللہ تعالی پاک ہو
اور بعض لوگون نے وہم کیا کہ وہ فلک الافلاک ہو اور کرسی فلک الکواکب ہو یہ بھی وہم و باطل ہو بعد اس تفسیر کے اب جاننا چاہیئے کہ قولہ تعالے
ثم استوی علی العرش کے کیا معنی ہین پس یہان لوگون کے اقوال بہت ہین جنکو یہان بیان کرنا بیکار ہو مگر اسی قدر کہ ظاہر تفسیر جو استواء و عرش کے معنی
بیان کرنے سے معلوم ہوئی ہو آیا اسمین تاویل کی ضرورت ہو یا وہی مختار ہو اور کس معنی کرکے وہ مختار ہو پس ظاہر معنی یہ ہوئے کہ پھر اللہ تعالے
اپنے عرش پر مستقر ہوا فرقہ معتزلہ اور ایک جماعت متکلمین نے کہا کہ ظاہر تفسیر سے یہ لازم آتا ہو کہ اوتعالی تخت بادشاہی پر متمکن ہوا اور روا نہین کہ عرش کو
اللہ تعالے کا اٹھانیوالا کہا جاوے کیونکہ اوتعالے پاک و برتر ہو کہ عرش مخلوق اسکو برداشت کرسکے پس یہان استوی بمعنی استولی ہو یعنی غالب
و مستولی ہوا عرش پر اور استواء بمعنی استیلاء آیا ہو چنانچہ شاعر نے بشر کے حق مین کہا ؎ قد استوی بشر علی العراق ٭ من غیر سیف و دم مہراق
یعنی بشر مستولی و غالب ہو گیا ملک عراق پر بدون تلوار کے اور بدون خونریزی کے۔ اور یہ تاویل رد کر دی گئی باینطور کہ اہل لغت کے نزدیک یہ ثابت نہین
ہو چنانچہ ابن الاعرابیؒ نے فرمایا کہ استوی فلان علی کذا بمعنی استولی علیہ کے معروف نہین مگر جبھی کہ وہ شخص اس چیز سے دور ہو اسپر قابو دیکھتا ہو
پھر اسپر قابو پا جاوے تو البتہ ایسا بولتے ہین و یہان معلوم ہو کہ اللہ تعالی عرش وغیرہ جملہ اشیاء پر قادر قدیم ہو اور ابن فارس لغویؒ نے کہا کہ اس شعر
کا کہنے والا معلوم نہین ہوتا کہ کون شخص ناواقف ہو اور اگر معلوم ہو تو بھی کچھ حجت نہین کیونکہ جو مستولی نہو اسکے مستولی ہو جانے پر ایسا بولتے ہین

Marfat.com

اور یہان صحیح نہین ہو جیسا کہ بیان ہوا معالم وسراج وغیرہ مین کہا کہ اہل سنت رحمہم اللہ کے نزدیک عرش پر مستوی ہونا اللہ تعالی کے صفت ہو ہم اسپر ایمان لاتے ہین بدون کیفیت کے اور جو اسکی واقعی کیفیت ہو وہ ہم نہین جانتے ہین پس یہ لازم نہین ہوتا کہ اللہ تعالی مستوی ہو تو عرش او تعالے عزوجل کا اوٹھانے والا ہو جائیگا کیونکہ ہم اس استوار کے معنی یہ نہین کہتے کہ جیسے کوئی مخلوق کسی چیز پر مستقر ہوتی ہو اسی طرح ہو بلکہ جو استوار کہ حضرت باری تعالے کو لائق ہو ویسے ہی مستوی ہو جسکی تاویل اللہ تعالی جانتا ہو ہم بندے اسکو نہین جان سکتے جیسے او تعالی عزوجل اور صفات مقدس کی تاویل کو نہین جانتے ہین ہان یہ یقین رکھتے ہین کہ بحکم قولہ تعالی لیس کمثلہ شئی یعنی او تعالے کے ساتھ کوئی چیز مشابہ نہین ہو پس عرش پر مستوی ہونے کی صفت مین بھی کوئی چیز اسکے مشابہ نہین ہو سراج مین لکھا کہ ہم لوگ اللہ تعالے سے پناہ مانگتے ہین اس بات سے کہ فرقہ مجسمہ کی طرح ہم او تعالی کو کسی مخلوق سے کسی صفت وغیرہ مین تشبیہ دین اور اسیطرح اس بات سے بھی پناہ مانگتے ہین کہ ملحدون کی طرح ہم او تعالی مین کوئی صفت ثابت نہ کرین حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ہم اس مقام پر سلف صالحین کا مسلک اختیار کرتے ہین اور امام مالک واوزاعی وثوری وشافعی ولیث بن سعد واحمد بن حنبل واسحق بن راہویہ اور انکے سوائے اور مسلمانون کے پیشواؤن اگلون وپچھلون کا یہ مذہب ہے کہ ایسی آیات واحادیث صفات کو جیسی آئی ہین ویسی ہی جاری رکھو بدون اسکے کہ انکی کیفیت کو تصور مین لاؤ اور بدون اسکے کہ تشبیہ دو اور بدون اسکے کہ بیجا تاویل سے ان صفتون کی نفی کرو اور جو لوگ تشبیہ دیتے ہین انکے خیال مین جو وہم بیان سمایا ہو وہ حضرت باری تعالی جل جلالہ سے قطعاً منفی ومردود ہو کیونکہ او تعالی عزوجل کے واسطے صفات ہین مگر اسکے ساتھ کوئی چیز کسی بات مین کسی وجہ سے بھی مشابہ نہین ہو کما قال تعالی لیس کمثلہ شئی وہو السمیع البصیر بلکہ بات وہ ہو جو اماموں نے بیان کی چنانچہ امام بخاریؒ کے استاد شیخ نعیم بن حماد الخزاعی نے کہا کہ جسنے اللہ تعالی کو اسکے مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی وہ کافر ہوا اور جسنے اس صفت سے انکار کیا جس سے اللہ تعالی نے اپنی ذات پاک کو موصوف فرمایا تو وہ بھی کافر ہوا پس جس صفت سے اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک کو موصوف فرمایا یا اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وصف کیا اسمین کچھ بھی تشبیہ نہین ہو سو جس شخص نے اللہ تعالے کے واسطے ان صفات کو جس شان سے کہ حضرت باری تعالے کے لائق ہین جسکا او تعالے دانا تر ہو ثابت رکھا اور ہر طرح کے نقص وعیب سے ذات الٰہی کو پاک جانا وہ ہدایت کی راہ چلا مترجم کہتا ہو کہ شیخ الاسلام حنفی صاحب کمالین نے اپنے حاشیہ مین لکھا کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ وحسن بصریؒ وامام الفقہاء ابوحنیفہ وامام مالکؒ سے روایت ہو کہ استوار معلوم یعنی اللہ تعالی کا عرش پر مستوی ہونا معلوم ہو اور اسکی کیفیت نہین معلوم ہو اور اسپر ایمان لانا فرض ہو اور کیفیت پوچھنا بدعت ہو بیہقیؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی کہ اللہ تعالی آسمان پر ہو نہ زمین مین۔ اور نیز ابوحنیفہؒ سے مروی ہو کہ جو شخص اس بات سے انکار کرے کہ اللہ تعالی آسمان پر ہو وہ کافر ہو۔ امام شافعیؒ نے کہا کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر آسمان مین ہو وہ اپنی مخلوق سے قریب ہو اسکی کیفیت وہی جانتا ہو اور جیسے چاہتا ہو نزول فرماتا ہو۔ امام احمدؒ سے اسکی مثل مروی ہو اور امام اسحاق بن راہویہؒ نے کہا کہ علماء سنت کا اجماع ہو کہ او تعالے عزوجل اپنے عرش پر مستوی ہو اور وہ ہر چیز کو جانتا ہو اور یہی قول شیخ مزنیؒ وامام المحدثین محمد بن اسمعیل بخاری اور ابوداؤد وترمذیؒ وابن ماجہ وابویعلی وبیہقی اور دیگر ائمہ الحدیث کا ہو اور شیخ ابراہیم حنبلی نے کہا کہ ہمارا طریقہ وہ ہو جو سلف صالحین کا طریق ہو اور وہ کتاب الٰہی وسنت رسول اللہ صلعم واجماع کے تابع تھے اور منجملہ انکے اعتقاد کے یہ ہو کہ او تعالے عزوجل قدیم ہو اور ہمیشہ سے وہ اپنی تمام صفات مین کامل ہو۔ شیخ ابراہیم اسی طرح لکھتے آئے یہانتک کہ لکھا اور جو حدیثین صحیح آئی ہین اور انسے ثابت ہوتا ہو کہ او تعالے عزوجل اپنے عرش پر مستوی ہو پس سلف صالحین اسکے قائل ہین اور اس صفت پر ایمان لاتے ہین بدون اسکے کہ اسکی کیفیت ثابت کرین یا کچھ تشبیہ ثابت کرین بلکہ سب کے سب یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ او تعالے عزوجل کے ساتھ کسی طرح کوئی چیز

Marfat.com

مشابہ نہیں ہو امام الحرمین نے کہا کہ ہم جس بات کو اپنے واسطے پاکیزگی سے لیتے ہیں اور اسی پر اعتماد و اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ کہ سلف صالحین (یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین) کی پیروی کرتے
ہیں اور تاویل سے زبان روکتے ہیں اور جو نصوص آتے ہیں انکو اپنے ظاہر معنی پر رکھتے ہیں اور انکی کیفیت و ما یؤول الیہ الامر کو اللہ عزوجل کے
علم قدیم کامل کو سونپتے ہیں انتہی مافی الکمالین شرح ہیں ہو کہ سلف نے اجماع کیا ہو کہ آیت کے اوپر تاویل کی زیادتی نہ کریں۔ مدارک میں ہو کہ ہمارا مذہب
وہ ہو جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہو اور اسکی کیفیت مجہول ہو اور اسکا سوال کرنا بدعت ہو مترجم کہتا ہو کہ مسلمان بھائیوں کو چاہیئے
کہ سلف صالحین کی پیروی کریں اور اسپر ایمان لاویں کہ اللہ عزوجل اپنے عرش پر ہے ولیکن ہرگز ہرگز اسکی صورت اپنے خیال میں نہ باندھیں کیونکہ
یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہو اور یہ معلوم کہ او تعالیٰ کی ذات و صفات پاک کسی بندہ کے خیال میں نہیں آسکتی ہو اسکے کنہ ذات و صفات میں دم مارنا کسکی
مجال ہو ولیکن یہ ہرگز نہیں چاہیئے کہ اسکی کسی صفت سے انکار کرکے کافر ہوجاوے نعوذ باللہ من الکفر والالحاد پھر او تعالیٰ عزوجل نے اپنی مخلوق
میں اپنی قدرت کاملہ کے ظہور کا اشارہ فرمایا بقولہ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ یغشی از تغشیہ یعنی باب تفعیل سے بھی پڑھا گیا اور اغشاء یعنی باب افعال سے
بھی پڑھا گیا ہو اور معنی یہ ہیں کہ او تعالیٰ تغطیہ کردیتا یعنے ڈھک دیتا ہو ہر ایک رات و دن کو دوسرے سے درحالیکہ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا ای
یطلب کل واحد منہما الآخر طلبا حثیثا ای سریعا۔ طلب کرتا ہو ہر ایک رات و دن میں سے دوسرے کو طلب حثیث یعنی جلدی و تیزی کے ساتھ
یعنی رات کا اندھیرا دن کی روشنی سے جاتا رہتا ہو اور دن کی روشنی رات کی تاریکی سے جاتی رہتی ہو اور لیکن سرعت ہوتی ہو کہ ذرا بھی تاخیر نہیں ہوتی بلکہ
جیسے ایک گیا فی الفور دوسرا آگیا۔ کما فی قولہ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون۔ رازی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے
اس رات و دن کی آمد و رفت کی حرکت کو حثیث یعنی بہت تیزی سے وصف فرمایا تو بات یہ ہو کہ دن و رات کا ایک دوسرے پر بدلتے آنا
قدرت الٰہی میں فلک اعظم کی حرکت پر ہو اور اسکی حرکت میں نہایت سخت تیزی ہو کیونکہ نہایت تیز دوڑنے والا آدمی جتنی دیر میں اپنا ایک قدم
اٹھاکر رکھتا ہو اتنی دیر میں فلک مذکور تین ہزار میل حرکت کرجاتا ہو جسکے بہت کوڑے ایک ہزار کوس ہوئے اسی واسطے یطلبہ حثیثا فرمایا یعنی جلد
اسکے پیچھے آجاتا ہو جیسے اسکا طالب تھا کہ ان دونوں کے بیچ میں کسی چیز کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ہو پس یہ جملہ حالیہ لیل و نہار دونوں سے حال ہو
پھر جو کوئی وہم کرے کہ رات و دن تو سورج نکلنے ڈوبنے یا افلاک اعظم کی حرکت سے ہیں وہ جاہل ہو کیونکہ یہ سب بھی زیر فرمان قدرت ہیں چنانچہ فرمایا
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ یہاں بھی دو قرأت ہیں ایک نصب پس سموات پر عطف ہو اور مسخرات بھی منصوب بنابر آنکہ ان
چیزوں سے حال ہو یعنے پیدا کیا ان چیزوں کو درحالیکہ یہ چیزیں مسخر ہیں اسکے حکم میں۔ اور دوسری قراءۃ میں ان کو رفع ہو بنابر آنکہ مبتدا ہیں اور مسخرات
خبر ہو پس معنی یہ کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکم میں مسخر ہیں یعنی مذلل ہیں یعنے اسکے پاک حکم کے قبضۂ قدرت میں ذلیل ہیں ذرا سرکشی نہیں کرسکتی ہیں ہر دم
ہر حال میں اسکی قدرت و ارادہ کے موافق حرکت کرتی ہیں اور کسی چیز میں خود کسی تاثیر کا یا اثر کا کچھ بھی اختیار نہیں ہو أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ آگاہ رہو
کہ سب خلق اسی کی اور سب امر اسی کا ہو کسی اور کو یہاں ذرہ برابر بھی کچھ نہیں ہو تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ تبارک میں عظمت پر دلالت ہے
یعنے برتر بڑائی والا ہو اپنی وحدانیت کے ساتھ اپنی الٰہیت میں اور بے انتہا عظمت و برکت والا ہو اپنی فردانیت کے ساتھ اپنی ربوبیت میں
وہ اللہ تعالیٰ ہی مالک ہو تمام عالمین کا۔ آیت کریمہ میں تصریح ہو کہ خلق و امر سب اللہ تعالیٰ کے واسطے کسی اور کو اسمیں ذرہ بھی اختیار نہیں ہے۔
سفیان بن عیینہ رح نے کہا کہ خلق تو عرش و اس سے نیچے سب ہو اور امر اس سے اوپر ہو اور اسی سے نکالا کہ کلام اللہ مخلوق نہیں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ
نے خلق و امر میں فرق کیا ہو پس کلام الٰہی یعنی قرآن کو جو کہ امر ہو جسنے مخلوق جانا وہ کافر ہے پس آیت میں دلیل ہو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی خالق
نہیں ہو پس جس شخص نے یہ گمان کیا کہ سورج و چاند وغیرہ کسی چیز سے کوئی تاثیر ہوا کرتی ہو اسطرح کہ ان چیزوں کو کسی وقت کسی حال میں خود

Marfat.com

کوئی اثر پیدا کر دینے کی قدرت ہو تو وہ جاہل مرتد ہی کیونکہ خلق و امر سب اسی کی قدرت کا ملہ ہی پس ہر فعل و ہر تاثیر جو کسی چیز سے ہوتی ہو وہ اسی کی قدرت
سے ہوتی ہو **قال ابن جریر** حدثنی المثنی حدثنا اسحاق حدثنا ہشام ابو عبد الرحمن حدثنا بقیۃ بن الولید حدثنا عبد الغفار بن عبد العزیز الانصاری
عن عبد العزیز الشامی عن ابیہ وکانت لہ صحبۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یحمد اللہ علی ما عمل من عمل الحدیث یعنی رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ جسنے کوئی نیک کام بجا لانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا نہ کی اور اپنی بھلائی سمجھی وہ کافر ہوا اور اسکا کام برباد ہوا اور جسنے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ
نے بندون کے واسطے بھی امر مین سے کچھ قرار دیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل کیا ہو اس سے یہ شخص کافر ہوا اللہ تعالیٰ
فرماتا ہو الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین - ہکذا رواہ من حدیث بقیۃ رحمہ اللہ اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعا روایت مین ہو
کہ اللہم لک الملک کلہ ولک الحمد کلہ والیک یرجع الامر کلہ اسالک من الخیر کلہ واعوذ بک من الشر کلہ یعنی اے میرے پاک پروردگار تیرا ہی سب
ملک ہو اور تیرے ہی لیئے سب حمد ہو اور تیرے ہی طرف سب امر راجع ہی مین تجھی سے سب بھلائی مانگتا ہون اور تجھی سے سب برائی سے
پناہ چاہتا ہون بیضاوی نے اس آیت کریمہ کے فقرہ کو بیان کیا جسکی تلخیص یہ ہو کہ کافرون نے جہالت سے بے اختیار چیزون و بندون
وغیرہ کو اپنے واسطے معبود بنا لیا تھا تو انکے واسطے کھلے بیان سے ظاہر فرمایا کہ معبود فقط ایک وحدہ لاشریک ہو وہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہو
کوئی اسکے سوائے معبود نہین ممکن ہو کیونکہ اسیکا خلق و امر ہو اسلیئے کہ اسنے آسمانون کو پیدا کیا اور نادر صنعت و عجیب حکمت اسمین ظاہر ہو کہ
وہان تحقیق حالات کے لیئے اوہام و عقول کو مجال نہین ہو پھر زمین کے اجسام سفلی کو طرح طرح کی بدیع صنعت و نادر حکمت سے پیدا کیا پھر
ان اجرام و اجسام کی جملہ تدابیر اپنے قبضہ قدرت مین رکھین کما قال یدبر الامر من السماء الی الارض - یعنے آسمان سے زمین کی طرف
اسکی تدبیر امر جاری ہی اسی کی قدرت سے افلاک گھومتے مین ایک ذرہ برابر انکو تجاوز کرنے کا اختیار نہین ہو ایسے ہی سیارے و کواکب
مین اور رات دن پیاپئے داخل ہوتے ہین اس خلق و امر مین وہی قادر مختار ہو کسی کو ذرہ برابر تجاوز کا اختیار نہین ہو بلکہ ممکن نہین کہ کوئی اسکے
حکم قدرت عظیم سے سوائے مسخر ہونے کے جنبش کر سکے پھر نتیجہ بہت ظاہر سمجھا دیا کہ آگاہ رہو کہ اسی کا خلق و امر ہو تبارک اللہ رب العالمین
ف فی العرائس قولہ تعالیٰ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش عین الوہیت سے انکو صریح تنبیہ
کر دی کہ ربکم اللہ کہ پروردگار ہونے کے ساتھ خطاب فرمایا اسلیئے کہ انکے دل اپنے پروردگار کی محبت کی طرف کھنچین پھر انکو الوہیت کیطرف
نام پاک سے اشارہ کیا تاکہ قدم مین حدوث کو فنا ہو جاوے پھر محو کی حالت سے انکو ہوشیاری کی طرف پھیرا اور حضوری سے غائب کیا
بقولہ الذی اور یہ اشارہ ہی اور ربکم عبارت ہی پس اول تو انبساط کے واسطے ہو اور دوم انقباض کے واسطے ہو پھر انکو صفات سے افعال کیطرف
پھیرا جیسے پہلے انکو ذات سے صفات کیطرف پھیرا تھا تاکہ انوار الوہیت خالصہ مین جل نجاوین پس اول خطاب قلب ہو اور دوم خطاب روح ہو
اور سوم خطاب عقل ہی اور مراد اول سے قولہ ربکم اور دوم سے قولہ اللہ اور سوم سے قولہ الذی ہو پھر انکو شہود سے شواہد کی طرف آتار دیا
اور انکی عقل کے موافق انکو خطاب کیا کیونکہ قدم سے حدوث کی طرف حوالہ کر دیا ہی پس اوتعالیٰ دانا تر ہو کہ وحدانیت کے سطوات تجلی کو
وہ اب نہین اُٹھا سکتے ہین پس فرمایا الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام پس مشاہدہ والون کے واسطے آیات کو دیدار صفات کا آئینہ بنایا
ان آیات کو چھ روز مین پیدا فرمایا اور ایام الٰہی اسکی قضاء و قدر مین انکو چھ یوم مین محصور کیا اسکے ایام مین سے ہر روز اسکی کسی صفت کا مطلع
قدم سے ظہور ہو کہ اسنے عدم کے واسطے تجلی فرمائی پس چھ ایام اسکی صفات مین سے چھ صفات کا ظہور ہو اول علم دوم قدرت سوم سمع
چہارم بصر پنجم کلام ششم ارادہ لیکن ان چھ صفات کے انوار سے تمام چیزین کامل طور پر ظاہر ہو گئین پھر جب پوری ہو گئین تو تمام حوادث

مانند جسم آدم کے بدون روح کے حاصل ہوئین پس اپنی ساتوین صفت سے انپر تجلی فرمائی اور وہ ساتوین صفت اسکی حیات قدیم ازلی ہے جو ہر
نفس کے اوہام وخیال وقیاس سے ومشابہت سے پاک منزہ ہے پس تمام چیزین اسکی صفات سے جو اسکی ذات سے قائم ہین موجود ہوگئین
پس اسکی حیات پاک سے جو منزہ از انفصال واتصال ہے ہر ایک کو حاجت ومحتاجی ہے اور اللہ تعالی پاک برتر ہے کوئی چیز اسکے مشابہ نہین ہے
بیان نہایت دقیق اشارہ سے یون سمجھو کہ آسمان ارواح ہین اور زمین اشباح ہین اور عرش قلوب ہین اور کشف افعال سے اشباح کی ابتدا
فرمائی اور کشف ذات سے قلوب ظاہر کیئے کیونکہ قلوب کی منظر محل غیوب ہین اور قلوب سے غیوب محل استوار تجلی قدم ہین۔ پھر قدم کا استوار
ظہور ہوا عدم کے واسطے پھر افعال پر استوار تجلی صفات ہوا پھر صفات پر استوار تجلی ذات ہوا پس اپنی ذات پر اپنی ذات کے واسطے بذات خود
مستوی ہوا جو کہ اتصال وانفصال وحدوث وانکے ساتھ ہونے سب سے پاک منزہ ہے۔ استوا حضرت باری تعالی کی صفت ذاتی ہے وہ مخلوق
کے مطالعہ سے خارج ہے سموات وارض کو تجلی صفات کے واسطے مخصوص کیا اور عرش کو تجلی ذات کے واسطے مخصوص کیا پس آسمان و
زمین تو اس عالم کے واسطے جو بمنزلہ شخص کے ہے جسم ہین اور عرش اس عالم کا قلب ہے اور کرسی اس عالم کا دماغ ہے پس باقی سب کو افعال وصفات کے
ساتھ مخصوص کیا اور عرش کو ظہور ذات سے مختص فرمایا کیونکہ وہ سب کا قلب ہے اور وہی غیب الرحمن واسکا علم حکمت ہے پس مین نے عرش کو
مکاشفہ مین دیکھا کہ انوار لطیف نورانی ہین نہ جسم ہے نہ مکان نکوئی صورت وہ جگمگاتا ہے پس مین نے دریافت کیا تو مجھسے کہا گیا کہ یہ ایک عالم ہے
جسکو عرش کہتے ہین تفسیر مین عرش کے کہا گیا کہ علم ہے جیسے حضرت ابن عباس رضؓ نے کرسی کی تفسیر مین کہا کہ کرسی الٰہی وہ علم الٰہی ہے **قال المترجم**
بعض تفاسیر مین لکھا ہے کہ مراد عرش سے ایک جسم نورانی ہے جو تمام اجسام پر محیط ہے اور یہ قول صحیح نہین ہے۔ پھر اللہ تعالی نے افعال کو ذکر فرمایا
تاکہ ارواح واشباح باقی رہین بقولہ یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔ پہلے رات کو ذکر کیا کیونکہ وہ پردہ اولیاء
وحجلۂ اصفیاء وملجاء نقباء وخیام عرائس اہل مناجات ہے قبض کو بسط پہنایا جاتا ہے کیونکہ دونون ضد ہین۔ رات قبض عارفین ہے اور
روز بسط مشاہدین ہے ان دونون مین سے ہر ایک دوسرے کا طالب ہوتا ہے کیونکہ وصف اسکا حضور وغیبت اسطرح ہے کہ تجلی کا ظہور
ہوا مخفی ہو جاوے لیل تو نفس ہے اور نہار یہ قلب ہے اور شمس روح ہے اور قمر عقل ہے اور نجوم یہ معلومات ہین اور یہ سب آسمان ملکوت
اور ہوا جبروت مین اسطرح مسخر ہین کہ اسکی قدرت کاملہ وعزت شاملہ ورحمت قدیمہ کے قبضہ مین ہین وہی ان ارواح پاکیزہ کو مشاہدہ
الٰہیہ سے الفت دیتی ہے پھر اللہ تعالی سبحانہ نے سب کو اپنی مشیت ہے اور نفاذ قدرت پر تفویض فرمایا اور سب کو مرتبہ تسخیر مین لایا بقولہ الا لہ الخلق
والامر خلق اسکا فعل ہے اور امر اسکی صفت ہے خلق تو اشباح مین جاری ہے اور امر اسکا ارواح مین جاری ہے نور خلق سے تمام عقول کو مبہوت
فرمایا اور ادراکوا ادراک کنہ آیات مین حیرت ناک کردیا اور تجلی امر سے قلوب کو عالم صفات کی طرف جذب کیا اور عالم ذات پر اسکو شاہد
بنایا پھر جب مخلوقات الہام اسکے وصف صفات سے عاجز ہوئے اور زبانین اسکی مدح سے گونگی ہوگئین تو خود اپنی ذات پاک کا وصف
فرمایا بقولہ تبارک اللہ رب العالمین یعنی جو کچھ بہ دون مخلوق کے وہم وخیال مین اللہ تعالی کی ذات وصفات ہماری او تعالی اس سب سے
پاک برتر ہے رب العالمین یعنے سب مخلوق کا رب ہے اسکی صفت تمام مخلوق مین ظاہر ہے عارفون کو اپنی ذات پاک کے ظہور سے تربیت
فرمایا اسطرح کہ صفات کے آئینہ سے ذات کو ظاہر فرماکر مقام عرفان مین پہنچایا استاذ نے کہا کہ اس آیت مین مخلوقات کو معرفت کیطرف
ارشاد فرمایا بایں طورکہ ان آیات ظاہرہ سے اسکی قدرت کی طرف معرفت حاصل کرین اور وہ اسکے افعال ہین اور انہین سے خاص لوگونکو
اپنی آیات سے جو اسکے افعال وافعال پر دلیل ہین معرفت دی اور خاص الخاص بندونکو اپنی نعوت ذاتیہ کی معرفت دی اور

Marfat.com

وہ جمال و جلال ہین پس ایک قوم سے دوسری قوم تک بڑا فرق و تفاوت ہی واسطیؒ نے کہا کہ قولہ تعالیٰ الا لہ الخلق والامر جب سب اسی کے واسطے ہوا تو اُسی سے اور اُسی کے ساتھ اور اسی کی طرف ہی کیونکہ امر تو صفت آمر ہی یعنے امر اپنے حکم دہندہ کی صفت ہی پس مرجع امر کا اسی کی طرف ہی پھر جب او تعالیٰ عزوجل نے ربوبیت کے اعلام سے ان لوگون کو آگاہ فرمایا تو انکو خالص عبودیت ادا کرنے کا حکم دیا اور بہت عمدہ ادب انکو سکھلا دیا بقولہ تعالےٰ

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ

پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے اُسکو خوش نہین آتے حد سے بڑھنے والے اور مت خرابی مچاؤ زمین مین اُسکے سنوارے پیچھے اور پکارو اسکو

خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ڈر اور توقع سے بیشک رحمت اللہ کی نزدیک ہی نیکی والون سے

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا ای تذللاً۔ دعا مانگو اپنے پروردگار سے تذلل سے ای متضرعین متذللین یعنی درحالیکہ تضرع و تذلل رکھنے والے ہو **قال البیضاوی** ای ذوی تضرع یعنی تم مین تضرع کی صفت موجود ہو اس حال مین دعا کرو وَّخُفْيَةً سرًا۔ اور پوشیدہ یعنی مخفین یعنی درحالیکہ تضرع کی حالت کے باوجود اخفا کرنے والے ہو کیونکہ اخفا کرنا اخلاص کی دلیل ہی اسمین ریا کا دخل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ ہی کہ فریب نفس ایسے پیچیدہ ہین کہ آدمی خود واقف نہین ہوتا پس جو اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلعم نے طریقہ تبلادیا اسکو اختیار کرے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ او تعالیٰ دوست نہین رکھتا معتدین یعنے تجاوز کرنے والونکو یعنی دعا مین حد سے بڑھ چلنے والے بانیطور کہ الحاح ہو یا طول کلام ہو اور آواز بلند ہو ایسے بندے اللہ تعالیٰ کو پسند نہین ہین۔ فی السراج دعا بمعنی سوال ہی اور وہ ایک قسم کی عبادت ہی کیونکہ بندے کو کسی چیز کی حاجت ہوئی جسکے خود حاصل کرنے سے عاجز ہوا اور جانتا ہی کہ میرا پروردگار سبحانہ و تعالیٰ دعا کو سنتا اور حاجت کو جانتا ہی۔ وہی قادر ہی کہ بندے کو اسکا مطلوب مل جاوے پس بندہ اپنے آپ کو عاجز ذلیل و ناقص جانکر اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ کو قادر کریم عزیز جلیل یقین کرکے اس سے تضرع سے دعا کریگا اور تضرع اظہار ذلت نفس اور خشوع ہی یعنی گڑگڑاتے ہوے اپنے آپکو ذلیل و خوار بنائے ہوئے اور دل مین سمجھے ہوئے دعا کرو۔ اور خفیہ ہو علانیہ نہو۔ و فی تفسیر الحافظ ابن جریرؒ نے کہا کہ دعا مین آواز بلند کرنا و چیخ پکار مکروہ تحریمی ہی اور تضرع و استکانہ کا حکم دیا جاوے اور ابن عباسؓ سے روایت کی کہ خفیہ کے معنی سر یعنی پوشیدہ۔ اور خود او تعالیٰ عزوجل نے فرمایا واذکر ربک فی نفسک الآیہ جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ آویگا اور صحیحین مین حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگون نے تکبیر مین آواز بلند کرنی شروع کردی تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای لوگو اپنی جانون پر نرمی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہین پکارتے ہو تم لوگ تو پاک رب سمیع بصیر یعنے سنتے دیکھتے کو پکارتے ہو وہ تمھارے ساتھ ہی۔ ابو موسیٰؓ نے بیان کیا کہ مین پیچھے تھا اور اپنے دل مین لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتا تھا پس حضرت صلعم نے مجھسے خطاب فرمایا کہ ای عبد اللہ بن قیس مین تجھے جنت کے خزانون مین سے ایک خزانہ پر راہ بتادون مینے عرض کیا جی ہان بتلا دیجیے تو فرمایا کہ وہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہی **قال المترجم** اسکے معنے یہ کہ بندہ نہایت تضرع سے عرض کرتا ہی کہ کچھ بھی طاقت اور کچھ بھی قوت نہین ہی مگر اللہ تعالےٰ کے ساتھ پس یہ کلمہ بہت محبوب ہی اس سے شیطان رد ہوجاتا ہی کیونکہ جب بندے نے اللہ تعالیٰ کی حول و قوت پائی تو پھر اسپر شیطان کا کچھ قابو نہین چل سکتا بالجملہ خفیہ دعا کا حکم فرمایا اور ابن جریرؒ نے تفسیر مین کہا کہ خفیہ سے یہ مراد کہ دلی خشوع سے اور او تعالےٰ عزوجل کی وحدانیت و ربوبیت پر یقین کرکے اپنے دل مین اخفا سے

Marfat.com

بدون ہپر کے دعار کرو۔ عبداللہ بن المبارکؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ پہلے لوگ تھے کہ آدمی تمام قرآن کا جامع ہوتا اور لوگونکو اس سے شعور بھی نہوتا تھا اور آدمی تھا کہ اسکو بہت فقہ حاصل ہوگئی اور لوگونکو معلوم بھی نہین۔ اور آدمی تھا کہ وہ گھر مین بہت دراز نماز پڑھتا اور اسکے یہان اور لوگ مہمان ہوتے حالانکہ انکو خبر بھی نہین ہوتی اور اب مین نے ایسی قومونکو پایا کہ روئے زمین پر کوئی کام ایسا نہین کہ جسکو وہ پوشیدہ کرسکتے ہین مگر ہمیشہ اسکو علانیہ کرینگے اور پوشیدہ و علانیہ دعار مین ستر گونہ فرق ہو اور البتہ مسلمان لوگ تھے کہ نہایت کوشش سے دعار کرتے تھے حالانکہ انکی آواز سنائی نہین دیتی تھی وہ تو انکے اور پروردگار تعالیٰ کے درمیان ہمس ہوتے تھے اور یہ بات اسوجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ۔ یہ اسوجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندۂ صالح کو ذکر فرمایا جسکا فعل پسندیدہ ہوا کہ فرمایا اذ نادی ربہ نداء خفیا الآیۃ۔ معالم و سراج مین ہو کہ حسنؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ متقی دعائے خفی کو جانتا ہو پھر روایت باقی ذکر فرمائی پھر دعار مین اعتداء یعنی حد سے تجاوز کرنا نہین چاہیئے۔ تفسیر بیضاوی مین ہو کہ اسمین تنبیہ ہو کہ دعار کرنیوالے کے لائق جو چیز نہین ہو مانند رتبہ انبیاء علیہم السلام وغیرہ کے وہ نہ مانگے مین کہتا ہون کہ یہی شیخ ابو مجلزؒ سے اعتداء کی تفسیر مین مصرح مروی ہو اور بعض نے کہا کہ اعتداء یہ ہو کہ طول طویل دعار بلند آواز سے مانگے حضرت سعدؓ سے روایت ہو کہ انھون نے اپنے ایک بیٹے کو اسطرح دعار کرتے سنا کہ اللہ تعالیٰ مین تجھسے جنت و اسکی نعمتین و استبرق مانگتا ہون اور تجھسے دوزخ و اسکے طوق و بیڑیون سے پناہ مانگتا ہون تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ تو نے اللہ تعالیٰ سے بہت بھلائی مانگی اور بہت برائی سے پناہ مانگی اور مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک ایسی قوم ہوگی جو دعار کرنے مین حد سے تجاوز کریگی اور ایک روایت مین ہو کہ طہارت کے پانی بہانے اور دعار کرنے مین حد سے تجاوز کریگی اور یہ آیت پڑھی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ الآیۃ اور تجھے اسقدر کہنا کافی ہو کہ اے میرے پروردگار مین تجھسے جنت کو اور ہر قول و عمل کو جو اس سے قریب کرے مانگتا ہون اور تجھ سے دوزخ سے اور ہر قول و عمل سے جو اسکے قریب کرے پناہ مانگتا ہون۔ رواہ الامام احمد و ابوداؤد عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھون نے اپنے بیٹے کو یہ کہتے سنا کہ اے میرے پروردگار مین تجھسے جنت کے دائین طرف قصر سپید مانگتا ہون تو عبداللہؓ نے فرمایا کہ اے فرزند تو اللہ تعالیٰ سے جنت مانگ اور دوزخ سے پناہ مانگ کیونکہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم ہوگی جو طہارت کے پانی بہانے اور دعا مین حد سے تجاوز کریگی۔ رواہ احمد و ابن ماجہ و ابوداؤد وقال الحافظ اسنادہ حسن لا باس بہ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا اور مت فساد کرو زمین مین یعنی شرک و گناہون سے بعد اصلاح زمین کے باینطور کہ رسول بھیجکر اسکی اصلاح ہوئی اور احکام مشروع ہوئے اور بعض نے کہا کہ زمین مین فساد مت کرو کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے اور کھیتیان برباد ہون بسبب تمہارے گناہون کے وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا خوف اسکے عذاب سے اور طمع اسکی رحمت کی۔ اور دعا مانگو اللہ تعالیٰ سے درحالیکہ خائف ہو اسکے عذاب سے اور طامع ہو اسکی رحمت مین **قال القرطبیؒ** ہمکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بندہ وقت دعار کے خوف و امید مین ہو حتی کہ خوف و امید اسکے واسطے بمنزلہ دو بازو کے ہون جو اسکو استقامت پر رکھین پس اگر انمین سے کوئی بات نہ رہی تو بندہ تباہ و برباد ہوگا اور خوف یہ کہ جن مضرتون کے واقع ہونے سے تخت نہین ہو سکتا انکے خیال سے باز نہ رہے اور بعض نے کہا آیندہ کسی مکروہ پہونچنے کا خیال ہو اور طمع آیندہ کسی محبوب بات کے ملنے کی امید ہو۔ اور ابن جریجؒ نے کہا کہ خوف ہو عدل سے اور طمع ہو فضل مین۔ بعض اہل علم نے کہا کہ بندہ پر زندگی بھر خوف غالب رہنا چاہیئے پھر جب موت آوے تو اسکو امید غالب ہوجانا چاہیئے کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا لایموتن احدکم الا

Marfat.com

وهو يحسن الظن باللہ تعالیٰ رواہ مسلم یعنی تم مین سے کوئی نہ مرے مگر اس حال مین کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو۔ آیت اولی مین دعاء کی شرط کا بیان ہو اور دوسری آیت مین فائدہ دعاء کا بیان ہو اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے محسنین سے یعنے مطیع و فرمانبردار بندون سے قریب ہو رحمت کا لفظ مونث ہو اور قریب اسکی خبر باوجود مشتق ہونے کے بلفظ مذکر ہے تو مفسر نے کہا کہ رحمۃ اللہ مضاف ہو اللہ تعالیٰ کی طرف پس اس سبب سے اسکی خبر مذکر آئی۔ وفی السراج سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ رحمت یہان بمعنی ثواب ہو وعلی ہذا قریب کا صیغہ صفت بحسب المعنی ہو اور بعض نے کہا کہ رحمت کی تانیث حقیقی نہین ہو اور جو ایسی ہو اسمین اہل لغت کے نزدیک خبر مین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین۔ اور بعض نے کہا کہ قریب بمعنی نزدیکی جو ناتے مین ہو اور نیز بمعنی دیگر جیسے یہان ہو پس ناتے کے معنی مین جو قریب ہو اسمین مبتدا مونث ہو تو خبر قریب کی تانیث واجب ہو چنانچہ فلانۃ قریبۃ کہنا چاہیئے اور فلانۃ قریب نہین چاہیئے اور دوسرے معنی مین جائز ہو لہذا یہان خبر کا مذکر لانا اسی فرق کے واسطے ہو اور رحمت کا محسنین سے قریب ہونا اسواسطے کہ آدمی ہر دم دنیا سے منھ موڑے اور آخرت کی طرف قدم بڑھائے ہوئے ہے اور اس حالت مین موت بہ نسبت زندگی کے آدمی سے زیادہ قریب اور محسنین اور اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنے ثواب کے درمیان کوئی روک نہین سوائے موت کے کہ وہ آجاوے تو فوراً رحمت ملجاوے اور موت ہر آدمی سے قریب ہو صحیح مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھنا مروی ہو ؎ وکل امرء مصبح فی اہلہ ۔۔ والموت ادنی من شراک نعلہ ۔۔ اور حافظ نے تفسیر مین لکھا کہ قریب من المحسنین یعنی مرصدہ للمحسنین محسنین کیواسطے اٹھا رکھی گئی ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم مانتے اور ممنوعات سے باز رہتے ہین جیسے فرمایا ورحمتی وسعت کل شئی فساکتبہا للذین یتقون الآیۃ اور مطر الوراق ؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ملجانے کی اسطرح خواہش کرو کہ اسکی فرمانبرداری طاعت کو ادا کرو کیونکہ اسنے مقدر کردیا ہو کہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین یعنی اسکی رحمت مطیع لوگون سے قریب ہو۔ رواہ ابن ابی حاتم ف

فی العرائس قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ جیسا تمنے حضرت کبریاء عزوجل کی نعوت اور جلال عظمت و عزت قدم و بقا کو پہچانا تو اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہونے مین ان صفات کے دیدار مین فانی ہو جاؤ اس طرح پر کہ تمھارے اسرار پر تمھارے نفس بھی واقف نہون کیونکہ مضطر و محتاج کی دعاء اس درگاہ کبریائی مین مسموع ہوتی ہو جبکہ زبان دل سے ہو اور صفاء وقت سے تضرع کے ساتھ خفیہ دعاء ہو اور یہ ذکر خفی وہی ہو جسکی نسبت آیا ہو کہ سب ذکرون سے خفی ذکر بہتر ہو۔ ابو عثمان ؒ نے کہا کہ دعاء مین تضرع کرنا اسطرح نہین ہو کہ اپنے افعال مانند نماز و روزہ و قراۃ وغیرہ کو مقدم کرکے اسکے پیچھے ان افعال کی نظر سے دعاء کرے بلکہ تضرع یہی ہو کہ اپنی عاجزی و بے بسی و محتاجی وغیرہ کو پیش کرکے بدون علت و بلا سبب کے دعا مانگے تو تیری دعاء البتہ حضرت عزت مین باریاب ہو۔ واسطی ؒ نے کہا کہ تضرع یہ ہو کہ اپنی عبودیت کو قربان کرے اور طول طویل بک سرکشی نفس کی چھوڑ دے اور خفیہ رکھنے کہ غیر اس سے آگاہ نہو واضح ہو کہ دعاء کیواسطے چند مقامات ہین بعضی زبان ظاہر سے دعا کرتے ہین بعضے زبان باطن سے دعاء کرتے ہین بعضے اشارہ عقل سے اور بعضے اشارہ قلب سے اور بعضے اشارۂ روح سے اور بعضے اشارۂ سر باطن سے دعا کرتے ہین پس اہل ظاہر کی صفت تضرع ہو اور اہل باطن کی صفت افتقار و خشوع اور اہل عقل کی صفت فکر ہو اور اہل قلب کی صفت ذکر ہو اور اہل روح کی صفت شوق ہو اور اہل السر کی صفت فنا ہو اس سے باذن دعاء کرتے ہین اور دعا کی اجازت فقط دو مقام پر حاصل ہوتی ہو ایک مقام قبض اور دوم مقام بسط پس مقام قبض مین دعاء بصفت عبودیت ہے اور مقام بسط مین دعاء بحکم انبساط ہو کیونکہ صولت ربوبیت کو اس مقام مین پاتا ہے۔ عارفون کے واسطے ضروریہ دونون مقام حاصل ہوتے ہین دعاء کی حالتین بہت ہین ایک تو بلاء مین مبتلا دعاء کرتے ہین اسواسطے کہ انکے ہم و غم دور ہو جاوین دوم اہل نعمت دعاء کرتے ہین

تاکہ کشف وجود ہو۔ سوم محبین دعا کرتے ہین تاکہ قلوب کو تسلی حاصل ہو چہارم مشتاقین دعا کرتے ہین تاکہ منزل مقصود کو پہونچ جاوین پنجم عاشقین دعا کرتے ہین تاکہ مراد حاصل ہو ششم عارفین دعا کرتے ہین تاکہ لقا کو پاوین ہفتم موحدین دعا کرتے ہین تاکہ فنا مین محو ہو جاوین اس دعا مین اہل انس کو انس اور عارفونکو تضرع اور محبین کو بہار اور موحدین کو آنکھون کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے اور سجود مین انکی حالت نہایت عمدہ ہو جاتی ہے کیونکہ موجود کا کشف حاصل ہوتا ہے اور آنسو بہانے کے ساتھ مین انکی مناجات نہایت ہی شیرین وخوشگوار ہے اور جوش دل سے انکی خاطر کی حرکتین کیا پسندیدہ ہین استادؒ نے کہا کہ جو کوئی بندہ خلوص دل سے دعا کرتا ہے اللہ تعالی ضرور اسکے دل کو اسیوقت راحت بخشتا ہے پھر اللہ تعالی نے بندونکو اعلی سے ادنی کی طرف اور اتباع حق سے اتباع نفس کی طرف جانے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا اور مراقبہ ومشاہدہ وحضوری سے دل صاف و اصلاح پذیر ہونے کے بعد اسکو نفس کی شہوات وہوا وہوس سے خراب کرنے کسے منع فرمایا بقولہ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا۔ استادؒ نے کہا کہ یہ خرابی وبربادی اسطرح ہوتی ہے کہ مجاہدہ وریاضت کرنے سے نفس کو مہلت دیدی اور حقوق شرع قائم کرنے کے بعد حظ نفس مین ڈالدیا تو بعد اصلاح کے خراب ہو جائیگا پھر اوتعالی نے اداب دعا مین اخلاص وتواضع وخوف وامید کو فرمایا بقولہ وادعوہ خوفا وطمعا۔ اسکے دیدار جلال مین اسکی عظمت کی رعایت رکھو اور جمال مین البتہ بسط سے دعا کرو کیونکہ حقیقت دعا حالت شہود مین معرفت ربوبیت مین دل لرزیکے ساتھ ہو کیونکہ عبودیت کی یہی شان ہے اور وصول مقصود کی صورت مین سرور ہوگا اور نیز خوف رکھو کہ سوا اسکے کوئی تمھارے دل مین جاری ہو جاوے یعنی حدوث کا ذکر دیدار قدم مین طاری ہو اور طمع کے یہ معنی ہین کہ دعا سے اشرف مقام کی امید رکھو کیونکہ دعا وسیلہ ہے پھر جب مقصود حاصل ہو گیا تو وسیلہ منقطع ہو گیا مگر آنکہ اس سے بالاتر مقام مین دوسری دعا کرو۔ اور نیز یہ خوف رکھو کہ وہ پاک پروردگار عز شانہ ہے پاک بے پرواہ ہے ایسا نہو کہ دعا مردود ہو جاوے اور طمع یہ رکھو کہ رحیم کریم ارحم الراحمین ہے امید ہے کہ دعا قبول فرماوے اور جن بندون کی یہ صفت ہے وہ ان محسنین مین سے ہے جنکو بلطف اوتعالی اسکی درگاہ مین تقرب حاصل ہے انھین کو فرمایا بقولہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین اور بعض نے کہا کہ خوف اسکے عقاب سے اور طمع اسکے ثواب کی ہو۔ بعض نے کہا کہ خوف کرو کہ دور نہ کیے جاؤ اور طمع اسکی درگاہ مین تقرب کی رکھو اور بعض نے کہا کہ خوف اسکے اعراض سے اور طمع اسکے اقبال کی ہو بعض نے کہا کہ خوف اسی سے ہو اور طمع اسی کی ہو بعض نے کہا کہ محسن وہ ہے جو قلب سے حاضر ہو اور غافل نہو اسکے حق کو فراموش نہ کرے پھر اوتعالی عزوجل نے اپنی ذات پاک کو وصف فرمایا کہ اسی نے باطن غیب سے مبشرات قرب پیدا فرمائین تاکہ نسیم وصال ومشاہدہ ارواح عاشقین وقلوب مشتاقین واسرار واصلین وولہاے محبین والباب مریدین کو انکی نفس رحمت سے پہونچے بقولہ تعالے۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا
اور وہی ہے کہ چلاتا ہے بادین خوشخبری لاتین آگے اسکے مہر سے یہانتک کہ جب اٹھا لائین بدلیان بھاری ہانکا ہمنے اسکو ایک شہر مردے کیطرف پھر اتارا
بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ
پانی پھر اس سے نکالے سب طرح کے پھل اسیطرح نکالین گے مردونکو شاید تم دھیان کرو اور جو شہر ستھرا ہے اسکا سبزہ نکلتا ہے
ع ۱۴ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ۝
اسکے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اسمین نکلے سو ناقص یون پھیر پھیر بتاتے ہین ہم آیتین حق ماننے والے لوگون کو

جب پہلے اوتعالی نے ذکر فرمایا کہ وہی خالق آسمانون وزمین کا اور وہی حاکم ومدبر ہے اور اسی کی قدرت کے حکم مین سب مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی ہو

Marfat.com

مستغنی ہیں اور مخلوق کو اپنی ہی طرف دعا کرنے و عبادت کرنیکا ارشاد فرمایا کیونکہ وہی پاک پروردگار ہر بات پر قادر ہے جو چاہے کرے تو مخلوق کو متنبہ فرمایا کہ
وہی رزاق ہے اور وہ ضرور بقدرت جلیل انکو قیامت کے روز اعادہ فرماویگا چنانچہ فرمایا وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ
ارسال یعنی روان کرنا۔ ریاح جمع ریح دراصل روح بواو ہے جو یا سے بدل گیا بشرا میں قراءات ہیں اول نشر بضمہ و شین معجمہ جمع نشور یا ناشر بمعنی نسبت
اسی فوات نشر اور یہ قراءت ابو عمرو و ابن کثیر و نافع کی ہے دوم نشرا بضم نون و سکون شین معجمہ بطریق تخفیف کے جیسے رسل میں تخفیف سے ضمہ کو ساکن کر دیتے
ہیں اور یہ قراءت ابن عامر کی ہے سوم نشرا بفتح نون و سکون شین معجمہ بنا برآنکہ مصدر ہے یعنے مفعول مطلق واقع ہے کیونکہ ارسال و نشر قریب قریب ہیں
گویا یوں ہے کہ ینشر الریاح نشرا یا یہ مصدر مقام حال میں ای یرسل الریاح حال کونہا ناشرۃ۔ اور یہ قراءۃ حمزہ و کسائی کی ہے اور مرجع ان سب قراءۃ کا
نشر کی طرف ہے جو طی کے برخلاف ہے یعنے جیسے طی کے معنی لپیٹ دینا اور تہ کر دینا ویسے اسکے برخلاف نشر کے معنی پھیلانا چھٹکانا منتشر کرنا اور کہا ہیں میں
کہا کہ نشر بمعنی تفریق ہے بالجملہ مفسرؒ نے اسکو موضع حال میں قرار دیا کیونکہ نشرا کی تفسیر میں کہا ای متفرقۃ یعنی ارسال فرماتا ہے ریاح کو درحالیکہ متفرقہ ہوتی
ہیں اور یہی تفسیر ابو عبیدہؒ سے مروی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ پاکیزہ ہوائیں جو ہر طرف سے چلتی ہیں اور فراءؒ نے کہا نشر وہ ہوائے نرم جو بادل کو
منتشر کرتی ہے اور ابن الانباریؒ نے کہا کہ وہ منتشرہ جو پھیلی ہوئی بہتی ہے۔ قراءۃ چہارم بشرا بضم باء موحدہ و سکون شین معجمہ جمع بشیر یعنے خوشخبری و
بشارت دینے والی باران کی اور یہ قراءۃ عاصمؒ کی ہے۔ کما فی قولہ تعالے امن یہدیکم فی ظلمات البر والبحر ومن یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ الآیۃ۔
اور ہوا اور ریح میں فرق اسی قدر ہے کہ ریح وہ ہوا جو چلتی ہو اور مذکور ہے کہ ریاح چار ہیں صبا شرقی ہوا جو بادل اٹھا لاتی ہے اور دبور مغربی ہوا جو
بادل کو متفرق کرتی ہے وفی الحدیث نصرت بالصبا واہلکت عاد بالدبور فتح دیا گیا میں صبا سے اور ہلاک کی گئی قوم عاد ہوا دبور سے اور سوم
شمال بفتح اول و سکون ثانی سوا شمالی وہ بادل کو جمع کرتی ہے چہارم جنوب بفتح اول جو دکھن سے چلتی اور پریشان کرتی ہے اور ابن عمرؓ سے روایت ہے
کہ ریاح آٹھ قسم میں انمیں سے چار قسم تو عذاب ہیں عاصف و قاصف و صرصر و عقیم۔ اور چار قسم رحمت ہیں ناشرات و مبشرات و مرسلات و ذاریات
بنا بر اس آیت میں کی اختلاف قراءۃ بنون و بباء میں قسم ہوا سے فرق ہوگا پھر رحمتہ سے مراد مطر یعنے مینہ ہے اور بین یدی رحمتہ کے معنی آگے آگے
مینہ کے اور معنی کلام کے یہ ہیں اور وہی اللہ تعالی ہے کہ بھیجتا ہے چلتی ہواؤں کو متفرقہ یا مبشرہ آگے آگے مینہ کے حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا
یہانتک کہ جب لادیتی ہیں یہ ہوائیں سحاب یعنی بادلوں کو جو پانی سے بھاری ہیں۔ اقلت بتشدید لام از اقلال یعنی برداشت کرنا۔ اٹھا لینا۔ اور
اشتقاق اسکا قلت سے ہے چنانچہ جسنے کوئی چیز طاقت بھر اٹھائی و برداشت کرلی تو وہ اسکو قلیل ہی جانتا ہے اپنی ہستی سے زائد نہیں جانتا
اور بولتے ہیں کہ اقلہ واستقلہ بمعنی قلیل جاننا پس برداشت کرنے کے معنی میں مجازا مستعمل ہے فافہم۔ ثقال جمع ثقیل ہے اسواسطے جمع آیا کہ سحاب
بمعنی سحب یعنے جمع ہے یا سحاب جمع سحابہ ہے قاموس میں ہے کہ السحابۃ بمعنی بادل اسکی جمع سحاب و سحب و سحائب ہے اور بعض اہل لغت علماء معانی
نے کہا کہ سحاب اسم جنس جمعی ہے اسکا مذکر و مؤنث یکسان ہے اسمیں لفظ و معنی کی رعایت ہوسکتی ہے اور یہی قول مختار ہے پس سحاب بادل ہے خواہ اسمیں
پانی ہو یا نہو اور سحاب اسکا نام اسوجہ سے ہوا کہ ہوا میں منسحب یعنی دامن پھیلائے ہوئے ہوتا ہے اور معنی یہ ہیں کہ او تعالی سبحانہ اپنی قدرت سے ریاح
مینہ کی بشارت دینے والا ارسال فرماتا ہے یہانتک کہ جب یہ ہوائیں سحاب کو جو پانی سے بھاری ہو رہی ہیں اٹھاتی ہیں سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ سائق سوق
سوق از روان کرنا۔ سقناہ روان کر دیتے ہیں ہم اس سحاب کو۔ اور باعتبار سابق بیان کے ساقہ لبلد میت ہوتا یعنے چلاتا ہے اسکو اللہ تعالے واسطے
مردہ بلد کے لیکن سقناہ بصیغہ متکلم فرمایا اسمیں غیبت سے التفات فرما کر تکلم کی طرف رجوع ہے اور یہ بلاغت زبان عرب میں شائع ہے اور
ضمیر مفعول مفرد راجع بجانب سحاب کے باعتبار لفظ کے ہے کیونکہ لفظ مفرد ہے اور بلد میں کا موضع آبادان ساز ہریؒ نے لیث بن سعد سے روایت کیا

Marfat.com

کہ آباد ہو یا غیر آباد ہو خالی ہو یا اسمین کچھ ہو اور ایک ٹکڑا اسمین سے بلدہ ہے اور جمع اسکی بلاد ہی اور بلد مذکر و مؤنث دونون آتا ہی اور جنگل وبیابان کو بھی بلدہ کہتے ہین اور میت بایں معنی کہ اسمین کچھ نباتات مین سے نہین اور اہل عرب ایسی زمین کو میت بولتے ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ فانظر الیٰ آثار رحمۃ اللہ کیف یحیی الارض بعد موتہا الآیۃ۔ اور سقت لہ اور سقت الیہ۔ دونون طرح مستعمل ہی اور مفسرؒ نے کہا کہ سقناہ لبلد میت ای سقناہ لبلد میت لاحیاءہ یعنی ہمنے اس بادل کو واسطے زندہ کرنے بلد مردہ کے روان کیا۔ اور ظاہر یہ ہی کہ لام بمعنی الیٰ قرار دیا یعنی ہمنے سحاب کو بلد میت کی طرف روان کیا اسکے زندہ یعنی نباتات والا کرنے کے واسطے اور بیضاوی نے کہا کہ یون بھی ہو سکتا ہی کہ سقناہ لسقی بلد میت یعنی بلد مردہ کے سیراب کرنیکے واسطے روان کیا۔ اور زمخشریؒ نے کشاف مین لبلد میت کے لام کو لام علت قرار دیا ای سقناہ لاجل بلد میت یعنی بغرض بلد مردہ کے اسکو روان کیا۔ اور شیخ ابو حیانؒ نے اسکو رد کر دیا کہ یہ لام علت نہین بلکہ لام تبلیغ ہی بمعنی پہونچانا جیسے بولتے ہین قلت لک۔ کیونکہ اسکے یہ معنی نہین کہ مین نے تیری جہت سے کہا اور بیان کیا کہ فرق یہ ہی کہ سقت لک مالا مین لام تبلیغ کے ساتھ یہ ضرور ہی کہ مین نے تیرے واسطے مال روان کیا اور مجھکو پہونچ گیا اور سقت لاجلک مالا مین تجھکو پہونچ جانا ضرور نہین ہی۔ یہ فرق لطیف ہی اور یہی لام تبلیغ بیان مراد ہی حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمنے سحاب کو پانی سے بھاری ہولے اور پر لدا ہوا زمین مردہ کی طرف پہونچا دیا فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ ضمیر بہ راجع بجانب بلد ہی اور یہی شیخ زجاج و ابن الانباریؒ کا قول ہی اور بار بمعنی الصاق ہی یعنی اتارا ہمنے پانی ملصق بلد مذکور فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ای بالماء پھر نکالا ہمنے بواسطہ پانی کے مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ای من کل انواع الثمرات ہر قسم کے پھلون سے اور یہ بیضاوی کا قول ہی اور ظاہر یہ ہی کہ تبعیض مراد ہو یعنی جملہ ثمرات سے بعض نکالے اور کلیہ اس معنی کر کہا کہ تمام اقسام ثمر کی پیدائش بواسطہ آب باران کے ہی اگرچہ کسی خاص بلد مین سب نہ پیدا ہوتے ہون۔ حاصل کلام پاک کا یہ ہی کہ عظیم قدرت الٰہی پر نظر کرو کہ ایک وقت زمین مردہ ہو جاتی ہی اور حرارت آفتاب وغیرہ سے اسمین نام کو بھی نبات نہین رہتی ہی پھر اللہ تعالیٰ عز وجل اپنی رحمت سے اسپر مینھ کا پانی برساتا ہی پس اسمین انواع واقسام کے پھل وپھول ونباتات پیدا کرتا ہی اور زمین مذکور دوبارہ زندہ ہو جاتی ہی پس جس مخلوق کو جب چاہے موت دے اور جب چاہے زندہ کر دے اسی واسطے جو لوگ قیامت مین مردے زندہ ہونے سے منکر ہین انکو دلیل بتلائی بقولہ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى ای مثل ذلک الاخراج المذکور نخرج الموتی من قبورہم احیاء یعنی ایسے ہی نکالنے کے مثل جو مذکور ہوا نکالینگے ہم مردونکو انکی قبرون سے زندے یعنی مردون کے فنا ہو جانے اور انکے آثار مٹ جانے کے بعد حشر کے روز انکی قبرون سے پھر ہم انکو زندہ نکالینگے اور یہ تشبیہ اس بات مین نہین ہی کہ اسی طرح ہوا بھیجکر ابر مجتمع کر کے انکو پانی سے پیدا کرینگے بلکہ مطلق نکالنے مین تشبیہ ہی اور خلاصہ یہ ہی کہ جو پروردگار قادر مختار جسکی قدرت کے آثار سے یہ سب آنکھون دیکھتے ہو کہ خشک لکڑی سے تروتازہ پھل وپتے نکلتے ہین اور چٹ مردہ زمین سے طرح طرح کے گل وبوٹے پیدا ہوتے ہین وہ ضرور بالیقین قادر ہی کہ قبرون سے مردے نکال دے اور کیونکر انکار ہو سکتا ہی حالانکہ ابتداء مین جب کچھ بھی نہ تھے تب انکو پیدا کر کے موجود کر دیا لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ شاید تم تذکر سے جان کو پس ایمان لے آؤ۔ وفی تفسیر الحافظ فی قولہ کذلک نخرج الموتی یعنی جیسے ہمنے اس زمین کو بعد اسکے مردہ ہو جانے کے اور قوت انبات وغیرہ جاتے رہنے کے زندہ کر دیا اور وہی قوت انبات اسمین آگئی ایسے ہی ہم اجسام کو انکے گل سڑ جانے کے بعد قیامت کے واسطے زندہ کرینگے اور صحیح ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائیگا پس چالیس روز تک مینھ برستا رہیگا اس سے اجسام اپنی قبور مین اسطرح اوگینگے جیسے زمین سے دانہ اوگتا ہی اور یہ پند ونصیحت قرآن مین اس مثال سے بہت آئی ہی اسی واسطے فرمایا لعلکم تذکرون۔ سراج مین ہی یعنی تاکہ تم عبرت وپند اور تذکر حاصل کرو خلاصہ آنکہ تم برابر مشاہدہ کرتے ہو کہ ایام بہار مین درخت پھلے پھولے سرسبز ہوتے ہین پھر تم خریف وغیرہ اوقات مین انکو خشک اور پھل پتون سے ننگے دیکھتے ہو پھر اللہ تعالیٰ

انکو دوبارہ زندہ کر دیتا ہے پس اُنسے نصیحت حاصل کرو کہ جو پاک پروردگار انکے زندہ کر دینے پر قادر ہے وہ قیامت کے واسطے مُردون کے زندہ کرنے پر بالیقین قادر ہے حضرت ابوہریرہ و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب پہلی بار صور پھونکی جائیگی سب کے سب مر جاوینگے تو بعد اسکے اللہ تعالےٰ آسمان سے عرش کے نیچے سے پانی مینہ کا نازل فرماویگا پس مردے جہان کہین انکی خاک ہو وہ زمین مین نباتات کے مانند اُگینگے جب اُنکے جسم کامل ہو جاوینگے تو انمین روح پھونکی جائیگی پھر اُنپر نیند غالب ہو جائیگی پس قبرون مین سوتے رہینگے پھر دوسری بار جب صور پھونکا جائیگا تو قبرون سے چونک کر اُٹھائے جاوینگے اور حشر کیے جاوینگے اور اس حال مین اُن کے سرون و آنکھون مین نیند کا خمار ہوگا تو اس حالت مین کہینگے کہ یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا ہذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون الآیہ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسکی تفسیر مین آویگا پوشیدہ نہین ہے کہ بہت سے درخت پھولون کے نہایت نرم و کمزور بیج کے ہوتے ہین کہ انکے بیج ایک فصل مین زمین کے اندر گر کر خاک ہو جاتے ہین اور دوسری فصل مین جب برسات مین مینہ برسا تو اسی زمین سے وہی درخت جم جاتے ہین بلکہ جہان کہین ہوا انکی خاک اڑا لیجاتی ہے وہان جمتے ہین بلکہ پیپل وغیرہ پرندون کی بیٹ سے بہت سے ہضم ہونے والون بیجون کی پیدائش ان درختون پر ہوتی ہے پس انکا بعث و حشر جن تو ہونے صادر ہیں انکو عقل و فکر سلیم بالکل نہین ہے اللہم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا انک انت الوہاب پھر واضح ہو کہ قولہ کذلک نخرج الموتٰی مین صیغہ مضارع حال و استقبال دونون معنی کو شامل ہو سکتا ہے غایۃ آنکہ ایک بالاشارہ ہو پس اسمین تفکر و تذکر سے عجائب صنع الٰہی پر دلیل حاصل ہوتی ہے و یہدی اللہ لنورہ من یشاء وہو العلیم الحکیم پھر واضح ہو کہ کذلک نخرج الموتٰی لعلکم تذکرون سے درمیان بیان مین ایک اہتمام کے لائق مضمون پر تنبیہ فرمائی پھر عجائب صنعت و قدرت کو شروع فرمایا یعنی زمین مردہ کو باران رحمت پہونچا کر لطف و کرم سے زندہ فرماتا ہے اور ہر زمین مردہ کو اسکا فیض باران برابر پہونچتا ہے پھر انکی استعدادات مختلف طرح طرح کی ہین چنانچہ فرمایا وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ بلد طیب وہ زمین جسکی مٹی پاکیزہ و شیرین و ہموار نرم ہے یعنے بلد طیب نکالتا ہے اپنی نبات کو بہتر و عمدہ بارادہ اپنے پروردگار کے وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا اور وہ بلد کہ جسکی مٹی خبیث ہے وہ نہین نکالتا پیداوار کو کسی حال سے مگر بحال نکد یعنی بسختی و مشقت۔ اور کشاف مین کہا کہ نکد وہ چیز کہ جسمین بھلائی نہین ہے اور بیضاوی نے کہا کہ نکد یعنے قلیل بے نفع و بیکار اور نصب اسکو بنا بر آنکہ حال واقع ہے اگر کہا جاوے کہ بلد طیب کے ساتھ پیداوار اگانے مین باذن ربہ کی قید فرمائی اور خبیث کے ساتھ یہ قید نہین فرمائی حالانکہ بدون مشیت و قدرت الٰہی کے دونون مین سے کسیکو اخراج نبات کا اختیار نہین ہے تو شیخ ابو حیان نے جواب دیا ہے کہ دونون کی نبات اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی کے ارادہ و مشیت سے نکلتی ہین لیکن طیب کے ساتھ اذن پروردگار کی قید فرمائی تاکہ اسکی بزرگی و مدح ظاہر ہو نکالیں ہین ہے کہ قولہ باذن ربہ موقع حال مین واقع ہے اور اس پیداوار کا بارادہ و مشیت الٰہی ہونے کے ساتھ قید فرماتے ہین بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ عز و جل کی مشیت و ارادت سے اسکو آسانی حاصل ہوئی جس سے اسمین نباتات نہایت عمدہ کار آمد بہت کثرت سے حاصل ہوئی پس باذن ربہ سے اس بلد کی پیداوار کی خوبی و کثرت سے تعبیر ہے گویا یون فرمایا کہ والبلد الطیب یخرج نباتہ نباتا حسنا غزیرۃ پس یہ مقابلہ مین بلد خبیث کے ہے جسکی صفت ہے کہ لا یخرج نباتہ الا نکدا۔ اسی واسطے بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ بلد خبیث نہین نکالتا اپنی پیداوار مگر بہت قلیل اور خراب و بیکار ہے اور ابن کثیر نے کہا کہ قولہ البلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ یعنے زمین شیرین و پاکیزہ اپنی پیداوار کو آسانی سے خوبصورت عمدہ نکالتی ہے اور والذی خبث کی تفسیر مین حضرت مجاہد وغیرہ نے کہا کہ جیسے کنکریلی و لونیا زمین وغیرہ۔ واضح ہو کہ علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت مین روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنون و کافرون کے حال کی یہ مثال بیان فرمائی ہے اور سراج و معالم وغیرہ مین کہا کہ جملہ مفسرین نے اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن و کافر کے واسطے

Marfat.com

یہ ضرب المثل بیان فرمائی ہی پس مومن کو زمین پاکیزہ سے تشبیہ دی اور اسکے دل پر قرآن نازل ہونے کو مینھ کا پانی نازل ہونیسے تشبیہ دی پس جب یہ پانی
اُسپر نازل ہوا تو اس سے طرح طرح کے گل و بوٹے اور پھل پھول نکلتے ہین ایسی ہی مومن نے قرآن سُنا اور ایمان لایا اور اسپر عمل کیا تو اسمین طرح طرح کی
عبادات وطاعات وعمدہ وعمدہ اخلاق کثرت سے ظاہر ہوتے ہین اور کافر کو زمین خبیث سے تشبیہ دی کہ ہرچند اسپر مینھ کا عمدہ پانی پڑے مگر اس سے
کچھ انتفاع نہین ہوتا ایسے ہی کافر نے جب قرآن سُنا تو ایمان نہین لاتا اور اسکی تصدیق نہین کرتا بلکہ اس سے کفر وسرکشی زیادہ ظاہر ہوجاتی ہی اور اگر کافر
نے دنیا مین کوئی فعل جو نیک ہی وہ کیا بھی تو بہزار مشقت اسکو کیا کیونکہ خیرات وصدقہ وغیرہ جو نام کے واسطے کیا ہی وہ کچھ فعل نیک نہین ہی باوجود اسکے
آخرت مین اس سے کچھ نفع نہین ہی اور یہ جو حضرت مجاہدؒ سے روایت ہی کہ یہ مثال اولاد آدمؑ کی ہی کہ انمین سے بعضے پاکیزہ وبعضے خبیث ہین تو تتمہ کہتا ہی
کہ اسکا مآل بھی وہی مومن وکافر کی طرف راجع ہی اور ارتباط اسکا مابعد کے کلام سے واضح ہی چنانچہ انبیاء علیہم السلام عین ہدایت ونصیحت لائے لیکن جو
پاکیزہ تھے وہ ایمان لائے اور جو ناپاک تھے وہ کافر رہے۔ اور جو نحاسؒ نے ذکر کیا کہ یہ تیز فہم اور کم فہم کی مثال ہی تو شاید بنظر قولہ لعلکم تذکرون
کے ہی جو اس سے پہلے ہی یعنے تذکر وسمجھ دو قسم ہین جو بلد طیب کی مثال ہین وہ جلد سمجھ جاوینگے وبرعکس اسکے برخلاف ہونگے ولیکن اسکا ضعف
ظاہر ہی ہان جو حضرت حسن وقتادہؒ سے مروی ہی کہ یہ قلوب کی مثال ہی مومن ومنافق کے دل مختلف ہین پس پاکیزہ قلوب مومنون کے پند ونصیحت الٰہی کو
قبول کرتے اور اس سے نفع کثیر ہوتا ہی اور منافقون کے دل نہین لیتے اور بہت کم اس مین اثر اور اس سے انتفاع ہوتا ہی تو یہ بھی قول اول کی تلخیص ہی
کیونکہ مومن وکافر سے مقصود انکے دل ہین کہ انھین پر مدار ہی اور قول اول پر دلیل ہی جو حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت
صلعم نے فرمایا مثل مابعثنی اللہ بہ من الہدی والعلم کمثل غیث اصاب ارضا الحدیث یعنی آنحضرت نے کہا کہ جس علم وہدایت کے ساتھ مجھکو اللہ تعالے
نے بھیجا اسکی مثال ایسی ہی جیسے موسم کا اُگانیوالا اپنے وقت کا پانی کسی زمین پر برسا پس اس زمین مین سے کوئی ٹکڑا پاکیزہ تھا یعنی اسکی مٹی شیرین وہ
ہموار اُگانیوالی تھی پس اُسنے پانی کو قبول کرلیا اور گھانس تروتازہ اور پیداوار بہت کثرت سے اُگائی اور کچھ ٹکڑے اسمین سے اجدب تھے
جنھون نے پانی کو روک لیا یعنی انمین پانی بھر رہا پس اللہ تعالی نے اس سے آدمیونکو نفع پہونچایا کہ انھون نے خود اسمین سے پیا اور پلایا اور سینچا بست آلاب ۱۲
وزراعت کی اور بعض اور ٹکڑا اسمین سے ایسا تھا کہ وہ چٹیل میدان کنکریلا پتھریلا تھا کہ نہ وہ پانی کو روکتا ہی اور نہ کچھ سبزہ اگاتا ہی پس یہی مثال ہی
دو قسم کے لوگون کی ایک وہ کہ جسنے اللہ تعالی کے دین مین سمجھ حاصل کی اور اللہ تعالے نے مجھے جسکے ساتھ بھیجا ہی اس سے نفع پایا پس سیکھا اور
سکھلایا اور دوم وہ کہ جسنے سرے سے کچھ اسکی طرف توجہ نہ کی اور نفع نہ پایا اور جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالی نے بھیجا اس ہدی کو قبول نہ کیا۔ رواہ البخاری
ومسلم وغیرہما کَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْکُرُوْنَ ای کما بینا ما ذکر نبین الآیات لقوم یشکرون اللہ تعالی فیومنون۔ یعنی جیسے ہم نے
یہ سب بیان فرمایا جو مذکور ہوا ہی اسی طرح ہم کھلے بیان کرتے ہین آیات کو ایسی قوم کے واسطے جو شکر کرتے ہین اللہ عزوجل کا پس ایمان لاتے ہین
اسمین قوم شکرگزار کی خصوصیت اسواسطے ہی کہ آیات الٰہی سے انھین بدونکو نفع حاصل ہوتا ہی اور خبیث لوگونکو کچھ بھی حاصل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ ہی
کہ آیات الٰہی محض فضل ونعمت ہی اسکا بہت بڑا شکر یہ واجب ہی سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم ان آیات کریمہ مین انواع دلالات ولطائف
اشارات وعلوم پاکیزہ ہین اور تفسیر عرائس مین جو کچھ بیان ہین وہ یہ ہین ف فی العرائس قولہ تعالی وہو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ
اور تعالی نسیم وصال کو طلوع جلال کے سحر کے وقت مین اہل انس کے واسطے انکی حالت سجدہ کے شہود مین انکے مشام مین پہونچاتا ہی کہ شوق
مین زیادتی ہو اور اسکی طرف باران رحمت کے زیادہ پیاسے ہوجاوین پس ظہور صفات سے پہلے قرب ومنزلت کے آثار ظاہر ہوچکے ہین پھر ظہور تجلی صفات
سے کشف ذات کا فیض پاکیزہ ارواح عاشقہ کو پہونچتا ہی پھر اس باران رحمت سے ان ارواح کو زلال محبت کا جام ملتا ہی کہ بعد اسکے پینے کے

Marfat.com

ان ارواح کو حدوث مین استقرار کی تاب نہین رہتی بلکہ ازل وابد کے بازوے لطف قدیم سے قضاے ناپید اکنار بقاء دہواے قدم مین پرواز
کرتے ہین۔ کمال لطف سے ظہور تجلی ذات سے پہلے انکو ہواے تجلی صفات سے انکشاف دیا کیونکہ قبل تجلی ذات کے قبض وبسط کے اعلام
سے واقف ہون اور فنا ہو جانے سے بچین اور کشف قدم کی طرف جذب ہونے مین انکے قلوب مردہ کو رزق سے زندگی ملے جس سے
قابلیت حاصل ہو **قال المترجم** بعض مقام پر پارہ اول وثالث مین گذرا کہ حدیث صحیح مین جو اپنے نفس وجورو و مہمان وغیرہ کے حق مین لازم ہونیکا
قطعی حکم آیا ہے وہ اسی معنی پر تمام اکابر نے اعتقاد کیا ہے جو ظاہر ہین اور اسکا یہی بھید ہے کہ ہزارون پردون کا قطع کرنا اسی جسم کثیف سے ہے اور وہ
اس راہ سے بڑی نعمت ہے پس مرید صادق کو ضبط حواس وضرر مالایطاق سے ایسی نوبت پہونچیگی کہ اسمین انکشاف حواس باطنی کی استعداد ہے
اور پھر حواس مخفیہ جیسے علوم ظاہری مین بحث نہین ہے لئے انکشاف کا فائدہ نہ حاصل ہوگا تب عقل وقلب وروح وسر وباطن کا کیا ذکر ہے لہذا نفس
کشی کے یہ معنی سمجھنا کہ جسم وحواس کو بیکار وباطل کرکے جہلا مبہوت ہو جاوے محض غلط ہین یہ کسی بزرگ نے نہین فرمایا بلکہ نفس کشی کے فقط یہ معنی ہین کہ ابتدا
مین نفس جو شرع سے برخلاف چلتا اور شیطان کی پیروی ڈھونڈھتا ہے اسکو مار کر خواہ مخواہ شرع وسنت پر ثابت رکھے ہان شرع وسنت مین
یہ منع ہے کہ پیٹ مت بھرو بلکہ کم کھاؤ اور کم سوؤ اور کم ہنسو اور کم بک بک کرو اور خیال بد اور وسواس باطل وغیرہ مت لاؤ اور ایسے ہی ریاکاری
وغرور وتکبر وغیرہ بہت سے امور ہین کہ ان سب پر ٹھیک ٹھیک قائم ہو اور ایک مرد صالح پیر بزرگ کی خدمت نصیب ہو جو اپنے نفس کو مہذب
کر چکا ہے تو نہایت ہی عمدہ بات ہے کہ وہ ہر وقت اسکی غفلت کو ٹوکتا جاوے اور ہوشیار کرتا جاوے اور زیادہ طول تقریر کی گنجائش نہین ہے مینے
صرف ابتدائی مرتبہ پر بتوفیق الٰہی تنبیہ کر دی ہے اور اس سے اوپر کے مراتب کے واسطے خود اللہ تعالیٰ کی ہدایت پہونچ جاویگی انشاء اللہ تعالیٰ
اور اگر ابتدا ہی غلط ہے تو اوپر کا مرتبہ کیسا فاستقم ولاتتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله پھر شیخ نے فرمایا کہ بالجملہ تجلی ذات کے ظہور سے پہلے
دلہاے مردہ کے واسطے پاکیزہ ہوا مین ظہور تجلی صفات کے بھیجدین چنانچہ فرمایا حتى اذا اقلت سحابا ثقالا سقناه لبلد ميت یعنی دلہاے مردہ کو
تاب تجلی ذات کے ظہور کی نہین ہو سکتی ہے تو تجلی صفات سے ان دلون مین حیات جو اسکے مناسب ہے حاصل ہو جاوے اور معلوم ہے کہ تجلی ذات کا
بار گران کوئی نہین اٹھا سکتا ہے سواے ریاح تجلی صفات کے اور انوار قدم کو سواے قدم کے کوئی نہین چلا سکتا اور زلال دریاے قدم کو
ایسے پیاسے کو پلانے کے واسطے جو غرق حیرت ہے سواے ازلی صفت کے کوئی نہین لیجا سکتا ہے اور قلوب کی سرزمین مین درختان علوم غیوب
کے کوئی نہین اگا سکتا سواے حضرت علام الغیوب جل جلالہ کے لہذا فرمایا فانزلنا به الماء فاخرجنا به من كل الثمرات یہ ثمرات بھی مقامات و حالات
ومکاشفات ومشاہدات مین ہین **ف** الا یا صبا نجد متى هجت من نجد * لقد زادنی مسراک وجدا على وجد * اے ہواے نجد جان لیلی رہتی ہے جبھی تونے
نجد سے جنبش کی تو میرا وجد پر وجد بڑھتا گیا بعض مشائخ نے کہا کہ ہر قسم کی ہوا سے ایک قسم کی رحمت خاص متعلق ہے پس ہواے توبہ سے
قلب پر محبت پہونچتی ہے اور ہواے خوف سے رحمت ہیبت کا نشر ہوتا ہے اور ہواے امید سے رحمت انس کا اور ہواے قرب سے
رحمت شوق کا اور ہواے شوق سے آتش قلق وبیتابی عشق کا نشر ہوتا ہے استاد نے کہا پہلے تقرب کی ہوا چلتی ہے جس سے مشام اسرار کو
خوشبوی وصال پہونچتی ہے۔ اور استاد نے قولہ حتى اذا اقلت سحابا ثقالا کے اشارہ مین کہا کہ اسمین اشارہ یہ ہے کہ جس مہجور کو صدمہ فراق ووجد
واحلال جسم بلکہ بالکل باطل ہونے سے دوری پہونچی ہے اسکے پاس تقرب کا بشارت دینے والا پہونچتا ہے پس کھلجانے کے بعد تر وتازہ ہو جاتا ہے
اور بعد سقوط کے اسکا مٹا ہوا حال قوی وتندرست ہو جاتا ہے پھر حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے قلب کا حال ذکر کیا کہ اسمین سے بعض کا یہ
حال ہے کہ جب اسپر باران رحمت ہوا تو طرح طرح کے مقالات وحالات کے پھل پھول اس سے نکلتے ہین اور بعض کی یہ کیفیت ہے کہ وہ اسکے

برخلاف ہین جوکہ شہوات نفس وحظوظ بشریت مین سنگستان کے مانند ہورہے ہین اور انمین سوائے خار زار کے کچھ نہین ہو چنانچہ فرمایا ۔ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ الآیۃ ای برادر قلب کی زمین ہو جس سے وجد وارادت کے پھل پھول موافق کشف صفات وانوار ذات کے طرح طرح کے نکلتے ہین پس جس دل مین تخم محبت ہو اس سے مشاہدہ کا درخت جمتا ہو اور جسمین تخم شوق ہو اس سے انس ووصال کا درخت اُگتا ہو اور جسمین تخم عشق ہو اس سے کشف جمال وجلال کا خوش ذائقہ میوہ پیدا ہوتا ہو پھر انکے برخلاف جس دل مین ہوا وہوس کے بیج پڑے ہین اس سے شہوات کے خار دار درخت جھاڑیان پیدا ہوتی ہین اور شناخت یہ ہو کہ جو دل منور ہین ان دلون کے جسم کے اعضاء وجوارح پر آثار محبت ظاہر ہوتے ہین اور وہ آثار یہی کہ وہ احکام الٰہی تعالیٰ وسنت رسالت پناہی صلعم سے موافقت محبوب رکھتا ہو اور جو دل تاریک وسیاہ ہو اُسکے جوارح واعضاء پر آثار مخالفت ظاہر ہوتے ہین اور وہ اپنی شہوات نفس کی پیروی کرتا ہو پھر اوتعالیٰ عزوجل نے تبدیل اخلاق ونشر افضال وثبوت مقامات وبر واز حالات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ سب بارادہ سابقہ ومشیت ازلیہ ہین جسمین کچھ تغیر وتبدل نہوگا اور وہان کسی کی تدبیر کچھ کارگر نہوگی اور یہی اصل تقدیر کہلاتی ہو چنانچہ فرمایا وکذلک نصرف الآیات لقوم یشکرون ۔ یعنی ایسی قوم کے واسطے جو حضرت مشکور تعالیٰ عزوجل کو ان نعمتو نکے وجود سے پہلے سے پہچانتے ہین اور خود اوتعالیٰ عزوجل کو اپنے انعام کا شاکر پاکر خجالت سے پانی پانی ہوجاتے ہین اور اپنے آپ کو ادائے شکر کے مقام سے عاجز پاتے ہین شیخ ابوعثمان رحمہ اللہ نے کہا کہ البلد الطیب مومن متقی کے دل کی مثال ہو یخرج نباتہ باذن ربہ یعنی اسکے اعضاء وجوارح پر انوار طاعات وزینت کے اخلاص کے ساتھ ظاہر ہوتے ہین والذی خبث ۔ قلب کافر ہو اس سے سوائے نکد وشوم وتاریکی کے کچھ ظاہر نہین ہوتا اسکے اعضاء وجوارح پر تاریکی ومخالفت ظاہر ہوتی ہو اور واسطیؒ نے کہا کہ قولہ باذن ربہ یعنی اوتعالیٰ کی تولی اور اسی کی پرداخت وعنایت سے سب آسانی سے بہت کچھ میوہ جات موافقت وانوار تقرب ظاہر ہوتے ہین اور خبیث سے سوائے نکد کے کچھ ظاہر نہین ہوتا کیونکہ تجلی وخطاب سے محجوب ہو اور قولہ کذلک نصرف الآیات جیسے کہ آفتاب تھوڑی نباتات کو جلا دیتا ہو اور تھوڑی نباتات کو اُگاتا ہو اور بعض کو مزہ دار اور خوشگوار پاکیزہ بناتا ہو جیسا جسکا جوہر واستعداد ہو ویسے ہی ارادہ واحدہ سے موافقت ومخالفت آدمیون مین ظاہر ہو بعض نے کہا کہ بلد طیب وہ ہو جو ہمیشہ مامون اور اسکا سلطان عادل ہو جسکے دل کا ساکن صافی ہو اسکے ظاہر افعال پاکیزہ ونیک ہین اور جو اسکے برخلاف ہو اسکا حال برخلاف ہو استاد رحؒ نے کہا کہ جب اصل پاکیزہ ہو تو فرع مین نمو ہوتا ہو یعنی جب جڑ اچھی حالت مین ہوتی ہو تو شاخین اچھی طرح سرسبز ہوتی ہین اور مراد یہ ہو کہ قلب نیک ہوتا ہو تو ظاہر وباطن سب صالح ہوتا ہو قلت حدیث مین بھی قلب کے بیان مین ہو کہ جب وہ صالح ہوتا ہو تو سب جسم صلاحیت پر ہوتا ہو اور جب اسکی حالت خراب ہوتی ہو تو تمام اعضاء بدکار فاسق ہوجاتے ہین بعض نے کہا کہ بلد طیب وہ قلب مؤمن ہو مومن کو اللہ تعالیٰ نے طاہر بنایا اور روح کو آب قرب سے پاک وطاہر کیا اور کرامت سے خوشبودار کردیا اور قلب کو علم سے پاکیزہ بنایا اور سر باطنی کو نور معرفت سے پاکیزہ بنایا اور زبان کو ذکر وسچ بولنے سے پاک کیا اور جوارح کو آب عصمت سے نہلایا اور نور توفیق سے پاک کیا پھر جب معلوم ہوگیا کہ جو قلوب خبیث ہین انکو ہرچند تعلیم واصلاح وپند ونصیحت دیجائے کچھ مفید نہین ہوتی اور بیہودہ وہم وبے بنیاد شک پیدا کرتے ہین اور نیک راہ ونیک بات ونیک تعلیم ونیک نصیحت سے آنکھ بند کرلیتے ہین چنانچہ اگلون کے واقعات متضمن علوم بیان فرمائے بقولہ تعالے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

ہمنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کیطرف تو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اُسکے سوائے مین ڈرتا ہون تمپر

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ

ایک بڑے دن کے عذاب سے بولے سردار اُسکی قوم کے ہم دیکھتے ہین تجھکو صریح بہکا ہوا بولا اے قوم مین کچھ بہکا نہین

Marfat.com

وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ

لیکن مین بھیجا ہون جہان کے صاحب کا پہونچاتا ہون تمکو پیغام اپنے ربکے اور نصیحت کرتا ہون اور جانتا ہون اللہ کیطرف سے جو تم نہین جانتے کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو

ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ

نصیحت تمھارے رب کیطرف سے ایک مرد کے ہاتھ تمھارے بیچ مین سے کہ تمکو ڈر سناوے اور تم بچو اور شاید تم پر رحم ہو پھر اسکو جھٹلایا پھر ہمنے بچالیا اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے کشتی مین

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝ ع ۱۵

اور غرق کیے جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین وہ لوگ تھے اندھے

اول سورہ مین اوتعالی عزوجل نے واقعہ آدم علیہ السلام کو شروع فرمایا اور اسکے متعلقات ومتصلات کو پورا بیان فرماکر اب مگر انبیاء علیہم السلام کے قصص کو ترتیب وار اول وثانی سے بیان فرمایا لہذا پہلے نوح علیہ السلام کا ذکر شروع کیا کذا قال الحافظ فی التفسیر **وقال المترجم** حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ مین بہت بڑے بڑے علوم باریک تھے اور لوگون کی سمجھ کے لائق جہانتک ممکن ہوا صراحۃً واشارۃً بیان ہوچکا اور منجملہ ان علوم کے یہ کہ ہر چیز تحت تسخیر قدرت رب جلیل عزوجل ہو اور مخلوقات بعض طیب وپاکیزہ ہو اور بعض خبیث ونجس ہو اور رحمت الٰہی یکسان ہو مگر مانند زمین کے کسی کو باران رحمت سے فائدہ ہو دو قسم سے کہ خوب اس سے سیراب ہوتی ہو اور سرسبز شاداب خود بھی نفع پاتی ہو اور دوسرون کو بھی ہر طرح نفع دیتی ہو یا کہ اس کو خود نفع ہو اور دوسرون کو بھی مگر ایک خاص طرح کا نہ عموماً مثل اول کے اور بعض زمین کو کچھ بھی فائدہ نہین اور یہ ہر ایک کی جوہر وقابلیت کا تفاوت ہو چنانچہ سابقین کے احوال کو ترتیب وار اس بیان کے واسطے مع دیگر علوم کثیرہ کے جنکی طرف انشاء اللہ تعالی ضمناً اشارہ آتا جائیگا بیان فرمایا اور موافق ترتیب کے اول نوح علیہ السلام کا ذکر شروع کیا **قال الحافظ** وغیرہ کیونکہ نوح علیہ السلام بعد حضرت آدم علیہ السلام کے اول رسول ہین جنکو اللہ تعالی نے اہل زمین کی ہدایت کے واسطے بھیجا حضرت انس رضی سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول جو رسول بھیجا گیا وہ نوح علیہ السلام ہو رواہ ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ وابن عساکر اور نسب نامہ انکا یہ ہو نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن مہلیل بن قینین بن انس بن شیث بن آدم علیہ السلام الیسا ہی محمد بن اسحاق اور دیگر علماء نے جو فن نسب مین ماہر ہین بیان فرمایا ہو اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ جیسے اذیت حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف سے پہونچی ایسے کسی اور نبی کو نہین پہونچی سوائے انکے جو اپنی قومون کے ہاتھ سے قتل ہوگئے ہین اور چالیس برس کی عمر ہونے پر نوح علیہ السلام کو نبوت ہوئی بعض نے کہا کہ پچپن برس کے تھے اور بعض نے کہا کہ دو سو پچاس برس کے تھے اور ذکر کیا گیا کہ بڑھئی کا پیشہ کیا کرتے تھے اور لوگ انکے زمانہ کے خراب وبت پرست ومشرک ہوگئے تھے **قال الحافظ** اور عبد اللہ بن عباس رضی وبہت سے علماء تفسیر نے فرمایا کہ بت پرستی کی صورت یون واقع ہوئی کہ ابتدا مین جب صالح ومتقی واولیاء اللہ لوگ مرے تو انکی قوم والون نے انکی قبرون کے وہان مسجدین بنالین اور مسجدون پر انکی تصویرین نقش کردین تاکہ انکے حالات وعبادات کو یاد کرین اور انھین کے مانند عبادات واخلاق حاصل کرین پھر جب اسکو زمانہ دراز گذرا تو اسی نقش کی مورتین بنا رکھین پھر جب اسپر بھی زمانہ دراز گزرا ان مورتون کی تعظیم کرنے لگے آخر انکو پوجنے لگے اور انھین پرہیزگارون کے نام پر ان مورتون کے نام رکھ لیئے پس جب یہ نوبت پہونچی تو اللہ عزوجل کا احسان ہو کہ اس نے انبیاء ورسول بھیجے پس اول رسول حضرت نوح کو بھیجا چنانچہ فرمایا لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ تقدیر کلام یہ ہو کہ واللہ لقد ارسلنا کیونکہ لام جواب قسم محذوف ہو اور بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ قریب ہو کہ نہ اطلاق ہو اس لام کا مگر حذف قد کے ساتھ کیونکہ جملہ قسمیہ کا سوق نہین ہوتا مگر ایک دوسرے جملہ کی تاکید کے واسطے جسپر قسم واقع ہوتی ہو اور وہ جواب قسم کہلاتا ہو پس قد کے ساتھ لاتے ہین کیونکہ وہ مظنہ توقع ہو کیونکہ مخاطب

ابو حاتم

Marfat.com

جب اُسکو سنتا ہی تو جس سے تقدیر ہوئی ہو اُسکے وقوع کی توقع کرتا ہی جیسے یہان اسپر نص ہی - اور ارسال کے معنی مبعوث کرنے کے ہین یعنی اسی قوم
مین سے ایک شخص کو مبعوث فرمادیا اور معنی یہ ہین کہ واللہ ہمنے مبعوث فرمایا نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ پس نوحؑ
نے قوم سے کہا کہ اے قوم تم بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی - یعنے فقط اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ من زائدہ ہے
بغرض استغراق نفی کے آیا ہی یعنے کوئی بھی نہین پس الٰہ بحرف من مجرور ہی ور در محل مین رفع کے ہی بنابر مبتدا ہونے کے لہذا کسائی کے سوائے باقی قراء
نے غیرہ کو مرفوع پڑھا کہ بدل از محل الٰہ ہی اور کسائیؒ نے بلحاظ لفظی اعراب کے غیرہ مجرور پڑھا - المعنی نہین تمہارا کوئی بھی الٰہ سوائے ایک اللہ تعالےٰ
کے پس تم اسی کی عبادت کرو کیونکہ اگر تمنے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی اور دوسرون کی عبادت کی تو تمنے ایسی چیز کی عبادت کی جو معبود نہین ہی اور
تمنے معبود کی طرف سے منھ موڑا اور جو بات اسی کے واسطے خاص ہی وہ دوسرے مین ثابت کی اس سے بڑھکر کوئی ظلم نہین کہ خالق عزوجل نے
پیدا کیا رزق دیا مال اولاد دی صحت و تندرستی ہزارہا بیشمار نعمتین دین اس سے منھ موڑ کر غیر کی عبادت کرنے لگے شرک کرنے لگے پس تم فقط اللہ تعالےٰ
وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور اگر نہ مانوگے تو مین ایک بندہ ہون اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمکو راہ بتانیوالا ہون لیکن اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ مجھے تمپر عذاب یوم عظیم کا خوف ہی اگر تم غیر کی عبادت کروگے یوم عظیم سے مراد روز قیامت ہی اور اسمین بیان ہی توحید اختیار کرنے کے سبب کا
یعنے توحید کرو کیونکہ نہ اختیار کروگے تو عذاب سخت پاؤگے - بعض نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ مجھے تمھارے اوپر عذاب یوم عظیم کا خوف ہی تم مجھے ایمان
لاتے نہین نظر آتے ہو - اور بعض نے کہا کہ یوم عظیم سے مراد طوفان کا روز ہی اور لفظ اخاف یعنی شک کے ساتھ اسوجہ سے بیان کیا کہ حضرت نوح
علیہ السلام کو یہ معلوم نہ تھا کہ آیا دنیا ہی مین ان لوگون سے مواخذہ ہوگا یا قیامت تک کے واسطے چھوڑ دیے جاوینگے کذا فی السراج وغیرہ اور حافظ
ابن کثیرؒ نے قول اول اختیار کیا اور مفسرؒ نے بھی اسی پر اکتفا کیا اور ظاہر یہ ہی کہ اخاف بطور ادب کے ہی اگرچہ کافر کے حق مین قطعی وعدہ عذاب کا ہی
اگر کفر و شرک پر مرے لیکن بنظر عظمت و جلال الٰہی کے حکم قطعی نہ لگایا یون نہ کہا کہ تمپر یون عذاب ہوگا بلکہ ادب سے اخاف کہا وقد اشار المترجم
الی جوابین آخرین فافہم اسطرح حضرت نوح علیہ السلام نے دعوت فرمائی پھر قوم کا جواب نقل فرمایا قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ملأ بمعنی اشراف ماخوذ از ملا بسکون ثانی بمعنی بھر دینا کیونکہ اشراف بھی مجلس کے لوگون کے دل ہیبت و جلال سے بھر دیتے
ہین اور جمع أملاء مثل سبب اسباب اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ ملا یعنے جمہور و سردار و پیشوا اور بڑے بڑے مڈھ المعنی اسکی قوم کے بڑے بڑے
مڈھ لوگون نے جواب دیا کہ ہملوگ اپنی عقل و راے مین تجھکو کھلے ضلال مین دیکھتے ہین حاصل آنکہ ہم دیکھتے ہین کہ تو دیوانہ ہوگیا یا بہک گیا
ہی کہ ہمکو اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کو بلاتا ہی - گمراہون کا یہی حال ہی کہ وہ شیطانی نفسانی سرکشی مین راہ حق کی طرف ہدایت کرنیوالون کو
اُلٹے خود بھٹکا ہوا سمجھتے ہین استغفر اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ
نوحؑ نے کہا کہ اے قوم مجھے کوئی ضلالت نہین لگی ولیکن مین رب العالمین کی طرف سے رسول ہون قوم نے اپنر ضلال کا بہتان لگایا تھا اور انہون
نے ضلالت کو دور بتلایا تو مفسرؒ نے کہا کہ ضلالت بہ نسبت ضلال کے اعم ہی پس ضلال کے دور کرنے سے ضلالت کی نفی کرنا زیادہ بلیغ ہی
یعنے ضلالت تو ہر وجہ سے گمراہی ہی اور ضلال بعض وجہ سے بھٹکنے کو اور حق کو بھی شامل ہی پس ضلالت اعم ہی کیونکہ ہر چیز جسکو ضلال کہین اسکو
ضلالت کہینگے اور اسکا الٹا نہین ہی کیونکہ غی کو یا بعض وجہ سے بھٹک کو ضلال نہین کہتے مگر ضلالت کہتے ہین پس ضلالت کی نفی کرنا زیادہ بلیغ ہوا
اسلیے کہ وہ اعم ہی اور عام کی نفی کرنے سے خود خاص کی نفی ہو جاتی ہی برخلاف خاص کی نفی کے کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین چنانچہ
اگر مان لیا جاوے کہ اس جنگل مین کوئی جاندار موجود نہین تو خود ظاہر ہی کہ انسان بھی نہوگا اور اگر خاص جاندار کی نفی کی مثلاً شیر نہین ہی تو اس سے

[illegible]

Marfat.com

یہ لازم نہین آتا کہ انسان بھی نہو پس ظاہر ہوا کہ ضلال کے بہ نسبت ضلالت کی نفی یہان زیادہ بلیغ ہی اور تعجب ہی کہ صاحب کشاف نے لکھا کہ ضلال نہین کہا
بلکہ ضلالت کہا اسواسطے کہ ضلالت اخص ہی پس ضلال کی نفی سے ضلالت کی نفی زیادہ بلیغ ہوگی اور خطیب نے سراج المنیر مین اسی کی پیروی کی حالانکہ
یہ سہو ہی اسواسطے کہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین ہی اور کشاف کے محشین نے اس مقام پر طول کلام سے کچھ بھی فائدہ نہ نکالا اور خطیب
باوجود کثرت اتباع بیضاوی کے یہان کشاف کی پیروی مین دھوکا کھا گئے حالانکہ بیضاوی نے یہان افادہ فرمایا کہ قولہ یا قوم لیس بی ضلالۃ
ای شئی من الضلالۃ یعنے کچھ بھی ضلالت نہین ہی پس جیسے ان لوگون نے ضلال کے ثابت کرنے مین مبین کہکر مبالغہ کیا تھا یعنے ضلال نہین
کہا بلکہ ضلال مبین کہا تھا اسی طرح انکے جواب مین نفی ضلال مین مبالغہ کیا یعنے کچھ بھی ضلالت نہین ہی اور یہ قلت مستفاد ہی مقابلہ سے کیونکہ
ضلال کے مقابلہ مین ضلالت کی نفی درصورت قصد مبالغہ در کمال ہدایت خود دلیل ہی کہ ادنی واقل کی بھی نفی ہی گویا یون کہا کہ میرے ساتھ
اقل قلیل بھی ضلال نہین ہی پس اسمین قوم والون پر بیوقوفی وگمراہی کی تعریض ہی کہ باوجود ذرا بھی نہونے کے اپنی بیوقوفی سے ضلال سمجھے بلکہ
ضلال مبین سمجھے پس حماقت نہین بلکہ احمق ہین اور اشارہ ہی کہ یہ لوگ مکابرہ وعناد مین پڑے ہین کیونکہ جو اس مرتبہ ہدایت پر ہی کہ اسمین ضلالت کا
نام نہین اسکو ضلال مبین سے موصوف کیا۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ ولکنی بحرف لکن واسطے استدراک کے ہی پس یہان جانب مقابل کا وہم
دور کرنا چاہیئے تھا نہ آنکہ لکنی رسول فرمایا تو جواب یہ ہی کہ لکن اس مقام پر بہت بلیغ ہی بیضاوی نے کہا کہ یہ استدراک باعتبار لازم کے ہی اور
لازم اسکا کمال ہدایت ہی یعنے دو امر متقابل مین جب ایک کی نفی ہو تو دوسرے کی جانب وہم متردد ہوتا ہی پس اسکو اثبات کیا جاتا ہی اگرچہ غیر متعلق
امور کی طرف وہم ہو اسیواسطے لیس زید بقائم ولکنہ قاعد ۔ کہنا فصیح ہی یعنے زید کھڑا نہین ولیکن بیٹھا ہی اور یہ کہنا کہ لیس زید بقائم ولکنہ شارب ۔
فصیح نہین یعنے زید کھڑا نہین ولیکن پانی پیتا ہی ۔ پس جب نفی ضلالت سے بالکل ضلال کی نفی کی تو ہدایت کی طرف سے استدراک کیا اور ظاہر یون
تھا کہ ولکنی علی ہدی ۔ ہو لیکن بجاے اسکے ولکنی رسول من رب العالمین کہا تو رسول موصوف کو ہدایت مین کامل بلکہ اکمل ومکمل ہونا واجب ہی
کیونکہ وہ خود ہدایت پر ہوتا اور دوسرونکو ہدایت پر لاتا ہی پس گویا یون کہا کہ ولکنی علی غایۃ الہدی لانی رسول من رب العالمین یعنی مین انتہا
درجہ ہدایت پر ہون کیونکہ مین رب العالمین کا رسول ہون اور تعریض ہی ان لوگون کی حماقت پر کہ شاید ہدایت پر نہ سمجھین حالانکہ کوئی شخص
دو حال سے خالی نہین ہوتا ہدایت پر یا ضلالت پر پس ضلالت تو بالکل نفی ہی پھر سخت حماقت ہی کہ عدم ہدایت کا وہم بھی ہو پس اسکو استدراک
کرنے مین تعریض ہی اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ ابو عمرو کی قراءت مین ابلغ از ابلاغ ہی بتخفیف لام اور باقیون کی قراءۃ مین تبلیغ سے بتشدید لام ہے
معنی آنکہ پہونچاتا ہون تمکو رسالتین اپنے پروردگار کی بیضاوی نے کہا کہ یہ جملہ صفت رسول واقع ہی یا جملہ مستانفہ ہی اور اسوجہ بیان سے بھی ہو
ہونا متقرر فرمایا اور رسالات کو جمع اسوجہ سے کہا کہ متعدد اوقات مین اسکا نزول ہوتا رہا یا اسوجہ سے کہ اقسام وانواع کی رسالتین مانند
اعتقادات ومواعظ واحکام وغیرہ کے وَاَنْصَحُ لَكُمْ اور نصیحت کرتا ہون تمھارے نفع کے لیئے جملہ صفت رسول یا مستانفہ ہی اور انصح
کے معنی یہ کہ ارادہ کرتا ہون بھلائی کا اور لکم مین لام زائد کردیا یعنے انصحکم نہین فرمایا تاکہ دلالت کرے کہ نصیحت محض انھین کے حق مین نافع تھی
اسمین ناصح کی کوئی غرض اپنے متعلق نہتھی اور نصح کے معنی یہ کہ دوسرے شخص کیواسطے اسیطرح بھلائی کا قصد کرے جیسے اپنے واسطے چاہتا ہی
اور تعدیہ اسکا بواسطہ وبلا واسطہ دونون طرح ہی یقال نصحتہ ونصحت لہ اور بعض نے کہا کہ نصح کی حقیقت یہ ہی کہ مصلحت کی راہ پہنچوا دے
اسطرح کہ ہر مکروہ بات سے اپنی نیت خالص ہو اور بعض مفسرین نے کہا کہ مطلق نصیحت مین اور رسول کی نصیحت مین فرق ہی پس رسول
کی نصیحت یہ ہی کہ امت کو اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر ونواہی اور تمام تکالیف شرعیہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہین پہونچا دے اور

Marfat.com

عام نصیحت یہ ہے کہ اپنے بھائیون کو ان اوامر و نواہی و شرائع کے قبول کرنے مین رغبت دلا دے اور نافرمانی کرنے سے ڈرا دے کہ او تعالی کا امین عذاب ہے۔ یہان سے واضح ہوا کہ حدیث صحیح مین جو النصح لکل مسلم۔ آیا یعنی ہر مسلمان کیواسطے نصح لازم ہے تو وہ دوسرے معنی پر ہے اور معنی نصح کے وہی ہے جو اول مذکور ہوے چنانچہ حدیث ابن مسعودؓ مین اسی کی تفسیر ہے کہ کوئی مسلمان نہین ہوتا جب تک ایسا نکرے کہ جو اپنی ذات کیواسطے پسند کرتا ہے ویسا ہی اپنے بھائی کیواسطے پسند کرے۔ اور مراد ان چیزون سے بھلی چیزین ہین جنکو شرع مین بھلا کہا گیا ہے اور یہ نصح نہین ہے کہ رشوت سے مال جمع کرنا خود چاہتا ہے تو دوسرے کے واسطے بھی پسند کرے کیونکہ یہ نصح نہین بلکہ اغوا و شیطانیت ہے فافہم۔ بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ حسن اخلاق سے جواب دیا کہ مین ضلالت مین بالکل نہین بلکہ کمال ہدایت پر ہون اور تمکو اللہ تعالے کے رسالات پہونچاتا ہون اور محض تمہاری بہتری کے لیے تمکو نصیحت کرتا ہون وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور مین جانتا ہون اللہ تعالی کیطرف سے جو تم نہین جانتے ہو یعنے اللہ تعالی کی جانب سے وحی کے ذریعہ سے جو چیزین مجھکو معلوم ہوتی ہین وہ تمکو نہین معلوم ہوتی ہین پس تقدیر قولہ من اللہ ای من جہۃ اللہ بالوحی ہے اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے کہ من صفات اللہ تعالی بشدۃ بطشہ وعدم رد باسہ عن المجرمین یعنی اللہ تعالی کی صفات اور اسکی سخت گرفت اور مجرمین سے اسکا عذاب نازل ہو کر پھر نہ ہٹنا وغیرہ مین جانتا ہون تم نہین جانتے ہو پس دل مین جو کہا تھا کہ انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم اسی کی امین تقریر ہے۔ فافہم ف فی العرائس قولہ وانصح لکم واعلم من اللہ ما لا تعلمون مین تمکو خلوص نیت سے تمہارے پروردگار کی معرفت حاصل کرنیکا طریقہ سکھلاتا ہون اور اپنی نصیحت سے تمکو تمہارے پروردگار کے مشاہدہ و لطف و رحمت خاصہ حاصل ہونے کی راہ بتلاتا ہون اور جو کچھ مین اللہ تعالی کی طرف سے جانتا ہون وہ تم نہین جانتے ہو مجھکو اسکے احسان و مہربانی و لطف و کشف صفات و جمال ذات و حلاوت مشاہدہ و لذیذ خطاب وغیرہ کا جو علم حاصل ہے وہ تمکو حاصل نہین ہے جو اسکی درگاہ مین پہونچ گیا وہ ایسی بادشاہت کو پاگیا کہ کبھی اس مین خرابی نہوگی اور ایسی سعادت کو پاگیا کہ کبھی فنا نہو۔ اور جو اس سے محروم رہا وہ ایسی سختی و بلا و گمراہی مین پڑا کہ کبھی اسکی خواری دور نہوگی اور بعض نے کہا کہ قولہ انصح لکم یعنی تمکو راہ ہدایت بتلاتا ہون اور اعلم من اللہ ما لا تعلمون مین اشارہ ہے کہ مجھے اسکی وسعت رحمت معلوم ہے کہ جو کوئی توبہ کرکے اخلاص کے ساتھ اسکی طرف رجوع ہوا او تعالے اسکی توبہ قبول فرماتا ہے پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے جاہل جو رسم کے پابند تھے اور اللہ تعالی کی طرف سے رسالت کو خلاف رسم و عادت سمجھتے اور نہایت تعجب کرتے حالانکہ دل کی آنکھون سے اندھے تھے حضرت نوح علیہ السلام کے نور نبوت کو کیا پہچانتے پس حضرت نوح علیہ السلام نے انکا تعجب دور کرنے کو فرمایا اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ ہمزہ استفہام انکاری ہے اور واو عاطفہ ہے پس معطوف علیہ محذوف ہے کما قال المفسرؒ ای اکذبتم وعجبتم یعنے کیا تمنے جھٹلایا اور تعجب کیا۔ اور ذکر بمعنی موعظت و نصیحت اور ان جاءکم بوجہ ان مصدریہ کے بتاویل مصدر ہو کر مفعول محذوف ہے یعنی اذہم کا معمول ہے کیونکہ عجبتم کا تعدیہ بحرف من ہوگا۔ ای من ان جاءکم اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بعض نے جو لفظ انکرتم مقدر کیا وہ خوب نہین کیونکہ وہ بھی حرف علی چاہتا ہے یقال انکر علیہ۔ انکرتم علی ان جاءکم۔ یا عجبتم من ان جاءکم۔ کی ضرورت ہوگی بخلاف قول مفسرؒ کے کہ مقدر خود متعدی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ بحکم المقدر کالمذکور۔ اسکو عمل دلا جاوے ورنہ تقدیر من بہرحال ضرور ہوگی اور قولہ علی رجل منکم۔ ای علی لسان رجل کان منکم۔ اور بزبان ایک شخص کے جو تم مین سے ہے یعنے خود حضرت نوح علیہ السلام اور یہ بنا بر اینکہ حضرت نوح علیہ السلام پر صحف وحی اتری کوئی کتاب مجموع نہین اتری بمانند توریت کے اور علی ہذا قولہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیۃ مین آنحضرت صلعم کی وحی کی تشبیہ وحی نوح علیہ السلام سے دونون باتون مین موافق ہے ایک نفس ایحا مین یعنے وحی کرنا حضرت صلعم کیطرف

Marfat.com

کوئی نئی بات کہ نوحؑ سے یہ ہوتا آیا ہے اور دوم محض وحی ہین بدون لوح مکتوب کے کیونکہ قرآن مجید مجموع مکتوب نہین اترا ہے اگرچہ مقصود وہان صرف یحیٰ ابن آدم شبیہ ہی دوسری بات مین موافقت واقع ہوگئی ہے فافہم ۔ پھر ظاہر یہ ہے کہ محل تعجب یہی جملہ ہے یعنی علیٰ رجل منکم یعنی اس بات پر تعجب کرتے تھے کہ ایک آدمی پر وحی الٰہی نازل ہو جیسے مشرکین مکہ کو تعجب تھا اور کہتے تھے کہ فرشتہ کیون نہین اتارا اور شاید قوم نوحؑ کو دونون باتون مین تعجب ہو یعنی پروردگار کی طرف ذکر و موعظت نازل ہونے مین اور ایک آدمی پر نازل ہونے مین اگرچہ امر دوم سے تعجب ہو کر انکار اول کی طرف متعدی ہوگا ۔ المعنی کیا تم نے جھٹلایا اور تعجب کیا اس بات کو کہ آئی تمھارے پاس نصیحت تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھین مین سے ایک آدمی کی زبان پر لِيُنْذِرَكُمْ تاکہ وہ تمکو ڈراوے یعنی عذاب کا ڈر سناوے اگر ایمان و توحید پر قائم نہو وَلِتَتَّقُوا اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرو وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ اور شاید تم رحم کیے جاؤ یہ لام تعلیلیہ ہین یعنی ذکر و موعظت مذکور کا آنا اس فائدہ کے واسطے کہ تمکو ڈراوے اور تم تقویٰ کرو اور شاید رحم کیے جاؤ اور یہ ترتیب ہر سہ علت کی نہایت حسن و خوبی پر ہے کیونکہ بندون نے جب ازل کا عہد بھلا دیا اور اسکے خلاف برتاؤ کیا تو بمقتضائے رحمت شاملہ و کاملہ کے رسول آئے اور مقصود رسالت سے انذار ہے یعنی مخالفت کرنے سے ڈرانا اور انذار سے مقصود یہ کہ تقویٰ کرین اور تقویٰ سے مقصود یہ کہ رحمت پاوین کذا فی السراج اور بیضاویؒ نے لکھا کہ لعلکم ترحمون مین حرف لعل جو امید کیواسطے ہے داخل کرنے مین تنبیہ ہے اس بات پر کہ تقویٰ پر خواہ مخواہ ترحم واجب نہین ہو جاتا ہے بلکہ رحم فضل الٰہی پر موقوف ہے اور تنبیہ ہے کہ متقی کو چاہیے کہ اپنے تقویٰ پر گھمنڈ نہ کرے اور عذاب الٰہی عزوجل سے بخوف نہ ہو جاوے اور معتزلہ وغیرہ نے جو ایسی باتون مین عم کیا کہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے تو یہ انکی جہالت ہے حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل پر کوئی امر واجب نہین اور یہ لفظ زبان سے نکالتے ہوے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مگر یہ لوگ بے ادب ہین اللھم اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم اس حسن و خوبی سے نوح علیہ السلام نے رسالت الٰہی کو پہونچایا مگر سوائے چند گنتی کے آدمیون کے باقی سب ایمان نہ لائے آخر عذاب مین گرفتار ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا فَكَذَّبُوهُ فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الذین کا عطف انجینا کی ضمیر مفعول پر ہے ای انجیناہ ایاہ والذین آمنوا معہ ۔ اور فا ر انجام کار کے واسطے ہے کیونکہ نوح علیہ السلام کئی سو برس تک برابر ان لوگونکو ایمان و توحید کیطرف بلاتے رہے اور وہ لوگ جھٹلاتے اور سخت ایذائین دیتے تھے آخر غضب الٰہی ظاہر ہوا اور نوح علیہ السلام نے بد دعا کی کہ زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے اور کشتی بنانے کا حکم ہوا انھون نے طول طویل کشتی بنائی مروی ہے کہ دو سال مین بنائی تھی خود بڑھئی کا کام جانتے تھے یہان سے ظاہر ہوا کہ فکذبوہ کے معنی فاستمروا علی التکذیب یعنی برابر جھٹلانے پر اڑے رہے المعنی پھر برابر نوحؑ کی قوم والے جھٹلاتے رہے پس ہمنے نوح کو اور اسکے ساتھ والے مومنون کو کشتی مین نجات دی یعنی پانی کا طوفان جو غضب الٰہی تھا اسمین ڈوبنے سے نجات دی اور قصہ انشاء اللہ تعالیٰ مفصل آویگا بیضاوی مین ہے کہ انکے ساتھ ایمان لانے والے بعض نے کہا کہ چالیس مرد چالیس عورتین تھین اور بعض نے کہا کہ صرف نو آدمی انکے تینون بیٹے سام و حام و یافث اور چھ آدمی اور تھے وفی تفسیر الحافظ منصوص اسقدر ہے کہ وما آمن معہ الا قلیل یعنے نوحؑ کے ساتھ ایمان نہ لائے مگر تھوڑے آدمی ۔ امام مالکؒ نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کی کہ قوم نوحؑ اس کثرت سے تھی کہ زمین و پہاڑ انکی سمائی سے تنگ تھے عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ نہین عذاب دیا اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کو مگر اس حال مین کہ روئے زمین انسے بھری ہوئی تھی اور کوئی قطعہ زمین نہ تھا مگر آنکہ ان لوگون مین سے کوئی نہ کوئی اسکا مالک و قابض ہو رہا تھا اور ابن وہبؒ نے کہا کہ مجھکو حضرت ابن عباسؓ سے روایت پہونچی کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی مین اسّی آدمی بچے تھے ایک انمین سے جرہم تھا اور اسکی زبان عربی تھی رواہ ابن ابی حاتم

وروی من وجہ آخر عن ابن عباس متصلا قلت شاید چالیس مرد و چالیس عورت کا قول کسی شخص نے اسی روایت سے یہ سمجھکر کہ کشتی نوح مین ہر شئ کے
جوڑے جوڑے تھے نکالا ہو حالانکہ یہ وہم ہو اسواسطے کہ جو ایمان لایا وہ غرق نہین ہوا خواہ جوڑا ہو یا فرد ہو ان جانورون مین البتہ جوڑا رکھا گیا تھا فافہم
مروی ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام دسوین رجب کو کشتی مین سوار ہوئے اور طوفان شروع ہوا آخر دسوین محرم کو کشتی سے اُترے تھے اور طوفان سے تمام
کافر ہلاک ہو گئے کما قال تعالیٰ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ یعنی اور طوفان مین غرق کر دیا ہمنے اُن لوگونکو جنھون نے جھٹلایا
تھا ہماری آیات کو بیشک یہ لوگ اندھی قوم تھی یعنی امر حق انکو نہین سوجھتا تھا **قال البیضاوی** دل کے اندھے تھے انکو بصیرت نہ تھی اگرچہ بصارت
ظاہری موجود تھی عمین در اصل عمیین تھا تخفیف کر کے عمین رہا اور بعض نے عامین پڑھا ہو ولیکن عمین مین زیادہ بلاغت ہو کیونکہ وہ ثبات پر دلالت
کرتا ہو کما بین ہو کہ عمی کی دلالت عمی ثابت پر ہو اور عامی کی دلالت عمی حادث پر ہو وقال البعضہم اسلیے کہ عمین صیغہ صفت مشبہ ہو جو ثبوت و دوام
پر دلالت کرتا ہو **قال ابن عباس** رض یعنی عمین کافر تھے **قال بعضہم** عمی تو بصیرت کے اندھے کو بولتے ہین اور اعمی آنکھون کے اندھے کو کہتے
ہین اعوذ باللہ منہا **قال الحافظ** اس قصہ مین اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب بندون کے واسطے کافرون سے انتقام لینے کو بیان فرمایا اور یہ کافر
لوگ ان بندون کو ایذا و آزار پہنچاتے اور انسے مسخرہ پن کیا کرتے تھے آخر ہلاک ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی سنت سنیہ دنیا و آخرت مین یون ہی جاری
ہو کہ انجام کار اہل تقویٰ کو فتح و ظفر ہو وقد قال تعالیٰ والعاقبة للمتقین سراج وغیرہ مین ہو کہ قصص قرآن مین علاوہ علوم و معارف کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و مومنین کے واسطے تسلی ہو کہ آنحضرت صلعم کی قوم ہی فقط قبول حق سے اعراض کرنے والی نہ تھی بلکہ گذری امتون مین سے بھی اکثر امتین
نہ ماننے والی گذری ہین اور عموماً اسمین ایک تنبیہ ہو کہ جھٹلانے اور نہ ماننے والونکا انجام کار خواری و ہلاک ہو پس آنحضرت صلعم کے نہ ماننے والے
بھی انجام کار خواہ دنیا مین بھی یا قطعاً آخرت مین خوار و برباد ہونگے اور واضح ہو کہ اسمین آنحضرت صلعم کی صحت نبوت کی کھلی دلیل ہو کیونکہ آنحضرت
صلعم اُمی تھے کچھ لکھے پڑھے نہ تھے اور ہرگز اپنے وقت مین کسی تاریخ جاننے والے سے نہین ملے خصوص جبکہ عرب مین اسکا رواج ہی نہ تھا باوجود
اسکے گذری امتون کے نہایت صحیح قصہ و اخبار کو بیان فرمایا اور تاریخ جاننے والون کو جب معلوم ہوا تو کسی نے انمین سے انکار نہین کیا پس صریح
ثابت ہوا کہ یہ بوحی الٰہی تھا اور یہی نبوت پاکیزہ و فضل الٰہی ہو **قال المترجم** اور اس زمانہ مین جو بعضے ملحد انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وجہ اس طوفان
کی تنور سے پانی کا جوش نہ تھا بلکہ چنین و چنان تھا تو اسکو باوجود الحاد کے بسبب بالاتفاق ثبوت طوفان نوحؑ کے انکار طوفان کی مجال نہوئی پس
اسقدر تو وہ خود مقر ہو کہ طوفان مذکور واقع ہوا تھا بعد اسکے تاریخ کی کیفیت معلوم ہو کہ رائے کو اسمین بہت کچھ دخل ہوتا ہو لہذا پوشیدہ سبب اسکی
رائے کا دعویٰ محض غلط ہو کیونکہ جب واقعہ ثابت ہو تو صرف ایک امر خفی پر اسکا انکار کرنا بدون دلیل کے صرف اسکے وہم کے نزدیک مستبعد ہے
محض بیجا وہم ہو پس جو شخص کہ اللہ تعالیٰ عز و جل کو قادر مختار مانتا ہو اسکے نزدیک کچھ بھی مستبعد نہین و عجب ہے کہ یہ منکر بدون کسی دلیل کے انکار کرتا ہو لہذا
کوئی عقلمند اسکو تسلیم نہ کریگا خصوص جبکہ واقعہ طوفان کا اقرار ہو فافہم **ف فی العرائس** قولہ انہم کانوا قوما عمین یعنے مشاہدہ الٰہی اور ذوق محبت
سے دور تھے اپنے بصائر کی آنکھون سے اندھے تھے انکو انوار صفات و ذات نظر نہین آتے تھے حالانکہ ہر ذرہ ذرہ سے ظاہر ہین ابن **عطا** رحمہ اللہ نے
کہا کہ عمین یعنے راہ حق سے گمراہ تھے بعض نے کہا کہ دنیا اور جہان مین نظر عبرت سے اندھے تھے انکی نظر سے صرف انکی خواہش نفسانی شہوات نظر آتی تھین

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور عاد کیطرف بھیجا انکا بھائی ہود — بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اسکے سوا کیا تمکو ڈر نہین — بولے سردار جو منکر تھے
مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ
اسکی قوم مین ہم تو دیکھتے ہین تجھکو عقل نہین — اور ہماری اٹکل مین تو جھوٹا ہو — بولا اے قوم مین کچھ بے عقل نہین لیکن مین بھیجا ہوا ہون

Marfat.com

رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ

جہان کے صاحب کا پہونچاتا تمکو پیغام اپنے رب کے اور مین تمھارا خیرخواہ ہون معتبر کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو نصیحت تمھارے رب کی ایک مرد کے ہاتھ تم مین کا

لِیُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

مین سے کہ تمکو ڈر سناوے اور یاد کرو کہ تمکو سردار کردیا پیچھے قوم نوح کے اور زیادہ دیا تمکو بدن مین پھیلاو سو یاد کرو احسان اللہ کا شاید تمھارا بھلا ہو

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ

بولے کیا تو اسواسطے آیا ہم پاس کہ بندگی کرین تیرے اللہ کی اور چھوڑ دین جنکو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لے آ جو وعدہ دیتا ہے ہمکو اگر تو سچا ہے کہا

قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ

تم پر پڑچکی ہے تمھارے رب کی طرف سے بلا اور غصہ کیون جھگڑتے ہو مجھ سے کئی نامون پر کہ رکھ لیے ہین تم نے اور تمھارے باپ دادون نے نہین اُتاری اللہ نے انکی کچھ سند

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا

سو راہ دیکھو مین بھی تمھارے ساتھ راہ دیکھتا ہون پھر ہمنے بچادیا اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے اپنی مہر سے اور پیچھا کاٹا انکی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین

وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ ع ۸ ۱۶

اور نہ تھے ماننے والے

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا یعنے جیسے نوح علیہ السلام کو انکی قوم کی طرف بھیجا ویسے ہی ہودؑ کو قوم عاد کی طرف بھیجا چونکہ قوم نوح کسی نام سے معروف نتھی قوم فرمایا اور قوم ہود بنام عاد معروف تھی مانند مدین وثمود وغیرہ کے انکے نام سے بیان فرمایا اور قوم عاد کے نام سے دو قوم ہین عاد اول اور عاد دوم جو بقیہ نسل اول ہے اور دونون کے درمیان سو برس کا فرق ہے جیسے عاد اول اور قوم نوحؑ کے درمیان آٹھ سو برس کا فرق بیان ہوا ہے اور مورخین کا اتفاق ہے کہ یہ اولاد سام بن نوحؑ سے ہین پس بعض نے لکھا کہ وہ عاد بن عوص بن ارم بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام سے ہے اور سراج وغیرہ مین لکھا کہ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ ہے وفی تفسیر الحافظ محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ اولاد عاد بن ارم بن عوص بن سام بن نوح ہین **قال** اور یہی عاد اول ہین جو جنگلون مین عماد بناتے تھے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد اور اخاہم یعنی انکے بھائی کو یعنے نسب کے بھائی کو نہ دینی بھائی کو یعنی قبیلہ عاد مین سے ایک شخص انکے برادری کا جسکا نام ہودؑ تھا یا اخاہم بمعنے صاحبہم ہے کیونکہ عرب اے صاحب القوم کو اخ بولتے ہین اور اول اظہر ہے اور مفسر جلالؒ نے تحبیر مین کہا کہ ہود بن عبد اللہ بن رباح بن الخلود بن عاد بن عوص مذکور ہین اور چار سو چونسٹھ برس زندہ رہے **قال الحافظ** وغیرہ اور قوم عاد کی بستی احقاف یمن مین تھی جو عمان وحضرموت کے پاس ہے ربیع بن خثیم نے کہا کہ عاد والے یمن سے شام تک چیونٹیون کی طرح کثرت سے پھیلے ہوئے تھے محمد بن اسحاق نے کہا کہ اگرچہ عمان وحضرموت کے درمیان انکی اصلی بستی تھی لیکن اکثر روئے زمین پر پھیل گئے اور شدت قوت وتوانائی سے سب کو زیر کر لیا اور ظلم وتعدی کرتے تھے اور عامر بن واثلہ سے روایت کی کہ مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سُنا کہ آپ حضرموت کے ایک شخص سے کہتے تھے کہ تو نے وہ سُرخ ٹیلہ دیکھا جو اراک کے مقابلہ مین جسمین سرخی مائل ٹیلے نکلے ہین اور فلان فلان جانب بیریون کے بہت سے درخت ہین اور وہ حضرموت کی زمین ہے اسنے کہا کہ جی ہان اے امیر المومنین خدا کی قسم آپ تو ایسا اسکو ٹھیک ٹھیک پتہ سے بیان فرماتے ہین جیسے کسی نے آنکھون دیکھا ہو فرمایا کہ مین نے دیکھا نہین ہے ولیکن اسکا قصہ مجھسے بیان فرمایا گیا ہے حضرمی نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اسکی بابت کیا قصہ ہے آپنے فرمایا کہ اسمین ہود علیہ السلام کی قبر ہے

Marfat.com

رواہ ابن جریر **قال الحافظ** اس روایت مین یہ فائدہ ہے کہ ان لوگون کی بستی معلوم ہوئی کہ یمن ہے اور ہود علیہ السلام وہین دفن ہوئے ہین اور وہ اسی قوم مین سے ازراہ نسب کے اشرف وافضل تھے جیسے انبیاء ہوا کرتے ہین لیکن قوم والے جیسے سخت و شدید الخلقت تھے ویسے ہی دل بھی انکے سخت تھے چنانچہ انکی دعوت و جواب سے ظاہر ہے قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ کہا ہود نے اے قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یعنی اسکی توحید کرو شرک مت کرو مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اسکے سوائے تمھارا کوئی الٰہ نہین ہے اگر کہا جاوے کہ قال کہا فقال نکہا مانند قصہ نوح کے جواب اسکا بتقدیر سوال ہے یعنے فما فعل ہود جواب دیا کہ قال یا قوم بعض نے کہا کہ نوح برابر متواصل دعوت کرتے جیسا کہ دوسرے مقام پر منصوص ہے پس فاء تعقیب مناسب تھی اور ہود مختلف اوقات مین ایسا کرتے پس بدون فاء فرمایا ہے اَفَلَا تَتَّقُوْنَ استفہام انکاری استبعادی ہے یعنی مستبعد ہے کہ تقوی نہین کرتے **قال المفسر** یعنے خوف نہین کرتے کہ تقوی والے ہو جاؤ واضح ہو کہ سورہ ہود مین افلا تعقلون مذکور ہے اور یہان افلا تتقون ہے پس اولی یون ہے کہ تقدیر کلام مین کہا جاوے افلا تتقون ای افلا تعقلون فتتقون یعنی بطریق انکار و استبعاد فرمایا کہ تم نہین سمجھتے تا کہ متقی ہو جاؤ۔ اور نیز دعوت متعدد اوقات مین تھی پس شاید دونون طرح سے مخاطب کیا ہو اور نیز حاصل کلام ایک ہی ہے پس بعض نے بیان پر اکتفار کیا جیسے وہان قولہ ان انتم الا مفترون یہی مذکور ہے اور وہین کے بیان پر اکتفار ہوا یہان اسکو ذکر نہین فرمایا اور اسی پر باقی اجزاء قصہ کو قیاس کرنا چاہیئے بلکہ دیگر قصص مین بھی اسی قیاس کو سمجھنا چاہیئے خصوص محاورات زبان پر متعدد جاری ہوتے ہین جنکا حاصل واحد ہوتا ہے کذا ذکرہ ابو السعود وغیرہ اور پوشیدہ نہین کہ ہر مقام کے ساتھ مناسبت ہے اور قدر مناسب پر اکتفار ہوا ہے اسی واسطے ہر قصہ مکرر نہین بلکہ فوائد جدیدہ نادرہ ہر مقام پر موجود ہین اور انکے بیان کے واسطے بہت طول عبارت درکار ہے مگر مشتے نمونہ از خروارے بیان صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ اگلی امتون نے بھی نصح و موعظت انبیاء علیہم السلام سے انکار کیا اور موجودہ زمانہ کے کفار حریت کا انکار و استبعاد اگلون سے بہت مشابہ ہے اور اسمین جو لطائف معانی ہین انکو بخوف طول عبارت نہین لکھ سکتا کیونکہ ہر بات کے واسطے بسط تقریر کی ضرورت ہے تب عام فہم ہوگی لہذا علماء نے علوم قرآنی مین الگ الگ تصنیفات کر دین اور تفسیر مین قدر ضرورت پر اکتفار کیا ہے بالجملہ ہود نے قوم عاد کو موافق بیان مذکورہ بالا کے نصیحت کی پھر جواب سخت یہ پایا قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ کہا ان سردار لوگون نے اسکی قوم سے جو کافر ہوئے تھے نہ ان سردارون نے جو مسلمان ہو گئے کیونکہ مانند مرثد بن سعد وغیرہ کے بعضے سردار مسلمان بھی ہو گئے بخلاف قوم نوح کے کہ سرداران مین سے کوئی مسلمان نہوا حاصل آنکہ ہود کی قوم مین سے کافر شریفون نے یہ جواب دیا کہ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ ای نظنک فی سفاہۃ وخفۃ عقل۔ ہم لوگ تجھکو دیکھتے ہین کہ تجھمین سفاہت یعنی جہالت و کم عقلی جم گئی ہے کیونکہ تو ہمکو بتون کی عبادت چھوڑنے کو اور اکیلے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کو کہتا ہے جیسے کفار قریش نے بھی تعجب کیا اور کہا اجعل الآلہۃ الٰہا واحدا ان ہذا لشیء عجاب۔ بھلا اسنے سب آلہہ کو ایک الہ بنایا بیشک تو عجیب بات ہے وَاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور ہم تو ضرور تجھکو جھوٹون مین سے گمان کرتے ہین یعنے رسول ہونے کے دعوی مین تجھکو جھوٹا گمان کرتے ہین۔ ایسے ہی کافر و مشرک لوگ و بداعتقاد و ملحد لوگ اپنے اٹکل و گمان سے باتین بنایا کرتے ہین قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ کہا کہ اے قوم کچھ بھی سفاہت مجھمین نہین ہے بلکہ مین تو کمال ہدایت پر ہون کیونکہ رسول ہون لہذا ملزوم ذکر کیا وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ لیکن مین رب العلمین کی طرف سے رسول ہون جسکا کمال ہدایت پر ہونا واجب ہے اس سے ہدایت پر ہونا اور رسول ہونا دونون ثابت کر دیا اور پھر کہا کہ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ مین تمکو اپنے پروردگار کی رسالتین پہونچاتا ہون وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ اور مین خالص و محض تمھارے نفع کے لیئے تمھارا ناصح و امین ہون اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت مین مجھکو امین قرار دیا ہے وہ عالم الغیب ہے پس مین جھوٹا نہین ہو سکتا اسمین دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان مین دروغ کی صفت ہونا محال ہے بلکہ ابلاغ کامل اور نصح خالص و امانت صادقہ ان صفات سے رسول موصوف ہوتے ہین پس بعضے روافض نے

Marfat.com

زعم کیا کہ حضرت صلعم نے بعض باتین خاصکر اہل بیت رضوان اللہ علیہم کو مخفی بتلائی تھین اُس قسم دین و کمال شریعت جنسے انسان کو تقرب مزید حاصل ہوتا ہی
تو یہ لوگ مفتری و جھوٹے ہین وفی السراج اسمین حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی ذات کے واسطے ناصح و امین کی صفتین خود بیان فرمائین تو اسمین دلیل ہی کہ
جہان ضرورت پیش آوے وہان آدمی کو روا ہی کہ اپنی ذات کی سچی صفات کو ظاہر کرے قلت چنانچہ حضرت یوسفؑ نے بھی خزائن کی وکالت لینے
مین بادشاہ مصر سے کہا تھا کہ مین قوی امین ہون چنانچہ سورۂ یوسف مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ وفی البیضاوی باوجودیکہ حضرت ہودؑ جانتے تھے
کہ قوم والے خود انتہا درجہ کے سفیہ و گمراہ ہین مگر اس حلم و بردباری سے جواب دیا بدون جواب ترکی بترکی اسمین حسن ادب و خلق عظیم ہے اور
اہل النصح نیکوکار بندون کو اسی طریقہ کی تعلیم ہی وفی السراج حضرت نوحؑ نے انصح لکم بجملۂ فعلیہ کہا اور حضرت ہودؑ نے ناصح بجملۂ اسمیہ کہا کیونکہ نوحؑ شب
و روز نصیحت کرتے پس فعل مناسب ہے کیونکہ وہ تجدد پر دلالت کرتا ہی جیسا کہ اپنے موقع مین ثابت ہو چکا۔ وفی البیضاوی جملۂ اسمیہ بصیغۂ صفت مین اشارت ہی کہ
قوم والے حضرت ہودؑ کو ابتدا سے ناصح و امین جانتے تھے جیسے قریش والے آنحضرت صلعم کو بسبب صدق و امین و ناصح جانتے تھے پھر مزید
تاکید کی اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ یعنی کیا تمنے جھٹلایا اور تعجب کیا اس بات سے کہ آیا تمہارا ذکر یعنی نصیحت تمہارے پروردگار
کی طرف سے عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ تمھین مین سے ایک مرد کی زبان پر تاکہ وہ تمکو عذاب الٰہی سے ڈراوے یعنی تم اس سے انکار و تعجب
مت کرو بلکہ تمکو چاہیے کہ کمال نعمت سمجھکر اسپر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ اور یاد کرو کہ بعد
قوم نوحؑ کے تمکو خلیفہ بنا دیا یعنے زمین کی خلافت تمکو دیدی کیونکہ مشہور ہی کہ شداد بن عاد اکثر ولایتون کا بادشاہ ہو گیا تھا پہلے انکو عذاب الٰہی سے
خوف دلایا پھر انکو انعامات الٰہی یاد دلائے اور مزید فرمایا وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً اور بڑھا دیا تمہاری خلقت مین بسط **قال الحافظ**
ای تمہارے ابنا جنس سے تمکو اطول پیدا کر دیا **قال المفسر** یعنی تمہاری قوت طول مین زیادتی کی ایسی کہ جو لمبا ہوتا سو ہاتھ کا ہوتا اور جو ٹھگنا ہو وہ ساٹھ ہاتھ
ہوتا تھا **قال المترجم** طول و عرض و قوت سب مین بحسب مناسبت زیادتی مراد ہی اور بسط و بسطہ بمعنی فراخی ہی خواہ معانی مین ہو یا اعیان مین ہو لہذا
قصۂ طالوت مین فرمایا وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم اور محتمل ہی کہ مخلوق کے درمیان انکو فراخی دنیا مراد ہو اعم ازینکہ از راہ معانی ہو یا اعیان
واللہ اعلم ولیکن مفسرین نے قول اول ہی اختیار کیا ہی مگر آنکہ ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ بسطہ بمعنی شدت ہی اور یہ بھی محتمل دونون معنی کو ہے
اور ابو ہریرہؓ سے روایت کیا جاتا ہی کہ عادی آدمی پتھر کے کواڑ اکیلا اٹھا لیتا اگر اسوقت کے پانچ سو آدمی لگین تو اسکو نہ اٹھا سکین اور جو مفسر
سیوطیؒ نے ذکر کیا وہ **سدی**ؒ و **کلبی**ؒ سے مروی ہی وقال الجلال المحلیؒ فی سورۃ الفجر سب سے بڑے لمبے کا قد چار سو ہاتھ تک تھا۔ ابو حمزہ ثمالی
نے ستر ہاتھ ذکر کیا اور ابن عباسؓ سے اَسّی ہاتھ مذکور ہی اور مقاتلؒ نے کہا کہ بارہ ہاتھ کا ہوتا تھا اور قتادہؒ نے کہا کہ مجھسے ذکر کیا گیا کہ انکا قد بارہ ہاتھ کا ہوتا تھا۔
ابن عساکرؒ نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کی کہ انکے ہاتھون کی ناپ کے قریب وہب بن منبہ کا قول ہی کہ انکا سر مانند ایک بڑے قبہ کے تھا جو کچھ کلام مجید سے ثابت ہوا ہی
وہ انکی قوت و شدت ہے چنانچہ فرمایا فاما عاد فاستکبروا فی الارض بغیر الحق وقالوا من اشد منا قوۃ الآیۃ۔ اور فرمایا فتری القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ الآیۃ اور یہ
روایات جو متقدمین سے روایت کیجاتی ہین انکے اسانید پر مترجم کو اطلاع نہین ہی اور مؤلف فتح البیان نے بدون بیان کے استبعاد و تضعیف کی ہی اور **مترجم**
کی نظر مین واللہ اعلم یہ معلوم ہوتا ہی کہ بر تقدیر صحت ان آثار کے قول مقاتل و قتادہ مین انکے ہاتھون کے ناپ کا بیان ہی جیسا کہ وہبؒ کی روایت ابن عساکر
مین مصرح ہی اور باقی اقوال مین اسوقت کے ہاتھون سے ناپ مراد ہی پس تقریباً اقوال مین مراد متفق ہو جائیگی اور اس زمانہ سے قریب
ہجگونہ کچھ زائد انکا قد دراز ہوگا اگر کہا جاوے کہ صحیحین کی روایت سے ثابت ہوا ہی کہ درازی حضرت آدمؑ کے قد کی ساٹھ ہاتھ تھی پھر برابر خلقت
کم ہوتی چلی آئی تو جواب اسکا دو وجہ سے ہو سکتا ہی اول انکہ درازی قد آدم علیہ السلام انکے ہاتھون ساٹھ ہاتھ تھی پس عاد کی خلقت سے

Marfat.com

زیادہ ہوگی دوم انکہ حدیث مین بیان کیفیت کے تاہی کا ہی اور درازی کی تعیین نہین ہی یعنی آدم علیہ السلام کے بعد جب کوتاہی واقع ہوئی تو یہانتک نوبت پہونچی در جانب طول اسیقدر مقصود ہونا مراد نہین ہی پس واہی کہ جب خلقت مین درازی واقع ہوئی ہو تو اس سے زیادہ یا برابر واقع ہوئی ہو فلیتامل فانہ دقیق وموضع تامل اذ جبارا تہم تدل علی طولہم ازید مما کان لابائہم من قوم نوح وہم اقرب الی زمن آدم علیہ السلام فافہم بالجملہ توجیہ اقوال مفسرین کی ضرورت ہے یہ گفتگو کرنی پڑی ورنہ تفسیر مین اسکی کوئی غرض نہین حرف معنی یہ ہین کہ ہود علیہ السلام نے قوم کو نعمت الٰہی یاد دلائی کہ اے لوگ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کہ قوم نوح نے جب اپنے پیغمبر کا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا تو انکی بد دعا سے اللہ تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا اور تم پر یہ احسان کیا کہ ذریات نوح سے تم کو باقی رکھا اور پیدا کر کے بجائے اُن کے خلیفہ کیا اور تمہاری خلقت مین فراخی دیدی ہر طرح تمکو آسایش حاصل ہی فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ پس تم نعمتین اللہ تعالیٰ کی جو بیشمار ہین یاد کرو یہ تعمیم بعد تخصیص ہی یعنے خاص خاص نعمتون کو بیان کر کے عموماً نعمتون کے شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا الآء جمع الی بکسر اول وسکون ثانی مانند حل واحلال یا اُلی بضم اول وسکون ثانی مانند قفل واقفال یا بکسر اول وفتح دوم مانند ضلع واضلاع لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تفوزون - شاید تم فوز پاؤ یعنی پوری بھلائی کی مراد تمکو ملے - وقال البیضاوی یعنی تاکہ نعمتون کا یاد کرنا انکی شکر گزاری کی طرف موَدی ہو جس سے فلاح حاصل ہوتی ہی اگر وہ لوگ مانتے تو حضرت ہود علیہ السلام نے انکو دینی ودنیاوی فلاح تک پہونچا دیا تھا مگر انھون نے جہالت سے نہ مانا قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ قوم والے بولے کہ کیا تو ہمارے پاس آیا ہی کہ ہم اکیلے اللہ وحدہ کی عبادت کرین وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا اور چھوڑ دین جسکو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے - ان جاہلون نے مستبعد جانا کہ عبادت مخصوص اللہ عزوجل کے واسطے ہو اور باپ دادون کے بتون سے اعراض کیا جاوے یہ تقلید مین انکا انہماک تھا اور رسم مالوف کی محبت تھی کذا قال البیضاوی ثم قال اد جئتنا مین آنے سے یا تو انکی مراد یہ کہ قوم سے الگ کسی کونے مین بیٹھکر تو یہ خیالات لایا ہی یا طنز وتہکم کے طور پر کہا کہ آسمان سے تو یہی لایا ہی یا بطریق مجاز ہی جیسے عرب اس محاورہ مین کہ پھر اسکو برا کہنے لگا یون بولتے ہین ذہب یسبّہ حالانکہ جانا واقع نہین ہوتا گویا باتون سے چلا یعنی باتین کرتے کرتے بدگوئی کی طرف چلا گیا مترجم کہتا ہی کہ اردو زبان کا محاورہ اس سے خوب موافق ہی کہ جب کسی کی بات گران جانتے ہین تو کہتے ہین کہ کیا تو یہی کہنے آیا ہی ایسے ہی ان لوگون نے کہا کہ تو ہمارے پاس یہی کہنے آیا ہی کہ جنکو باپ دادے پوجتے تھے انکو چھوڑ کر اکیلے اللہ وحدہ کی عبادت کرین یعنی وہ ایسا نہ کرینگے یہ بعید ہی اپنے باپ دادون کی راہ نہ چھوڑینگے تو جھوٹا ہی فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ای فاتنا بما تعدنا بہ من العذاب ان کنت صادقا فی قولک یعنی اگر عبادت بتوحید نہ کرنے مین عذاب ہوگا تو اس قول مین سچا ہی تو عذاب لا جس سے تو ڈراتا ہی ان بدبختون نے عذاب مین جلدی کی اور یہ انکا سخت تمرد تھا جیسے کفار قریش نے مانگا کہ اللہم ان کان ہذا ہو الحق فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم محمد بن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا کہ عاد والے بنام صدا وصمود وہبا وغیرہ بتونکو پوجتے تھے اسیواسطے حضرت ہود کا مقولہ دیا قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ کہا کہ البتہ واقع ہوا تمپر رجس وغضب یعنے واجب ہوا یا نازل ہوا کیونکہ متوقع بمنزلہ واقع کے ہی یا انکو وحی سے علم ہو گیا تھا پس کہا کہ تم پر رجس یعنے عذاب وغضب الٰہی واقع ہوا یا رجس وغضب وہی بت ستے جو خود ناپاک انکی عبادت موجب غضب تھی اسی واسطے فرمایا اَتُجَادِلُوْنَنِيْ یعنے بھلا تم جدال کرتے ہو میرے ساتھ ایسے نامون کے بارہ مین جنکو تمنے اور تمہارے باپ دادون نے مقرر کر لیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسکے واسطے کوئی حجت وبرہان نہین نازل فرمائی ہی قال البیضاوی فی قولہ فی اسماء سمیتموہا انتم وآباؤکم یعنے جدال کرتے ہو ایسی چیزون کے بارہ مین جنکو تم لوگون نے خود آلہہ نام کر لیا ہی حالانکہ انمین الوہیت کچھ بھی نہین کیونکہ عبادت کا مستحق بالذات

Marfat.com

تو وہی پاک پروردگار ہے جسنے کل کو ایجاد فرمایا اور سوائے ذاتی استحقاق کے اگر یہ چیزین مستحق عبادت ٹھہراتے ہو تو ثبوت اسکا یون ہی ہوگا کہ خالق عزوجل ان چیزونکو مستحق بنا دے سو اسکا بنانا کسی آیت اُتارنے سے معلوم ہوگا یا کسی حجت کے قائم ہونے سے معلوم ہوگا اور یہا بالکل نا مردہ ہے اور ظاہر کردیا کہ انتہا درجہ کی حجت جسکو لاتے ہین یہ کہ ان بتون کا نام الٰہ ہے حالانکہ بدون کسی دلیل کے جو تحقیق مسمی پر دلالت کرے اور اسناد اس اطلاق کی اپنے باپ دادون وغیرہ ایسے لوگون کی طرف کرتے ہین جنکی بات کا کچھ اعتبار نہین ہے تو یہ حجت و یہ اسناد لانا دونون انکی سخت جہالت و انتہا درجہ کی غباوت ہے اسی واسطے استجاد لونتی بحرف استفہام انکاری تعجب کے ساتھ ہے یعنے عجیب جاہل و بیوقوف ہو کہ بنائے ہوئے نامون پر مجھسے جھگڑتے ہو اور اسپر ایسے دلیر ہو کہ مجھکو جھوٹا بناتے و نڈر ہو کر عذاب مانگتے ہو اچھا فَانْتَظِرُوْآ انتظار کرو عذاب کا بسبب میرے جھٹلانے کے اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ مین بھی تمہارے انتظار کرنے مین تمہارے ساتھ ہون **قال المفسر** آخر عذاب آیا اور وہ ریح عقیم تھی۔ کما جاء فارسلنا علیہم الریح العقیم ما تذر من شئ اتت علیہ الاجعلتہ کالرمیم قصہ ہود مین انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل آویگی بالجملہ عذاب نازل ہوا فَاَنْجَیْنٰہُ ایاہ ای ہودا وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ من المومنین بِرَحْمَةٍ مِّنَّا پس نجات دیدی ہمنے ہود کو اور ان لوگون کو جو اسکے ساتھ تھے یعنے ایمان لانے والونکو یہ نجات دینا ہماری طرف سے رحمت تھی۔ وقال البیضاوی ای برحمۃ منا علیہم یعنی بسبب ہماری رحمت کے جو انپر تھی یعنے ازل سے انپر رحمت تھی۔ قلت اسمین علم لطیف ہے کہ حضرت رب العزۃ سلطان الکبریاء والعظمۃ کی صمدیت کے سامنے پتے پانی ہوجاوین اللہم غفرانک لا الٰہ الا انت سبحانک توفنی مسلما مومنا وانت ارحم الراحمین بالجملہ حضرت اللہ تعالیٰ عزوجل کے کلام پاک کے یعنی ہین کہ ہمنے اپنی رحمت سے ہود و اسکے ساتھی مومنون کو نجات دی وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا قاموس مین ہے کہ دابر بمعنی آخر ہر شئ و بمعنی جڑ پس اگر اول معنی ہون تو جب آخر تک قطع ہوا تو اول قطع ہوا اور معنی دوم اظہر ہین کہ جڑ سے کاٹ دیا اسی واسطے مفسر نے کہا اے استاصلناہم استیصال کردیا حاصل آنکہ اور قطع کردی ہمنے جڑ ان لوگون کی جنھون نے ہماری آیات کو جھٹلایا وَمَا کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ عطف ہے کذبوا پر یعنے اور وہ مومن نہ تھے۔ وفی البیضاوی اس کلام مین دو فائدے ہین ایک یہ کہ جو لوگ انمین سے ایمان لائے تھے انکی مدح کی طرف تعریض ہے گویا یون کہا کہ جن کا ہمنے استیصال کردیا اور جڑ سے نیست کردیا وہ ایسے نہ تھے جیسے انمین سے ایمان لانے والے چند آدمی تھے اور دوم یہ تنبیہ ہے کہ نجات پانیوالون کے درمیان اور ہلاک ہونیوالون کے درمیان فرق اسی ایمان سے ہوا **قال الحافظ** وغیرہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت مین فرمایا واما عاد فاہلکوا بریح صرصر عاتیۃ سخرہا علیہم سبع لیال وثمانیۃ ایام حسوما فتری القوم فیہا صرعیٰ کانہم اعجاز نخل خاویۃ فہل تری لہم من باقیۃ الآیہ۔ جیساکہ تفسیر مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا بالجملہ جب ان لوگون نے تمرد و سرکشی کی تو اللہ تعالیٰ نے ہوائے سرکش سے انکو ہلاک کیا اور وہ حلقہ انگوٹھی یا اسکے نگینہ کی مقدار تھی جیساکہ حدیث مسند مین ثابت ہے پس یہ کیفیت تھی کہ ہوا کا جھونکا آیا اور جو کافر عادی سامنے پڑا اسکو اٹھا کر آسمان و زمین کے بیچ مین بلند کیا پھر اسکو کھوپڑی کے بل پتھر پر دے پٹکا کہ بھیجا نکل پڑا حتی کہ دھڑ سے سر الگ ہوگیا **قال محمد بن اسحٰق** جب قوم عاد نے کسی طرح نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے تین سال انپر قحط ڈالا تو حرم مکہ معظمہ مین پانی کی دعا مانگنے کو آدمی بھیجے جنکا سردار بنام قیل بن عنز تھا اور یہی اسوقت کے سب ملت والون کا دستور تھا اور مکہ مین عملیق بن آدم بن سام بن نوح کی اولاد سے عمالقہ رہتے تھے جنکا سردار بنام معاویہ بن بکر تھا جسکی مان قوم عاد سے تھی پس مکہ سے باہر اسکے گھر اکر اترے اور شراب خواری و راگ مین غافل ہوگئے تو معاویہ کے اشارہ سے گانے والیون نے یہ گیت گایا ع الا یا قیل ویحک قم فہنیم ٭ لعل اللہ یسقینا غماما ٭ فیسقی ارض عاد ان عادا ٭ قد امسوا لا یبینون الکلاما ٭ من العطش الشدید فلیس ترجوا ٭ بہ الشیخ الکبیر

Marfat.com

ولا الغلاما ۝ وقد كانت نساؤهم بخير ۝ فقد امست نساؤهم عیامی ۝ وان الوحش تاتیهم جهارا ۝ ولا تخشى لعادی سهاما ۝ وانتم ههنا فیما اشتهیتم
نهارکم ولیلکم التماما ۝ فقبح وفدکم من وفد قوم ۝ ولا لقوا التحیة والسلاما ۝ اس سے وہ لوگ متنبہ وبیقرار ہوئے مگر مرثد بن سعد نے کہا کہ واللہ تم
لوگونکو تمہاری دعا سے پانی نہ ملیگا جب تک تم اپنے نبی علیہ السلام کی پیروی نکرو پس تم توبہ کرکے پیروی کرو تو پانی پاؤ پس معاویہ بن بکر
اُن لوگون نے کہا کہ تم اسکو منع کردیہ ہمارے ساتھ مکہ مین نجاوے اسنے دین چھوڑ کر ہود کی پیروی کرلی ہو پھر مکہ مین جاکر سبنے دعا مانگی اور
قیل بن عنز کو آگے کیا پس اللہ تعالیٰ نے تین ابر کے ٹکڑے پیدا کیئے ایک سپید و ایک سرخ و ایک سیاہ اور قیل مذکور نے سیاہ پر لالچ کیا
وہی عاد کی طرف چلا اور آواز آئی کہ سوائے بنو اللوذیہ کے کوئی نہ بچا سب برباد کریگی ابن اسحاق نے کہا کہ بنو اللوذیہ بھی عادیین سے ایک
بطن ہو جو مکہ مین رہتے تھے یہی بچ رہے تھے اور دوم عادیہی ہوئے ہین پس وہ سیاہ ابر قوم عاد پر وادی مغیث سے ظاہر ہوا جسکو دیکھکر بولے
کہ ہذا عارض ممطرنا۔ یہ تو ہمپر پانی برسانے والا ابر ہو نجانا کہ وہی عذاب ہو جسکو مانگتے تھے مشہور ہو کہ مہید نامے ایک عورت نے اسکو اول پہچانا
کہ یہ آندھی ہو اور بیہوش ہوگئی لوگون نے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا وہ بولی کہ آندھی ہو جسمین آگ سے بگولے ہین اسکے آگے کچھ لوگ ہین جو اسکو لیئے آتے ہین
ابن اسحاق نے کہا کہ مجھسے بیان کیا گیا کہ ہود علیہ السلام مع مومنین کے ایک حظیرہ کے اندر بیٹھ گئے تھے پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے آٹھ دن و سات
راتین وہ آندھی اس قوم عاد پر مسخر کردی جسنے کسی عادی کو نہین چھوڑا مگر ہود علیہ السلام و مومنون کے بدن کو نرمی دینے والی اور دل خوش
کرنیوالی ہوا پہونچتی تھی اور عادیون پر یہ حال تھا کہ اونٹ مع سوار اُٹھا کر پتھر پر پٹکتی کہ بھیجا نکل جاتا تھا ہذا حاصل ما ذکرہ ابن اسحاق۔ اور
ابن عساکر نے بھی ہود علیہ السلام کے حظیرہ مین ہوجانے اور عادی کافرون پر یہ حالت گزرنے کو اسیطرح روایت کیا ہو۔ مؤلف فتح البیان نے
زعم کیا کہ قرآن مجید مین باجمال یہ قصہ ثابت ہو اور اسکی تفصیل بلا اسناد ہو حالانکہ یہ وہم ہو فقد قال الامام احمد فی مسندہ حدثنا زید بن الحباب حدثنی
ابو المنذر سلام بن سلیمان النحوی حدثنا عاصم بن ابی النجود عن ابی وائل عن الحرث البکری قال خرجت اشکو العلاء بن الحضرمی الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فمررت بالربذة فاذا عجوز من بنی تمیم منقطع بها فقالت لی یا عبد اللہ ان لی الی رسول اللہ صلعم حاجة فهل انت مبلغی ایاہ قال فحملتها
فاتیت المدینة فاذا المسجد غاص باهله واذا رایة سوداء تخفق واذا بلال متقلد سیفا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما شان الناس
قالوا یرید ان یبعث عمرو بن العاص وجها قال فجلست فدخل منزله او قال رحله فاستاذنت علیه فاذن لی فدخلت وسلمت فقال هل بینکم وبین تمیم شیء قلت
نعم وکانت لنا الدائرة علیهم ومررت بعجوز من بنی تمیم منقطع بها فسألتنی ان احملها الیک وها هی بالباب فاذن لها فدخلت فقلت یا رسول اللہ ان رایت
ان تجعل بیننا وبین تمیم حاجزا فاجعل الدهناء فحمیت العجوز واستوفزت قالت یا رسول اللہ فالی این یضطر مضطرک قال قلت مثلی ما قال الاول معزی
حملت حتفها حملت هذه ولا اشعر انها کانت لی خصما اعوذ باللہ وبرسوله ان اکون کوافد عاد قال لی وما وافد عاد وهو اعلم بالحدیث منه ولکن یستطعمه
قلت ان عادا قحطوا فبعثوا وافدا لهم یقال له قیل فمر بمعاویة بن بکر فاقام عنده شهرا یسقیه الخمر وتغنیه جاریتان یقال لهما الجرادتان فلما مضی الشهر
خرج الی جبال مهرة فقال اللهم انک تعلم انی لم اجی الی مریض فاداویه ولا الی اسیر فافادیه اللهم اسق عادا ما کنت تسقیه فمرت به سحابات سود
واحمر فنودی منها ان اختر فاوما الی سحابة منها سوداء فنودی منها رمادا رمددا لا تبق من عاد احدا قال فابعث اللہ علیهم من الریح الا قدر ما یجری
فی خاتمی هذا حتی هلکوا قال ابو وائل وصدق قال وکانت المرأة والرجل اذا بعثوا وافدا لهم قالوا لا تکن کوافد عاد۔ کذا رواه احمد فی المسند ورواه
الترمذی عن عبد بن حمید عن زید بن الحباب به نحوه ورواه النسائی من حدیث سلام بن المنذر عن عاصم بن بهدلة ومن طریقه رواه ابن ماجه ایضا
عن ابی وائل عن الحرث بن حسان البکری به ورواه ابن جریر عن ابی کریب عن زید بن الحباب به ورواه ایضا عن ابی کریب عن ابی بکر بن عیاش

عن عاصم عن الحرث بن حسان البکری فذکرہ ولم ارفی النسخۃ اباوائل واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی تفسیر الحافظ رحمہ اللہ - وسیاتی فی مواضع من القصۃ مایطلعک انشاء اللہ تعالےٰ ف فی العرائس قولہ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کرو کہ کمال قدرت سے تمکو کیسے سانچے مین خوبصورت تصویر تمھاری بنائی اور اپنے سے کیا لباس تمکو پہنایا اکرم خلق ونعت مین احسن واظرف ہوپس نہایت واضح آیات اور روشن دلالات سے اسکا ظہور تمپر موجود ہو شاید تم اسکی دوری سے مضطر ہوا ور اسکے قرب کی تمنا کرو واضح ہو کہ دیدار نعمت موجب شکر ہو اور دیدار آلاء موجب ذکر دیا ہو اور ذکر سے دیدار مذکور ومنعم حاصل ہوتا ہو اور اس سے محبت پیدا ہوتی ہو اور محبت سے فلاح وفوز ہو **واسطی** نے کہا کہ عوام کو اوتعالےٰ نے نعمتون پر محبت ہو اسیواسطے فرمایا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اور خاص بندے اسکو آلاء سے محبت کرتے ہین اور یہی قولہ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون سے ظاہر ہو **مترجم** کہتا ہو کہ بنابرین ذکر آلاء تعمیم بعد تخصیص نہین بلکہ تخصیص بعد تعمیم ہوگی برخلاف قول بیضاوی کے اور شاید کہ آلاء سے مراد اشارہ مین تخصیص کے ساتھ ہوا اگرچہ بعد ذکر نعمت کے پھر ذکر آلاء سے ترقی منزلت کا اشارہ ظاہر ہو اور وہ عموم سے خصوص ہو - واللہ اعلم پھر شیخ واسطی کا باقی قول شروع کیا کہ خاص الخاص بندے اپنے پروردگار سے ایثار اور ربوبیت پر محبت رکھتے ہین اور انمین سے ہر ایک کے واسطے علامت جداگانہ ہو پس اول کی علامت یہ ہو کہ اوتعالیٰ کا دائمی ذکر ہوا اور اس سے فرحت وسرور ہوا اور دوم کی علامت یہ ہو کہ استیناس ہو اسکے ساتھ بسبب دیکھنے اس چیز کے کہ اُسنے دور ڈالا تھا اور سوم کی علامت یہ ہو کہ اسی سے اشتغال ہو ہر قاطع اُس سے قطع کرنے والا ہو **ابن عطار** نے کہا کہ جب تونے آلاء ونعمتون کو یاد کیا تو تجھکو اوتعالیٰ عزوجل کی محبت آویگی اور جب محبت آئی تو اسکی طرف قصد کریگا اور جب قصد کیا تو پاجاویگا اور جب پا گیا تو تمام جہان وچیزون سے الگ ہو کر اسی کی طرف ہو جائیگا مین کہتا ہون کہ یہ قوم اگر خالص محبت والے نہین ہوتی تو انکو آلاء کے یاد کرنے اور انکو دیکھنے کی طرف حوالہ نہ فرماتا بلکہ دیدار ذات وصفات کی طرف توجہ دلائی جاتی چنانچہ تو دیکھ کہ خالص محبت والونکو بقولہ الم تری الی ربک کیف مدالظل سے کیونکر خاص ذات وصفات کی طرف توجہ دلائی اور محض مشاہدہ کا حکم دیا کیونکہ نعمت آلاء سے جو محبت ہوتی ہو وہ محبت خالص نہین بلکہ ایک ناپید چیز سے معلول ہوتی ہو بسبب اسکے کہ یہ چیزین حادث مانند معدوم ہین اور خالص محبت وہ ہو جو اسکی صفات جلال وجمال سے پیدا ہوتی ہو پس جبکی حالت محبت کی بسبب نعمتون وآلاء کے دیکھنے کے ہو وہ اُس تک کیونکر واصل ہو سکتا ہو ہان ابتدائی ذکر کے واسطے انکو قولہ فاذکروا سے حکم دیا اور لقاء کو منتہی درجہ قرار دیا ہو اور وہی عذاب سے نجات پانیکا درجہ ہو اور اگر قوم مذکور یعنی امین سے ایمان والے اگر مرتبہ تحقیق کو پہونچے ہوتے تو غیر کی یاد یعنے نعمتون وغیرہ کے یاد کرنیکا انکو حکم نہ دیا جاتا **مترجم** کہتا ہو کہ سب ظاہر ہو بات یون ہو جو شیخ نے بیان فرمائی واللہ اعلم ولیکن شیخ ابن عطار وغیرہ سے جو منقول ہوا اس سے انکی مراد بھی یہی ہو کہ پھر سکھلانے کے واسطے یہ طریقہ ہو کہ بذریعہ نعمتون کی یاد کے درجہ بدرجہ ترقی پاوین اور آخر خود سب سے منقطع ہو جاوینگے جب واصل ہونگے اور یہ مراد نہین ہو کہ ایسی یاد سے واصل ہونگے چنانچہ آخر جملہ قول شیخ ابن عطار اسپر شاہد ہو فافہم واللہ اعلم بمراد عبادہ قولہ وانا لکم ناصح امین یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھکو میرے نفس کے پنجہ سے نجات دی اور اسکے حظوظ وشہوت سے مین بری ہوا کہ بقوت الٰہی مجھے اسکی گرفتاری سے نجات ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھکو اپنی رسالت کیواسطے خاص کیا اور شوائب طبیعت سے پاک کیا اور اپنی محبت وخدمت کا طریقہ مجھکو پہنچوایا اب بعد اسکے مین تمکو شفقت ونصیحت کے ساتھ یہ طریقہ سکھلاتا ہون اور مین اسمین امین یعنی امانت دار ہون کیونکہ میری نصیحت مین شیطانی غرض کی تہمت لگانے کی گنجائش نہین ہو جیسے ان لوگون کی نصیحت مین ہوتی ہو جو سوائے اللہ عزوجل کے کسی اور کی طرف مائل ہوتے ہین - ابوحفص نے کہا کہ ناصح امین وہ شخص ہو جسکی نصیحت مین اُسکے نفس کو کچھ حظ نہو اور اپنے آپکو کوئی جاہ ومنزلت بھی نہ چاہے بلکہ اسکی غرض خالص یہی ہو کہ یہ شخص نصیحت قبول کر کے نجات پاجاوے -

وقف لازم

قال المترجم یہ قول بہت سنجیدہ ہے پھر جب عاد اول کا ذکر ہو گیا اور اس سے علوم و نصائح اہل سعادت نے اپنی اپنی استعداد کے موافق حاصل کر لیے تو اللہ عز و جل نے عاد دوم کا جو اول سے سو برس بعد ہوئے ہیں شروع فرمایا بقولہ تعالیٰ

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ

اور ثمود کی طرف انکا بھائی صالح — بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا صاحب اسکے سوا تمکو پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے یہ اونٹنی اللہ کی ہے

لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ

تمکو نشانی سو اسکو چھوڑ دو کھاوے اللہ کی زمین میں اور اسکو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح پھر تمکو پکڑے گی دکھ کی مار — اور وہ یاد کرو جب تمکو سردار کیا عاد کے پیچھے

عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ

اور ٹھکانا دیا زمین میں بناتے ہو نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو زمین میں

مُفْسِدِينَ ○ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ

فساد — کہنے لگے سردار جو بڑائی رکھتے تھے اسکی قوم میں سے غریب لوگوں کو جو انمیں یقین رکھتے تھے یہ تمکو معلوم ہے کہ صالح بھیجا ہے

مِّن رَّبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ○ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ○ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ

اپنے رب کا — بولے ہمکو جو اسکے ہاتھ بھیجا یقین ہے — کہنے لگے بڑائی والے جو تمنے یقین کیا سو ہم نہیں مانتے — پھر کاٹ ڈالی اونٹنی

وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ○ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ

اور پھرے اپنے رب کے حکم سے اور بولے اے صالح لے آ ہم پر جو وعدہ دیتا ہے اگر تو بھیجا ہے — پھر پکڑا انکو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں

جَاثِمِينَ ○ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ○

اوندھے پڑے — پھر الٹا پھرا ان سے اور بولا اے قوم میں پہنچا چکا تمکو پیغام اپنے رب کا اور بھلا چاہا تمہارا لیکن تم نہیں چاہتے بھلا چاہنے والوں کو

وَإِلَىٰ ثَمُودَ وارسلنا الی ثمود اور بھیجا ہمنے ثمود کی طرف۔ یہ عرب کا دوسرا قبیلہ ہے اور بسبب علم و تانیث قبیلہ کے غیر منصرف پڑھا گیا اور اس مقام کے سوائے اور مقام پر منصرف بھی آیا ہے بتاویل حی یعنے احیاء عرب سے ایک حی مراد ہے اور نام انکا ثمود یا تو اس سبب سے کہ ثمد کے لفظ سے ماخوذ ہے جسکے معنی قلیل پانی کیونکہ انکے دیار میں پانی کی بہت قلت تھی کذا قال ابو عمرو بن العلاء اور یا ثمود اس جہت سے کہ اپنے جد اعلیٰ کے نام پر مشہور ہوئے مؤلف فتح البیان نے کہا کہ وہ ثمود بن عاد بن ارم تھا یہ مؤلف مذکور کا وہم ہے اور صحیح ثمود بن عابر ہے جیسا کہ معالم و سراج و بیضاوی وغیرہ میں ہے **قال الحافظ** علماء تفسیر و نسب نے بیان فرمایا کہ وہ ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوحؑ ہے اور وہ جدیس بن عابر کا بھائی ہے اور ایسی ہی طسم قبیلہ اور یہ سب قبائل عرب کے حضرت ابرہیم خلیل علیہ السلام سے پہلے تھے اور ثمود لوگ بعد عاد کے ہوئے ہیں اور انکی بستی حجر مشہور ہے کہ حجاز و شام کے درمیان وادی القری و اسکے گرد و پیش رہتے تھے اور آخر میں انشاء اللہ آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں جاتے وقت وہاں سے گذرے ہیں۔ بالجملہ فرمایا کہ اور بھیجا ہمنے قوم ثمود کی طرف اَخَاهُمْ صَالِحًا انکے بھائی صالح کو بھائی ہونے کا بیان اوپر گزرا حاصل آنکہ دینی بھائی نہیں بلکہ نسبی بھائی تھے کیونکہ کوئی نبی کبھی کافروں کے اعمال پر نہیں ہوا اور وہ صالح بن عبید بن آسف بن ماسح بن عبید بن حاذر بن ثمود ہیں۔ اور مفسرؒ نے تحبیر میں لکھا کہ صالحؑ ۲۸۰ دو سو اسی برس زندہ رہے قلت انکی قوم والے قریب ہزار برس تک مانند قوم عاد وغیرہ کے جیتے رہتے تھے۔ پھر صالحؑ کی دعوت بیان فرمائی قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ

Marfat.com

اور یہی تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت توحید ہے کما قال تعالیٰ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیہ ۔ پھر اس توحید کے
بعد اور کلمات نصیح وغیرہ مانند قولہ ہو انشاکم من الارض واستعمرکم فیہا الآیات جیسا کہ سورۂ ہود مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا متعدد اوقات مین بیان کیے
اور معجزہ مانگا وہ دعا کر کے دیا جیسا کہ آخر مین بیان ہوگا لیکن سوائے چند لوگون کے راہ پر نہ آسکے اور شیطان کے مطیع رہے بلکہ دلیر ہوگئے
اور اپنی ہلاکت کا عذاب مانگا چنانچہ اسیقدر یہان بیان فرمایا کہ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ البتہ آچکا تمھارے پاس معجزہ میری سچائی و
رسالت کا تمھارے پروردگار کی طرف سے هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً یہ ناقۃ الٰہی تمھارے واسطے آیت مفسرؒ نے کہا کہ آیۃ کو نصب بنابر
آنکہ حال ہے اور اسمین اسم اشارہ کے معنی یعنی اشیر عامل ہین وفی البیضاوی قولہ ہذہ ناقۃ اللہ لکم آیۃ جملہ مستانفہ ہے گویا کہا گیا کہ وہ بینہ کیا تو یہ جواب یا
اور لکم بیان اس شخص کا ہے جسکے واسطے آیہ ہے حاصل معنی یہ ہوے کہ یہ ناقہ الٰہی ہے جسکی طرف مین اشارہ کرتا ہون درحالیکہ تمھارے واسطے آیت ہے یعنی
میری صدق رسالت پر نشانی و معجزہ ہے اور جائز ہے کہ ناقۃ اللہ بدل یا عطف بیان ہو اور لکم خبر ہو یعنی ثابت لکم اور یہی عامل ہو آیۃ مین اور ناقہ
کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف بروجہ تعظیم ہے کیونکہ ان لوگون نے ہٹ کی تھی کہ اس پہاڑ سے جسکو معین کر دیا تھا ایک ناقہ نکلے جسکے ایسے ایسے اوصاف
ہون پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدون اسباب کے جنکی لوگونکی نظر مین عادت جاری ہے پیدا ہوے تھے اور اسی واسطے آیت قرار پائی تھی ۔ بالجملہ
حکم دیا کہ یہ ناقہ الٰہی ہے فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ پس اسکو چھوڑ دو چرے اللہ تعالیٰ کی زمین مین یعنی اسکو اللہ تعالیٰ کی زمین مین چرنے دو مت چھیڑو
پھر مصرح کر دیا وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور مت چھوؤ اسکو کسی برائی کے ساتھ یعنے مار و قتل وغیرہ کی کوئی برائی اسکو مت پہونچائیو بلکہ مبالغہ کیا کہ برائی
چھو بجا دے **قال البیضاوی** منع فرمایا سوء کے ساتھ جو ہر طرح کی برائی کو شامل ہے چھونے سے بھی جو مقدمہ ہے پہونچانیکا یعنے برائی
پہونچانے سے ممانعت مقصود ہے مگر اسکو اس طرح بیان فرمایا کہ برائی سے مس بھی نہ کرو کیونکہ چھونے سے پھر پہونچانے تک نوبت پہونچیگی پس حکم دینے مین
پوری طور پر تعلیم کی اور عذر کی جگہ نہین چھوڑی بلکہ اور تہدید مزید کر دی کہ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ جواب نہی ہے یعنے چرنے دو برائی مت پہونچاؤ
کیونکہ اگر نہ مانوگے تو تمکو عذاب سخت پہونچیگا اور عذاب مین پکڑے جاؤگے پھر وہ اونٹنی مع بچہ کے چرتی پھرتی اور بہت دراز قد تھی چنانچہ تفسیر سورۂ
والشمس مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا پس تمام پانی ایک روز پی جاتی اور تالاب خالی رہجاتا پھر جب رات بھر مین جمع ہوتا تو دوسرے روز لوگ
اور انکے جانور پیتے تھے اور جانور اسکی ہیبت سے بھڑ کتے و بھاگتے تھے پھر حضرت صالحؑ نے لوگونکو اللہ تعالیٰ کی نعمتین یاد دلائین شاید راہ پر آجائین
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ اور یاد کرو جبکہ تمکو خلیفہ کر دیا زمین پر بعد قوم عاد کے ہلاک کرنے کے وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تبوء جگہ دینا
اور ٹھکانا دینا المعنی اور بسایا تمکو زمین مین یعنی زمین حجر مین جو انکی بستی کا نام ہے اس حال سے کہ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا سہلہ زمین نرم بناتے ہو
تم زمین نرم سے قصور ۔ جمع قصر یعنی مکان عالیشان اور اسواسطے قصر نام ہوا کہ فقیر بیچارے اسکے حاصل کرنے سے قاصر ہوتے ہین بعض نے کہا
معنی یہ کہ زمین نرم سے کچی پکی اینٹین بنا کر اس سے محل بناتے ہو وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا اور کندہ کرتے ہو پہاڑون سے بیوت ۔ جمع بیت جسمین
آدمی رات گزارے اور گھر کے معنی مین مستعمل ہے اور کہا گیا کہ جسکی چہار دیواری اور چھت و دروازہ ہو اور یہی فقہ مین معروف ہے اور سخت چیز کو مانند پتھر
و لکڑی وغیرہ کے چھیل کر اور کرید کر بنانا نحت ہوتا ہے والشی منحوت کہا گیا کہ بڑی عمرین ہوتی تھین تو عمارتین انکی عمر تمام ہونے سے پہلے فنا ہو جاتی تھین
لہذا پہاڑون کو تراش کر بناتے تھے **قال الضحاک** تین سو برس سے ہزار برس تک زندگی تھی اور مفسرؒ نے کہا کہ گرمیون مین زمین نرم کے مکانات
مین بسر کرتے تھے اور جاڑون مین پہاڑون کے مکانات مین رہتے تھے بنابرین یہ انکی رفاہیت و عیش کا بیان ہے جو منجملہ نعمتون کے تھا ۔ اور بیوتا کو
نصب بنابر آنکہ حال مقدرہ ہے یا مفعول ہے اسی تنحتون ہیوتا من الجبال یا تنحتون بمعنی تتخذون ہے فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ پس یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتین آلاء جمع

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ مفسدین حال ہے اور یہ حال موکدہ ہے کیونکہ لا تعثوا کے معنی مت فساد کرو ملک میں قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ تکبر وا عن الایمان یہ کہا اشراف لوگون نے اسکی قوم والون میں سے جنھون نے صالح پر ایمان لانے سے تکبر کیا تھا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا ان لوگون سے جو کمزور بنائے گئے تھے لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ یہ للذین سے بدل ہے باعادہ حرف جارہ یعنی ان لوگون سے جو ایمان لائے تھے الذین سے یعنی قوم میں سے یا مستضعفین میں سے پس اگر منہم کی ضمیر قوم کی طرف ہے لمن آمن بدل الکل ہے اور اگر مستضعفین کیطرف ہے تو بدل البعض ہے اور دلالت ہے کہ مستضعفین سب ایمان نہ لائے تھے بلکہ بعضے ایمان لائے تھے اور بر تقدیر اول جسقدر ایمان لائے انھین کو مستضعفین فرمایا اور کلام میں دلیل ہے کہ تکبر کرنا خصلت کفار ہے اور ایسے غریبون کو ضعیف وحقیر سمجھنا کیونکہ انھین متکبرین نے انکو ضعیف وذلیل سمجھا تھا۔ امیدو ہلم کہ ضعیف وغریب لوگ وہی سب سے اول انبیاء علیہم السلام کے تابع ہوتے ہین اور صحیح ہوا کہ محتاج لوگ آخرت میں تونگرون سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہونگے اور یہین سے کہا گیا ہے کہ اہل اعراف یہی تونگر مومنین ہونگے جو پانچ سو برس تک اعراف پر روک رکھے جاوینگے اور حدیث صحیح میں ہے کہ اسلام کا شروع ہونا غریبون سے ہوا اور آخر زمانہ میں غریبون کیطرف عود کر جائیگا پس غریبون کو بشارت ہو بالجملہ قوم صالح کے متکبر مغرورون نے کہا ان لوگون سے جنکو حقیر وذلیل سمجھا تھا جو انمین سے ایمان لائے تھے کہ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ کیا تم یقین جانتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے رسول ہے بھیجا گیا ہے تمہاری طرف کافرون نے مسخرہ پن اور ٹھٹھے کے طور پر ان مومنون سے یہ بات کہی تھی قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ بولے کہ جس چیز کے ساتھ وہ رسول کر کے بھیجے گئے ہین ہم اسپر مومن ہین جواب فقط اسقدر کافی تھا کہ ہان لیکن انھون نے اسطرح جواب دینے میں دو طرح تنبیہ کی اول آنکہ صالح علیہ السلام کا مرسل ہونا ایسا ظاہر ہے کہ جسکو ذرا بھی عقل ہے اور کچھ بھی سمجھ ہے وہ شک نہین کر سکتا پس انکا حال پوچھو جو صالحؑ پر ایمان لائے اور جو نہین لائے ہین پس ہم ایمان لائے ہین دوم تعلمون فعل سے سوال تھا انھون نے انا مومنون سے جواب دیا یعنے جملہ اسمیہ سے جو استمرار وتاکید کے ساتھ ہے اور جزم ثابت ومستمر ہے قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ تکبر کرنے والون نے کہا کہ جسکے ساتھ تم ایمان لائے ہو ہم اس سے منکر ہین بطریق مقابلہ کے یہ جواب دیا۔ اور بجائے ارسل بہ کے امنتم بہ۔ کہا پس جسکو مومنون نے معلوم اور مسلم قرار دیا تھا اس سے انکار کیا **قال المفسر** ناقہ کے واسطے پانی کا ایک روز تھا اور دوسرا روز ان لوگون کا تھا اس طرح تقسیم تھی یعنے اس ملک میں پانی کی بہت قلت تھی پس ایک روز جو پانی جمع ہوتا اسکو اکیلی اونٹنی پی لیتی تھی پھر دوسرے روز کا پانی وہ نہ پیتی اور لوگ بھر لیتے تھے پس وہ لوگ اس بات سے ملال آگین ہوئے اور اسکو ہمیشہ برداشت کرنے سے تنگ آ گئے بسبب نفسانی کہ خواہش نفسانی اسکے برخلاف تھی فَعَقَرُوا النَّاقَةَ عقرہا قدار بامرہم بان قتلہا بالسیف پس ان لوگون نے ناقہ کو عقر کیا یعنے کونچین کاٹ دین۔ مراد آنکہ پہلے کونچین کاٹین پھر جب گر پڑی تو ذبح کر ڈالا حاصل آنکہ اونٹنی کو تلوار سے قتل کیا اور ان سبھون کی طرف قتل کو منسوب کیا حالانکہ قدار نامے ایک شخص نے ایسا کیا تھا تو اسوجہ سے کہ یہ سب اسکے فعل پر راضی تھے اور سبھون نے حکم دیا تھا قتادہ نے کہا کہ مجھے روایت پہونچی ہے کہ جس شخص نے اسکو قتل کیا وہ سب کے پاس پھر آیا حتی کہ پردہ نشین عورتون کے پاس بھی ہو آیا کہ وہ سب راضی ہین وبعض نے وجہ قتل اور بیان کی ہے چنانچہ آگے آویگی بہرحال انھون نے ناقہ آیت کر قتل کیا وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ اور تکبر کیا اپنے پروردگار کے حکم سے اور یہ حکم وہ ہے جو صالح علیہ السلام نے انکو پہونچایا تھا بقولہ فذروہا تاکل فی الارض اللہ ولا تمسوہا بسوء فیاخذکم عذاب الیم اور اسپر اور زیادہ سرکشی یہ تھی کہ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ اور کہنے لگے کہ اے صالح تو وہ عذاب لا جس سے تو ہمکو اسکے قتل پر ڈراتا تھا اگر تو اللہ تعالی کے رسولون میں سے ہے فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑ لیا انکو زمین سے سخت زلزلہ نے اور آسمان سے

سخت آواز نے فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ جثم لغت مین پرند وآدمی کا زمین پر سینہ ڈال دینا اور ہلاک ہونیکو اس سے تعبیر کیا جاتا ہے اور مفسرؒ نے کہا
کہ جاثمین ای باکین علی الرکب میتین یعنے صبح کی اُن لوگون نے اپنے گھرون مین اس حال پر کہ گھٹنون کے بل مردے پڑے تھے۔ اور بیضاوی نے
کہا کہ خامدین میتین اس قصہ کو بیضاوی وشیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ بعد ہلاک و برباد ہونے قوم عاد کے ثمود نے بلاد کو معمور
وآباد کیا اور مال واولاد کی کثرت ہوئی اور عمرین دراز قریب ہزار سال تک ہوتی تھین مکانات قبل موت کے نوت ہو جاتے آخر پہاڑون کو تراش کر
ایک خانہ آباد کرتے تھے اور بہت فراخی سے بسر کرتے آخر سرکشی کی اور زمین مین شرک وکفر کا فساد برپا کیا بتون کو پوجنے لگے اللہ تعالیٰ نے
صالح علیہ السلام کو اُنکے عمدہ خاندان سے رسول فرمایا صالحؑ نے انکو توحید کی راہ پر بلایا اور عذاب سے ڈرایا آخر انھون نے معجزہ مانگا اور کہا کہ ہماری
عیدگاہ چلو ہم اپنے معبودون کو پکارین اور تم اپنے اللہ تعالیٰ کو پکارو جسکو جواب ملے اسکی پیروی کرین ان لوگون نے ہرچند اپنے بتون کو پکارا
وہان صالحؑ کے سامنے شیطان کا وجود نہ تھا انکے بتون سے کوئی آواز نہ آئی۔ آخرکار صالحؑ سے اُنکے سردار جندع بن عمرو نے یہ ہٹ کی کہ کاثبہ
نام پہاڑی سے ایک اونٹنی بڑے پیٹ والی جوف دار جسپر بہت بال ہون نکال دے تو ہم تجھپر ایمان لاوین حضرت صالحؑ نے انسے بہت مضبوط
عہد ومیثاق لیا کہ ایسا ہو تو تم ضرور بالضرور ایمان لانا ان لوگون نے مضبوط عہد وپیمان دیا پس صالحؑ نے نماز پڑھکر حضرت باری تعالےٰ
عزوجل مین دعا مانگی پس اس ٹیلہ مین ایسی حرکت پیدا ہوئی جیسے اونٹنی کو بچہ پیدا ہونے کے وقت دردزہ سے ہوتی ہے پھر پہاڑی شق ہوئی اور اسمین
سے عشراء جوفاء وبراء جس صفت کی انھون نے بیان کی تھی بہت دراز قد اونٹنی پیدا ہوئی اور یہ لوگ آنکھون دیکھتے تھے پھر اسیوقت ایک
بچہ جنی جو بڑائی مین اسکے برابر ہو گیا یہ دیکھکر جندع بن عمرو مع ایک جماعت کے مسلمان ہو گیا اور باقیون نے ایمان لانا چاہا مگر ذواب بن عمرو
اور حباب مالک بتخانہ اور رباب بن صمعر کاہن نے ان سب کو روکا پھر ایک مدت تک وہ ناقہ مع بچہ کے لوگون کے پیش نظر رہی کہ درخت
وگھاس چرا کرتی تھی اور ایک دن درمیان دیگر کنوئین پر آیا کرتی پس پانی سے سر نہ اٹھاتی یہانتک کہ سب پانی اُسکا پی جاتی تھی پھر تھن لٹکاتے
تھے پس لوگ جسقدر چاہتے اُسکا دودھ دوہتے حتی کہ انکے برتن بھر جاتے اور پیتے اور ذخرہ رکھ چھوڑتے اور اونٹنی گرمیون مین پشت وادی مین
بسر کرتی تو انکے جانور وہان سے بطن وادی کی طرف بھاگ جاتے اور جاڑون مین بطن وادی مین بسر کرتی تو انکے مویشی مارے خوف کے
پشت وادی کو بھاگ جاتے پس یہ امر انپر نہایت گران گذرا اور صالحؑ نے بحکم الٰہی عزوجل انکو سمجھا دیا تھا کہ اس اونٹنی سے کچھ تعرض نہ کرنا مگر زمانہ کے بعد انکے
دلونمین سمایا کہ قتل کرین اور انکے دلون مین زیادہ رچا اس ارادہ کو چند عورتون نے شیخ ابن جریر وغیرہ علماء تفسیر نے ذکر کیا کہ سبب اسکے قتل کا یہ ہوا
کہ انمین سے ایک عورت عنیزہ بنت غنم بن مجلز تھی اس بڑھیا کو صالح علیہ السلام سے سخت عداوت تھی اور اسکی لڑکیان بہت خوبصورت اور
بڑی مالدار تھین اور ذواب بن عمرو اسکا شوہر اور قوم ثمود کے سردارون مین سے تھا اور ایسے ہی صدقہ بنت المحیا وغیرہا چند عورتون نے اپنی
جان ومال سے دریغ نہ کیا کہ یہ اونٹنی قتل ہو اور لوگون کو آمادہ کیا آخر جملہ نو مرد جمع ہوئے جنکو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا تسعۃ رھط یفسدون فی
الارض ولا یصلحون پس پورے فرقہ کافرہ کو آمادہ وراضی کرکے اونٹنی کو قتل کرنے کی تاک مین گئے اور قدار بن سالف اور مصدع بن مہرج
کمینگاہ مین بیٹھے اور عنیزہ بنت غنم مذکور بھی اپنی لڑکیون کو سنگار کرا کے دور سے سامنے ہوئی پھر جب اونٹنی پانی سے لوٹی تو مصدع نے اُسکو
تیر مارا وہ زخمی ہوئی اور قدار ملعون نے پیچھے سے تلوار ماری وہ گر پڑی پس حملہ کرکے اسکو ذبح کر ڈالا اور اسکا بچہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور
عبدالرزاق نے حسن بصریؒ سے بروایت کی کہ وہان اُسنے تین آوازین دین اور کہا کہ اے میرے پروردگار میری ماں کیا ہوئی اور کافر لوگ
اُسکے پیچھے دوڑے اور پہاڑ شق ہوا اور وہ اسکے اندر غائب ہو گیا جب صالح علیہ السلام کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور اونٹنی کو مردہ دیکھکر روئے

بیضاویؒ وغیرہ نے لکھا کہ لوگون سے فرمایا کہ تین دن اپنے گھرون مین بسر کرلو چوتھے روز تم پر عذاب ہو اور کہا کہ اسکے بچہ کو تلاش کر کے خدمت کرو شاید عذاب دور ہو مگر ان لوگون نے ہر چند کوشش کی اسکو نہ پایا **قال المترجم** شاید یون ہوا کہ اونٹنی کو قتل کر کے جب کچھ عذاب نہ دیکھا تو صالح علیہ السلام سے تکبر انہ کہا کہ لاؤ وہ عذاب کہان ہے پس صالح علیہ السلام نے کہا کہ تین روز بسر کرو کل تمہارے چہرے زرد اور پرسون سرخ اور چوتھے روز سیاہ ہو جاوینگے پھر تین روز بعد متصل ہی عذاب آویگا پھر جب دوسرے روز وہ علامت پائی تو فکر کی تب صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکا بچہ تلاش کرو شاید عذاب دور ہو مگر وہ نہ ملا بیضاویؒ نے کہا کہ جب علامات دیکھین تو چاہا کہ صالح علیہ السلام کو قتل کر ڈالین پس اللہ تعالیٰ نے انکو زمین فلسطین مین نجات دیدی اور شیخ ابن کثیرؒ نے امام ابن جریرؒ وغیرہ سے نقل کیا کہ جنھون نے رات کو دھوکے سے قتل کا قصد کیا تھا اپنی وعدگاہ سے پہلے آسمان سے پتھر آئے کہ انکے بھیجے نکل پڑے اور ذکر کیا کہ اونٹنی کو چہارشنبہ کے روز قتل کیا تھا اور اتوار کی رات وہ سب بدبخت کفن پہنے حنوط لگائے منتظر تھے کہ دیکھیے کیا ہوا عوذ باللہ من عذاب اللہ تعالیٰ پس صبح نکلتے ہی نیچے سے زمین کو سخت زلزلہ ہوا اور آسمان سے آواز سخت آئی کہ سب کی روح نکل گئی علماء تفسیرؒ نے بیان کیا ہے کہ ذریات ثمود مین سے سوائے صالح علیہ السلام وانکے اوپر ایمان لائے مسلمانون کے اور کوئی نہین بچا مگر ایک شخص ابو رغال نامے جو ان دنون مکہ معظمہ کے حرم مین تھا وہ احترام حرم سے بچا پھر بعض ضرورت سے جب مقام حل مین گیا تو آسمان سے پتھر آیا اور وہ مرگیا وسیاتی ما یتعلق بہ ۔ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ پھر صالحؑ نے ان لوگون سے منھ پھیرا اور کہا کہ اے قوم البتہ مین نے تمکو اپنے پروردگار کی رسالت پہونچادی اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنیوالونکو دوست نہین رکھتے حافظ ابن کثیرؒ نے کہا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے یہ تقریع وملامت اس قوم کو بعد ہلاک ہو جانے کے فرمائی اور قوم کے مردے اسکو سنتے تھے جیسے آنحضرت صلعم نے جب جنگ بدر مین کفار پر مسلمان غالب ہوئے تو تین روز وہان قیام کیا پھر تیسرے دن بعد آخر رات مین اپنا کجاوہ کھنچوایا اور روانہ ہو کر قلیب بدر پر آکر کھڑے ہوئے اور یہ فرمانا شروع کیا کہ او ابو جہل بن ہشام او عتبہ بن ربیعہ او شیبہ بن ربیعہ او فلانے اور او فلانے بھلا پایا تمنے برحق جو تمکو تمہارے پروردگار نے عذاب کا وعدہ دیا تھا اور مینے تو جو مجھکو میرے پروردگار نے وعدہ خیر دیا تھا برحق پایا ۔ الحدیث کما فی الصحیحین وذکر فی السیرۃ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ بہت برے ایکے والے تھے اپنے نبی کے حق مین تمنے مجھکو جھوٹا بنایا اور لوگون نے میری تصدیق کی تمنے مجھے نکالا اور لوگون نے مجھے جگہ دی تم میرے ساتھ لڑے اور لوگون نے میری مددگاری کی پس تم لوگ اپنے نبی کے بہت بری برادری والے تھے پس ایسا ہی یہان صالح علیہ السلام نے فرمایا ہو وفی البیضاوی بقرینۃ فا تعقیب کے ظاہر آیت یہی ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے اس قوم کو جاثمین دیکھکر انسے اعراض کیا ہو اور یہ قول تو شاید انکے ہلاک ہو جانے کے بعد انسے کہا اور سنتے ہون جیسے کہ آنحضرت صلعم نے قلیب بدر والون سے خطاب فرمایا تھا یا ان لوگون کی تحسر کے طور پر ایسا فرمایا یعنے افسوس ہے کہ تمنے اپنی یہ نوبت پہونچائی اور میرا کہنا نہ مانا اور مقصود اس سے حقیقی سنانا نہین ہوتا ہے اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ صالح علیہ السلام نے یہ بات انسے اسوقت کہی تھی کہ جب ان لوگون نے ناقہ کو قتل کر ڈالا تھا واللہ اعلم پھر بعض مفسرینؒ نے کہا کہ قوم صالح علیہ السلام مین سے ایمان لانے والے چار ہزار آدمی تھے صالح علیہ السلام انکو لیکر حضر موت مین داخل ہوئے اور وہین حضرت صالح علیہ السلام کا انتقال ہوا اور بعض نے کہا کہ جس نبی کی امت ہلاک ہوئی وہ ساتھی مسلمانون کو لیکر حرم مکہ مین داخل ہو کر مرتے دم تک وہین عبادت کرتا رہا حتی کہ وہان بہت سے انبیاء علیہم السلام کا مدفن بیان کیا جاتا ہے واللہ اعلم اور قوم ثمود کی بستی اجاڑ پڑی رہی اور وہ حجر کہلاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جاتے ہوئے ۹ھ نو ہجری مین وہان گزرے تھے امام احمد نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ

Marfat.com

صلعم حجر مین قوم ثمود کے گھرون پاس اُترے تو لوگون نے انھین کنودن سے پانی بھرا جنسے قوم ثمود پانی پیا کرتی تھی پس اسی پانی سے آٹا گوندھا اور ہانڈی اُسکی پانی سے چڑھائی پس آنحضرت صلعم نے حکم دیا تو لوگون نے ہانڈیان اوندھا کر بہادین اور گوندھا ہوا آٹا اونٹونکو کھلادیا پھر آپنے لوگون کو لیکر کوچ کیا اور جاکر اُس کنوین پر اُترے جس سے ناقہ صالح پانی پیا کرتی تھی اور لوگونکو منع کردیا کہ جو قوم عذاب دی گئی ہو اُسکے پاس نہ جاؤ اور فرمایا کہ مجھے خوف ہو کہ تمکو بھی اسکے مثل نہ پہونچے جیسا انکو پہونچا پس تم انکے وہان نہ جاؤ۔ وقد رواه ایضًا عن ابن عمرؓ کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ مقام حجر مین تھے فرمایا کہ مت جاؤ ان لوگون کے وہان جو عذاب دیے گئے ہین مگر اس حال مین کہ تم روتے ہوئے ہو۔ پھر تم اگر روتے ہوئے نہو تو ان لوگون کے وہان مت جاؤ بخوف آنکہ کہین تمکو ویسا عذاب نہ پہونچے جو انکو پہونچا۔ واصل الحدیث مخرج فی الصحیحین من غیر وجہ۔ ابو کبشہؓ سے روایت ہو کہ جب تبوک کے غزوہ مین آنحضرت صلعم جاتے ہوئے حجر مین اُترے تو لوگون نے جلدی کی اور اہل حجر کے وہان جانا شروع کیا یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو منادی کرائی کہ الصلوٰۃ جامعۃ پس مین رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر ہوا اس حال مین کہ آپ ایک بکری کو پکڑے ہوئے یہ فرماتے تھے کہ کیا جاتے ہو ایسی قوم کے وہان جنپر اللہ تعالیٰ نے غضب کیا پس صحابہ مین سے ایک شخص نے آواز سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم لوگ تو انسے تعجب حاصل کرتے ہین آپنے فرمایا کہ مین تمکو اس سے عجیب بات بتادون تمھین مین سے ایک شخص ہو کہ تمکو ان باتون سے آگاہ کرتا ہو جو تم سے پہلے ہوگزرین اور ان باتون سے جو تمھارے بعد ہونگی پس تم استقامت پر رہو اور سداد اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمھارے عذاب کی کچھ پروا نہین فرماتا اور ایک قوم عنقریب ایسی ہوگی کہ اپنی ذات سے کچھ دفع نہ کریگی۔ رواہ احمد ولم یخرجہ احد من الستۃ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب رسول اللہ صلعم مقام حجر سے گزرے تو فرمایا کہ اے لوگو آیات مت مانگو چنانچہ قوم صالح نے آیہ مانگی پس ناقہ اس نالہ کی راہ سے پانی پینے آتی تھی اور اُس دوسرے نالہ سے نکل جاتی تھی پس قوم ثمود نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور ناقہ کو قتل کیا اور حال یہ تھا کہ ناقہ ایک روز پانی پیتی تھی اور ایک روز وہ لوگ ناقہ کا دودھ پیتے تھے پھر اُسکی کونچین کاٹ کر مار ڈالا پس اُنکو آواز کرخت نے پکڑ لیا پس اللہ تعالیٰ نے ادیم السماء کے نیچے جو کوئی اس قوم کا تھا سب کو خمود و بیجان کردیا سوائے ایک مرد کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حرم مین تھا لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کون تھا فرمایا کہ ابو رغال پھر جب وہ حرم سے باہر ہوا تو اسکو بھی وہ عذاب پہونچا جو اسکی قوم کو پہونچا تھا۔ رواہ احمد باسناد علی شرط مسلم ولیس فی شیٔ من الکتب الستۃ علما تفسیر نے ذکر کیا کہ ابو رغال یہی قبیلہ ثقیف کا جد اعلیٰ ہو جو طائف مین بستے تھے وقد رواہ عبد الرزاق عن معمر عن الزہری ان ابا رغال ابو ثقیف اور عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے طائف کو جاتے ہوئے فرمایا کہ یہ ابو رغال کی قبر ہو اور وہ ثقیف کا جد اعلیٰ ہو اور یہ قوم ثمود مین سے تھا اور حرم مین اس زمانہ مین تھا اس سے عذاب دور رہا جب پھر نکلا تو اس مقام پر اسکو عذاب پہونچا اور یہین دفن ہوا اور اسکی علامت یہ ہو کہ اسکے ساتھ سونے کی ایک غصن مدفون ہو پس لوگون نے اتر کر تلوارون سے کھود کر اسمین سے وہ غصن نکال لی رواہ عبد الرزاق مرسلا وابو داؤد موصولا وحسنہ الشیخ ابو الحجاج المزی وقال ابن کثیر عرضت علی الشیخ بان بجیر بن ابی بجیر من لا یعرف الا بہذا الحدیث وقال یحیی بن معین لم یسمع احدًا روی عنہ غیر اسمعیل بن امیہ فلعلہ وہم فی رفعہ ویکون من کلام عبد اللہ بن عمرو مما اخذہ من الزاملتین اللتین وجدہا فی الیرموک فقال وہذا محتمل واللہ اعلم۔ بیضاوی وغیرہ مین جو ناقہ کے طول جثہ کے بیان مین ذکر کیا کہ وہ ایک نالہ سے جاتی تو پھر نہین سکتی تھی حتی کہ اس کو چہ سے یا موڑ دوسرے نالہ سے واپس ہوتی تھی تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ اسپر دلالت کرتی ہو اور علماؒ نے فرمایا کہ اسقدر جلد آسانی سے اسکا ہلاک ہو جانا اس قوم کی بدبختی کی علامت تھی پھر اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کا حال فرمایا

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

اور لوط کو بھیجا جب کہا اپنی قوم کو کیا کرتے ہو بیحیائی تم سے پہلے نہین کی یہ کسی نے جہان مین تم تو دوڑتے ہو مردون پر

شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ

شہوت کے مارے عورتین چھوڑکر بلکہ تم لوگ حد پر نہین رہتے اور کچھ جواب نہ دیا اُسکی قوم نے مگر یہی کہا نکالو اُنکو اپنے شہر سے

اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ○ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا

یہ لوگ بہت ستھرائی چاہتے پھر بچادیا ہمنے اسکو اور اُسکے گھر والونکو مگر اُسکی عورت رہگئی رہنے والون مین اور برسایا اُنپر برساؤ

ع ۱۲ / ۱۷ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○

پھر دیکھ آخر کیسا ہوا حال گنہ گارون کا

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اذ ظرف ہی پس اگر ارسلنا مقدر ہی یعنی وارسلنا لوطا اذ قال۔ تو اذ سے زمانہ ممتد مراد دیا جاوے جسکے بعض وقت مین ارسال ہوا پھر بعض وقت مین قوم سے کہا اور حاصل آنکہ وارسلنا لوطا وقت قولہ لہم۔ اور اظہر یہ ہی کہ اذکر مقدر ہی اور اذ ظرف بدل ہی اور یہی مفسر نے اختیار کیا لوط کو سیبویہ نے کہا کہ اسم عجمی ہی وعلی ہذا قول زجاج کہ وہ مشتق نہین ہی صحیح ہی لیکن خفت کی وجہ سے منصرف ہوا اور لوط بن ہاران بن تارخ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے ہین اور حضرت ابراہیمؑ کے تابع نبوت مین نبی تھے اللہ تعالےٰ نے انکو اردن کے مقام سدوم مین بھیجا تھا جو حمص مین سے ہی پس قوم سے مراد یہی سدوم والے ہین اللمعنی اور بیان کردے لوط کو یعنی جب کہ لوط نے اپنی قوم سے کہا اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ فاحشۃ صفت موصوف مقدر ای الفعلۃ الفاحشۃ کیا کرتے ہو ایک فعل فاحش کو یعنی غایت درجہ کے بدتر فعل کو وہ مردون ولونڈون کے ساتھ مقعد مین لواطت ہی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ یعنی ہرگز اسوقت تک تم سے پہلے عالمین مین سے جن وانسان کسی نے اسکو نہین کیا۔ فی البیضاوی یہ جملہ مستانفہ ہی جو انکار کو موکد کرتا ہی گویا پہلے انکو اس بدتر فعل کے کرنے پر ملامت کی اور پھر انکو اس فعل بد کے اختراع کرنے پر ملامت کی کہ یہ اور زیادہ ان لوگون کے بد ہونے پر دلیل ہی بعض متقدمین سے منقول ہی کہ قوم لوط کا حال دُسنا ہوتا تو مجھے معلوم نہوتا کہ کوئی ایسا بھی کرتا ہی امین دلیل ہی کہ یہ فعل نہایت بدتر ہی اور زنا سے زیادہ اسکی حرمت غلیظ ہی افسوس کہ ہندوستان کے بھی بعض شہرون مین یہ فعل پایا جاتا ہی اللہ تعالیٰ ان لوگون کو اس سے نفرت دیدے اور بعض جاہلون نے یہ وہم کیا کہ لواطت کی حرمت ثابت نہین ہوتی حالانکہ یہ عجیب جہالت ہی کیونکہ حرام وہی ہی کہ جو شرع مین مذموم ہو اور اُس سے زیادہ کیا مذمت ہوگی جو یہان مذکور ہی اور اس سے زیادہ کیا عذاب کی وعید ہوگی کہ عاقبت مین تو عذاب ہوویگا یہان دنیا مین بھی عذاب غضب دیا گیا نعوذ باللہ من ذلک اور عنقریب یہ مسئلہ آتا ہی بالجملہ پہلے انکے فعل بدتر مذکور پر انکار کیا اور اسکی سخت مذمت فرمائی پھر تاکید ملامت کی پھر استبعاد وانکار وتعجب کو جمع فرمایا بقولہ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ارے کیا تم مردون کو آتے ہو بغرض شہوت کے عورتون کے سوائے بیضاویؒ نے فرمایا کہ بیان جملہ انکار اول ہی اور اسمین بہ نسبت سابق کے انتہاء درجہ کا انکار وملامت ہی شہوۃً مفعول لہ ہی یعنے بغرض شہوت کے کوئی اور بات نہین سوائے اسی بات کے حالانکہ اس سے بڑھکر کوئی مذمت کا فعل نہین ہی یا مصدر بموقع حال ہی اور اس سے قید لگانے مین انکے محض بہائم ہونے کی صفت بیان کی اور تنبیہ ہی کہ عاقل کو چاہیئے کہ اس فعل سے اسکی مراد اولاد ہو کیونکہ وہ بدون عورت کے نہین ہوگی بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم ایک قوم ہو کہ اسراف تمھاری صفت وعادت ہی یعنے حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے ہو۔ بیضاویؒ نے فرمایا کہ انپر انکار کرنے سے اضراب کرکے انکے حال سے جو انکو ایسے فواحش کی طرف لاتا ہی خبر دی یعنے تم مین اسراف کی عادت پڑی ہوئی ہی یا انکار سے اضراب کرکے انکے جمیع معائب کا کلیہ بیان کردیا۔ بالجملہ اس قوم بدبخت کا

ہرچند حضرت لوط علیہ السلام نے فہمائش کی کہ عورتون سے مخاطب ہون اور یہ حرکتین چھوڑین ہرگز نہ مانے اور ابن عباسؓ سے حکایت کیا جاتا ہو کہ آپنے قوم مذکور کے اس فعل کی ابتدا یہ بیان کی کہ شیطان ایک نہایت خوبصورت طفل کی صورت بنکر آیا اور لوگونکو ملاطفت کر کے آخر اپنے ساتھ اس حرکت کرنے پر آمادہ کیا پس جب اس سے یہ حرکت کرلی تو آخر کار دلیر ہوگئے اور یہی حرکتین کرنی شروع کین و فی تفسیر الحافظ مفسرین نے بیان کیا ہو کہ اس قوم کی یہ حالت تھی کہ مرد تو مردون کے ساتھ آپس مین مشغول تھے اور عورتین بھی آپس مین عورتون سے مشغول تھین اور کسی کو دوسرے کی پروا نہ تھی پھر حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کون سنتا ہے قلت شاید یہی وجہ ہو کہ عورتین بھی چونکہ راضی نہ تھین اسواسطے حضرت لوط علیہ السلام کو ہٰؤلاء بناتی ہن الخ مین درحقیقت اپنی پاک بیٹیون کے ساتھ نکاح شرعی کی دعوت سے اتمام حجت کرنی پڑی واللہ اعلم بہرحال کوئی نصیحت کارگر نہوئی اور ایک بھی مسلمان نہوا سوا اہل بیت لوط علیہ السلام کے بلکہ قوم مذکور نے یہ جواب دیا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ یعنی نکال دو انکو یعنے لوط اور انکے گھر والون کو مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اپنے قریہ یعنے سدوم سے کیونکہ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ یعنے مردون کے دبر مین وطی کرنیسے بہت پاکی رکھتے ہین حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت و خیرخواہی کا یہ جواب تھا کہ انکو یہان سے نکال باہر کرو اور جو یہ بیان کی کہ یہ لوگ تطہر کرتے ہین پس یا تو حقیقۃً یہی مراد تھی اور واقعی بھی تھا اور یا انھون نے مسخرہ پن سے کہا ہو اور یہی بیضاویؒ نے اختیار کیا ہے فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ پس نجات دی ہمنے لوط کو اور اسکے اہل کو یعنے جو لوگ اسپر ایمان لائے تھے سوائے اسکی جورو کے کہ وہ غابرین مین سے تھی۔ قوم لوط چار لاکھ آدمی تھے جنمین سے سوائے لوطؑ کے گھر والون کے کوئی ایمان نہ لایا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا فاخرجنا من کان فیہا من المومنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین پھر تحقیق نہوا کہ لوطؑ کے سب ناتے دار سوائے دو بیٹیون کے اور بھی تھے یا نہین بالجملہ جو ایمان لائے تھے انکو نجات فرمائی جیسا کہ دوسری آیت مین مصرح ہوگیا اگرچہ یہ ظاہر فرمادیا کہ سبب رحمت نجات یعنے ایمان فقط ایک گھر والون مین تھا اور وہ لوطؑ کا گھر ہو لیکن انمین سے لوطؑ کی جورو کا استثنار کیا وآگاہ کیا کہ وہ غابرین مین سے تھی کیونکہ ایمان نہ لائی تھی غبر الشئی گذرگئی وہ چیز اور نیز باقی رہگئی وہ چیز پس یہ لغت اضداد مین سے ہو اور زجاج نے کہا کہ معنی آنکہ وہ غائب ہوئی نجات سے اور مفسرؒ نے کہا من الغابرین ای الباقین فی العذاب یعنی عذاب مین باقی رہنے والون مین سے تھی اور بیضاویؒ نے کہا کہ قولہ اللام تہ یعنے واہلہ نام جو دل مین کافرہ تھی کانت من الغابرین ای من الذین بقوا فی دیارہم فہلکوا یعنی باقیون مین سے یعنی ان لوگون مین سے تھی جو اپنے دیار مین باقی رہے پس ہلاک ہوئی اور غابرات نہین کہا کیونکہ مذکر کو غلبہ دیا اور غابرات کو تابع قرار دیا **قال الحافظ** اسیواسطے جب لوط علیہ السلام کو شہر سے نکل جانے کا حکم ہوا کہ آخر رات مین مع اہل کے نکل جاوین تو حکم ہوا کہ اس عورت کو آگاہ نہ کرین اور نہ اسکو شہر سے نکالین اور بعضے کہتے ہین کہ نہین بلکہ وہ عورت انکے پیچھے پیچھے ہوگئی تھی پھر جب عذاب آیا تو اسنے منھ پھیر کر دیکھا پس اسپر بھی ایک پتھر آپڑا اور اظہر یہ ہے کہ وہ شہر سے نہین نکلی اور نہ لوطؑ نے اسکو آگاہ کیا بلکہ انھین لوگون کے ساتھ باقی رہی اور لوطؑ و اہل سے بچھڑ رہی وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا اور برسایا ہمنے اُن کافرون پر مطر مفعول مطلق برائے نوع ہو ای مطر سے ایک نوع عجیب کی بارش کی اور وہ آیندہ مفصل قصہ مین جو انشاء اللہ تعالےٰ آویگا بیان ہو بقولہ وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند ربک وما ہی من الظالمین ببعید اسی واسطے بیان فرمایا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ پس تو دیکھ یعنے انکے بیان حال مین عبرت سے نظر کر کہ مجرمونکا انجام کار کیا ہوا جس شخص پر پتھر پڑا وہ خاک ہوگیا یعنے سب ہلاک ہوئے نعوذ باللہ من عذاب اللہ عزوجل **قال الحافظ** امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا

Marfat.com

کہ جو شخص لواطت کے فعل میں ہو اسکو بلند مقام سے گرا دیں اور پیچھے سے پتھر سے ماریں جیسا کہ قوم لوط کے ساتھ کیا گیا **قال المترجم** یہ مذہب بہت قوی ہے اسواسطے کہ اس فعل میں کی سزا کسی اور پر قیاس نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ نے اسکی حرمت غلیظہ کو بیان فرمایا ہے پس سزا اسکی وہی ہے جو بیان فرمائی کیونکہ قوم مذکور کو اوپر اٹھا کر گرایا گیا اور پتھر برسے پس یہاں بمانند اسکے ممکن ہو وہی کیا جاوے ثم قال الحافظ اور دیگر علما اس طرف گئے ہیں کہ وہ شخص خواہ کنوارا ہو یا بیاہا ہو ہر حال میں پتھر والے مار کر ہلاک کیا جاوے اور شافعی رح کے دو قول میں سے ایک قول یہی ہے اور حجت یہی حدیث ابن عباس رض ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو تم پاؤ کہ عمل قوم لوط کا فعل کرتا ہو تو کرنیوالے اور کرانیوالے دونوں کو قتل کرو۔ رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ **مترجم** کہتا ہے کہ قتل کرنا محتمل ہے کہ اسی طریقہ سے ہو جو امام ابو حنیفہ نے استخراج کیا ہے اور بعض آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اسکے مؤید ہیں فتامل لان الثانی اقرب واللہ اعلم اور دوسروں نے کہا کہ لوطی مانند زناکار کے ہے اگر کنوارا ہے تو سو درے مار اگر بیاہا ہے تو پتھروں سے مار ڈالا جاوے اور یہی امام شافعی کا دوسرا قول ہے اور رہا عورت سے دبر میں وطی کرنا تو یہ چھوٹی لواطت ہے اور اسکے حرام ہونے پر علماء کا اجماع ہے اور آنحضرت صلعم سے بہت سی حادیثیں اسکے حرام ہونے پر وارد ہوئی ہیں و سورہ بقرہ میں گذر چکا۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا
اور مدین کو بھیجا انکا بھائی شعیب — بولا اے قوم — بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا صاحب اسکے سوائے — پہنچ چکی تمکو دلیل تمہارے رب کیطرف سے — سو پوری کرو ناپ اور تول — اور مت گھٹاؤ
النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ
لوگوں کو انکی چیزیں — اور مت خرابی ڈالو زمین میں — اسکے سنوارے پیچھے — یہ بھلا ہے تمہارا اگر تمکو یقین ہے — اور مت بیٹھو ہر راہ پر ڈر کے دیتے
وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝
اور روکتے اللہ کی راہ سے — جو کوئی یقین لاوے اسپر اور ڈھونڈھتے اسمیں عیب — اور وہ یاد کرو جب تم تھوڑے تھے پھر تمکو بہت کیا — اور دیکھو آخر کیسا ہوا ہے حال بگاڑنیوالوں کا
وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝
اور اگر تم میں ایک فرقے نے مانا ہے جو میرے ہاتھ بھیجا — اور ایک فرقے نے نہیں مانا — تو صبر کرو — جب تک اللہ فیصلہ کرے ہمارے بیچ — اور وہ ہے بہتر فیصلہ کرنیوالا

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ وارسلنا الی مدین۔ اور بھیجا ہمنے مدین کیطرف اس قوم کا نام مدین ہے جو مدین بن ابراہیم کی اولاد میں کذا قال البیضاوی وہی محمد بن اسحاق کا قول ہے اور ابن کثیر نے فرمایا کہ مدین کا اطلاق قبیلہ پر ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور مدین ایک شہر بھی ہے جو معان کے قریب ہے کما فی قصہ موسیٰ ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس یسقون اور یہیں حضرت شعیب بستے تھے اور یہی اصحاب ایکہ ہیں جیسا کہ ہم عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے حاصل آنکہ فرق کرنا یہاں سہو ہے اور مراد یہاں قبیلہ مدین ہے أَخَاهُمْ شُعَيْبًا انکے بھائی شعیب کو یعنی برادری کے بھائی کو جنکا نام شعیب علیہ السلام ہے اور وہ شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین ہیں اور ابن اسحاق نے کہا کہ سریانی میں انکا نام یثرون تھا اور بیضاوی رح نے کہا کہ خطیب الانبیاء انکا لقب ہے کیونکہ خوبی سے قوم کو جواب دیئے ہیں قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ یہی توحید جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت تھی قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ البتہ آچکا تمہارے پاس معجزہ تمہارے پروردگار سے میری سچائی کا اس بینہ سے مراد وہ معجزہ ہے جو انکو دیا گیا تھا مگر قرآن مجید میں کو نہیں کہ وہ کیا معجزہ تھا **قال الحافظ** حاصل آنکہ میں جو رسالت الٰہی لایا ہوں اسکے بارہ میں میری سچائی کیلیے اللہ تعالیٰ نے ظاہر حجتیں و بینات قائم کریں جب ثابت ہوا کہ رسول ہیں تو پھر جو کچھ رسول الٰہی امر و نہی کرے وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے برحق ہے اسکو ماننا ضرور ہے لہذا انکے بد افعال چھوڑنیکی انکو نصیحت فرمائی بقولہ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ پس تم پورا دو لوگوں کو کیل و میزان یہ لوگ ناپ تول کا کام تجارت تے اور بدکاری سے پورا نہیں تولتے تھے بلکہ کمی کرتے تو انکو اس سے منع کیا حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے گروہ موالی تم ناپ تول کے کام میں امانتدار ہو خبردار رہو کہ ایسا نہ کرنا جیسے اگلی امتوں نے کہ جس نے اپنے آپکو تباہ کیا ہذا حاصل الحدیث اگر کہا جاوے کہ کیل مصدر ہے بمعنی ناپنا اور میزان اسم آلہ ہے بمعنی ترازو تو عطف کیونکر ہوا تو جواب یہ دیا گیا کہ کیل سے مراد مکیال ہے

Marfat.com

جیسے عیش و معاش یعنی کیال و میزان پورے دو نہ زیادہ نہ کم بلکہ بھرپور حق دو کیونکہ کمی تھوڑی کی طرف زیادہ اہتمام ہے اور بعض نے کہا کہ میزان مصدر ہے ای وزن
اور بعض نے کہا کہ ظرف الکیل مضاف مقدر ہے حق یہ ہے کہ تفہیم معنی کو اسواسطے یہ بیان کیا گیا اور اسی معنی کو اداکرنے میں وہی کلام فصیح ہے اور سورہ ہود میں المکیال
والمیزان آیا ہے پھر وجہ فساد پر تنبیہ کردی بقولہ ولا تبخسوا الناس اشیاءھم بخس بہا، بخاء معجمہ بمعنے نقص خواہ عیب دار دینا یا میل کرنا یا دھوکا دینا یا حیلہ کرنا
یا بوجہ شرعی لینا حاصل آنکہ اور مت کمی کرو لوگوں کے حقوق میں اشیاء بلفظ تعمیم اسواسطے فرمایا کہ جلیل و حقیر و قلیل و کثیر سب میں وہ لوگ بخس کرتے تھے وقال السدی
مکاس تھے کوئی چیز بدون مکس لئے نہیں چھوڑتے تھے ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا اور مت فساد کرو ملک میں یعنی کفر و گناہ ہونے سے بعد اسکی اصلاح
کے یعنی رسولوں کے بھیجنے سے صلاح ہونیکے بعد پہلا فساد اس امت میں ان بدبختوں نے پھیلایا جنھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ذلکم یہ جو مذکور ہوا
خیر لکم تمھارے حق میں بہتر ہے ان کنتم مؤمنین اگر تم مومن ہو حالانکہ وہ لوگ مومن نہ تھے پس معنی یہ کہ اگر تم ایمان چاہتے ہو جزاء شرط محذوف ہے ای فبادروا الیہ پس
اسکی طرف مبادرت کرو حاصل آنکہ اگر تم ایمان چاہتے ہو تو جو مذکور ہوا اسکی طرف مبادرت کرو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے اور بہتری مجموع براہ دنیا و دین ہے۔
ولا تقعدوا بکل صراط اور مت بیٹھو ہر راہ پر خواہ حسی ہو یا معنوی ہو اس حال سے کہ توعدون خوف دلاؤ لوگوں کو انکے مال ناحق لینے کا یا ایسے چنگی لینے کا یہ ہوای
پر بیٹھنے سے ممانعت ہے وتصدون اور روکو لوگوں کو عن سبیل اللہ اللہ تعالی کے دین سے من آمن بہ ایسے شخص کو جو اللہ تعالی پر ایمان لایا اور یہ روکنا
اسطرح کہ اسکو دھمکایا کہ ایمان لاویگا تو قتل کر ڈالینگے من آمن مفعول تصدون ہے اور وہ توعدون پر عطف ہو کر ضمیر لاتقعدوا سے حال ہے یعنی ہر راہ پر دھمکاتے اور
روکتے ہوئے مت بیٹھو راہ حق اگرچہ واحد مستقیم ہے لیکن اسمیں معرفت حدود و احکام میں اسواسطے بکل صراط فرمایا وتبغونھا عوجا یہ بھی توعدون پر عطف ہے یعنی اس حال
سے کہ طلب کرتے ہو راہ کو معوجہ یعنی لوگوں کو شبہہ ڈلاؤ اور انسے کہو کہ ٹیڑھی راہ ہے اور راہ پر بیٹھنے سے درحقیقت بیٹھنا مراد نہیں ہے بلکہ ایسے طریقہ اختیار کرنے سے ممانعت ہے
قریش والے بھی لوگوں کو آنحضرت صلعم پر ایمان لانے سے روکتے تھے اور اسیطرح دھمکاتے تھے واذکروا اذ کنتم قلیلا فکثرکم وانظروا کیف کان عاقبۃ المفسدین
اور یاد کرو کہ تم تھوڑے تھے پس اللہ تعالی نے تمکو بہت کیا اور عبرت سے دیکھو کہ مفسدوں کا انجام کار کیا ہوا یعنی تم سے پہلے قوم لوط وغیرہ جنھوں نے شرک و گناہ ہونے میں
فساد برپا کیا اور رسول کا کہنا نہ مانا انکا انجام بنظر عبرت دیکھو کہ آخر عذاب سے ہلاک کیے گئے وان کان طائفۃ منکم آمنوا بالذی ارسلت بہ وطائفۃ لم یؤمنوا یعنے
اور اگر تم میں سے میرے رسول ہونے میں اختلاف کیا اور دو فرقے ہوگئے کہ ایک فرقہ تو ایمان لایا اور نجات اختیار کی اور دوسرے فرقہ نے ایمان سے انکار کیا اور مجھے جھٹلایا ہے فاصبروا
تو انتظار کرو حتی یحکم اللہ بیننا یہانتک کہ اللہ تعالی ہمارے تمھارے درمیان میں حکم کرے بایں طور کہ جو حق پر ہے اسکو نجات دے اور جو ناحق پر ہے اسکو ہلاک کرے وھو
خیر الحاکمین وہی حاکموں میں سب سے بڑھکر انصاف کرنیوالا ہے اور یہ درحقیقت انکو صبر و انتظار کرنیکا حکم نہیں بلکہ سخت تہدید و وعید ہے اسواسطے کہ عدل الہی میں پکڑے گئے تو ہلاک ہوں گے

الافادۃ مع التنبیہ مخلوقات پر ذاتی فرض ہے کہ خالق عزوجل کو پہچانے اور اس پر ایمان لاکر حق تعالی کی عبادت ادا کرے لیکن مخلوق سے جو چیز حادث ہو وہ بھی مخلوق ہوگی
تو وہ شان خالق عزوجل کے لائق نہیں ہو سکتی ہے اسیواسطے امام ابو حنیفہ نے رسالہ اعتقاد یعنے فقہ اکبر میں فرمایا کہ بندہ سے اللہ تعالی کی عبادت جس شان سے لائق ہے
ادا ہونا محال ہے مترجم کہتا ہے کہ یہی جمیع اہل السنۃ والجماعۃ کا اعتقاد ہے پس ظاہر ہوا کہ عدل الہی عزوجل میں یا خود ہوں تو کسی سے حق اصلی یعنی عبادت کا ذرہ بھی پایا جا
ولیکن حق تعالی نے نیک بندوں سے اپنے حکم کی تعمیل چاہی اور یہ ممکن ہے پس اس تعمیل میں اصل اعتقاد ہے اور اسی اصل پر طاعات صوم و صلوۃ کی شاخیں ہیں
لہذا جسقدر اعتقاد خوب و معرفت عالی ہوا اسیقدر ثواب طاعت و قبولیت میں کمال ہوتا ہے حتی کہ ولی کی دو رکعت کے مقابلہ میں عامی کی ہزار رکعت نہیں پہنچتی ہے

فاعرفہ والسلام اللھم اغفر لنا غفرانا واسعا واللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

تمت ——— الثامن

آٹھواں جزو تمام ہوا بعدہ نواں قال الملأ الذین ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

بحر العلوم علامہ سیّد امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ۸

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com